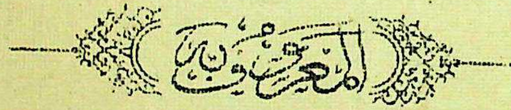
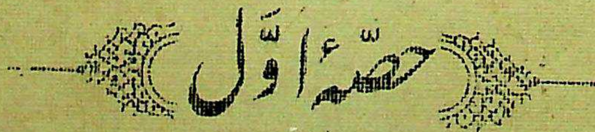
سانت رس



نغمات الاسرار

حضرت عارف باللہ صاحب السر شاہ محمد کاظم قلندر قدس اللہ روحہ

بانی خانقاہ عالیہ کاظمیہ (کاکوری) کا ہندی کلام



شرح اردو

از جناب مولانا حافظ شاہ مجتبیٰ حیدر صاحب کاظمی

سانت رس

(المعروف بہ)

نغمات الاسرار

حضرت عارف باللہ صاحب السّر شاہ محمد کاظم قلندر روّح اللہ روحہ،
بانی خانقاہ عالیہ کاظمیہ (کاکوری) کا ہندی کلام

حصّہ اوّل

شرح اردو

از جناب مولانا حافظ شاہ مجتبیٰ حیدر صاحب کاظمی

انتساب

اس شرح کو میں

حضرت عارف باللہ صاحب السّر شاہ محمّد کاظم قلندر قدس سرہٗ الاطہر
کی روح پُر فتوح سے معنون کرتا ہوں اور آرزومند ہوں کہ میری
یہ سعی آں حضرت روحی فداہ کی بارگاہ عالی میں مشکور ہو۔

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بہ ما کنند

مجتبیٰ حیدر کان اللہ لہ

عرض شارح

غالباً ۱۹۳۲ء کا زمانہ تھا، اُس وقت میری عمر سات سال کی تھی کہ مجھے حضرت وارث الانبیا سلطان المحبوبین مرشد مرشدنا مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر قدس سرہٗ نے آستانۂ عالیہ کاظمیہ پر قیام کا حکم فرمایا، اسی زمانے میں حضرت صاحب قدس سرہٗ کے حسب الحکم مولوی ضیاء الدین حیدر صاحب عباسی[1] پنشن لے کر آستانے پر قیام پذیر ہو چکے تھے، حضرت صاحبؒ روزانہ ان کی جائے قیام پر تشریف لے جاتے تھے، اُس وقت سوا مخصوص دو تین اشخاص اور کوئی نہ ہوتا تھا، اُس وقت یا تو حقائق و معارف بیان ہوتے تھے یا سانت رس کی ٹھمریاں حضرت صاحب خود پڑھتے اور معانی و مطالب بیان فرماتے، مولوی ضیاء الدین حیدر صاحب مغفور پر کیف و وجد کی جو حالتیں طاری ہوتی تھیں اُن کا سماں آج بھی نگاہ تخیل کے سامنے ہے، گریبانوں کی دھجیاں اُڑنا اور خون کے فوارے چلنا آج بھی نظروں کے سامنے ہے، اگرچہ میں اس وقت کم عمر اور ناسمجھ تھا لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ باوجود کچھ سمجھ میں نہ آنے کے بھی مجھے ایک خاص سرور محسوس ہوتا تھا، یہ شرح انھیں دنوں کی آواز بازگشت ہے، عرصے تک تو اپنی تعلیمی مشغولیت کی وجہ سے اس طرف متوجہ نہ ہو سکا اور آخر ۱۹۴۵ء میں میں نے لالہ شیام لال صاحب نگم[2] سے سانت رس کو سبقاً سبقاً پڑھنا شروع کیا، تقریباً نصف کتاب پڑھی تھی کہ لالہ صاحب بیمار ہو گئے اور یہ سلسلہ ختم ہو گیا، انھیں ایام میں میرے آقاء ولی نعمت اُستاذی و مرشدی مولانا شاہ علی حیدر قلندر قدس سرہٗ کی علالت کا سلسلہ شروع ہوا جس نے عقل و ہوش پراگندہ کر دیے، اور اگست ۱۹۴۷ء میں آپ کے وصال نے تو دنیا ہم لوگوں کے لیے تاریک کر دی، دُنیوی افکار اور اُلجھنوں میں ایسا گرفتار ہوا کہ عرصے تک اس کا خیال ہی

---

[1] مولوی ضیاء الدین حیدر صاحب عباسی مغفور کاکوری کے اعیان و اشراف میں سے تھے آپ کو حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہٗ سے بیعت تھی۔ حضرت وارث الانبیاء کے مترشدین خاص میں سے تھے، آپ کے مفصل حالات تذکرۂ حبیبی حصۂ دوم و تاریخ عباسیانِ کاکوری سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

[2] لالہ شیام لال نگم کاکوری کے کائستھ خاندان سے تھے، حضرت وارث الانبیاء قدس سرہٗ کی خدمت میں بڑے خلوص و عقیدت سے حاضر ہوتے تھے، مجھے یاد ہے کہ ایک بار میں بستی سے آستانے پر واپس آ رہا تھا راستے سے لالہ صاحب بھی ساتھ ہو گئے، جب آستانۂ شریفہ کے قریب پہنچے تو لالہ صاحب دوسری سمت مڑے، میں نے پوچھا آپ تو تکیہ شریف جا رہے تھے، کہنے لگے کہ حضور میں کبھی آستانے پر بغیر غسل و وضو نہیں حاضر ہوتا، جس زمانے میں حضرت مولانا حافظ شاہ علی حیدر قلندر حضرت وارث الانبیاء سے سانت رس پڑھتے تھے تو لالہ صاحب اور بابو اودھ بہاری لال صاحب بھی شریک درس رہتے تھے، آپ آخر دم تک اسی خلوص و عقیدت مندی سے آستانۂ شریف پر حاضر ہوتے رہے تقریباً پانچ سال ہوئے کہ آپ انتقال کر گئے۔

نہ آیا، گزشتہ سال حضرت عارف باللہ قدس سرہٗ کے عرس کے بعد خیال آیا کہ افکارات اور الجھنیں تو جاری رہیں گی اس کام میں کیوں تاخیر ہو، اللہ کے بھروسہ اور حضرت عارف باللہ کی توجہ پر یقین کر کے ترجمہ و شرح شروع کر دی جو بحمد اللہ ختم ہو گئی جس کا پہلا حصہ ہدیۂ ناظرین ہے، بعض ہندی الفاظ کی متصوفانہ شرح میں نے آخر کتاب میں لکھ دی ہے، لیکن یہ وضاحت جامع و مانع نہیں ہے نہ ہر لفظ کے اتنے ہی معانی و مطالب ہوں گے جو میں نے اپنی فہم ناقص سے لکھے ہیں، نہ ہر جگہ وہ معنی و مفہوم چسپاں ہو سکتے ہیں، بعض جگہ لغوی و مجازی معنی ہی زائد بہتر ہیں، حضرت عارف باللہ نے سرخیوں میں جو اصطلاحات تصوف استعمال کی ہیں ان کی شرح و تفصیل کے لیے مصباح التعرف ملاحظہ ہو۔

ٹھمریوں کی ترتیب میں نے وہی رکھی ہے جو حضرت عارف باللہ قدس سرہٗ نے اپنے دست مبارک سے بلحاظ نغمات لکھی ہے۔

انڈکس کی ضرورت اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ چونکہ ٹھمریوں کی ترتیب ردیف و قوانی کے اعتبار سے نہیں ہے اس لیے اشعار کے تجسس میں دقت محسوس ہوتی تھی، اس اہم و مشکل کام کی ذمہ داری عمی مکرمی مولوی مرتضیٰ علی صاحب علوی[1] نے اپنے سر لی، اور بڑی محنت و جانفشانی سے انڈکس کو مرتب کیا، نغمات کی تفصیل و تشریح عم محترم نظام الدین حیدر[2] صاحب عباسی کے شوق و محنت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ دونوں صاحبان کو اپنی یاد میں شاد رکھے اور بطفیل عارف باللہ اپنی معیت دائمی کا یقین و مشاہدہ عطا فرمائے۔

برادر مکرم منشی معین الدین حسن صاحب علوی ایم، اے (جن کو حضرت عارف باللہ سے علاوہ نسبت خادمیت کے نسبی نسبت بھی حاصل ہے) اور مکرمی و محبی مولوی مقصود علیخاں صاحب کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے ترجمہ میں میری مدد فرمائی، باری تعالیٰ دونوں کو دینی اور دنیوی فلاح عطا فرمائے ؎

از دست گدائے بے نوا ناید ہیچ
جز آنکہ بہ صدق دل دعائے بکند

مجتبیٰ حیدر

---

[1] مولوی مرتضیٰ علی صاحب علوی کو حضرت مولانا حافظ شاہ علی نور قلندر قدس سرہٗ سے بیعت ہے حضرت وارث الانبیا قدس سرہٗ کے مسترشدین خاص میں سے ہیں، ریٹائرڈ ہونے کے بعد سے آپ پیر و مرشد کے آستانۂ شریفیہ پر اقامت گزیں ہیں، اپنے مرشد و مرشد زادگان کے حضور میں مقبول و منظور بارگاہ رہے، آپ کا حال تذکرۂ حبیبی حصہ دوم بضمن مسترشدین دیکھا جا سکتا ہے۔

[2] مولوی نظام الدین حیدر صاحب عباسی کاکوری حضرت وارث الانبیاء قدس سرہٗ کے سب سے پہلے مرید ہیں اور محبوب شاہ گھمد مسترشد خاص ہیں، آپ کو ایک خاص نسبت حبی اپنے مرشد برحق سے ہے، آپ کے حالات تذکرہ حبیبی حصہ دوم و تاریخ عباسیان کاکوری سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

مقدمہ :-

حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر قدس سرہٗ
بانی خانقاہ کاظمیہ کاکوری

حضرت عارف باللہ اور ان کا عہد

اٹھارویں صدی عیسوی کا ہندوستان ایک محشر یاس و الم بنا ہوا تھا، انقلاب زمانہ کے بے درد ہاتھوں نے سلطنت مغلیہ کا شیرازہ درہم و برہم کر دیا تھا، مختلف عناصر سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے، اور ان کی قوتیں آپس میں ٹکراتی رہیں، اس بیکسی و کس مپرسی کے عالم میں اخلاقی و روحانی، معاشرتی و تمدنی نقوش مٹنے لگے، جس طرح بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی میں سیل تاتار نے عالم اسلامی کی ملکی و معاشرتی نظام کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور متمدن سلطنتوں کو پارا پارا کر دیا، بالکل اسی طرح سیل فرنگ نے ہندوستان کے گل و گلزار کو پامال کر دیا، یہ وہ تاریک بھیانک دور تھا کہ زخم خوردہ انسانیت روح کو تسکین دینے والی ہستیوں کو ڈھونڈھ رہی تھی، معرفت و عرفان کے سوتے خشک ہو گئے تھے، نگاہیں ایسے عارفان کامل کو ڈھونڈھ رہی تھیں جن کی نگاہ بصیرت افروز میں دلوں کے جوڑنے کے جملہ سامان مہیا ہوتے ہیں، عین اس عالم یاس اور قنوطیت میں، اس جمود و انحطاط کے دور میں اودھ کے قصبۂ کاکوری میں وہ شمع روحانیت فروزاں ہوئی جس کے فیض نظر نے ہزار ہا ذرہ ہائے خاک کو اپنی اکسیر نظر سے کیمیا بنا دیا، جس کے سینۂ سوزاں کی تپش نے ہزاروں کے دل محبت سے زندہ کر دیے، جس کے سوز قلبی نے دلوں میں ساز آرزو چھیڑ کر حق سے ملا دیا، اودھ کی سنسان دنیا نعرہ ہائے مستانہ سے گونج اُٹھی، یہ تھے عارف باللہ صاحب السر شاہ محمد کاظم قلندر، بزم عرفاں کے صدر نشین، اور گلشن معرفت کے گل سر سبد۔

ولادت باسعادت، تعلیم و تربیت، ابتدائی حالات

حضرت عارف باللہ قدس سرہ شاہ محمد کاشف چشتی کے صاحب زادے تھے، یہ آفتاب ہدایت ۱۷ ماہ

رجب روز دوشنبہ ۱۱۵۸ھ (مطابق ۱۷۴۵ء) بعہد محمد شاہ بادشاہ دہلی کاکوری میں طلوع ہوا۔ آپ نسباً علوی ہیں اور حسباً عباسی، آپ کے جد اعلیٰ حضرت مخدوم نظام الدین قاری ہندوستان کے جید علما میں شمار کیے جاتے تھے حضرت شاہ محمد کاشف بھی بظاہر سپاہیانہ زندگی اختیار کیے تھے لیکن بہ باطن ایک عارف کامل تھے حضرت عارف باللہ نے معقولی ومنقولی تعلیم مولوی عبدالعزیز کاکوری، ملا حمید الدین محدث کاکوری اور ملا احمد اللہ سندیلی نیز مولانا سید غلام یحییٰ بہاری سے حاصل کی۔ زمانۂ طالب علمی ہی سے ذوق تصوّف تھا، ۸ سال کی عمر سے جب آپ کلام مجید ختم کر چکے تھے نماز و وظائف کے پابند ہو گئے، اگرچہ لڑکپن میں کھیلتے بھی تھے لیکن کبھی نماز قضا نہ ہوئی، نہ وظیفہ ناغہ ہوا، ایک بار بچپن میں اتفاق سے نماز جمعہ ناغہ ہو گئی آپ کو بہت رنج ہوا، اسی حالت میں سو گئے، خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت مآب کی مجلس انور ہے، نماز کی تیاری ہو رہی ہے۔ آنحضرت نے آپ سے پوچھا کہ کیا نماز پڑھ چکے ہو؟ عرض کیا نہیں، ارشاد ہوا کہ اچھا میرے ساتھ شریک ہو جاؤ، آپ نے صف کے پیچھے کھڑا ہونا چاہا تو حضرت علی مرتضیٰؓ نے اپنے برابر داہنی طرف کھینچ کر شریک صف کر لیا، اس قسم کے واقعات و مبشرات بکثرت آپ پر وارد ہوتے رہے۔

تعلیم ظاہری حاصل کرنے کے بعد آپ کے والد محترم نے آپ کو آپ کے ماموں نواب مظفر الدولہ تہور جنگ بخشی ابو البرکات خاں عباسی کے ہمراہ فوج میں نوکری کی غرض سے گورکھپور بھیج دیا، لیکن اس زندگی سے بھی آپ مطمئن نہ تھے، جس وقت موقع ملتا قرب وجوار کے فقرا اور درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوتے، اسی اثناء میں ایک بزرگ شاہ مظہر حسین صاحب سے ملاقات ہوئی، انھوں نے حضرت کلید عرفاں سیدنا شاہ باسط علی قلندر الٰہ آبادی کا ذکر کیا، نام سنتے ہی حضرت کو عقیدت ومحبت پیدا ہو گئی اور بے تاب و بے قرار ہو کر پاپیادہ الٰہ آباد روانہ ہو گئے جیسے ہی حضرت کلید عرفاں کے روبرو پہنچے، آپ نے دیکھتے ہی فرمایا "بیا بیا دُوران باخبر در حضور و نزدیکان بے بصر دُور"۔ اور بڑی شفقت فرمائی، آپ نے بیعت کی درخواست کی، دوسرے روز سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کر لیا اور فرمایا کہ :-

هنوزت شوق نغمہ ہست در دل
دل وجاں را کرشمہ ہست در دل
نگاہ تو ز خوبان مجازی
ہمی دانم کند پیوستہ بازی

'مجاز' سے رستگاری کے لیے صبر آزما مجاہدے تجویز کیے جس سے تمام خواہشات یک قلم فنا ہو گئیں، مجاز کی دشوار گزار گھاٹیاں طرفۃ العین میں بتوجہ مرشدی پار ہو گئیں، لیکن شکستگی قلب دائمی ہو گئی، آپ ہمہ تن اِس

حدیث شریف کا مصداق ہو گئے کہ "اللہ شکستہ دلوں میں رہتا ہے"۔ کائنات کی ہر شے حسن ازل کا پرتو بن گئی، حضرت پیرومرشد کی عنایتِ توجہ بیان فرماتے ہیں ؎

جب سے بھئی ستگر کی کرپا	پیا پایا ڈارے گر بانہیں

پاتھر من پر ستگر کے سنگ	بیم کی جب لاگی چلمک

کیسے نہ ہوے مورے من دھیر	آسکے کب دُکھ کی بھیر
تیرے رحم و کرم سے پایا	حضرت باسط علی سا پیر
جا کے گیان کی او کھد چاکھت	گئی ہمرے تن من کی پیر
ہاتھ پہ ہاتھ دھرتے بیرے	کٹ گئیں بھر من کی جنجیر
رکھ لے لاج دو دجگ ماکاظم کی	یہی آکر بھئے فقیر

آخر کار بکسر کی فیصلہ کن جنگ کے موقع پر علائقِ دُنیوی کے بندھن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے توڑ ڈالے، اس جنگ کی ہزیمت و شکست نے دل دُنیا سے بالکل متنفر کر دیا، دوبارہ حضور مرشد میں حاضر ہوئے سلوک و طریقت کی کٹھن گھاٹیاں طے کیں، خلافت کبریٰ سے سرفراز ہوئے، اور حضرت پیرومرشد کی جانب سے "عارف باللہ" کا خطاب عطا ہوا، (اس وقت آپ کی عمر شریف صرف اٹھارہ سال کی تھی) آپ بحکم پیرومرشد وطن آکر انسانیت کے تزکیہ نفس اور تعمیر اخلاق میں مشغول ہو گئے، اوّلاً آپ نے پیرومرشد سے درخواست کی آپ اجازت دیں کہ کسی گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر یاد حق کریں، لیکن پیرومرشد نے اس راہبانہ زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں دی دوبارہ آپ نے درخوست کی کہ تاعمر پیرومرشد اپنے قدموں پر قیام کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں، پھر ارشاد ہوا "نہیں دو آفتاب ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے"۔ اور قیام وطن کا حکم فرمایا، آپ مجبوراً وطن میں آکر قیام فرما ہو گئے، اور رشد و ہدایت کے کار عظیم میں منہمک ہو گئے، آپ کی فیض صحبت نے ہزارہا قلوب کو متاثر کیا، اس عہد کے سربرآوردہ لوگ بھی آپ کی نگاہ توجہ سے خاک سے پاک ہو گئے، جن میں ہر قوم اور ملت کے افراد شامل تھے، مہاراجہ ٹکیت رائے جو آصف الدولہ کے وزیر تھے آپ کے حلقہ ارادت مندان میں شامل ہوئے اور

نیازمندانہ حاضر ہوتے رہے، ان میں ٹھاکر پرشاد بھی تھے جن کو نسبت حبی کا فخر حاصل تھا، ان میں لالہ مجلس رائے بھی تھے اور لالہ منی رام بھی تھے جنھوں نے آپ کے دست حق پرست پر بعیت کی اور آپ سے اخذ فیض کیا، شیخ طفیل علی علوی فوجدار۔ امیر عاشق علی خاں بہادر علوی سفیر اودھ۔ مفتی خلیل الدین خاں بہادر علوی سفیر اودھ و میر منشی گورنر جنرل۔ قاضی القضاۃ نجم الدین علی خاں بہادر، حافظ معز اللہ۔ شیخ زین العابدین منشی فیض بخش وغیرہ کے ایسے مشاہیر سر برآوردہ لوگ بھی تھے جو دل بیمار و دست بکار ہو کر دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال ہوئے یہ جملہ حضرات حضرت کی نگاہ توجہ سے خاک سے اکسیر بن گئے، اور ان کی ذات نے ہزار ہا کو راہ ہدایت دکھائی، اودھ کی فضا توحید پرستی سے معمور ہوگئی، علم و عرفان کے اس سوتے ہزاروں کی مٹی برباد ہونے سے بچالی، ان کو محبت کا آب حیواں پلا کر حیات جاوید عطا کردی۔

علم موسیقی وہبی تھا، اور خوش الحانی میں یگانۂ آفاق تھے۔ منشی فیض بخش مورخ مصنف تاریخ فرح بخش نے آپ کے حالات میں ایک مثنوی باغ و بہار ۱۲۱۰ھ میں تصنیف کی تھی جس میں علاوہ آپ کے دیگر حالات کے آپ کی خوش الحانی و موسیقیت کے بھی چند واقعات نظم کیے ہیں، زمانۂ طالب علمی میں آپ کا معمول تھا کہ بعد فراغت درس اپنے مکان پر اکثر اوقات گایا کرتے تھے، ایک بار دریا کے کنارے گانا شروع کیا، گانے کے اثر سے ایک سانپ بین سے نکل آیا جب تک آپ نغمہ سرا رہے وہ بیٹھا رہا، جب آپ خاموش ہوگئے تو وہ بھی اپنی بانبی میں چلا گیا، ایک روز ملا قدرت اللہ بلگرامی (آپ کے اُستاد اور مرید) رائے سوبنس رائے کے مکان پر بیٹھے تھے، آپ بھی اپنے احباب کے ساتھ آستین چڑھائے کمان ہاتھ میں لیے پہنچے اور پھاٹک میں کھڑے ہو کر دروازے پر ہاتھ رکھ کر ملار گانے لگے، گاتے گاتے ایسا بے خود ہو گئے، کہ زمین سے پیر اُٹھنے لگے اور جسم کانپنے لگا، قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑیں لیکن لوگوں نے سنبھال لیا، ایک بار پھاگن کے مہینے میں چاندنی رات میں آپ مع اپنے احباب کے شیخ جار اللہ ہفت ہزاری کے پھاٹک پر بیٹھے تھے کسی نے کہا گانے میں ایسا اثر ہونا چاہیے کہ پانی برسنے لگے، آپ نے جوش میں آکر ملار شروع کی، آپ کے نغمہ سرا ہوتے ہی ابر آگیا اور بوندیں پڑنے لگیں، گاتے وقت ولولۂ محبت حق بہت بڑھ جاتا تھا، ایسی مستی طاری ہو جاتی تھی کہ دو دو تین تین روز آپ کو ہوش نہ رہتا تھا، مرشد کامل کی تلاش و جستجو میں بے قرار رہتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ "مجکو دو چیزوں نے فقیر بنایا، گانے کے شوق اور موت کے خوف نے" آپ کے اسی ذوق نغمہ کے باعث آپ کے کلام میں وہ رس ہے کہ سامعہ سر دھننے لگتا ہے اور وہ شعریت و موسیقیت ہے کہ وجدان صحیح سنتے ہی جھوم اُٹھتا ہے، یہی سانت رس ہے جس کا حصہ اول

ہدیۂ ناظرین ہے، اس حصہ میں تقریباً ڈھائی ہزار اشعار ہیں۔ (کل اشعار پانچ ہزار کے قریب ہیں)۔

سانت رس کے ادبی محاسن پر سرسری نظر

ہندی شاعری کی نزاکتِ تخیل اور لطافتِ بیان اس لیے اور بڑھ جاتی ہے کہ اظہار جذبات عورت کی زبان ہوتا ہے، عورت طالب ہے مرد مطلوب، برج بھاشا میں خاص طور پر بڑی مٹھاس اور رسیلا پن ہے۔ تخیل کی بلندی اور رعنائی، حالات و واردات قلب و نظر ایک طرفہ انداز سے حضرت عارف باللہ کے کلام لالہ رنگ میں جھلک رہے ہیں، سوز و گداز کی تب و تاب، ہجر و وصال کے بدلتے ہوئے تاثرات و احساسات کا بیان شیریں انداز میں ڈھل کر سامعہ نواز ہوتا ہے اور روح میں بالیدگی پیدا کرتا ہے، ٹھمریاں اور دوہے مختلف راگ اور راگنیوں کے دھن پر کہی گئی ہیں۔ ہولی۔ دیوالی۔ بسنت کی منظر کشی۔ محاکات۔ تجنیس خطی صنعت ایہام صنائع و بدائع کی اعلیٰ مثال۔ شکوہ و شکایت، کی داستان غفلت و تغافل کے حرف و حکایات سُبک و شیریں الفاظ میں ادا کیے ہیں۔ نعت میں ایک ٹھمری ملاحظہ ہو:—

صورت تیری پیاری پہ میں بلہاری

لال انکھین تیری لال بنت ہے	کاری کاری بن انجن پیاری
مکھ سکھ تین اس چھب بن آئی	جھ چھب پر لاکھن جیو واری
آد جوت تیرے گھٹ ماہر اجت	تیری جوت سے ہے جگ اُجیاری
انیک دُرود سلام ہیں تم پر	رب کی اُور سے اور ہماری
ارے اے رحم و کرم کے سمندر	لہر ہے ادھر تو اک باری
رکھ لے لاج دو جگ کاظم کی	وے جو مانگے یہ درس بھکاری

کرشن جی کی سُریلی بانسری کی تانوں نے گوپیوں کے خرمن صبر و شکیب کو جلا کر پھونک ڈالا تھا، بندرابن اور گوکل کے جنگلوں میں وہ شوخی و شرارت سے معصوم و سادہ دل گوپیوں کے دلوں میں عشق کے شرارے بھڑکا رہے تھے، کبھی پنگھٹ سے واپس آتے ہوئے اپنے جلوۂ بے محابا سے انھیں بے خود کرتے، کبھی اُن کے ساتھ ہولی کھیلتے

لے یہ تینوں موضوع دوسرے حصے میں آئیں گے۔

مئی

اوران کی چندری شرابور کردیتے، پھر ایک وقت آیا کہ بندرابن سے دوارکا چلے گئے، اور انداز بے نیازی اختیار کرلیا، اِس ہجر کی کلفت نے دلوں میں جو آگ لگائی ہے اس کا اظہار اس انداز سے کیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کوئی جلا بُھنا دل مصروف فغاں ہے ؎

من موہن ہو کہاں جائے بسے

کیل کرت رہے جو ان کنجن | بچھڑے پھر نہ ملے ورسن
دھیر دھرے من برہن کو کب | ہوئے بچھڑے برسن برسن
بہت دنن ان کے سنگ کھیلے | جیو سکھ پایو رگھبر برسن
مدھ بن دیکھے جر وہیا ہمرو | رکت لگے انکھین برسن

حضرت عارف باللہ نے راہ سلوک میں بڑے سخت سے سخت ریاضات و مجاہدات کیے، اور توجہ مرشدی سے مقام محمود پر فائض ہوئے. کائنات کی ہر شے حُسن حقیقی کا پَرتَو ہے، شیشۂ دل پر محبت کی صیقل ہوچکی ہے۔ اپنی ذات ہستی حقیقی کا نقش ثانی بن گئی ہے، تصوف کے دقیق مسئلوں کو پانی کی طرح حل کردیا ہے، وحدت الوجود کے مسئلے کو کس دلنشیں انداز میں ادا فرماتے ہیں ؎

گھر باہر اب وہی ہیں کاظم | ہم ناہیں ہم ناہیں ناہیں

جاکو بتاویں جگ سے نیارا | سو پایا ڈارے گر باتھیں
کون کہت الکھ نرنجن | گھٹ گھٹ بیچ سمایو ناہیں
کاظم کم نینن سوں دیکھو | دے آہیں وے آہیں آہیں

اپنے پیتم سنگ مل کے ہم ہوئے گئے وا کے رنگ | ہم وا کے وہ ہمرے رنگ مل دو و بھئے ایکے انگ

مظاہر کے الجھاووں سے یکسو ہو کر ہی عاشق اُس مقام پر پہنچتا ہے جہاں نیش غم اور نوش عیش، خلش خار اور راحت گل، لذت وصال اور کلفت فراق جب محو ہو جاتے ہیں تو وہ حق کو حق کی نگاہ سے دیکھتا ہے، جہاں زشت و

خوبی، خیر و شر ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں، یہ وہ کیف و سرور کی آخری منزل ہے جہاں پر فائز ہو کر، انسان، انسانِ کامل ہو جاتا ہے ؎

کون کرے اب ہمرے تیرتھ کو تربینی کاشی جائے

ٹھور ٹھور درسن ہیں ہم کا اُس بن آیو ڈھنگ

حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہٗ آپ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"ایک بار دورانِ سلوک میں حضرت عارف باللہ پر سخت ذہنی اُلجھن اور انقباضی کیفیت طاری تھی، آپ نے شری کرشن جی کو خواب میں دیکھا، اُن سے کہا کہ موت چاہتا ہوں، کرشن جی نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ "نہیں! تم اَمَر ہو" یعنی وہ کہ جس کا دل حُسنِ ازل کی محبت سے روشن ہو گیا ہو، وہ زمان و مکان کی قید اور موت و حیات کی کشمکش سے آزاد ہے"۔

کرشن جی کی تعریف میں فرماتے ہیں:۔

"کرشن جی کہ ہنگامہ و شورِ عشق بازی ان کی ذات سے تھا، اگرچہ وہ مجاز میں محبوب تھے لیکن ہم لوگ وحدت الوجود کے قائل ہیں ہمارے نزدیک جو کچھ تھا عین حقیقت تھا، کیونکہ کرشن جی عارف حقیقت شناس تھے"۔

بن پھاگ جن دھوم مچائی — پھاگ ماسو کا کچھ رنگ لائی

یہ سنوری مورت بانکی چتوں — مار راکھو برج لوگ لگائی

ہوں مُرلی دئی ماری کی ماری — اُگے سُدھ بُدھ اپنی گنوائی

گروے لگو رہے شیام کا نک کم — اُن کا دیکھ موہے اچرج آئی

یہ تمام حالات مقام سلوک کی مختلف کیفیات ہیں، محبوب کے عالم تنزیہ میں قیام کے باعث مشاہدہ نہیں ہوتا تو دل میں سوز و گداز کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے، عاشق حیران و سراسیمہ سر ٹکتا پھرتا ہے۔

اے ری سکھی پیا مورے دُکھ کونے دیسواں — نیٹھے کر کے گمان مان

مت بھئی ہین تن چھین بھیورے — رہو پران سو دُکھت ہے جان

لہ یہ عبارت فارسی زبان میں خود حضرت باللہ کے دست مبارک کی لکھی ہوئی ہے۔

کوئی نہ آوے نہ جاوے نہ کوئی موہے بتا دے پی کو ٹھکان

عاشق تیشۂ عشق سے نفس وخودی کے بندھن توڑ دیتا ہے، ترکِ ماسوا کر کے حق کو صرف حق کے لیے ڈھونڈھتا ہے، اور دیارِ عشق کی سختیاں سہتا ہوا لقائے حق سے سیر کام ہوتا ہے، اسی عالمِ سلوک میں حسن کی کرشمہ سنجیوں کے گوناگون پہلو نظر آتے ہیں، کبھی منظرِ عام پر آکر اس کی تجلیاں دل کو تسکین دیتی ہیں، اور کبھی نگاہوں سے چھپ کر اعراض و اغماض سے محبت کی آگ بھڑکاتا ہے، غرض لطف و پیار کا انداز ہو یا غفلت و بے رخی کی ادا ہو یہ سب عشوہ و ناز عاشق کے دل کو زندہ رکھنے کے لیے ناگزیر ہیں، بقول غالب ؎

کھیل سمجھا ہے کہیں چھوڑ نہ دے، بھول نہ جائے
کاش یوں بھی ہو کہ بن میرے ستائے نہ بنے

شیام دلوں میں پریم لگن لگا کر بندرابن سے دوارکا چلے گئے ہیں، گوپیاں فراق میں ماہیِ بے آب کی طرح تڑپ رہی ہیں، ذرا اس بیتابی و بے قراری کا بیان ایک گوپی کی زبان سے سنیے ؎

کہاں گئے برج لال کنھیّا من موہن بنسی کے بجیّا
کہاں چھپی جائے موہنی مورت سگرے نگر کے من کی چھلیّا
جون کرت رہو کھیل کنجن ما کونے کنج چھپو اے دیّا
چھین چھین دودھ مٹکی پھوڑ پھوڑ برج اجاڑ گا، برج بسیّا

محاکات کی چند دلکش مثالیں ملاحظہ ہوں ؎

جائی کے ہم جمنا پچھتانی آگ لگی ہیے بھرتے پانی
گھاٹ پہ ٹھار رہو من موہن جتوت ہی سُدھ مور بھلانی
اب تو گیو من ہاتھ سے مورے موری جتون مورے موڑ بسانی
لوگ کہت سب موکو باوری موہن لکھ کو ورہت سیانی
جا کے لگے سوئی جانے کاظم
کا موکی پیر کوئی کہہ جانی

نین پیاسے ہیں، جیوں سدا رہے جل نانھ
جل جل ترسیں پی کے درس پاویں نہ درس کی چھانھ

ایک دن جل بھر کے میں گھر چلی سر پر گاگر بھار
مُور چھت بھئی گری سر گاگر ہوتے آنکھیں چار
کون اتر گھر دے پنہاری

بہت دنوں کے بعد اور بڑے جتن کرنے کے بعد وہ محبوب دُولھا بن کر گھر آیا ہے، دُولھن کے مسرّت بھرے جذبات ملاحظہ ہوں، معلوم ہوتا ہے کہ نغمہ و کیف کی فضا چھا گئی ہے ؎

ہنگے مولن آیا میرا بنرا

ہاہا کرت ہے، پنیاں پڑت ہے	کیسے نہ بولن آیا
رنگ رنگیلا، چھیل چھبیلا	بھلے سڈولن آیا
نیند کا ماتا رنگ مارا آتا	ہولن ہولن آیا
مکھ موندوں اب کیسے کاظم	گھونگھٹ کھولن آیا

در اصل یہ سب استعارہ آمیز زبان اور مجازی انداز بیان، حسن و عشق کا ازلی معاملۂ راز و نیاز ہے، محبوب حقیقی کا جلوۂ بے محابا سے شاد کام کرنا، محبّت کا پیمانِ وفا لینا "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کے سوال پر قَالُوْا بَلٰی کا وعدہ لینا، پھر تشبیہ سے تنزیہ کی طرف رُخ کرنا، اور حجاباتِ کبریائی میں چھپ جانا، اس عالم آب و گِل میں آ کر روحیں اُسی حُسنِ ازل کی تلاش میں گو یوں کی طرح سرگرداں ہیں، اور اپنے مدارج طے کرنے میں مشغول، کہ پھر اپنی اصل سے جا ملیں، وہ اُسی حُسنِ کامل کو بے نقاب دیکھنے کے لیے سیماب آسا بے قرار و مضطرب ہیں جو یہ ہنگامۂ عالم برپا کر کے ہر شے میں اپنی جلوہ گری کر کے نگاہِ ظاہر سے روپوش ہو گیا ہے۔

تجنیس خطی ملاحظہ ہو ؎

تو ہی تو ہے جگ کو رکھوردا — دور نین تیں من تیں نیردا

اب سب چھوٹ کاظم سے آسروا ہار گلے پڑو تورے من ہروا

بار نہ لاگے کاہوں کاں تارت ہر ویار نہ لاؤ وبار

کل پہ نہ رکھ جو کل پھے جگ ما آج لگاؤ من کل ہے گوانواں

فراق و وصال اور محبوب کے حسن و جمال کے تاثرات کی چند لطیف مثالیں پڑھیے ۔

میگھا جھر جھر لاگے برسن کہو جائے کوؤ رگھبر سن
تم تو رہو پردیسواں برسن ہم مرمر درسن کاں ترسن
پیت لگی اُن کی جو آورن سن ملب کہاں پھر ہمسن برسن
یا ہی اگن ہم جھر جھر جھرسن کو کہے یہ دُکھ ہمرے برسن
ترپں دیکھ وا ہی کے درسن سُدھ آوت لاگن کی گرسن
دُکھ پایا یہ چھب سُندرسن نیکے رہو تم لاکھن برسن
دیؤ نہ دیؤ کاہو کو درسن پے رہونت کاظم برسن

ساون آیو ہم کو جراون گھر ناہیں مورے من بھاون
پیا بن انکھیاں بوند اگن بھری اب لاگیں برساون
گھن گرجے بس کاری نہ بھاوے بجلی لاگی ڈراون
موُر کا شور، کوئل کی کوکیں پپیہا لاگو ستاون
سوُن مندر کاظم کب بھاوے بن پی کے گھر آون

میں ہیرت پی کے ہرائے گئی سُدھ جاتے سُدھ اور بھئی
کون کہے گت ہیرت پیا کی پران گئے اُن سُدھ نہ لئی

ایکو پگ چل دیکھ آوت ہے — دس پگ تیسرے اُور دئی
مایا تج نرمل کرجی کوں — دیکھ پڑیں پھر وئی وئی
میں بل جاوں اپنے سنگر کے — چین پئے آنکھیں مجھے دئی
نین کھلے نرکھت اب کاظم — نت پی کی چھب نئی نئی

کون جادوگر نگر میں آوا

جن گوکل متھرا کون چھل چھل — مُرلی پھونک بوراوا
چھب جادو، واکی چیتون جادو — ہوئے نہ جادوگر پھر آوا
سب کو چھلے یہ بالک دیکھو — ابتک واکو نہ کاہوں چھلاوا
سُوئس بھیو کاظم نہ جانو — اُن کاوا پر ٹونا چلاوا

کلھہ تیں ہم کو ہنست رہی
اری اے گوالن

آج تنک مُرلی دھن سُنتے — پھرت ہے مدھ بن بہی بہی
مُرلی سُن بھو جکت بھئی بوری — مُرلی والے کی کون کہی
جب جانوں موہن کے دیکھیں — سُدھ بُدھ نا بھُولے تو سہی
ماکھن دُودھ بھلاے گوالن — لاگے پُکارے دہی دہی
یہ موہن گوالن کے گھٹ میں — کاظم دیکھیں وہی وہی

موہنواں پھیر دے مورا منواں — کچھ نہیں مانگوں تجھ سے اور
گرہ نہ باندھ بست یہ رائی — تیری گرہ کی مانگوں تھوڑ
ہمرے من کا لیب سہج نہیں — کہاں سماے کو مُنہ کا کوُر
تیں چوری کر من لیئے ہم پے — برجوری یہ مورت تُور

اب ذرا چند شعر طنز لطیف کے بھی پڑھیے اور لطف لیجیے ؎

برہم نہ جانے کہاے برہمن ــــ تہہ سے بھلا رے داس چمار

ہیم بھگت بن مُلّا پانڈے ــــ دیکھے دو ؤ نپٹ گنوارا

تیں مُلنا ہم سے وے نگر کی ــــ لاکھن جو جُن باٹ سُنائی [۱] کوس

نت رہے سنگ ہمارے صاحب ــــ بید تو ہم کا یا ہی بتائی

آج تلک اگیاں رہا تیں ــــ نحقے پڑھ پڑھ عمر گنوائی [۲] جاہل

جو بدھ ایسی بتاے تیری بُدھ ــــ پھر کا بوجھی کو سمجھائی

اِس مختصر مقدمے میں نہ تو آپ کے کلام پر نہ تو سیر حاصل تنقید کی جا سکتی ہے، نہ آپ کے مفصل حالات و کمالات و تعلیم لکھے جا سکتے ہیں، آپ کے مفصل حالات کتب ذیل سے معلوم ہو سکتے ہیں:-

(۱) اصول المقصود (فارسی) مولفۂ حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ کاکوروی

(۲) باغ و بہار (فارسی)

(۳) چشمۂ فیض (فارسی) مولفۂ منشی فیض بخش مؤرخ اودھ

(۴) روض الازہر فی مآثر القلندر (فارسی) مولفۂ حضرت شاہ تقی علی قلندرؒ

(۵) انتصاح عن ذکر اہل الصلاح (فارسی) از حضرت حافظ شاہ علی انور قلندرؒ

(۶) اذکار الابرار (اُردو) مولفۂ حضرت مولانا شاہ تقی حیدر قلندرؒ

(۷) تاریخ مشاہیر کاکوری (اُردو) مولفۂ حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندرؒ

آپ کے تعلیمات میں علاوہ آپ کے کلام کے آپ کے فارسی مکاتیب ہیں جو مفاوضات کے نام سے حضرت مولانا شاہ حبیب حیدر قلندرؒ نے طبع کرائے تھے، ایک رسالہ "معمور داشتن اوقات" بھی ہے جو کئی بار طبع ہو چکا ہے، آخر بار تذکرۂ حبیبی حصۂ دوم میں شامل ہو کر طبع ہوا ہے۔

احقر
مجتبیٰ حیدر
کاکوری، ضلع لکھنؤ

۲ ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ

[illegible]

قلمی سانت رس کا ایک ورق بخط مصنف

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکری۔ نعتِ احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

(ابتدا نعت سے کی گئی ہے۔ چونکہ حضرت عارف باللہؒ نے اس میں سرگن (صفات) سے ابتدا کی ہے جس میں نرگن (ذات) بھی شامل ہے۔ اسی سرگن سے اظہار یعنی تفصیل شروع ہوئی جو مرتبۂ واحدیت بشرط شے (مرتبۂ تقید) ہے اور جس سے نرگن علیحدہ نہیں اور یہی مرتبۂ جامع ہے۔ چونکہ بغیر رسول اللہ صلعم کی پیروی کے وصول نہیں ہو سکتا لہذا آپ ہی کا وسیلہ اختیار فرمایا۔ رسول اللہ صلعم کی نعت عین خدا کی حمد ہے اور وسیلہ و ذریعہ وہی اختیار کیا جاتا ہے جو باکیف۔ بارو۔ باجہت ہو۔ ذات بحت[1] من حیث اطلاق اس سے منزہ ہے اور من حیث تقید وہی صورت حقیقتِ محمدی ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ)

(مثلے ہست کہ الجنس الی الجنس یمیل ہر دل بر دن من صورت انسان داری)

(۱) اپنے نبی پر ہیں بلہاری واری واری جاؤں تیری چھب پر پیاری

میں اپنے نبی پر قربان۔ آپ کی صورت اور سراپا پر میں ہزار جان سے صدقے۔

(۲) تیرو پاؤں جہ ٹھور پڑت ہے کاہو کی بدھ نہیں جات بچاری

جس مقام پر آپ کا قدم پڑتا ہے وہاں تک عقل کی رسائی ناممکن ہے (عقل سے اشیا مدرک ہوتے ہیں لیکن عقل آپ کے کمالات کے ادراک سے عاجز ہے۔ آپکا کمال لا انتہا ہے اور عقل محدود۔)

(۳) تورے پاؤں کو پہنچے پاوے موںڈ کوئی کیتو دے ناری

آپ کے قدموں تک (جہاں تک آپ کی رسائی ہے) کوئی نہیں پہنچ سکتا چاہے جتنا سر پٹکے۔ (آپ کا مرتبہ اسقدر اعلیٰ ہے کہ آپکا کوئی مثل ہی نہیں۔ جو تجلّی خاص آپ پر جناب باری تعالیٰ نے فرمائی وہ اور کسی پر نہیں ہو سکتی۔)

(۴) جس تیں کو جانے یہ جانا توری پہچان ما سب ہیں اناری

جس نے بھی آپ کو پہچاننے کی کوشش کی آخر میں اس نے یہی جانا کہ آپ کو کوئی پہچان نہیں سکتا (آپ کی

---

[1] اس مرتبہ میں ذات کے ساتھ اور کوئی اعتبار نہیں۔

حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتا۔)

(سے یہی جانا کہ کچھ نہ جانا ہائے سو بھی ایک عمر میں ہوا معلوم)

(۵) بہت بنائیں رب نے صورت پَے کچھ تیری بنی ہے نیاری

اگرچہ خدا نے بہت سی صورتیں تخلیق کی ہیں لیکن آپ کی صورت سب سے انوکھی ہے۔

(سے استاد ازل بہا کر صورتیں آدم سے تا عیسیٰ تب آیا راست نقشہ کلکِ قدرت سے ترے قد کا۔)

(۶) اور جو ہوت اگلی کوئی صورت لبس نہ کرت پھر کرت نیاری

اس سے پہلے اگر کوئی اور صورت ایسی بنی ہوتی تو آپ پر ختم نہ کرتا (خاتم النبیین آپ کی صفت ذاتی ہے)

(۷) رَبّ نے ہے تیرا ٹھہر پیارا میں کا برنوں جیبھ تو ہاری

میں بھلا اپنی زبان سے آپ کی کیا تعریف کر سکتا ہوں۔ آپ کا بنانے والا خود آپ پر عاشق ہے۔

(۸) نرکھ ہے کا جو کہوں موہے تارو وا ہو سے تم بن کو موہے تاری

آپ کے نزدیک دوزخ ہے ہی کیا جو کہوں کہ مجھے نجات دلوائیے (کیونکہ دوزخ محض حق کی شانِ جلال کا ظہور ہے) اور آپ کے سوا نجات دلانے والا کون ہے۔ (آپ ہی شافع محشر ہیں۔)

(۹) ایسی دیا کرو جا سے کاظم رہے سمائے نوری چھپ پا پیاری

اتنی عنایت فرمائیے کہ کاظم آپ میں فنا ہو جائے۔

ایضاً نعت

(۱۰) اپنے رنگن موہے رنگ ڈارو چرنن پر مورا تن من وارو

مجھے اپنے رنگ میں رنگ لیجئے۔ آپ کے قدموں پر میرا جسم و جان قربان ہے۔ (مجھے آپ کی ذات میں ایسی فنا حاصل ہو جائے کہ میں 'میں' نہ رہوں۔ ہر کہ بجو یدمرا بو کہ بیابد ترا)

(۱۱) نجر کرم کی راکھے رہ مو پر مایا بھرم سے جی کو نسارو

مجھ پر نگاہِ کرم رکھ کر میرے دل سے ما سوا اللہ کے خیال کو نکال دیجئے۔

(۱۲) پاپن کے تاربے کو تم کا رب نے بنایا موہوں کو تارو

آپ کی تخلیق ہی گناہگاروں کو نجات دلانے کے لئے ہوئی ہے۔ مجھے بھی نجات دلائیے۔

(۱۳) اُستُت تیری کون سکے کر جھ پہ پیچھا بنا وَن ہارو
کوئی انسان آپ کی تعریف کیا کر سکتا ہے جب کہ خود بنانے والا آپ پہ عاشق ہو گیا۔
(آئینہ بنا کے قد آدم دیکھا ہے خدا نے اپنا عالم)

(۱۴) بچلے نہ مُومَن بھُولے نہ رب کو باند گہے رہو مَن کو سنبھارو
میرا دل بھٹکنے نہ پائے اور اپنے رب کو نہ بھولے۔ میری باہیں پکڑے رہیئے اور میرے دل کو سنبھالے رہیئے (کیونکہ میرا دل ڈانواں ڈول رہا کرتا ہے۔ قلبی یکسوئی بلا آپ کی توجہ کے ناممکن ہے۔)

(۱۵) کھینچے رہو جو حضور نہ چھوٹے کاظم اب تن مَن سے ہارو
اپنی طرف کھینچے رہیئے تاکہ حضوری قلب نہ جانے پائے۔ کاظم اب جسم و جان دونوں سے عاجز آ گیا ہے۔

ایضاً نعت

(۱۶) صورت تیری پیاری ہی پہ میں بلہاری
لال اَنکھِیَن تیری لال لَبَنت ہے کاری کاری بن اَنجن پیاری
آپ کی پیاری صورت پہ میں ہزار جان سے قربان۔ آپ کی مخمور آنکھیں جن میں محبوب جلوہ گر ہے بغیر سرمہ کے سرگیں ہیں۔

(۱۷) نکھ سکھ تیں اس چھب بَن آئی جھ چھب پر لاکھن جیو واری
سراپا آپ کی صورت ایسی نکھ سکھ سے درست ہے جس پر ہزار جانیں قربان ہیں (آپ کا بنا بنایا سجا سجایا رنگ و روپ۔ ناک نقشہ ایسا کامل و اکمل ہے جس پر ایک چھوڑ ہزار جانیں قربان ہیں)

(۱۸) تَن مَن جیو سب تیرو ہے نِرمَل کون کرے اب جوڑ تہاری
آپ کا قلب اور جسم و جان ایسے پاک و مصفا ہیں کہ کوئی آپ کی ہمسری نہیں کر سکتا۔

(۱۹) آد جُوت تیرے گھٹ ما برا جت تیری جُوت سے ہے جگ اُجیاری
نور اول ازل سے ہی آپ میں جلوہ گر ہے اور اسی سے تمام عالم منور ہے (حق کا پہلا تعین آپ کا ہی نور ہے اور آپ کے ہی نور سے کل عوالم ظاہر و روشن ہوئے اور آپ ہی کے سبب سے تمام عالم وجود میں آئے اور کونین جگمگا اٹھے۔ حدیث شریف ہے انا من نور اللہ و خلق کلھم من نوری)۔

(چوں محمد پاک بود از نار دود   ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود)

(۲۰) تیں ہے سمندر اور ہیں سوتے   شکست بھگت تیری سب سے نیاری

آپ کی مثال سمندر کی ہے اور سب مثل سوتے یا چشمہ کے ہیں (آپ کی قدرت اور آپ کا تصرف سب سے نرالا ہے یعنی کل الکل آپ ہی وہ کل ہیں جس کے تمام انبیا و اولیا اجزا ہیں اور آپ ہی سے فیضیاب ہیں)

(باغ تنزیہ میں سر سبز نہال تشبیہ   انبیا جس کی ہیں شاخیں عرفا ہیں کوپل)

(۲۱) تیرو کہائے کا ڈر ہے نرکھ کا   پاؤں دھروں بھاجے دئی ماری

جب میں آپ کا کہلاتا ہوں تو مجھے دوزخ کا کیا ڈر۔ اگر وہیں قدم رکھوں تو وہ خود بھاگ جائے۔

(۲۲) انیک درود اور سلام ہیں تم پر   رب کی اور سے اور ہماری

بے شمار درود سلام آپ پر ہوں خدا کی طرف سے اور ہماری طرف سے (ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما)

(۲۳) تنک دیکھ یہ اور تو جا سے   بھرم چھانڈوے باٹ ہماری

ذرا میری طرف بھی نظر کرم ہو جائے تاکہ علائق دنیوی میرا راستہ چھوڑ دیں (علائق دنیوی راہ سلوک میں خلل انداز ہوتے ہیں اگر نظر عنایت ہو جائے تو یہ میرے سیدھے راستہ پر چلنے میں خلل انداز نہ ہوں)

(۲۴) مورے اوگن کا دیکھ لجا بیکے   جان بوجھ سدھ موری بساری

بنگاہ غیرت میرے نقائص کی طرف دیکھئے۔ آخر جانتے بوجھتے ہوئے آپ نے میری خبر گیری کیوں چھوڑ دی ہے (گناہ جاذب رحمت ہوتے ہیں پھر میرے گناہوں کے باوجود آپ نے میری خبر گیری کیوں چھوڑ دی آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں)

(۲۵) ارئے اے رحم و کرم کے سمندر   لہر بھیج ادھر یو اک باری

آپ کا رحم و کرم مثل سمندر کے بے پایاں ہے۔ ۶۔ ایک موج کرم ادھر بھی آجائے۔ ہماری بگڑی بن جائے۔

(۲۶) تم بن پاپن کا دو و جگ ماہ   ہے کو ایسا جو پار اتاری

آپ کے سوا گنا ہگاروں کا پار اتارنے والا دونوں جہان میں اور کون ہے

(۲۷) نرکھ پاپ اپنے نت یا سوں   مور توہیں آنکھیں کاری کاری

اپنے گناہوں کو دیکھ دیکھ کر اُنکی ہیبت سے میری آنکھیں (روتے روتے) بے نور ہو گئی ہیں یا آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا ہے۔

(۲۸) بُڑ کھ پاپ جُنہیں رُووَت ہوں   لال ہوت ہیں اور کھاری

(پھر اُسی کیفیت کو بیان فرماتے ہیں) کہ جس وقت اپنے گناہوں پر نظر پڑتی ہے تو میری آنکھیں روتے روتے سرخ اور بھاری ہو جاتی ہیں۔

(۲۹) مورے ما پاپ تورے ما آپ ہیں   دوؤ میں ایک نہیں کے ڈاری

مجھ میں گناہ سمائے ہیں اور آپ میں وہ خود جلوہ گر ہے۔ اُس نے مجکو اور آپ کو یکساں نہیں بنایا۔

(۳۰) رکھ لے لاج دوؤ جگ ما کاظم کی   دے جو مانگے یہ دَرس بھکاری

دونوں عالم میں کاظم کی لاج رکھ لیجئے اور جو کچھ دیدار کا بھکاری مانگے اُس کو عطا کیجئے۔

ٹھمریاں جنکو ہندی میں بھجن کہتے ہیں

ان میں معارف وحقائق۔ پند و نصیحت عشق و وصل و ہجر محبوب حقیقی و مجازی کا بیان ہے۔ ان نغموں کے پڑھنے سے بے ذوقی سے نجات مل سکتی ہے جو اکثر نفوس ناطقہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔

نغمۂ اول بھیروں

(۳۱) توہی تو ہے جگ کو رکھوروا   دور نَیْنَن تیں مَن ہیں نیرُوا

توہی تو عالم کا محافظ و نگھبان ہے۔ نگاہوں (ظاہری) سے دور اور قلب سے قریب ہے (عالم تجھ سے ہی قائم ہے۔ تو اس قدر قریب ہے کہ گویا ہر شئے میں موجود ہے اور کسی شئے سے علیٰحدہ نہیں

(دل کے ہر پردہ میں ہر گوشہ میں وہ مستور ہے   اس قدر نا آشنا ہے وہ کہ کوسوں دور ہے)

(۳۲) کیسے کہوں مورے آؤ مندِ روا   راکھ سدا سنگ اپنے پیرُوا

یہ کہنے کی میری ہمت نہیں پڑتی کہ میرے گھر آؤ۔ اے پیارے اتنا ہی کرو کہ ہمہ وقت مجھے اپنے ساتھ رکھو۔ (جب تم ہی مجھ میں جلوہ گر ہو تو یہ کیسے کہوں کہ مجھ میں سما جاؤ لیکن یہ چاہتا ہوں کہ اپنی جلوہ گری کا علم دیتے رہو

تاکہ تمہاری یاد سے غفلت نہ ہونے پائے۔ جزو کا یہ کہنا کہ کُل اُس میں سما جائے چھوٹا منہ بڑی بات ہے جزو کی تکمیل ہی یہ ہے کہ کل میں محو ہو جائے۔)

(۳۳) گُن ٹُوٹُو بُہُو مو رِ نُو رَ وا   تھا نبھ سے نہیں ڈوبو منجھدھروا

میری کشتی کی رسی ٹوٹ گئی وہ بہی جا رہی ہے۔ جلدی سنبھال ورنہ ڈوب جائے گی۔

(۳۴) گھاٹ بکٹ کو تہی گھاٹ لگاوے   تہ سا ہے کو کیوٹ ود سَروا

گنہگاروں کو تو ہی بخشنے والا ہے۔ تیرے سوا اور کون ناخدا ہوا جو نفس و طبیعت کے پھندوں سے نکال کر ساحلِ مراد پر پہنچا دے۔

(۳۵) اَب سب چھوٹ کا ظم سے آسَروا   ہار گلے پڑو تورے مَن ہَروا

اب کاظم کے سب آسرے چھوٹ گئے۔ اے دلربا اب ہار تھک کے تیرے ہی گلے کا ہار ہوا ہے۔

(۳۶) مَن ہَر کے کا مُوندت دُوروا   جھٹ پٹ کھول دے گھٹ کے کِوروا

میرا دل تو تو نے چھین لیا اور اب مجھ سے منہ چھپاتا ہے۔ جلد ہی میرے دل کا دروازہ کھول دے۔

(چھینا ہے جی کا چین بھی اُس پہ پھیری ہے آنکھ بھی   اتنا بنا ہوں لٹ کے جو رہ گئی مری بنائے جاباں)

طالب کو متوجہ کرنے کیلئے نصیحت اور پھر تقدیر الٰہی پر رجوع

(۳۷) جاگ جاگ مایا کی نیندسوں   لال ہے تورے سنمکھ ٹھار

غفلت کی نیند سے بیدار ہو۔ تیرا محبوب تیرے سامنے جلوہ افروز ہے (تو اپنی غفلت ولاپرواہی کے باعث دیکھنے سے قاصر ہے کہ محبوب تجھ سے دور نہیں بلکہ قریب ہے)

(کدھر ہے تیرا خیال او دل یہ وہم کیا کیا سما رہے ہیں   نظر اُٹھا کر تو دیکھ ظالم کھڑے وہ کیا مسکرا رہے ہیں)

(۳۸) بُھوگھن بَسَن پہرے رنگ رنگ کے   اَیسے سِنگار کی دیکھ بہار

وہ محبوب رنگ برنگ کے لباس سے آراستہ اور زیور سے پیراستہ ہے۔ ایسی زینت وسنگار کی بہار تو دیکھ (تو غیریت میں پڑ کر دوئی میں نہ مبتلا ہو۔ تیرے محبوب کا ہر رنگ میں جلوہ ہے۔ اُسی کی چھب دیکھتا رہ)۔

(۳۹) سوئے سوئے بھوے اَگَیّا نی   روئے روئے پَچھتی ہے سَکار

اے ناسمجھ تو سو سو کر غافل ہو گیا ہے۔ صبح کو ہاتھ مل مل کر روئے گا (جس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا)۔

(۴۰) ڈھوئے ڈھوئے ورسن سے ہاتھ کو کھوئے کھوئے دی بنیس اکار

دید و جلوہ سے اپنی غفلت کی وجہ سے تو ہاتھ دھو بیٹھا (اپنے کو محروم کر لیا) جس کی وجہ سے ساری زندگی تیری اکارت گئی۔

(تجھی کو اگر جلوہ فرما نہ دیکھا برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا)

(۴۱) اَبہوں کچھ نہ گیو ہے مُوڑ کھ سَتگُر سے بے بُوجھ بچار

اے ناسمجھ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ مرشد برحق سے علم حاصل کر کے سمجھ لے (اب تک خیر جیسی گذرنا تھی گذر گئی اب مرشد برحق سے راہِ حق دریافت کر لے اور اُسی پر چل تاکہ غفلت سے نجات ہو)

(۴۲) آپ کو کھوئے جگ سے کر دھوئے پیا سنگ جگ سُو وُ پاؤں پسار

اپنے کو کھو کر اور دنیا سے علٰحدہ ہو کر محبوب حقیقی کے ساتھ پاؤں پھیلا کر سو (یعنی اپنے نفس سے علٰحدہ ہو کر اور ساری دنیا سے قطع تعلق کر کے محبوب حقیقی کی طرف متوجہ ہو جا تو پھر چین ہی چین ہے۔)

(۴۳) ناہیں تو کال تک ہیرت تیری کب ڈھ بیچ کی آوے بار

اگر ایسا نہ کیا تو یاد رکھ کہ موت تیرا راستہ تک رہی ہے کیا معلوم کہ کس وقت آپہنچے۔ اس لئے جو بھی حاصل کرنا ہے وہ جلد حاصل کر لے۔

(۴۴) پھر چیتے تو کا جو پنجر سُوں اُڑ چلو پنچھی بُو لَن ہار

موت کے بعد ہوشیار ہونے سے کیا فائدہ۔ جب یہ قفس سونا ہو جائے گا اور چہچہاتی چڑیا اُڑ جائے گی۔ (عالم ناسوت ہی مقام سلوک ہے۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ)

(۴۵) بَرَھمہ نہ جانے کہائے برہمن تھسے بھلا رَیداس چمار

بغیر معرفت حاصل کئے اپنے کو برہمن (عارف) کہلوانے لگا تجھ سے تو ریداس چمار ہی بہتر ہے۔

(۴۶) ہر کو بھجے سوئی ہے ہر کا جات پانت جن بھول گنوار

جو خدا کی یاد کرے وہ اُس کا ہو جاتا ہے۔ حسب و نسب پر پھولنا گنوار پن ہے (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم)

(۴۷) سَید سیکھ بھئے کا پائی مُگل پٹھان ہوئے گئے بھٹیار

سید و شیخ ہونے سے کیا ملا۔ دیکھو نہ معلوم کتنے مغل اور پٹھان بھٹیارے ہو گئے۔

(۴۸) ہٹ جت سے بھج نام کو تہیں جنم مَرن سے ہوئے اُو بار

تن من سے اُس کی یاد کرتا رہ تو پھر مرنے اور جینے کے مخمصوں سے نجات حاصل ہو (دل و جان سے اُس کی اطاعت و عبادت میں مصروف رہ تو موت و زندگی کی حالت یکساں ہو جائے بمصداق موتوا قبل ان تموتوا یعنی قبلِ موت بذریعۂ سلوک متعارفہ علائق دنیوی سے فنائے تامہ حاصل کرلے۔)

(۴۹) نہیں کرپا اُو پر ہے جن کے اُن کے ہے تِنکے اوٹ پہاڑ

جن لوگوں پر اُس کی مہربانی نہیں ہوئی انکے لیے تنکے اوٹ پہاڑ ہے۔ (کار بہ عنایت است باقی بہانہ)

(۵۰) ان کی دَیا سے بَنی سب کاظم جن کرنِندا جیبھ سنبھار

اے کاظم ان کی عنایت سے سب کام بن جائیں گے۔ تم کسی کی عیب جوئی نہ کرو اپنی زبان بند رکھو۔

بوجہ غفلت محبوب سے دوری

(۵۱) یہ نیند باکا ہیکو آئی موری بَیرن جاگ پڑت روئی پچھتائی

یہ کمبخت نیند (غفلت) جو میری دشمن ہے کاہیکو آئی جب میں جاگی تو رو رو کر پچھتائی۔ (غفلت میں محبوب کی یاد نہیں رہتی)

(۵۲) رات آئے پیا بہُت دِنن پر پھر گئے جب مُوہے سووَت پائی

رات بہت دنوں بعد میرا محبوب آیا اور مجھے سوتا دیکھکر لوٹ گیا۔

(۵۳) تنِک ٹھاڑھ ہوئیکے کہکے گئے یہ یا کی نیند کب دُکھ اُڑ جائی

ایک ذرا ٹھہر کر یہ کہہ گیا کہ نہ معلوم کب اس کی نیند (غفلت) اُڑے گی (یہ حقیقت کی تفرقہ سے گفتگو ہے کہ نہ معلوم غفلت کب دور ہوگی۔)

(۵۴) دُھن دُھن رِی بِرہنیاں دُھن دُھن کوئی دیکھے بِرہن کی سُوائی

اے فرقت زدہ واہ ری تیری نیند۔ بھلا کوئی جدائی میں اس طرح بھی سوتا ہے۔

(۵۵) سُوَے سنجوگن جاگے بِیوگن آنکھ لگیں کیہوں آنکھ لگائی۔

جسے وصلِ محبوب حاصل ہے وہ تو چین سے سو سکتا ہے اور جو فرقت میں تڑپ رہا ہے اُس پر نیند حرام ہے۔

(۵۶) نیکے بھاگ جو ہوت سکھی مورے پیا آوت موہے لیت جگائی

اے ہمدم اگر میرے بھاگ اچھے ہوتے تو میرا پیتم آتے ہی مجھے جگا لیتا۔

(۵۷) بیں بلجاؤں کاظم کے بھاگ کے　　بھلی بھئی پیا گھر اُن کی سمائی

اے کاظم میں تو تمہاری قسمت کے قربان۔ تم کو خوب محبوب کے گھر میں جگہ مل گئی۔ (اوپر تو مہجوری و فراق کا بیان ہے اسکے بعد اپنے کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے کاظم تمہاری قسمت ایسی ہے کہ اس پر قربان ہونا چاہیئے باوجود غفلت محبوب تمہارے قلب میں سما گیا اور تمہاری غفلت بھی عین یاد ہو گئی۔ محبوب کے پلٹ جانے سے مراد تفرقہ قائم رہنا ہے اور یہی دوری و مہجوری ہے۔ چونکہ تفرقہ محض خیالی ہے اس لئے اگر عنایت الٰہی سالک کے شامل حال ہو جائے اور تفرقہ کا خیال نہ رہے تو غفلت بھی یاد ہی ہے۔)

عارف کا خواب اوروں کی بیداری سے بہتر ہے

(۵۸) یہ نندیا جا کو سکھ کی آئی
توُرے سنگ اُٹھو پیتم　　سوُ جاگیں تو ہے کنٹھ لگائی

یہ سکھ کی نیند جن کو اے پیتم تیرے ساتھ آئی اور جاگنے کے بعد بھی انھوں نے تجکو اپنے گلے لگے پایا۔

(۵۹) سوُئے سے بھول ملیں سب پیا سے　　جاگیں سوُ چیت ہو لی سوئی پائی

سو جانے کے بعد (بحالت سکر) اپنے کو بھلا کر سب پیا سے ملتے ہیں اور جاگنے کی حالت میں سوجھ بوجھ والا (سالک) ہی اپنے محبوب کو دیکھ سکے گا۔

(۶۰) جاکی باس نہبک آوت رہی　　من بھا نور پھوُلے نہ سمائی

جس کی بھینی بھینی خوشبو آتے ہی بھنورا دل پھولے نہیں سماتا۔

(۶۱) سوُ پیو آئے بسُو ہے مندر ما　　اپنے بھاگ کے ہم بل جائی

وہ محبوب میرے خانۂ دل میں آبسا ہے۔ میں اپنی خوش قسمتی کے قربان جاؤں۔

(۶۲) ہم کو تو اب نت پی کے درس ہیں　　سبے بات ہمری بن آئی بنائی

ہمیں تو اب ہمہ وقت دیدار میسر ہے۔ ہماری خوب ہی بن آئی ہے۔

(۶۳) جو ہم نت ہیں ملے پیتم سیں　　سو چاہی وہو دیکھ ملائی

ہم کو تو اب اپنے پیا کی ہر وقت حضوری حاصل ہے اب اگر کوئی چاہے تو ہم اس کو بھی ملا سکتے ہیں۔

(۶۴) یہ گھٹ گیت جاگت او سوُوت　　کاظم کاں یہ پڑت دکھائی

ظاہر و باطن سوتے جاگتے کاظم کی نظروں کے سامنے اب یہی عالم ہے۔
(محبت میں جدھر دیکھو بہارِ جاودانی ہے ہجومِ رنگ و بو ہے حسن و نغمہ ہے جوانی ہے)

ایضاً

(۶۵) بٹوھیا بیر جائے کہیو اُس پار سوں اتنا سندیس ہمار
تا کے کشم بہ مقدمِ خیر تو انتظار کاظم گنہ چہ کرد کہ کردی خراب و زار
اے راگیر بھائی اُس پار سے ہمارا اتنا پیام پہنچا دینا کہ آخر تیری تشریف آوری کا کب تک انتظار کروں۔ کاظم نے کیا گناہ کیا ہے کہ تو نے اُس کو خانہ خراب اور ملول کر رکھا ہے۔

ایضاً

(۶۶) جب سے لگے مورے نین پیا سوں پی کی آس نہ چینا سب بھولا
جب سے میری آنکھ اُس محبوب سے لڑی ہے اُس کے ملنے کی امید میں میرا دل سب کچھ بھول گیا۔
(جب سے لڑی ہے آنکھ میری کجکلاہ سے عالم کو دیکھتا ہوں میں ترچھی نگاہ سے)
(۶۷) جی کی بتھا موری کوئی نہ جانے کاظم کیسے کا ہوئے موہے چین
میرے دلی درد و مصیبت کا حال کوئی نہیں جانتا۔ کاظم پھر کس طرح مجھے کل پڑ سکتی ہے اگر کوئی غمگسار ملتا ہے تو دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ عرض حال سے طبیعت ہلکی ہو جاتی ہے)
(۶۸) نہ دن کو چین ہے نے شب کو خواب آنکھوں میں بسا ہے جب سے وہ خانہ خراب آنکھوں میں

ایضاً

(۶۹) جب سے تم سے لگے مورے نین کہاں نیند اور کیسی چین
جس وقت سے میری آنکھ تم سے لگی ہے نیند اور چین و آرام سب غائب ہو گئے (جب سے تم سے محبت ہوئی اور دل تمہاری نذر کیا آرام و چین سب رخصت ہو گیا کیونکہ عشق میں چین کہاں۔)
(۷۰) نین کے سین کی سُدھ ہیے آوت کو ؤ جانو بندھت برچھی بین

جب تمہارے غمزۂ چشم کی یاد قلب میں آتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے برچھی چبھو دی۔

(دل سے تری نگاہ جگر تک اتر گئی ۔ دونوں کو اک ادا میں رضا مند کر گئی)

(۷۱) باتن کی کا بات بتاؤں ۔ کب بھولت وے میٹھے بین

تمہارا انداز گفتگو کیا بیان کروں تمہارے میٹھے میٹھے بول میں کیسے بھول سکتی ہوں۔

(ﮯ عجب عالم ہے اُنکی وضع سادی شکل بھولی ہے ۔ کھبی جاتی ہے دلمیں کیا رسیلی نرم بولی ہے)

(۷۲) کا کہوں ہیں دن کیسے جات ہے ۔ اور کٹت ہے کیسے رین

میں کیا بیان کروں کہ دن کیونکر کٹتا ہے اور رات کیسے بسر ہوتی ہے۔ کسی کروٹ چین نہیں ہے۔

(دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی ۔ عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی)

(۷۳) تن من جیو یو کاظم اب کہہ ۔ کا رہو لین کوں سو دو بین

کاظم کا تن من سب تو تم لے چکے اب جو لینے کو باقی رہا ہو وہ بتلاؤ وہ بھی نذر کردوں (جب جسم و جان سب کاظم کا تمہارا ہو چکا تو اب اُس کا اپنا رہا ہی کیا جو دیا جا سکے۔)

فعل الٰہی کی حکمت۔ عالم میں جو کچھ واقع ہوتا ہے عارف کے حال کے متعلق

(۷۴) تھوڑے تھوڑے مو پہ ہیں سب کے نہورے ۔ جگ میں میت ہیں سب ہی مورے

مجھ پر تھوڑے بہت سب ہی کے احسانات ہیں۔ دنیا میں میرے لیے سب یگانے ہیں کوئی بیگانہ نہیں ہے

(۷۵) سب ہیں گرو ہم چیلا سب کے ۔ گیان سکھاوت سانجھو بھورے

سب میرے گرو ہیں اور میں سب کا چیلا ہوں اس لیے کہ مجھے ہر ایک سے معرفت کا سبق ملتا رہتا ہے

(۷۶) پیت جوڑ کوئی میت کہائے ۔ کوئی بیری ہم سے رہیں توڑے

کوئی تو محبت کا رشتہ قائم کرکے دوست کہلاتا ہے اور کوئی مخالفت پر کمر باندھ کر مخالف کہلاتا ہے۔

(۷۷) مونڈ نوائے رہیں کی اُٹھائیں ۔ دو وُکے آگیں ہم کر جورے

کوئی چاہے سر نیاز خم کیے ہو چاہے ہم سے مخالفت کا برتاؤ کرتا ہو ہم دونوں کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں۔

(۷۸) کاہو کے توڑے سے کا ہوئے کاظم ۔ جوڑے صاحب ہے تو لے اور ے

اے کاظم کسی کے تعلق توڑنے سے کیا ہوتا ہے تیرا مالک تو تجھ سے تعلق قائم رکھے ہے۔

ایضاً

محبوب حقیقی سے مناجات اور وصالِ کمال کی التجا

(ذوق و شوق۔ وصل و ہجر کے بعد سالک مقام عبودیت پر لوٹتا ہے اس لئے کہ اُس کا اصلی ٹھکانا وہی ہے۔)

(۷۹) بخشو گناہ مورے بخشنہار — دوؤ جگ ماموہے دیو دیدار

اے بخشنے والے میرے گناہ بخشدے اور دونوں عالم میں اپنا دیدار عطا فرما۔

(۸۰) تیں ہے سداں کاں تارنہار — میں ہوں جنم من کا گنہگار

تو ہی تو ہمیشہ کا نجات دینے والا ہے اور میں ہمیشہ کا گناہگار ہوں۔

(۸۱) بار نہ لاگی کاہو کاں تارت — ہم ریو بار نہ لاؤ بار

تجکو کسی کو نجات دینے میں دیر نہیں لگتی۔ مجھے بھی نجات دینے میں دیر نہ لگا۔

(۸۲) تیں اُجیر جگ تھسے اُجیر — مومن کیسن ہوے اندھیار

تو تو سراسر نور ہی نور ہے اور عالم تیرے نور سے منور ہے پھر میرے دلمیں کیسے اندھیرا رہ سکتا ہے۔ (تو نور مطلق ہے۔ تو نے خود اپنی تعریف بیان فرمائی ہے کہ اللہ نور السمٰوٰت والارض یعنی اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔)

(۸۳) دور کرو من سے اندھیاری — جو گھر باہر ہوئے اُجیار

میرے دل سے ظلمت دور کردے تاکہ اندر باہر (ظاہر و باطن) سب روشن ہو جائے۔

(۸۴) اَوگن سگرے ہمارے میٹ کے — نیکے گنن اپنے رنگ ڈار

میرے تمام عیوب مٹا کے اپنی اچھی صفات میں رنگ دے (جو کچھ برائیاں مجھ میں ہیں انکو اوصاف حمیدہ میں تبدیل کردے تاکہ میری خودی دور ہو اور میں "میں" نہ رہوں اور من و تو کا جھگڑا ہی مٹ جائے۔)

(۸۵) کاظم کا سنگت ہل جگ ما — چھوڑن مکت دیو کرتار

اے میرے خالق کاظم کے ساتھ رہکر (اپنی معیت عطا فرما کر) جیون مکت عطا فرما۔ (موتوا قبل ان تموتوا) مجھے تمام خواہشات سے خواہ اچھی ہوں یا بُری یکسوئی عطا فرما۔ تاکہ سوا تیرے کوئی خواہش باقی نہ رہے۔ اس کے بعد التجا کرتے ہیں کہ کاظم کے ساتھ رہکر اُس کو تمام بکھیڑوں سے نجات دے تاکہ ایسی معیت اور عینیت حاصل ہو جائے کہ اپنا کرنا ہی کچھ نہ رہے بلکہ ہر فعل حق کا فعل معلوم ہو۔)

(گہ گہ گمان بریم کہ ایں جملہ فعل ماست — ایں ہم ز نست پردۂ پندار ما توئی)

ایضاً

(۸۶) میرے تو تمہیں اکیلے ہو پیارے

دووُ جگ ما دوسر نہیں کوئی — تمہرے تو ہیں ہم سے بُہتیرے

اے محبوب میرا تو تمھارے سوا کوئی نہیں۔ چاہے یہ دنیا ہو یا وہ دنیا۔ اگرچہ میرے ایسے تمہارے چاہنے والے بہت ہیں۔

(۸۷) تیرا کرم سب ہی پہ بہت ہے — پاپ کرے کیوں نہ کوئی گھنیرے

تیرا لطف و کرم عام ہے۔ اور سب ہی پر ہے۔ خواہ کوئی کتنا ہی زائد گناہگار کیوں نہ ہو تیرے رحم و کرم کے آگے کچھ حقیقت نہیں ہے۔ سبقت رحمتی علیٰ غضبی)

(شک اُسکے کرم میں ہے گناہوں سے جھجکنا — مومن تو وہی ہے جسے رحمت کا یقیں ہے)

(۸۸) ربِّ کریم کاظم سنگ نت رہ — بنتی کرت ہے سانجھ سویرے

اے رب کریم کاظم کو معیتِ دائمی عطا فرما۔ صبح و شام اُس کی یہی التجا ہے۔

ایضاً

اگرچہ عشق مجازی کا بیان ہے لیکن عارف کے نزدیک سوا حقیقت کے اور کچھ ہے ہی نہیں

(۸۹) میں واری واری واری

واری تہاری مراری — یہ چھب پر پیاری پیاری

اے مراری میں تیری پیاری پیاری چھب پر قربان۔

(۹۰) گات بھوئیں پلکیں کو بڑنی انکھیاں نپٹ کاری کاری

تیرے جوبن اور تیری ابرو اور مژگاں کے تیروں کی کیا تعریف ہو۔ اُس پر کالی کالی آنکھیں۔

(۹۱) کو ٹھہرے سنمکھ نینن کے گھاؤ لگت کاری کاری

تیری نگاہوں کے مقابل کون ٹھہر سکتا ہے۔ بڑا گہرا اور جان لیوا گھاؤ لگتا ہے۔

(۹۲) کا کہوں کاظم تن من وا پر او جیو بل گئے ڈاری ڈاری

اے کاظم میں کیا کہوں (دل چاہتا ہے) کہ جسم و جان و قلب سب اُس پر نچھاور کر دوں۔

ایضاً

عاشقِ مجازی کا اپنے معشوق سے ناز اور نوک جھونک

(۹۳) میں ناہی ناہی ناہی ناہی آئیہوں تیرے پاس
نَین تو چلت ہے کُچال لے

میں ہرگز ہرگز تیرے پاس نہیں آؤنگی (تم بڑے وہ ہو) تمہارے تو ایسے و تیرے ہیں کہ جن سے قدم ڈگمگا جائیں۔

(۹۴) اَوْدھ بدی ہم سے آون کی جاگ موئی نس تیری آس
تب ہوں نہ آئے نندلال لے

مجھ سے تو آنے کا وعدہ کر گئے تھے ساری رات میں نے آنکھوں میں کاٹی اور جاگتے جاگتے ہلکان ہوگئی تب بھی اے نندلال تم نہ آنا تھا نہ آئے۔

(۹۵) آسے آس کٹت ہے عمری روئے روئے کے بارہو ماس
سُدھ لے رَس کے رَسال لے

ڈھارس ہی ڈھارس میری عمر بیتی جا رہی ہے۔ روتے روتے بارہ ماس گذرے جا رہے ہیں اے رَسیوں کے رَسیا میری خبر لے۔

(۹۶) اپنے چلن نہیں چھانڈت کاظم کوئی جرّے کی رہے اُداس

یا ہی رہے نت حال رے

وہ اپنے لچھن نہیں چھوڑتا چاہے کوئی مرے چاہے غم سے اپنی جان ہلکان کر ڈالے اُس کے تو ہمیشہ کے یہی ڈھنگ ہیں۔

ایضاً

محبوب حقیقی سے ایسے وصال کی طلب جو بہ وجہ کمال ہو

(۹۷) ترسائے رکھیو جی کب تک

جو مکھ دیکھن نہ پاویں چھک چھک درس دِہیت کا ٹنگ ٹنگ

کب تک میرے دل کو ترساؤ گے کہ جی بھر تمہارا مکھڑا دیکھنے کو نہیں ملتا۔ کیا تھوڑی دیر کے لیے اپنا جلوہ دکھاتے ہو (مجھ پر تجلی ذاتی کی جلوہ نمائی کرو کیونکہ صفات میں تو آنی فانی تجلی ہوتی ہے۔ اس سے طبیعت سیر نہیں ہوتی بلکہ بے قراری اور بڑھتی ہے)

(۹۸) پاتھر من پہ ستگر کے سنگ پریم کی جب لاگی چکمک

مرید کے سنگ آسا دل پر جب سچے گرو کی نظر کرم یا محبت پڑتی ہے اُس وقت اُس میں سے چنگاری اُٹھتی ہے۔ (پاتھر چقماق کی رعایت سے لائے ہیں۔ جس طرح پتھر میں چقماق کی رگڑ سے چنگاری پیدا ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے اسی طرح مرید کے قلب میں بھی پیر کی نگاہِ کرم یا محبت سے چنگاریاں اُٹھتی ہیں)

(۹۹) جوت چمک اُٹھی کہوں تنک سی دیکھ جھلک لاگی چٹک

جب کہیں ذراسی روشنی چمک اٹھتی ہے تو اُس کی جھلک دیکھکر بھونچکا رہ جاتا ہوں۔ (تھوڑی بہت روشنی دیکھکر اور بھی بیقراری و طلب میں زیادتی ہو جاتی ہے۔)

(۱۰۰) پرکھ پرکھ کہاں جائے اب کاظم بھٹک بھٹک کہوں اُنگ ڈھمک

جب جان لیا پہچان لیا پھر اب کاظم کہاں اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے۔

(۱۰۱) ایسی کمک رکھو دیکھے جھمک نت آپہنچا دروا جے تلک

ایسی عنایت فرما کہ جس سے ہمیشہ جلوہ دیکھتا رہوں۔ اب تو تیرے دروازہ تک پہنچ ہی گیا ہوں۔

محبوب حقیقی کا جواب کہ وصلِ کمال بہت مشکل ہے۔ اگر ذرا دیر کے لئے بھی حاصل ہو جائے تو غنیمت سمجھ اور ذکر و مراقبہ میں بسر کر تارہ

(۱۰۲) جھمک جھمک کن دیکھا آج تلک جوتیں چہت دیکھن کوں جھمک جھمک

آج تک کس نے جی بھر کے دیکھا ہے جو تو یہ خواہش کر رہا ہے۔

(۱۰۳) دامن جیوں اُٹھے چمک چمک واکی دیکھ جھلک جائے آنکھ جھپک

جیسے بجلی چمکتی ہے تو آنکھ جھپک جاتی ہے۔ اسی طرح اُس کی جھلک سے بھی آنکھ جھپک جاتی ہے۔

(۱۰۴) بٹھارہ ہیرے کے نیرے دُور نہ جا کہوں بھٹک بھٹک

اپنے قلب کا نگراں رہ اور خطرات غیر سے محافظت کر کیونکہ سالک کا یہی کام ہے اِدھر اُدھر تجکو بھٹکنا نہ چاہیئے۔

(۱۰۵) واکی سوں واکی سُرت جھمکے وہی ٹھور دیکھے پے سنک

میں محبوب کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اُسے یاد کرتے ہی اُسی جگہ اُس کی جھلک نظر آجاتی ہے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ خدا کی یاد کا یہ اثر ہے کہ جس وقت بھی اُس کو یاد کرو فوراً اُس کی جھلک دکھلائی دیتی ہے لہذا جہاں تک ہوسکے اُس کی یاد کرتے رہو اور غفلت نہ کرو تاکہ حضوری کے حصول کا سہارا رہے۔ فاذکروانی اذکرکم۔)

(۱۰۶) گرب سے درس نہ دے وہ کبھوں کیتے مرے ٹک چل تھک تھک

اپنے تمکنتِ حسن کے باعث اپنا جلوہ نہیں دکھاتا۔ نہ معلوم کتنے اس راہ کے راہی تھک کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

(۱۰۷) تپک تپک کیتے پیاسے درس کے جل گئے باٹ واکی تک تک

نہ معلوم کتنے شربتِ دیدار کے پیاسے تشنہ کام رہ گئے اور اُس کے انتظار میں سلگ سلگ کر راکھ ہو گئے۔

(۱۰۸) نیارا جان اُلکھ کوں بھٹکے سو رہو سر سے پاؤں تلک

اَن دیکھے محبوب کو اپنے سے غیر جانکر سالک بھٹک جاتا ہے۔ حالانکہ وہ تو رگ و پے میں جاری و ساری ہے۔ (خدا کو اپنے سے علٰحدہ جان کر وہی بھٹکتے ہیں جنکو توحید حال نہیں ہوئی ہے۔ اور غفلت میں پڑے ہیں کیونکہ اصلی غفلت یہی ہے کہ حق کو اپنے سے دور جانے۔ درحقیقت حق تو از سر تا پا جاری و ساری ہے)۔

(۱۰۹) اَلکھ لکھے کاظم سب کھلک میں نیارو دیکھے تو ناہیں اَلکھ

یوں تو تمام مخلوقات میں کاظم خالق کا ہی مشاہدہ کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ علٰحدہ بھی نظارہ محبوب کرنا چاہے تو اسے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

ایضًا

بغیر خود کو بے خود کیے وصال ممکن نہیں اور اُسکے بعد پھر وصال ہی وصال ہے

(۱۱۰) آپ ہرائے کے پاؤں پیر وا نیر وا جیوں تن بیچ جیر وا

اپنے کو گم کر کے (خودی جزوی کو ختم کر کے) محبوب کو اپنے ہی میں پایا جیسے جسم میں جان ہے۔ جیسے روح جسم میں جاری و ساری ہے)۔

(۱۱۱) سب ہی ٹھور بھرپور رہے کاظم ٹھورے لکھ مت دوڑ

کاظم قدم قدم پر اُس کا جلوۂ کامل جھمک رہا ہے یہیں دیکھو۔ دور کیوں دوڑتے پھرتے ہو۔

(چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار متجلی ست از در و دیوار)

(۱۱۲) دَوڑ دَوڑ بُہتیرا کھوجا پایا اُور نہ چھور

بڑی دوڑ دھوپ کی اور بہت تلاش و جستجو کی لیکن اُسکا اُور چھور نہ ملا۔

(۱۱۳) ہار تھکا مَن دَوڑ سے پائی بَسَت ٹھور کی ٹھور

میرا دل دوڑتے دوڑتے اور تلاش کرتے کرتے اوبھ گیا اور ملا تو اپنے خانۂ دل میں۔

ایضًا

اس مقام سے فرماتے ہیں، جہاں سالک بوجہ نایافت سلوک

میں تھک کر جاؤ یہ کا طالب ہونا ہی تا کہ مراتب فنا و بقا مکمل ہو جائیں۔

(۱۱۴) آؤ بالماں ہم تم مِل کچھ کری ایسا ڈھنگ میں نور ے رنگ مارلجاؤں تیں مل مورے رنگ

اے بالم آؤ ہم تم ملکر کچھ ایسا ڈھنگ رچائیں جس سے میں تمھارے رنگ میں رچ جاؤں اور تم میرے رنگ میں۔ ع

(تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری)

(۱۱۵) راکھ سنبھارے سانچ سکارے کاظم پاس سدا رہئے

جو تو مورا سنگ نہ چھانڈرے میں کب چھانڈوں تورا سنگ

کاظم کے ساتھ ہر وقت رہکر اُس کو سنبھالے رہو۔ اگر تم اُس کا ساتھ نہ چھوڑو تو وہ بھلا تمھارا ساتھ کیسے چھوڑ سکتا ہے۔

ایضًا

یافتِ حق اور اُس میں فنا ہونا اور ذکر و فکر سے فراغت پانا۔ سالک کی فنا جب کامل ہو جاتی ہے تو قلب اور دیگر اعضا خود بخود ذاکر ہو جاتے ہیں اور مجاہدات کی ضرورت نہیں رہتی لیکن با ایں ہمہ عارف وہی ہے جو کسی حالت میں کبھی مقام عبودیت اور اُس کے مقتضیات کو نہ چھوڑے۔

(۱۱۶) اَپنے پیتم سوں ہم مِل کے ہو گیئے واکے رنگ

ہم واکے وہ ہمرے رنگ مِل دُو و بھئے اِیکے اَنگ

ہم اپنے محبوب سے کیا ملے کہ بس اُسی کے رنگ میں رنگ گئے۔ ہم اُس کے اور وہ ہمارے رنگ میں ملکر دونوں ایک ہوگئے۔ (حدیث قدسی ہے کہ لا یزال عبدی الخ جس میں حق تعالیٰ نے اپنی معیت بیان فرمائی ہے کہ جب بندہ میری طرف قرب ڈھونڈتا ہے تو میں اُس کو دوست رکھتا ہوں اور اُس کے کان اور آنکھ اور پیر ہو جاتا ہوں وہ مجھی سے سنتا اور مجھی سے دیکھتا اور چلتا ہے الخ)

(۱۱۷) کون کرے اب ہمرے تیرتھ کو تربینی کاشی جائے۔

ٹھور ٹھور درسن ہیں ہم کا اُس بن آیو ڈھنگ

اب ہم کاہے کو تیرتھ کریں اور تربینی و کاشی کیوں جائیں (جب ہم اور وہ ایک ہو گئے) ہماری تو کچھ ایسی بن آئی ہے کہ اب ہر ہر قدم پر درشن ہی درشن ہیں۔

(۱۱۸) سُرت کی ڈور مُور ناٹوٹے نا مکھ موڑے پیا مورا
ناگر ڈنکے گڑا دِے جگ ما پٹرھو ہے من جیوں چنگ

اب یاد کا سلسلہ (جو قائم ہے) نہ ٹوٹنے پائے اور نہ محبوب اپنا مکھڑا مجھ سے چھپائے۔ مستی عشق سے سرشار و بے خود ہو کر کہتے ہیں کہ عشق کا ڈنکا شہر بھر میں بجا دے اِس وقت میرے سازِ دل کے تار چڑھے ہیں۔

(۱۱۹) گاٹھ کا مالا چھانڈا کاظم جنکے جاپ سمجھ جب لے
اجپا جاپ سدا بن جپھیا جیو جپے سو ہنگ

کاٹھ کا مالا جپنا جب سے کاظم نے چھوڑ دیا ہے اور معرفت حاصل کرلی ہے تو اب ہمیشہ اجپا جاپ سے (بے مدد زبان) اُس کا قلب ذاکر رہتا ہے۔

ایضاً

محبوب گھر ہی میں تھا (اپنے آپ میں) اور میں تلاش کرتا پھرتا تھا جواب بواسطہ مرشد حاصل ہو گیا۔

(۱۲۰) اچرج دیکھو مور پیر وا سدا رہے مورے گھر ماہیں

ذرا دیکھو تو کہ میرا محبوب ہمیشہ میرے خانۂ دل میں رہتا ہے۔

(۱۲۱) من اگیانی گھر نہیں کھوجے یوں نہیں بھٹکے جا نہیں تا نہیں

میرے انجان دل نے اُسے اپنے اندر نہیں ڈھونڈھا خواہ مخواہ اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرا۔

(۱۲۲) مایا بھرم سوں بندھ رہو من دیت چھوں وہ کب پرچھائیں

مایا جال (خودی) میں میرا دل بندھا تھا اس لیے اُس نے مجھے اپنے سایہ تک کی ہوا نہ دی۔

(۱۲۳) بھرمو کا کچھ دوش نہیں ہے ہری سدھ بسرائی وا ہیں

میری خودی کی کچھ خطا نہیں ہے اس لیے کہ میری نگرانی خود اُس نے چھوڑ دی (اگر خبر گیری کرتا رہتا تو خودی میں گرفتاری ہوتی ہی کیوں۔ اُس کی بے نیازی ہی میری خودی میں گرفتاری کا باعث بنی)

(۱۲۴) جب سے بھئی ستگر کی کرپا — پیا پایا ڈارے گرے باہنیں

جب سے مرشدِ برحق کی عنایتِ بے نہایت شامل حال ہوئی میں نے پیا کی باہنیں اپنے گلے میں حمائل دیکھیں۔

(۱۲۵) گھر باہر اب وہی ہیں کاظم — ہم ناہیں ہم ناہیں ناہیں

اب اندر باہر پیا ہی پیا ہیں۔ میں کہاں۔ وہی آنائے حقیقی جاری و ساری ہے اور ظاہر و باطن میں وہی جلوہ گر ہے۔ ہماری جزویت اب باقی ہی نہیں رہی جو ہم "ہم" ہوں۔ من حیث جزویت وہی ذات حق بحیثیت کلیت موجود ہے۔)

وصول

(۱۲۶) مایا بھرم چھانڈ ہم سادھو — پیا پایا اپنے گھر ما ہنیں

اے سادھو ہم نے مایا بھرم چھوڑ کے پیا کو اپنے ہی گھر میں پایا۔

(۱۲۷) جا کو بتاویں جگ سے نیارا — سو پایا ڈارے گر باہنیں

لوگ جس کو عالم سے ماورا کہتے ہیں میں نے اُس کو اپنے گلے میں باہنیں ڈالے پایا۔

(۱۲۸) کون کہت ہے الکھ نرنجن — گھٹ گھٹ بیچ سمایو ناہیں

کون کہتا ہے کہ وہ ذات پاک غیر مرئی ہے۔ کیا وہ ذات ہر جسم و جان میں سمائی ہوئی نہیں ہے۔

(۱۲۹) کاظم کے نینن سوں دیکھو — وے آہیں وے آہیں آہیں

کاظم کی نظروں سے جدھر دیکھو اُدھر وہ ہی وہ ہیں۔ (اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔)

ایضاً

محبوب کا ناز و انداز اور پھر عاشق کی نالہ و زاری کی وجہ سے اُس پر مہربان ہو جانا

(۱۳۰) میں رے ہم سے درسن مانگت — مُوٹ ہے توری ریحم

تم ہم سے جلوہ کے طالب ہو یہ تمھاری بے وقت کی ضد ہے۔

(۱۳۱) گھونگھٹ کھول چھت مُکھ دیکھن رَہو چھت ہے تیہ

گھونگھٹ کھول کے میرا مکھڑا دیکھنا چاہتے ہو اور پاس رہنا بھی چاہتے ہو۔

(۱۳۲) دَرسن کارن وِوارے پَہ گیتے مَر گئے میر وزیر

نہ معلوم کتنے امیر و وزیر اس تمنا میں میرے در پہ مر مٹے۔

(۱۳۳) سو درشن ہیں تیرے مُنھ کا جا کچھ مانگ فقیر

میرا جلوہ دیکھنا چاہتے ہو۔ جاؤ ہٹو اپنی صورت تو دیکھو۔ آگے بڑھو۔

(چاہتے ہیں خوب رویوں کو اسد آپ کی صورت تو دیکھا چاہیئے)

(۱۳۴) تب تو روئے کہا میں کا بھیو سب مُوئے بِرہ کی پیر

تب میں نے رو کر کہا کہ "تو کیا ہوا ہزاروں عاشق غم جدائی برداشت نہ کر سکے اور سدھار گئے۔

(۱۳۵) بن درسن نا چھاڑوں دُوارا جو لے پران سر بر

اب میں تمہاری چوکھٹ بغیر تمہارا رخ زیبا دیکھے نہ چھوڑونگا۔ ع جان رہے یا جائے۔

اتبو دل میں یہی ٹھانی ہے۔

(۱۳۶) کرکے دَیا بولا رے کا ظم روئے بہا وَ جِن نیر

(محبوب کا دل پسیج گیا) کہا کہ اے کاظم اچھا بس اب نہ رو۔

(۱۳۷) جہاں دیکھ ہم سنگ ہیں تیرے راکھ یہی من دھیر

(تسلی دے رہا ہے کہ) اپنے دل کو مطمئن رکھو۔ جدھر بھی نگاہ اٹھاؤ گے مجھے اپنے ساتھ پاؤ گے۔

ایضاً

سالک کو بحالت نیم خوابی محبوب کی دید ہوتی ہے اور ہوش میں آنے کے بعد وہ متحیر ہوتا ہے کہ خدا جانے وہ حالت یافت تھی یا نایافت

(۱۳۸) اَچرج سپنا مور سکھی سُن رات آئے پیا مُورے

اے سکھی میرا عجیب و غریب خواب سنو۔ رات میرا محبوب مجھے نظر آیا۔

(۱۳۹) بھول گئی صورت نا جانیوں سانور رہے کہ گورے

(لیکن اب) صورت دھیان سے اتر گئی۔ خدا جانے سانولے سلونے تھے یا گورے چٹے

(۱۴۰) جاگت چیت من ٹھور نہ پایوں   جبھی اُٹھی ہیں بھورے

جیسے ہی میں منھ اندھیرے سو کر اٹھی تو نہ دل میرے قابو میں تھا اور نہ ہوش و حواس بجا تھے۔

(۱۴۱) رہی بھوچھک بہو نیر نینن تیں   برہ کیو آت جورے

میں ہکا بکا رہ گئی اور میری آنکھوں کے سوتے ابل پڑے۔ غم جدائی نے یہ ستم توڑا۔

(۱۴۲) کیسے کہوں سپنا۔ مہکت ہے   پی کی باس چہوں اورے

میں اس حالت و کیفیت کو خواب و خیال کیسے کہوں جب کہ تا ایندم چاروں طرف بوئے یار پھیلی ہوئی ہے۔

(ابھی آتی ہے بو بالش سے اُسکے زلف مشکیں کی   ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہے)

(۱۴۳) سینگ کہہ نہ سکوں گھر سونا   لکھ نیرے کیہوں ٹھورے

میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ میرے پاس ہے جبکہ میرا گھر سنسان پڑا ہے۔ خدا کے لیے کہیں آس پاس دیکھو (لکا چھپا تو نہیں ہے)

(۱۴۴) کہا کروں کچھ بن نہیں آوت   توڑے بیت نہ جوڑے

کیا کروں کچھ بن نہیں پڑتی۔ نہ تو محبت کی زنجیر توڑتے بنتی ہے نہ جوڑتے۔

(صورت ایسی ہے نہ چاہیں تو نہ چاہیں کیونکر   ستم ایسے ہیں نباہیں تو نباہیں کیونکر)

(۱۴۵) توڑوں پھر جوڑوں کیکے سنگ   جوڑے ملت ہیں تھوڑے

(بفرض محال) اگر رشتہ محبت توڑ بھی دوں تو پھر یہ پریم کا ناتہ اور کس سے جوڑوں۔ قسمت سے ہی ایسا طرفہ محبوب ملتا ہے کہ جس سے پیار و محبت کا رشتہ جوڑا جا سکے۔

(۱۴۶) موری نشان کر ستگر تو ہی   پاؤں لگت ہوں تورے

اے میرے مرشد برحق اب آپ ہی میری ڈھارس بندھائیے۔ میں آپ کے پاؤں پڑتی ہوں۔

(۱۴۷) کہا اکھ ماہی رہو کاظم   پائے پڑے نہورے

(مرشد نے) فرمایا کہ اے کاظم بے صورتی میں ہی رہو اور عجز و نیازمندی اختیار کیے رہو

ایضاً

سالک کے دل میں طلب حق پیدا ہونا اور دنیا کو ترک کر دینا۔

(۱۴۸) مُومَن آئے جُوگی سَنگ جاؤں ۔ لُوک لاج چھپے رہے کی جائے

میرے دل میں آتا ہے کہ جوگی کے ساتھ چل کھڑی ہوں۔ دنیا کا شرم و لحاظ بلا سے رہے یا جائے۔

(۱۴۹) اب مَن جو اُٹھا اِیدھر سُوں ۔ کب ٹھہرے ہے پاؤں

اب جو میرا دل دنیا سے اٹھ چکا تو اب پاؤں کیسے رک سکتے ہیں۔

(۱۵۰) رَہُوں سَدا جوگی سنگ بَن بَن ۔ تجا نگر چھانڈا یَہ گاؤں

اب تو سر میں یہی دھن سمائی ہے کہ جوگی کے ساتھ جنگل جنگل ماری ماری گھوموں اور اس نگر اور گاؤں کو چھوڑ دوں۔

(۱۵۱) راج کاج گھر بار لٹا ئیکے ۔ سب تج لیوُں صاحب کا ناؤں

اس جیون کے سارے کھٹراگ چھوڑ چھاڑ اور گھر بار لٹا کر اپنے "ہر" کا نام جپتی رہوں۔

(۱۵۲) جُگت سِیکھ جُوگن سے کاظم ۔ جیو نِربَل کر جُوت سماؤں

اے کاظم فقرار واصلین سے تزکیۂ قلب کا طریقہ سیکھ کر نور مطلق میں سما جاؤں۔

ایضاً

سلوک میں سالک حق سے امداد طلب کرتا ہے۔ یہ کسی رکاوٹ کی وجہ سے نہیں ہے

(۱۵۳) تنک موری گہہ لے رے بہنیاں ۔ ہاں ہاں سَیّاں ہیں پڑوں تو رے پَیّاں

اے میرے سیاں میں تیرے قدموں پڑوں ذرا میری بانہیں تھام لے۔

(۱۵۴) بھاری گگر ہم کیسے سنبھاری ۔ کیچ بہت رپٹوں نا سَیّاں

میری گاگر بہت بھاری ہے میرے سنبھالے نہیں سنبھلتی کیسے سنبھالوں۔ کیچڑ بہت ہے کہیں پیر رپٹ نہ جائے۔

(۱۵۵) گاڑھ پڑے کوئی کام نہ آوے   تم بن مورے گُسّیاں

کٹھن گھڑیوں میں تمہارے سوا میرا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔

(۱۵۶) دُوؤ جگ ماپیا مو کو سنبھارو   چھانڈو نہ کیہو ٹھیّاں

دونوں عالم میں مجھے سنبھالے رہو کہیں مجھے بے سہارا نہ چھوڑ دینا۔

(۱۵۷) کرپا کر سنگ رہ کاظم کے   تن من کی کر دور بلیّاں

مجھ پر نظرِ لطف و کرم رکھ اور میرے ظاہر و باطن کے کھوٹ دور کر دے۔

ایضاً

(۱۵۸) پیا چھانڈ نہ دے موری بہنیاں

گلی پھِسلوں گی سگرے نگر کی   رپٹ نہ جاؤں کیہو ٹھیّاں

اے میرے محبوب کہیں میری باہیں نہ چھوڑ دینا (بے سہارہ نہ کر دینا) ساری بستی کا راستہ پھسلواں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں میرا پیر پھسل جائے۔

(۱۵۹) اِندرِن کے بس ما من پڑ گیو   ایسی ہیں مَن کی چھلیّاں

میرا دل محسوسات کے جنجال میں پھنس گیا ہے۔ ایسی ایسی دل لبھانے والی نہ معلوم کتنی چیزیں ہیں۔

(یہ فریبِ جلوہ ہے سر بسر مجھے ڈر ہے اے دلِ بے خبر

کہیں جم نہ جائے تری نظر انھیں چند نقش و نگار پر)

(۱۶۰) گئی سو گئی موری بیس اکارت   اَبہوں سنبھار گسیّاں

غفلت میں جتنی عمر گذری اکارت گئی اے میرے مالک اب بھی وقت ہے مجھے سنبھال لے۔

(۱۶۱) سب تج کے کاظم تورے آگے   سر نائے پڑے پیّاں

اب سب چھوڑ چھاڑ کاظم تیرے سامنے سر نیاز خم کئے تیرے قدموں پر پڑا ہے۔

(۱۶۲) اَوگن بخشو نت درشن دیو   اور کرو دور بلیّاں

میری لغزشیں معاف کر۔ ہمیشہ اپنی دید سے شاد کام رکھ اور ابتلا سے محفوظ رکھ۔

ایضاً

محبوب مجازی سے تخاطب

(۱۶۳) موہن جاگو اُٹھو مُکھ دھوؤ دوارے ٹھاڑھے ہیں لوگ لگائی

اے میرا من موہ لینے والے اُٹھو ہاتھ منہ دھو ڈالو۔ دیکھو تو تمھاری چوکھٹ پر کتنی آنکھیں تمھاری منتظر ہیں۔

(۱۶۴) بیر بھئی درسن کے پیاسین تلپھ تلپھ نس جاگ گنوائی

(دیکھو) کتنی دیر ہو گئی۔ تشنگانِ دیدار نے ساری رات تڑپ تڑپ کر اور جاگ کر گزاری ہے۔

(تم تو بھُلا کے وعدہ کو شام سے پڑ کے سو گئے جاگا کیا میں صبح تک حسرت و انتظار میں)

(۱۶۵) جاگو نیند ہری یا نگر کے تم کا کیسے نیند سُہائی

جاگو جاگو۔ تمام عالم پر تو نیند بن حرام کئے ہو آخر تم کو یہ نیند کیسے بھاتی ہے کہ چین سے پڑے سوتے ہو۔

(۱۶۶) نیند ہری جن کی تم اُن کی کا دُکھ نیند ان نین سمائی

(یہ کیا بات ہے) کیا جن جن کی نیندیں تم نے چھین لی ہیں وہ سب تم نے اپنی ہی آنکھوں میں بھر لی ہیں۔

(۱۶۷) جاگو اٹھو پیارے سب لوگن ہم پر راکھی تمھاری جگائی

اے میرے پیارے اب اٹھ بھی چکو۔ سب نے تمھارے جگانے کی ذمہ داری مجھ پر ہی ڈال دی ہے۔

(۱۶۸) آنکھ کھول دیکھتے کاظم کا ل اُٹھ گرے لاگو کنور کنھائی

(اُس محبوب نے آواز سنتے ہی) آنکھیں کھول دیں اور کاظم کو دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھا اور گلے لگا لیا۔

ایضاً

عاشق موافق کا معشوق مجازی سے خطاب

(عاشق جب عشق میں کامل ہو جاتا ہے تو عین معشوق ہو جاتا ہے سالک جب اُس مقام پر پہنچتا ہے جہاں تنزیہ عین تشبیہ اور تشبیہ عین تنزیہ ہو جاتی ہے تو سالک عین مطلوب ہو جاتا ہے اور حق

طالب ہو کر خطاب فرماتا ہے اسی لیے عاشق موافق لائے ہیں۔)

(۱۶۹) موہن پیارے دئی کے سنوارے — جاگو اٹھو بلجاؤں تمھارے

اے پیارے منموہن حق کے سجائے اٹھو جاگو میں تمھارے صدقے قربان

(گلے لگائیں بلائیں لیں تم کو پیار کریں — جو بات مانو تو منت ہزار بار کریں)

(۱۷۰) من بھاون ٹک نکسو بھون سے — کیتے درس کا ٹھاڑے ڈوارے

اے میرے دل لبھانے والے ذرا گھر سے باہر تو آؤ دیکھو تو کتنے طالب دیدار تمھارے منتظر کھڑے ہیں

(۱۷۱) پیک کھلت نہیں نیند کے ماتے — رس بھرے نین بانکے متوارے

نیند کی ماتی رسیلی انکھڑیاں ایسی بوجھل ہیں کہ جلدی کھل نہیں پاتیں۔

(۱۷۲) نیند کے بس ہو تھ آنکھیں لال کی — جو جگ بس کرے آنکھ پیالے

میرے محبوب کی آنکھیں نیند کے بس میں ہیں۔ وہ آنکھیں جو جاگنے کے بعد ایک عالم کو مسحور کر لیتی ہیں۔

(۱۷۳) کی ہے بالک جانے نہیں نیہہ کی — کی جانے پے رہت سنبھارے

یا تو اپنے الھڑپن کی وجہ سے محبت کو سمجھتا نہیں کہ کیا ہے یا پھر اپنے تمکنتِ حسن و غرور کا بھرم رکھنے کے لئے اس خنکاری کو دل میں دبائے بیٹھا ہے۔

(عشق کو یہ گلہ رہا اس پہ کوئی اثر نہیں — حسن پہ جو گذر گئی عشق کو کچھ خبر نہیں)

(۱۷۴) چتر سجان جانے سب رس کی — تب ہی ہیں گو رس پہ پیالے

وہ تو بہت شوخ و چلبلا ہے۔ محبت کی ساری گھاتیں خوب جانتا ہے اسی لیے تو عاشقوں کو چھیڑنے میں اُسے خاص لطف آتا ہے۔

(۱۷۵) بیر بھئی ہم کا گھہراوت — نہیں جاگت گھہرائے ہمارے

اب تو آواز دیتے دیتے بڑی دیر ہوگئی۔ ہماری آواز پر جاگتا ہی نہیں۔

(۱۷۶) جاگ اٹھے گرے لاگے کاظم کے — جب وے موہن کہہ کے پکارے

جب کاظم نے موہن کہہ کے پکارا تو جاگ پڑے اور خوش ہو کر اُسے گلے لگا لیا۔

ایضاً

محبوب مجازی سے شکایت اور اُس کے دیر میں آنے کی وجہ سے بدگمانی

(نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے   پسینہ پونچھئے اپنی جبین سے)

(۱۷۷) پیا آئے کیوں نہ رات
توُرے لئے جاگ جاگ
روئے روئے موئی

(۱۷۸) بھانورا پھرت گلی گلی پھول پھول جیوں   جانو بھول بھول گلی گلی نو ہو جات
پیا رات کو کیوں نہیں آئے۔ تیرے انتظار میں جاگتے جاگتے روتے روتے میں مری جاتی ہوں جس طرح بھنورا کلی کلی۔ پھول۔ پھول گھومتا پھرتا ہے۔ اُسی طرح تم بھی گلیوں گلیوں اُلٹے گھلے گھومتے پھرتے ہو۔

(۱۷۹) سانچی سانچی بات تیری دیکھی ہم نا کہو   جھوٹی جھوٹی باتیں پیا کہے نا لجات
کبھی بھولے سے بھی تو تم سچ نہ بولے۔ باتیں گڑھتے تمھیں شرم نہیں آتی۔

(۱۸۰) چار دنا نیکے نیکے ہم سے تہہ سے نبھو بناؤ   مُو سے تیرا جیو نہ جانو پھر کاہے اُرسات
شروع شروع ہم سے تم سے خوب نبی پھر اب تمھارا دل مجھ سے کیوں اُرساتا ہے۔
(غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کس کا ہے   نہ کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیاں کیوں ہو)

(۱۸۱) تُمہ سے تورے پیا سے کا ظلم نیکی جس بنی رہست
جیو ہمارو اپنے پیا سے ویسے ہی للچات
اے کاظم جس طرح تم سے اور تمھارے پیا سے بن رہی ہے میرا دل دیکھ دیکھ للچاتا ہے کہ کاش میری بھی اپنے پیا سے اُسی طرح نبی رہے۔

بابل

دولھن کا اپنے باپ کے گھر سے رخصت ہوتے وقت قلق و اضطراب جیسے کہ موت کی یاد کے وقت اس عالم کے دوستوں سے جدائی کا غم ہوتا ہے۔ (مجازاً)

(۱۸۲) آج بھئیں پر بس ہم بابل   ایسی پڑ گئیں اور کے پالے
آج میں پرائے بس میں ہو گئی اور غیر کے پالے پڑ گئی۔

(۱۸۳) ہائے چھٹی یہ دھری ہم سے   اُن پہچان کے بھئیں حوالے

ہائے آج مجھ سے یہ گھر چھوٹا اور ایک انجان کو میں سونپ دی گئی۔

(۱۸۴) مبا نہ چھانڈ سن موری مئیا — چلت اُٹھت ہیں جی میں شعلے

اے میری ماں میرا خیال و محبت نہ جانے ہائے دمِ رخصت میرے دل میں لوکے اٹھ رہے ہیں۔

(۱۸۵) پال کے کچھ دن ہم کا راکھے — جونئیں اور نکال دیکھالے

ادو لہن شکایتاً کہتی ہے) ہمیں کچھ دنوں پال پوس کے رکھا اور اب ہمیں غیروں کے حوالہ کرتی ہو۔

(۱۸۶) پڑا ہئے نیھر کے لوگوا — جب ہم چڑھکے چلے چوا لے

جب میں پالکی میں بیٹھ کر روانہ ہوئی تو میکے والے اُلٹے پاؤں واپس گئے۔

(۱۸۷) کو نیھر کو اب سنگ لاگے — ہم کا اکیلے دیت نکالے

ہم کو تن تنہا رخصت کئے دیتے ہیں سب میکے والے رفاقت سے منھ موڑے لیتے ہیں۔

(۱۸۸) ساس ننند کے بول اب ہم سے — دیکھیں کیسے جائنھ سنبھالے

استقبال کا خیال ستارہا ہے۔ کہتی ہے) ساس نندوں کے کڑوے بول اور اُلٹنے۔ دیکھیں ہم سے کیسے سہے جائیں گے۔

(۱۸۹) جا سے کاج سو دُکھ مارا کھے — کیدھوں سکھ دے کرے نہالے

اب جس کا جیون ساتھ ہوا ہے نہ معلوم وہ سکھ دیتا ہے یا دکھ۔

(۱۹۰) دان بہت سندر آور نیں — سسرے چلت اُس ہوت ہے حالے

مانا کہ دان دھنیر بہت اچھا ہے۔ لیکن سسرال جاتے وقت پھر بھی دھڑکا لگا ہے۔

(۱۹۱) جن کے نہ ہوئے کچھ اُن پر کاظم — کا دُنھ بیتے اپنے جا ہے

جن کی بے بضاعتی و بے سروسامانی مسلم ہے اُن پر اے کاظم دمِ رخصت خدا معلوم کیا گذرتی ہوگی۔

ٹھمری

محبوب حقیقی کا خواب میں مشاہدہ اور عاشق کی بے قراری اور وصال تفصیلی کی طلب

(۱۹۲) اُنجُرُوا ہمارا بھجووت — آنسوؤں کی بوندیں

میری آنسوؤں کی جھڑی نے میرا سارا آنچل بھگو دیا۔

(۱۹۳) پیا سووت سپنے بل چھوٹے　　جاگ پڑی میں رووت

پیا نے سوتے میں جھلک دکھائی اور چلد یئے۔ میں روتی ہوئی جاگ پڑی۔

(تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے رات بھر　　آنے کا وعدہ کرگئے آئے جو خواب میں)

(۱۹۴) پی کے آون جاگت رہی نیکے　　سو آئے مورے سووت

میں اپنے محبوب کے انتظار میں بڑی دیر تک جاگتی رہی جب میری آنکھ جھپک گئی تب آئے۔

(۱۹۵) نیر بہے نینن سے آنچر دا　　نسدن بیتے نچووت

میری آنکھوں سے اتنی آنسوؤں کی بارش ہوئی کہ سارا دن مجھے دامن نچوڑتے گذر گیا۔

(۱۹۶) چھوڑ ملو نہ ملو کوئی برہن　　پیت سے کب کر دھووت

چاہے ملنا گوارہ کرو یا نہ کرو کوئی ہجو رہلا محبت سے کیسے ہاتھ دھو سکتی ہے

(۱۹۷) دکھیے کاں اپنے جیاؤ کاظم کاں　　مار مار کا کھووت

اپنے دیدار سے کاظم کو زندہ رکھو اپنی غم جدائی سے کیوں ہلکان کئے ہو۔

ایضاً

حمدِ الٰہی اور اُس کے کمال احسان کا بیان جو ہمہ وقت ہے

(۱۹۸) چھن چھن پل پل گھڑی گھڑی نیتم　　نس دن مو پہ ہیں تورے نہورے

اے میرے محبوب مجھ پر رات و دن ہر ہر گھڑی تیرا احسان وکرم رہتا ہے۔

(۱۹۹) ایسی دُنیا پر جو کچھ ہوتا　　ہم تو بل کے ڈارت تورے

تیری عنایت بے نہایت کے شکریہ میں اگر میرے پاس کچھ بھی ہوتا تو تجھ پر میں نچھاور کر دیتی۔

(۲۰۰) کھنبے کا جیو تن من دھن سب ہے　　پے ہیں ناہیں ایکو مورے

کہنے کو تو میرے پاس تن من دھن دولت اور جان سب ہی کچھ ہے لیکن سچ پوچھو تو میری اپنی ایک چیز بھی نہیں ہے۔

(۲۰۱) کاظم کے جو ہے سو ہے تورے　　توڑ نہ واسوں رہ نت جوڑے

کاظم کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ تو تیرا ہی ہے اُس سے ناتہ نہ توڑ رابطہ قائم رکھ۔

ایضاً

محبوب حقیقی سے دائمی حضوری کا تقاضا

(۲۰۲) چھن پل گھڑی نس دن تم پیارے بنے رہو جیو آگے مورے
(میری دلی آرزو ہے) اے میرے پیارے تو آٹھ پہر میں ایک گھڑی بھی میری نگاہوں سے اوجھل نہ ہو۔

(۲۰۳) سمرن تور چھوٹے نا مو سے کبھوں سووے اور جاگے مورے
تاکہ تیری یاد سے میرا دل سوتے جاگتے کبھی غافل نہ ہو۔

(۲۰۴) نیکی بنکی چھب بھلی بھلی آن بتیں سدا رہو سنگ لاگے مورے
اپنی پیاری پیاری چھب اور بانکی اداؤں کے ساتھ ہر وقت میرے ساتھ رہ۔

(۲۰۵) کہا ہوت جگ نا ہیٹے سوں ہوت ہے کا جگ تیاگے مورے
میرے دنیا میں آلودہ ہونے یا نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ (اصل چیز عنایت ہے اثر فعل میں نہیں ہوتا بلکہ موثر حقیقی عطا فرماتا ہے۔)

(۲۰۶) اُن کی کب کرپا بن کاظم نیکے ہوں گن ناگے مورے
بغیر اُنکی نظر کرم کے کب میری برائیاں نیکیوں سے بدل سکتی ہیں۔

ایضاً

زلف محبوب (عالم امکان) میں دل کا مقید ہونا اور اُسکی شکایت

(۲۰۷) من زلفن ما پھنس پھنس کے موہے بتاؤ کب نکس سکے
مجھے ایسی تدبیر بتاؤ کہ میرا دل دام زلف سے کیسے نکل سکے۔

(۲۰۸) بھوئیں کماں پلکن کے بان لے نین چور لوٹیں ونس کے
بھوؤں کی کمان اور پلکوں کے تیروں سے مسلح ہو کر اس کی چور آنکھیں میرے دل کو لوٹے لے رہی ہیں۔

(۲۰۹) رس بھرے میٹھی بتیاں مُکھ کی　　بات ناچی بتیں لیئے ہنس کے

اُس کے رسیلے اور میٹھے بولوں نے بات کی بات ہنسی ہنسی میں میرا دل چھین لیا۔

(دل سے چھکے وہ نازسے شوخی سے ادا سے　　اب اُن کی بلا آنکھ ملاتی ہے کسی سے)

(۲۱۰) سُگری پھبے نکھ سِکھ سے تیری　　پھانسے ہے کوئی بچے کس کے

تیری نوک پلک سے درست چھب ہی دل کو پھانسے ہے بھلا کوئی کیسے بچے

(۲۱۱) اِن آنن نیں گھر آیے بس بس　　مَن لیے کاظم کا بس کے

ان تمام دلفریب اداؤں کے ساتھ تو آکر کاظم کے دل میں بس گیا اور دل کو ہر لیا۔

ایضاً

ہر جگہ محبوب جلوہ فروش ہے اور ہر سمت دل ربائی کر رہا ہے ایسی حالت میں کیسے دل نہ دوں

(ڈالکر باہیں گلے میں دل اگر مانگے کوئی　　ناصحا پھر کون سا پہلو رہے انکار کا)

(۲۱۲) پیت نہ کیسے لگائی

مِیرو سب ٹھور ہے پیارا

میں کیسے نہ اُس سے دل لگاؤں جبکہ میرا محبوب ہر جگہ مصروفِ جلوہ پاشی ہے۔

(۲۱۳) پیت ہی سے سنسار بنو ہے　　پیت چھانڈ کہاں جائی

نہیں وا سوں چھٹکارا

"محبت کی خاطر یہ دنیا بنی ہے" محبت چھوڑ کے اور کہاں جاؤں اس سے مفر ہی نہیں۔

(۲۱۴) برہ اگن ما جرت ہوں نس دن　　واہی یہ چنگی دِ گالی

جو دن دن ہوت انگارا

رات و دن جدائی کی آگ میں پھنک رہی ہوں۔ اس نے میرے دل میں ایک چنگاری رکھدی جو دہکتے دہکتے انگارا ہو گئی ہے۔

(۲۱۵) صاحب آپ بچو نہیں پیت سے　　اور کا کیسے بچائی

رہے کوؤ کیسے نیارا

جب وہ خود محبت سے اپنا دامن نہ بچا پائے تو پھر دوسرے کو کیا بچاتے۔ ایسی صورت میں کسی کا محبت سے بچنا ممکن نہیں۔ (فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق)

(۲۱۶) آد انت سب پریت سوں بندھا پھندا یہ کیسے چھٹائی
ارے مارا رے مارا

ازل سے ابد تک محبت کا جال پھیلا رکھا ہے۔ اس لئے یہ پھندا کیسے توڑا جا سکتا ہے۔ ہائے مار ڈالا۔

(۲۱۷) پریت لگائے مکھ موندے۔ کاظم ہیو جو کرے نٹھرائی
تو کا بندی کا چارا

اے کاظم اگر وہ دل میں محبت کی آگ بھڑکا کے منہ چھپائے اور اٹھلا اٹھلا کر کنائی کاٹے تو بے چارہ مجبور عاشق کیا کرے۔

ایضاً

عاشق و معشوق مجازی کے راز و نیاز

(۲۱۸) میں تیرے بل جاؤں ارے اے ہر کے من بسیا
ارے اے میرے دل کو قبضہ میں لے کر اس میں بسنے والے میں تیرے قربان

(۲۱۹) سب کو ہری ہرتیں من ہر کا کس ہر کے ڈارے پھنسیا
میرے دل کو لے کر محبوب نے سارے عالم کی طرف سے میرا دل کھٹا کر دیا۔
(تو نے اپنی یاد دلائے کے مجھے ما وراسے بھلا دیا
مرے دل کو سب سے چھڑا کے فقط ایک طرف کو لگا دیا)

(۲۲۰) کہہ گن کاظم شیام لبھانے رادھا ہر کے جیئے دھنسیا
معلوم نہیں وہ کون سی باتیں اور کیا ترکیبیں تھیں جن سے کاظم نے شیام کو لبھا لیا وہ شیام جو رادھا کے دل کو قبضہ میں کر کے اس میں بس گئے تھے۔

شہانہ

(۲۲۱) مُنھگے مُولَنُ آیا میرا نہرا

ہا ہا کرت ہے پنیاں پڑت ہے کیسے نہ بُولَنُ آیا

بڑی قیمت ادا کرنے کے بعد میرا انمول نہرا آگیا۔ میری منتیں سماجتیں کر رہا ہے۔ اب بھلا میں کیسے نہ بولوں۔

(اے حضرت مومنؔ یہ مُسلّم سہی ارشاد بھولے سے بھی اب عشق بتوں کا نہ کرینگے
لیکن جو بتوں ہی نے بھلا آپ سے کی بات پھر آپ ہی فرمایئے کیا کیا نہ کریں گے)

(۲۲۲) رَنگ رَنگیلا چھیل چھبیلا بھلے سڈِ دلَنُ آیا

میرا وہ بانکا رنگیلا سرتا پا حسن و خوبی آگیا۔

(۲۲۳) نیند کا ماتا رَنگ ماراتا ہولَنُ ہولَنُ آیا

نیند میں مست اور محبت میں سرشار دبے پاؤں آیا اور میرے دل میں رچ بس گیا

(۲۲۴) مُکھ مُونڈوں اب کیسے کاظمؔ گھُونگھٹ کھُولَن آیا

اب کیسے اے کاظم منہ چھپانا ممکن ہے جب میرا گھونگھٹ اُٹھنے والا آگیا۔

ایضاً پنجابی

(۲۲۵) اَنکھڑِیاں تیڈِی لالیاں مَتواِلیاں
چِتوَن اُن دِی وے سانوں نہیں جاندِی سنبھالیاں

تیری آنکھیں نشہ میں لال ہو رہی ہیں اُنکی نظریں مجھ سے اٹھائے نہیں اٹھتی ہیں۔

(۲۲۶) دل وِچ بسندِی جھمکے دِی بالیاں کاظمؔ زلفاں ڈِسندِی ناگنیں کالیاں

دل میں جھمکے کی بالیاں گھر کئے ہیں۔ اے کاظم اُس کی زلفوں کی کالی ناگنیں مجھے ڈس رہی ہیں۔

ایضاً عشق مجازی

(۲۲۷) مولے پیئے اُس سبگی رس رس موڑ جو گھڑی پل چھن سرک نہ جائے

میرے دل کی گہرائیوں میں اس طرح آہستہ آہستہ محبوب کی شکل سما گئی ہے جو ایک لمحہ کے لیے بھی اوجھل نہیں ہوتی۔

(۲۲۸) ایک تو انکھیاں کاری لال کی — بن کا جرا وا نپٹ سُہائے

اول تو اُس کی بے سرمہ لگی آنکھیں کالی کالی بڑی بھلی و دل فریب ہیں۔

(۲۲۹) دوجے بتین نا رس اُبجت ہے — گاری دِے مُکھ سے اور مٹھائے

دوسرے اُس کے بولوں سے رس ٹپکتا ہے۔ کڑوے بول اُس کے منھ سے اور بھی زائد میٹھے معلوم ہوتے ہیں۔

(۲۳۰) کا برنوں سگری چھب وا کی — مو من لو ٹو بنا ئے بنا ئے

اُس کی صورت و سراپا کی میں کس مُنھ سے تعریف کروں۔ میرا دل لوٹنے میں اُس نے کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا۔

(۲۳۱) سو مورت بس رہی کاظم کے — اَورن کا ر اکھے ترسائے

اب وہ پیاری پیاری صورت کاظم کے دل میں بس رہی ہے اور غیروں کو ترسا رہی ہے۔

ایضاً

عشق حقیقی اور عاشق کی محبت میں ثابت قدمی اور ہجر و وصال سے بے نیازی

(۲۳۲) اَب تو لگو میرو تم سے نہرَ وا — جو چاہو سو کرو میرے لال

اے میرے پیارے محبوب اب تو میں تمہاری محبت میں گرفتار ہو ہی گئی۔ تمھیں اختیار رہے جو چاہو کرو۔

(وفا خطا تھی خطا میں نے زندگی بھر کی — اب اس کے بعد جو مرضی ہو بندہ پرور کی)

(۲۳۳) چہو مکھ کھولو درسن دیو نِسدن — سنمکھ رہ رہ کرو نہال

اب چاہے رات و دن بے نقاب ہو کر مجھے جلوہ دکھاؤ اور سامنے رہتے ہوئے نہال کرو۔

(۲۳۴) چہو مکھ موند و نیہ بڑھاؤ — دُکھ بچھڑن کا لینہ سنبھال

چاہے مُنھ چھپا کر میری لگی کو اور بڑھاؤ۔ میں فراق و جدائی کی گھڑیاں برداشت کرونگی۔

(آپ مختار رہیں جس طرح نوازیں دل کو — ہم کو عادت ہے ہر ایک بات کے سنہ جانے کی)

(۲۳۵) رنبھ لگا تیرے رُوپ اَپنے سے — اِدھر اُدھر ہے تیرے جمال

اپنے مظاہر پر خود تم عاشق ہو اس لیے کہ ہر طرف تم خود ہی جلوہ نما ہو۔

(۲۳۶) ایسے رہیں ہما ہے ویسے کاظم — آپے ما نہال پھر آپ ہی بے حال

اس لیے چاہے کیفیت وصال میں ہوں یا حالتِ فراق میں کاظم ہر حال میں مگن ہیں۔

ایضاً۔ عشق مجازی

(۲۳۷) اُودھو ملاؤ بنسی والا یار — لاگوں تورے پیّاں

اے اودھو مجھے بنسی بجانے والے محبوب سے ملا دو۔ میں تمھارے قدم پکڑتی ہوں۔

(۲۳۸) بھول گئی ہمری سُدھ اُنکاں — جب سے راجہ بھین گُسیّاں

ہماری یاد اُن کے دل سے بالکل محو ہو گئی ہے جب سے مالک نے اُن کو اس درجہ بے نیازی پر پہنچایا ہے۔

(۲۳۹) ہم رہے سنگ کھیلت گوکل ما — سو سب بسر گئیں لرکیاں

(یادش بخیر ایک زمانہ تھا) کہ ہم سب ان کے ساتھ گوکل کے سبزہ زاروں میں کھیلا کرتے تھے افسوس کہ جتنے ساتھی سنگی تھے سب بچھڑ گئے۔ ے

(یہ تمھاری ان دنوں دستاں مژہ جس کے غم میں ہے خوں چکاں
وہی آفتِ دلِ عاشقاں کسی وقت ہم سے بھی یار تھا)

(۲۴۰) ہمری انکھین ما چُبھے ہیں وے دِن — جے دِن رہے چراوت گیّاں

میری نظروں کے سامنے ابتک وہ منظر ہے جب وہ گیاں چرایا کرتے تھے۔

(۲۴۱) سُدھ آوت وادن کی اودھو — جرت سدا ہیرے کی ٹھنیّاں

اے اودھو جب وقت اُن دنوں کی یاد آتی ہے دل میں اک ہوک سی اٹھتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کلیجہ پھنک جائے گا۔

(۲۴۲) آدھے سے شیام رہے کاظم سنگ — اُنت بنی رہی یا سے گنیاں

اے گنیاں روزِ ازل سے وہ سانولا محبوب کاظم کے ساتھ رہا۔ اللہ کرے اب تک اسی طرح نبھتی رہے۔

ایضاً مجازی

(۲۴۳) جادو کون چلائے سانورے اے ہو مُرلی والے یار

تڑپھ تڑپھ جا سوں دِن بیتیں راتیں ہونہ سوٹھ بھاری

دُھن سُنتے دُنھ کا بھبھوچی کو جو کل گئی ہماری

کیسی مُرلی بجائے

معلوم نہیں اے مرلی والے محبوب تم نے کونسا جادو کردیا ہے کہ دن تڑپ تڑپ کر بسر ہوتے ہیں اور راتیں عالم بے قراری میں بہت سخت گذرتی ہیں۔ یہ تم نے کیسی مسحورکن دُھن چھیڑی ہے کہ جس سے میرے دل کا قرار و سکون چھین گیا۔

(۲۴۴) ستی جرے تن سے اپنے ست گھری ماجہ ہو چھار

ست مانو ہم مَن سے ستی ہوں گھڑی ما کیتک بار

تیرے برہ ستائے

ستی تو اپنے جسم کو آناً فاناً جلا کر راکھ کردیتی ہے سچ مانو ہم اِس سوز محبت کے ہاتھوں نہ معلوم دن میں کتنی بار جلا کرتے ہیں۔ ہم تو جدائی کے مارے ہیں۔

(۲۴۵) گھاؤ لگے کاری ہردے ما کون سُنے دُکھ مور

کہوں تو کہت بنے نہیں موسو چُپ رہیں باڑھت اور

مون بنے نہ بنائے

میرے دل میں ایک کاری زخم لگا ہے۔ کون میری بپتا کا سننے والا ہے۔ اگر بیان کرنا چاہوں تو بیان سے باہر ہے اور چپ رہوں تو اندر ہی اندر یہ لگی اور بڑھتی ہے۔ میرے کچھ بنائے نہیں بنتی۔

(۲۴۶) دَیا کرو گن مانو دَیِ کے کا ہو کی بوجھو پیر

دَئی بنائی جو موہنی مورت تب تو ہے چاہا ہیر

مان دَئی کے بنائے۔

عنایت کرو۔ مالک کا احسان مانو اور کسی دکھیا کی غمگساری کرو۔ اللہ نے جب تمکو ایسی موہنی صورت دی ہے تب ہی تو اے "اہیر" (کرشن) میں نے تم کو ایک چھوڑ ہزار جان سے چاہا ہے۔ اے اللہ کے سنوارے اللہ مان جا۔

(۲۴۷) برھ بیار ہے کیدھوں اگن ہے کیدھوں کون ہے ایسی بلائے
ماٹی کا پتلا جو دن دن گل گل جیسے بتا سا گیو بلائے
کا کیو پنڈ سمائے۔

نہ معلوم یہ جدائی کون سی ہولہے یا آگ ہے یا کوئی بلا ہے کہ میرا مٹی کا بدن بتاشہ کی طرح گھل گھل کر غائب ہوا جارہا ہے۔ نہ معلوم مجھ میں سما کر تم نے کیا کیا ہے۔

(۲۴۸) نین پیاسے ہین جیوں سداں رہیں جل مانھ
جل جل ترسیں پی کے درس کاں پاویں نہ درس کی چھانھ
روے روے نیر بہائے۔

میری آنکھیں تیرے دیدار کی پیاسی ہیں اور ہر وقت آنسوؤں میں تیرتی رہتی ہیں جس طرح پانی میں مچھلی۔ وہ دیدار کی حسرت میں جل جل کر ترس رہی ہیں اور پھر بھی دیدار کی پرچھائیں سے محروم ہیں۔" رو رو کے آنسوؤں کے دریا بہا دیے ہیں۔"

(۲۴۹) مرلی سنائے کا رے للچاوت جو ہے درس پیاسی
درس دکھائے چھکائے دے جی کوں سنمکھ آئے برج باسی
سونا کیوں دکھائے۔

مرلی بجا بجا کر انکو جو تشنۂ دید ہیں اور بھی للچاتے ہو۔ اے برج بسیا سامنے آکر اپنے دیدار سے چھکا دو۔ مگر نہ آنا تھا تم نہ آئے، ادھر کی دنیا ادھر ہوئی ہے)

(آجا کبھی تو سامنے اے محشرِ جمال | کب تک ترے خیال سے باتیں کرے کوئی)

(۲۵۰) آس لگائے درسن کی نس دن روے موئی مگ جوہ
نرموہی برہن کا ستائیں کہا بلت ہے توہ
ہم کا ستائے کچھ پائے۔

رات دن تیرے دیدار کی آس میں رو رو کر راستہ تکتے تکتے مری جا رہی ہوں اے بید رد تجکو مجھ ایسی برہ کی ماری کو ستا کر کیا مزا ملتا ہے۔ تو نے ہمیں ستا کر کیا پایا۔

(۲۵۱) ایک نجر دکھلاؤ مرت ہوں میں تھہ پر بلہاری

نت سنگ رہو کاظم کے ہمرو گیہوں آؤ مراری

مکھ رہی کب لو چھپائے۔

ایک جھلک مجھے دکھا جاؤ میں مری جا رہی ہوں۔ میں تم پر صدقے قربان۔ کاظم کے ساتھ تو ہمیشہ رہتے ہی ہو کبھی کبھی ادھر بھی بھولے ہی سے آنکلو۔ (آخر کب تک اس طرح مجھ سے نظریں چراتے رہوگے۔

(ہم ہیں اور ہجر کی شب اور بلاؤں کا نزول　　　　تم ہو اور بزم طرب اور ہجوم اغیار)

ایضًا

بغیر اُسکی عنایت و کرم ایک قدم کا راستہ برسوں میں نہیں طے ہو سکتا اگر اُس کی عنایت شامل حال ہو تو برسوں کی راہ پلک مارتے طے ہو سکتی ہے

(۲۵۲) پگ کی ڈگ بھئی برسن کی

دَیا سے پیو پایا نا ہیں تو　　　　جی مار ہت ترسن کی

برسوں کا راستہ ایک قدم میں طے ہو گیا۔ اُسی کے رحم و کرم سے پیا کو پا لیا ورنہ ہمیشہ جی ترستا رہتا۔

(۲۵۳) درسن پاوے اگم کی دَیا سے　　　　سوئی کہے درسن کی

اُس کے ازلی رحم و کرم کی وجہ سے جسکو دیدار نصیب ہو جائے وہی وصال کی کیفیت بتا سکتا ہے

(۲۵۴) یہ مکھ مانگی ملے تب جیئے جن　　　　پیت اگم ہر سن کی

یہ منہ مانگی مراد بر آئے تو میری زندگی ہو ورنہ ویسے تو محبوب سے محبت ہمیشہ سے کرتا رہا ہوں۔

(۲۵۵) گھاٹ کرم کا ہیں جو کاظم　　　　اُن کر پا سمرسن کی

اے کاظم اُن کی رحمت عام کے آگے ہمارے اعمالِ زشت کی حقیقت ہی کیا ہے۔

ایضًا

محبوب کے لطف و کرم کی تعریف اور اپنے اعمال و افعال پر بے اعتمادی

(۲۵۶) گُن اَوگُن کا مورے جو اُن کی ہوئے دَیا مورے آگے

اگر اُن کی نظرِ مہر و کرم ہو تو میرے نیک و بد اعمال ہیں ہی کیا۔

(۲۵۷) دَیا بِیں گُن نا گیہو ہُو نہ نیکے بِنا دَیا نیکے سب نا گے

اگر انکا لطف و کرم شامل حال ہو تو میرے برے اعمال نیک اعمال ہو سکتے ہیں اور بغیر اُن کی عنایت کے میرے نیک اعمال بھی بُرے اعمال میں شمار ہوں گے۔

(۲۵۸) کاج دیکھ اَچرَج کرتار کے نیہہ نہ چھانڈو رہو وَاسوں لاگے

خالق کی عجیب و غریب کرشمہ سازیاں دیکھ دیکھکر اُس سے بد دل نہ ہو۔ اپنا دل لگائے رہو۔

(جمال اپنا ہے حسن اپنا کرشمہ سنجیاں اپنی اُٹھائے جاتے ہیں فتنے پہ فتنے ناز اٹھانے کو)

(۲۵۹) کاظم تجے کَون اَوگُن سو لَی ملے دَرَس بھاگ اُن کے جاگے

اے کاظم تم نے کون سے وہ بُرے اعمال چھوڑ دیئے جس سے تمھیں دیدار نصیب ہوا اور قسمت جاگ اُٹھی

ایضاً

افعال و قدرت و ارادۂ محبوب

(۲۶۰) تو ہی چاہے سُو کرے

ہوت وہی جو ہے تیرو کیا پھر بھلا مو سے کا سنبرے

جو تیرا جی چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو تیری رضا و مشیت ہے۔ پھر بھلا میرے بنائے کیا بن سکتی ہے۔

(۲۶۱) بھلے بُرے بنے سب ہی بھلا وُہ جو بُرے کاج سَر اَپنے دھرے

اے وہ جس نے برے کاموں کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر رکھی ہے۔ پھر بھلائی ہو یا برائی سب ہی بھلی ہے۔

(والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ)

(حقیقت میں نہیں کوئی بُری شئے کہ سب اچھے کے ہاتھوں سے بنی ہے)

(۲۶۲) اے کرتار کر اب کچھ ایسا جو یہی گیان پہ من ٹھہرے

اے فاعلِ حقیقی اب ایسا فضل فرما کہ اِسی عقیدہ پر دل جم جائے۔

(۲۶۳) رہے مگن تہہ سے جو کرے نیں مکھ پیارا لکھ جیت مرے

میں ہر حال میں مگن رہوں تو جو بھی کرے لیکن اپنا پیارا مکھڑا مجھے مرتے جیتے دکھاتا رہ۔

(۲۶۴) ہوں نہ مرا نہ جیا اب کا کروں جیب مرب نیں جو من گذرے

میرا شمار نہ مردوں میں ہے نہ زندوں میں۔ مجھے ایسا طریقہ بتا کہ مرنے جینے کے دھڑکے سے بے نیاز ہو جاؤں

(۲۶۵) ہوت اچھا پورن جو مانگے تیرے دوارے آئے پڑے

جو تیرے در پر آ پڑے اور تیرا ہو رہے اُس کی سب تمنائیں اور آرزویں پوری ہوتی ہیں۔

(۲۶۶) کاظم درس مانگت ہے کب سے یہی آس ن رہے دوارے کھڑے

نہ معلوم کب سے کاظم دیدار کا طالب ہے اسی امید میں وہ تیری چوکھٹ پر کھڑا ہے۔

(۲۶۷) کر کے دیا سنمکھ ہو جا تیں سب اچھا تیں من نسرے

اب مہربانی کر کے سامنے آجا تاکہ تمام آرزویں دل سے نکل جائیں۔

ایضاً

بفحوائے آیت وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ دیدار سے محرومی کی شکایت

(۲۶۸) با ما باشی و رخ نہ نمائی ریت ہوں تے مکھ کو چھپائی

ہمہ وقت میرے ساتھ ساتھ ہو لیکن کیا بات ہے کہ صورت نہیں دکھاتے۔ محبت کرنے والوں سے بھی کہیں منہ چھپایا جاتا ہے۔ ۵

(پردہ سے کر رہے ہو یہ کیا لن ترانیاں بیٹھو تو آکے دیکھنے والوں کے سامنے)

(۲۶۹) دور شوی با ایں نزدیکی کو نے جتن پھر درسن پائی

(بقول خود) شہ رگ سے تو قریب ہو لیکن دید نہ ہونے کے باعث کوسوں دور معلوم ہوتے ہو۔ پھر آخر تمہارے دیدار کے لیے کیا جتن کئے جائیں۔

(۲۷۰) بودم پیش ازیں در محفل سو دن کب ڈھڑیں دکھائی

اس سے قبل میں محفل (ازل) میں موجود تھا اب (حجاب ہستی میں آنے کے بعد) نہ معلوم کب ان کے جلوۂ بے محابا کی دید ہو سکے

(۲۷۱) اکنوں بہ محفل بے طلب تو — آویں کیسے تیرے بل جائی

اب بے یاد کیئے تمھارے تمھاری محفل میں کیسے آنے کی جرأت کریں۔ میں قربان تباؤ تو۔

(۲۷۲) بہر خدا کن بندہ نوازی — تیرے نوا جے سب بن آئی

خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو اگر تمھاری عنایت و مہربانی ہو جائے تو ساری بگڑی بن جائے۔

(۲۷۳) کاظم راشد قرب ہمیشہ — ہمھوں توکب سے آس لگائی

کاظم کو تو ہمیشہ سے نزدیکی حاصل ہے ہم بھی نہ معلوم کب سے یہی آس لگائے بیٹھے ہیں۔

کلنڈہ

(کلنڈہ سے بحر طویل مراد ہے اور حقیقتاً اس سے مراد اُس حالت کا اظہار رہے جو عارف کو بعد فنا فی اللّٰہی والبقا باللّٰہی حاصل ہوتی ہے اور بہ لحاظ شکرانۂ نعمتِ تشبیہ میں آکر اُس کا اظہار کرتا ہے۔)

(۲۷۴) یار آمد یک شب درخانہ خود را کردم بر وے نثار

پھر آیا نہ رہا کچھ میرے رہ گیا آپ ہی یار کا یار

ایک رات میرا محبوب میرے خانۂ دل میں در آیا۔ میں نے اپنی جان اُس پر نچھاور کر دی۔ اُس کے آنے سے یہ ہوا کہ میرے دل میں سوا محبوب کے کچھ نہ رہا۔

(۲۷۵) اکنوں خود در خود می باشد خود در خود خود بود مدام

اب کو ہوئے پچھاور رہئے کو رہے وا کے سنمکھ ٹھار

اب جب کہ من و تو کا قصہ ہی ختم ہو گیا بس وہی وہ ہے رباکمالِ رعنائی خود ہی تماشہ ہے اور خود ہی تماشائی۔) اب کون کس پر جان چھڑکے اور کون کس کے سامنے بے حجابانہ کھڑا رہے۔ (اس لیے کہ اب ایک ہی ذات باقی ہے)

(۲۷۶) خود بیند و خود شنود و گوید خود چشم و خود گوش و زباں

گیان اپنا مکھ اپنے لکھانے پر گھٹ گپت وہی وا کو پار

وہ خود ہی دیکھتا ہے اور خود ہی سنتا اور کہتا ہے۔ وہ خود ہی آنکھ اور کان و زبان ہے۔ اپنے گن خود اپنے منہ سے گاتا ہے۔ ظاہر و باطن میں بس اسی کا ظہور ہے۔

(۲۷۷) خواہ کند اظہار انا الحق خواہ بہ عبد شود ظاہر
تیں نیارا ہے دو وِتیں کاظم یہ دہ کچھ نامنہہ سی نسا

کبھی تو مقام اُلوہیت سے انا الحق کا نعرہ لگاتا ہے اور کبھی مقام عبودیت سے عبدہٗ ورسولہٗ کی شانِ عجز میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اے کاظم تو ان دونوں حالتوں سے منزہ ہے نہ ایسا کہہ نہ ویسا۔

موہنی

اُس نغمہ کو کہتے ہیں کہ جس میں جذب کی قوت ہوتی ہے جس سے وہ اوروں کو اپنا لیتی ہے۔ اس عالم اجسام نے گویا ارواح پر سحر کیا ہے کہ عالم اجسام میں آکر ارواح اپنے مقر اصلی کو بھول کر اپنے کو عین جسم جان کر کہتے ہیں کہ فلاں کا لڑکا اور فلاں کا باپ ہوں یہ تمام نسبتیں بدنی ہیں۔ ان کا روح سے کوئی تعلق نہیں۔ بدن کی حالت مثل ملک کانورو کے ہے۔ کانورو بنگال میں ایک مقام ہے جہاں کا سحر مشہور ہے

(۲۷۸) جانو موہنی کا ہوں پڑھ ڈاری
جگ آئے جو بھولے سب یاری

معلوم نہیں کس نے موہنی پڑھکر پھونکی ہے کہ جتنے یار لوگ اس دنیا میں آئے سب اپنی حقیقت بھول گئے۔

(۲۷۹) جگ آوت پہلے تیں روئے لوگن دیئے ہنسائے۔
آون گون کچھ کھیل نہیں ہے جو ہنس ہنس دیت اڑائی
مُورکھ کب یہ گیان بچاری۔

دنیا میں آتے ہی تم روئے اور دوسروں کو ہنسایا۔ یہ آنا جانا محض کھیل تماشہ نہیں ہے جو لوگ ہنسی ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔ جو ناسمجھ ہیں وہ ان باتوں پر نہیں غور کرتے۔

(۲۸۰) سب کا بیج آوے یہ جگ ماٹی کال کی پھانسی
میں کچھ چپ تہہ سے مُورکھ کچھ جانے اپنا سی

جان لے پھر پچھتیہے پچھاڑی

اس دنیا میں ہر ایک کو موت آتی ہے اور اُس کا پھندا ہر ایک کے گلے میں پڑا ہے تو اے نادان (مخاطب) میں تجھ سے پوچھتا ہوں، کیا تجھکو اپنے بنا ون ہار کی معرفت حاصل ہوئی (اگر نہیں) تو حاصل کر لے ورنہ بعد میں ہاتھ ملے گا اور پچھتائے گا۔

(۲۸۱) سُندر رُوپ بانکے نینن پہ جگ مانہیں جن بھول
یہ بہار دن چار کی لکھ ہے پھر کُمھلاوے پھول
سدا رہت نہیں یہ پھلواری

اپنے خوبصورت مکھڑے اور تیکھی چتون پر مغرور نہ ہو۔ یہ تو چار دن کی بہار ہے۔ دیدۂ بینا سے دیکھ۔ پھر یہ پھول کُمھلا جائے گا۔ اس چمن میں ہمیشہ بہار نہیں رہتی۔

(۲۸۲) پریت لگائے کاہوں سُکھ دیکھا جگ کی پریت بسار
جا جا رے جو وا کی پرہ میں جو رہے سنمکھ ٹھار
سب تج دے سُن بات ہماری

محبت کر کے کس نے چین پایا۔ دنیا کی محبت چھوڑ اور ایسے محبوب کی محبت میں جل جو ہمہ وقت تیرے ساتھ اور تیرے سامنے رہے۔ سب کچھ تج دے (ماسوا اللہ کو۔ ففرّوا الی اللہ)

(۲۸۳) باٹ پریم کی نپٹ کٹھن ہے بات مالپت ہیں لوٹ۔
سو سو بار لٹے ہم تہوں پہ نہ ہمار نہ چھوٹ
وا کی پریم کی باٹ ہے نیاری

محبت کی راہ بڑی کٹھن ہے۔ بات کی بات میں (متاعِ عقل و ہوش و سرمایۂ صبر و قرار) لُٹ جاتا ہے ہم تو سیکڑوں بار اس راستے میں لٹے لیکن پھر بھی ہماری جان نہ چھوٹی (کیونکہ در محبت کی لذت ایسی ہے جس سے سیری نہیں ہوتی) یہ راستہ ہی نرالا ہے۔

(مکتبِ عشق کا دیکھا یہ نرالا دستور — اُس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد ہوا)

(۲۸۴) لوک لاج مایا سب تج کے بھجن کر وچت لائے
آوے پی آوے ہیا گھر تیرے پیوے گنٹھ لگائے۔

سدا لکھو پھر وہ چھب پیاری

ننگ وناموس و پندار خودی چھوڑ کر دل لگا کر اُس کی یاد میں محو ہو جا۔ وہ آئے پھر آئے اور آ کے تجکو گلے لگائے گا۔ پھر ہمیشہ اُس کی پیاری پیاری چھب دیکھتا رہے گا۔

(۲۸۵) وا کے جن کی ریت یہی ہے جو جن جگ ما آئے۔
کی جگ ما واہی کو دیکھے کی جگ دیئے بھولائے
ایسے سُو جیت اَچیت پہ واری

وہ لوگ جن کا دنیا میں آ کر یہ طریقہ ہے کہ کچھ تو دنیا کی ہر شئے میں اس کا جلوہ دیکھتے ہیں اور کچھ ہیں کہ جو دنیا کو بھلا کر صرف اُسے دیکھتے ہیں۔ میں ایسے باہوش و بے ہوش دونوں پر صدقے قربان۔

(۲۸۶) رہے جل ما جیوں کنول رہت ہے جل ما جل سے نیارا
لیپٹ نہ ہوئے کا ہو جگ آئے کے اس صاحب کا پیارا
میں ایسے جن پہ بلہاری

اس دنیا میں اس طرح رہے جیسے کنول کا پھول پانی میں رہتا ہے کہ پانی میں بھی ہے اور پانی سے علیحدہ بھی۔ یہاں آ کر دنیا میں آلودہ نہ ہوا ایسا آدمی مالک کا پیارا ہو جاتا ہے میں ایسے پر قربان۔

(غلام ہمتِ آنم کہ زیر چرخ کبود　　زہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است)

(۲۸۷) بھر بھر ساگر مدھ پیے ہیم کے تنک نہ ہوئے متوارا
پی کو روپ لکھے گھٹ گھٹ ما سو ہے کاظم گرو ہمارا
ہم ہیں واکے درس بھکاری

جس نے شراب محبت کے بھر بھر پیالے پئے اور ذرا بھی نہ بہکے اور محبوب کا جلوہ ہر شئے میں دیکھتا رہے اے کاظم وہ ہمارا گرو ہے ہم اُسی کے دیدارِ حسن کے بھکاری ہیں۔

مجاز

(۲۸۸) جادو چلا وت شیام بہاری
کاظم دیکھ نین متوں

اے کاظم ذرا آنکھیں کھول کے دیکھو تو وہ سانولا سلونا جادو کر رہا ہے۔

(۲۸۹) سنکھ ٹھاڑھ ہوت موہن کے سدھ بدھ جات ہرائے
رچنون ما جیو لیت ہے کو سنمکھ ٹھہرائے
جیو مارت رچنون ہٹیاری

جس وقت میں من موہن کے سامنے ہوتی ہوں تو میرے ہوش وحواس اڑ جاتے ہیں۔ وزدیدہ نگاہی سے میری جان نکالے لیتا ہے۔ کس کو تاب ومجال ہے کہ سامنے ٹھہر سکے۔ ہائے یہ قاتل آنکھیں میری جان لیے لیتی ہیں۔

(۲۹۰) دورسے تیر لگاوے مُرلیا نیرے نینا ماریں کٹاری
دور بچے واسوں نا نیرا۔ تیر کٹاری سے کو وُ بچاری
دووُ گھاؤ نپٹ ہیں گاری

اگر محبوب سے دور رہے تو اس کی بانسری کی آواز تیر کی طرح دل میں تیر جاتی ہے اور اگر قریب جائے تو آنکھوں کی کٹاری سے گھائل کرتا ہے۔ نہ تو اس سے دور رہکر بچ سکتے ہیں اور نہ نزدیک رہ کر (اے سکھی) کوئی بھی اس کی تیر کٹاری سے بچ سکتا ہے۔ یہ دونوں گھاؤ جان لیوا ہیں۔

(۲۹۱) برچھی کو گھاؤ سہے تو سہے کوئی چتون بری بلائے
واکو گھائل جیوے تو جیوے یاکو لاگت ہی مرجائے
مارت برچھی بان کٹاری

برچھی کا گھاؤ تو ایسا ہے کہ جا ہے بچ بھی جائے لیکن چتون بڑی بُری بلا ہے اس کے گھائل کا بچنا ناممکن ہے برچھی اور بان اور کٹاری تینوں چلا رہا ہے۔

(۲۹۲) ایک دن جل بھرکے میں گھر چلی سر پہ گاگر بھار
موُر چھپت کبھی گری سرگاگر ہوتے آنکھیں چار
کون اُتر گھر دے نہاری

میں ایک روز پانی بھرے سر پہ بھاری گاگر رکھے جا رہی تھی جیسے ہی میری آنکھیں ان سے چار ہوئیں مجھے غش آگیا اور سر سے گاگر گر گئی ہائے اب سمجھ میں نہیں آتا گھر جا کر کیا جواب دوں گی۔

(۲۹۳) دیکھت نینا لال کے جی ما اُٹھت ہُوک

دن دن گھٹت ہے مانس ری چھن چھن بارھت روگ

بید نہ جانے پیر ہماری

اپنے محبوب کی خمار آلود آنکھیں دیکھ دیکھکر میرے دل میں ایک ہوک اٹھتی ہے۔ جس سے روز بروز میرا جسم گھلتا جاتا ہے اور لمحہ بہ لمحہ روگ بڑھ رہا ہے۔ وید حکیم میرے درد کا حال نہیں جانتے

(۲۹۴) ناری دیکھت مور سکھی ری بید کہا یہ روئے۔

برہ کی ماری کاں دیکھی کبھوں ٹھیک نہ ہوئے

اُنہاں اوکھد کا کرے بچاری

اے میری سکھی بید نے میری نبض پر ہاتھ رکھتے ہی روکر کہدیا کہ فراق کے مارے ہوئے کو کیا دیکھیں اس دکھ کا مارا کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ یہ روگ تو لا علاج ہے۔ دوا بے چاری کیا کر سکتی ہے۔

(اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا دیکھا اس بیماریِ دل نے آخر کام تمام کیا)

(۲۹۵) پیا پیا بول پپیہا کاہے برہن مارت جار

کاجرے ما کسر رہی کچھ جوتیں کرت گہار

منہ سے جھڑت تیرے چنگاری

اے پپیہا پیا پیا کی رٹ لگا کر کیوں جلے کو اور جلا رہا ہے۔ میرے جلنے میں کیا کچھ کسر باقی رہ گئی ہے جو تو اسقدر چلّا رہا ہے۔ تیرے ایک ایک بول سے چنگاری جھڑتی ہے۔

(۲۹۶) مُنہ کارد کویلیا تیرو کہوں دیو تو ہے پھونک

کوک تیری برہن کا پھونکت اُٹھ اُٹھ جی میں ہُوک

اڑ جاری ذئی ماری کاری۔

اے کالی کوئل کیا کسی نے تجھے جلا کر پھونک دیا ہے۔ تیری کوک بچھڑے ہوؤں کو پھونکے دیتی ہے اور اُن کے دل میں تیری کوک سے ہوکیں اٹھتی ہیں۔ اے کالی کلوٹی جا یہاں سے دور ہو۔ تجھ پر خدا کی مار۔

(کالی گھٹا میں کوندا لپکا آکے جو کوئل کوک گئی جتنی گہری سانس کھینچی تھی اتنی لمبی ہوک گئی)

(۲۹۷) بار بار مُدھ ہے ہنیم سب کا نار پُرکھ سے نیارا

جادو نین مُرلیا سے من کھینچ لگاوے پار را

پھر دیکھے واکی چھب پیاری

وہی محبوب حقیقی تذکیر و تانیث سے منزہ ہے اور وہی سب کا ہتیم ہے۔ جادو بھرے نین اور مرلی کی آواز سے دل کو کھینچ کر پار لگائے تب اُس کی پیاری چھب کا مشاہدہ حاصل ہو گا۔

(۲۹۸) سانوری صورت جانو نرگن ہے گوری سرگن مان

گاگر بھگت ہے کیدھوں ما یا کی دُنیا کا دُھندھا جان

سب دِن ماہی گیان بچاری

سانوری صورت (ملاحت) سے مراد وہ ہے جس میں صفتِ تنزیہی کا غلبہ ہو اور گوری صورت (صباحت) سے مراد وہ ہے جس میں صفتِ تشبیہی غالب ہو۔ اور گاگر سے مراد بھگت (معرفت) ہے اور مایا سے مراد دنیا کا جنجال ہے تفکر کے بعد میں نے یہ گیان حاصل کیا۔

جادو لِلت

اس جگہ جادو کا بیان ہے اور اس سے قبل موہنی کا بیان تھا دونوں میں فرق یہ ہے کہ موہنی میں بعد عروج حقیقت سے پھر مجاز کی طرف نزول ہوتا ہے۔ (گویا یہ سیر حق کی جانب سے عالم کی طرف ہوئی) اور چشم جادو جس سے سلوک مراد ہے اس میں حقیقت کا عرفان ہوتا ہے اور اس عالم کی بھی خبر رہتی ہے۔ موہنی سے مراد شہود تفصیلی ہے ہر ذرہ میں۔ اور چشم جادو سے مراد کشود ہے جو بصیرت سے متعلق ہے اور سالک کے لئے ازدیادِ شوق کا باعث ہوتا ہے۔ جہاں کہیں گاگر کی نگاہداشت کی درخواست ہے وہاں عبودیت مراد ہے کہ ایسی مستی نہ ہو کہ عبودیت ہاتھ سے جاتی رہے اور جس جگہ گاگر سے امور دنیوی مراد ہیں وہاں ان سے چھٹکارا ملنے کی درخواست ہے۔ یہ سیاق کلام سے سمجھا جا سکتا ہے۔ موہنی سے مراد معشوق مطلق بھی ہے۔ اگر معشوق مجازی مراد لیں

توبھی درست ہے۔ کیونکہ عارف کے نزدیک تنزیہہ عین تشبیہ ہے۔ عارف جس طرف بھی دیکھتا ہے اُسکو غیر حق نہیں دکھائی دیتا رہند ہمہ جا عارف آگاہ ہو اللہ) اگرکسی کو نہ معلوم ہوتا ہو تو وہ میری آنکھوں سے دیکھے۔ لیلت سے مراد محبوب مجازی کا تجبر ہے جو حقیقت کی طرف سے عارض ہوتا ہے۔

(۲۹۹) بُنواری چل جا رے
جو ہت کے شدھ ہری بساری

اے پیارے محبوب "ہٹو بھی" تم نے تو محبت کرنے کے بعد مجھے بالکل ہی بھلا دیا۔

(۳۰۰) کیتے دِنن تیں بھٹکیں ہم گھائل   چتون جادو کے بانن ماری
نہ معلوم کب سے تمھارے جادو بھرے چتون کے تیروں کے ہم گھائل پڑے ہیں۔

(۳۰۱) شدھ نہ لہی نِردئی اِکّو دِن   ہت کے جیو مارے ہٹ پاری
اے سنگدل کبھی پلٹ کے خبر بھی نہ لی۔ اے راہزن محبت کر کے میری جان لے لی۔

(۳۰۲) ایتو کٹھور نہ دیکھا ہت میں   کوئی تُھسا جگ میں بُنواری
اے بنواری ایسا کٹر سنگدل دنیائے محبت میں نہیں دیکھا۔ تمھارا ایسا دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔

(۳۰۳) آگم جان پڑت نٹھر ایتی   ہوں رکھتی اپنے کاں سنبھاری
اگرکہیں مجھے پہلے تیری بے مروتی اور سنگدلی کا ذرا سا ہی ادراک ہو جاتا تو میں ہاتھ سے بے ہاتھ نہ ہوتی

(۳۰۴) کہا ہوت پاچھے پچھتائے   دگا بھیو انکھیں تیں اگاری
اب بعد کو ہاتھ ملنے سے کیا ہوتا ہے۔ میری ہی آنکھوں نے مجھے دھوکا دیا۔

(دیکھا جو حسن یار طبیعت مچل گئی   آنکھوں کا تھا قصور چھری دلپہ چل گئی)

(۳۰۵) بُنوارِی کہکا بھیو اب تک   ہت نبھے کا رے تیں گاری
بنواری اب تک کس کا ہوا ہے (وہ تو اپنے حسن میں مغرور رہے) بھلا سانولے سے (جو مرتبۂ استغنا پہ فائض ہے) کیسے محبت نبھ سکتی ہے۔

(۳۰۶) وہ جو نِبنا رہے نِت کا ظم سنگ   اُن وا پہ موہنی پڑھ ڈاری

وہ محبوب جو کاظم کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے ان پر موہنی پڑھکر پھونکی ہے۔

مناجات

نغمۂ الٰہیہ وسر پردہ ودیوگری

(۳۰۷) توڑ سکیں کب جب تم جوڑو — جوڑ سکیں کب جب تم توڑو

جب تم (محبت کا) رشتہ قائم کرو تو کون اُسے توڑ سکتا ہے اور جب تم ہی اُس کو توڑ دو تو پھر کس میں طاقت ہے کہ اُسے جوڑ سکے۔

(۳۰۸) جائیں کہاں جو تم ہٹ راکھو — رہیں کہاں جو تم ہٹ چھوڑو

اگر تم محبت قائم رکھو تو ہم تم کو چھوڑ کر کہاں جا سکتے ہیں اور اگر تم محبت کرنا ہی چھوڑ دو تو پھر ہمارا کہاں ٹھکانا ہے۔

(۳۰۹) بہت پاپ دیکھے تیں ہمارے — اب دیکھ اپنی کرم کی اُور رو

تم نے ہماری لغزشیں تو بہت دیکھیں اب ذرا اپنے کرم کی طرف تو نظر کرو۔

(۳۱۰) نیکے گُن اپنے پیارے سے — کچھ ہم کا دے کرکے نہُورو

کچھ اپنے اچھے اور پسندیدہ صفات سے مجھے نواز کر ممنونِ احسان فرماؤ۔

(۳۱۱) اُنھیں گُنن بھر پور رہوں میں — اَوگن ایک رہے تا مورو

اُن ہی اچھے اوصاف سے میری پوری زندگی معمورہ ہو جائے اور مجھ میں ایک بھی خامی نہ رہ جائے۔

(۳۱۲) کاظم عرض کرت کر جوڑے — دَیا کرو اَب جن مُکھ موڑو

کاظم اب ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہے کہ اُس پر عنایت کی نظر رکھو بے اعتنائی نہ کرو۔

ایضاً

اس بات کی شکایت ہے کہ جذبۂ ضعیف کا آنا اور تجلی ہونا اور اُس کا پردہ کر لینا محب کا مرتبۂ محبوبیت پر فائز ہو کر ناز کرنا اور ذات بحت کی طرف رجوع کرنا یعنی محب کا مرتبۂ محبوبیت و محبیت سے نکل کر حالت اطلاق میں آنا

اور اعتبارات محبی و محبوبی سے گزر جانا جو نہایت اعلیٰ مقام ہے)

(۳۱۳) کچھ نہیں بیر بھئی آون کی پیا پردیس ہیں پھیر چلیّتیا
ابھی تو انھیں آئے کچھ دیر بھی نہیں ہوئی اور پردیس جانے کے لئے تیار ہیں۔

(۳۱۴) جانے تھا آئے تم کا ہے آئے کیوں جو نا ہو ترہیّیا
اگر جانے کی اتنی ہی جلدی تھی تو پھر تم آئے ہی کیوں۔ جب رہنے کا ارادہ ہی نہیں تھا
تو پھر کیوں زحمت فرمائی۔

(۳۱۵) باٹ ہیرت کا کچھ دکھ پائے باٹ پڑے اب کو ہے سہیّیا
تمہارے انتظار میں کچھ کم تکلیفیں جھیلی ہیں۔ اب (بعد وصال کی) جدائی کی مصیبت کی برداشت کس میں ہے

(۳۱۶) جاؤ جاؤ ہم سر پر لینہا جو ہمرے سر لکھی لکھیّیا
اچھا جاؤ بھی ہم نے اپنے سر لے لیا جو نوشت میں لکھا ہے۔ ہم راضی بہ رضا ہیں۔

(۳۱۷) لکھے کچھ اور کہت کچھ اَور ے اَب دُکھ کا لکھے کا ہے کرتیا
(تلوّن مزاجی تو دیکھو) لکھتا تو کچھ ہے اور کہتا کچھ اور ہے اب نہ معلوم کیا لکھے اور کیا کرے۔
(ہر وقت نظر ایک مزاج ایک نہیں ہے کیونکر کہوں گردش میں فلک ہے کہ زمیں ہے)

(۳۱۸) کچھ نہ بسائے بیتیم نردئی سوں ہم نحقّے ہت کین اے دیّیا
میرا یتیم کچھ ایسا بے رحم و نا خدا ترس ہے کہ اُس سے کچھ چلائے نہیں چلتی۔ ہائے اللہ میں نے
ناحق اُس سے محبت کی۔

(نکتہ چیں ہے غمِ دل اُس کو سنائے نہ بنے کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے)

(۳۱۹) کاظم لاگ صاحب کی جات سوں تجو بپت ہے دُکھ کے دِوّیا
کاظم تو اپنے مالک کی ذات سے لو لگائے ہے۔ اے مالک تو نے ہی ڈالی ہے تو ہی دور فرما۔

ایضاً

مناجات و دعاہائے معیتِ دائمی و فنائے کامل

(۳۲۰) جب من تو ہی ماسگر وا ٹک جائے تب جائے جی کی ہمارے کھٹک جائے

جب میرا دل پوری طرح تجھ ہی سے لگ جائے تب جاکر میرے دل کی خلش دور ہو۔

(۳۲۱) تو ہے پائے رہے گھٹ میں دھیرج   اِنچھا کے لیے سر کی ٹپک جائے

تجھ کو پاکر دل کو صبر و سکون حاصل ہو اور ان ٹکڑوں (عبادت بے خلوص) سے نجات ملے۔

(۳۲۲) سُکھ پائے جگ ما نہ پھُولے نہ کھُولے   نا دُکھ تن من پائے جھٹک جائے

اگر دنیا میں عیش و آرام پائے تو دل میں غفلت نہ پیدا ہو نہ دکھ میں تکلیف پاکر لاغر ہو جاؤں۔

(۳۲۳) جگ ما نہ اُرجھے کہو زلفن ما   نا لٹکن ما کہو کے لٹک جائے

(میرا دل) دنیا میں کسی زلف میں اُلجھکر نہ رہ جائے۔ نہ کسی کے بالوں میں لٹک جائے۔

(۳۲۴) لکھے اَرُوپ سب رُوپ ما کاظم   سو نہ ہوئے کہو رُوپ کھٹک جائے

کاظم ہر صورت میں بے صورتی کا مشاہدہ کرتا رہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی صورت میں الجھ جائے۔

ایضاً

محبوب کا دوام شہود جس کی بدولت دونوں جہان کے غم و اندوہ سے فراغت ہو جاتی ہے

(۳۲۵) اب وہ دلدار محرم یار   بھلے بھلے ہم کو دکھاوت جھمکے

اب وہ دلدار محرم راز دلفریب اداؤں کے ساتھ اپنے کو دکھلا رہا ہے۔ اس کے دیکھنے سے وہ سرور ہوتا ہے جو حد بیان سے باہر ہے۔

(۳۲۶) کیونکر ہوئے غم دین دنیا کا   جی پہ جو عشق کے شُعلے چمکے

اب اس حالت میں دین و دنیا کا غم کیسے رہ سکتا ہے جبکہ دل میں محبت کے شعلے اُٹھ رہے ہوں۔ (غم تو عقل و وہم کی موجودگی میں ہوتا ہے عشق کی موجودگی میں عقل کہاں باقی رہ سکتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

(عشق در آمد ز سر گفت سلامٌ علیک   عقل برون شد ز در گفت علیک السلام)

(۳۲۷) راہ چلت لوگن ڈروایا   ہم کو بہتیرا دے دے دھمکے

جب ہم راہ محبت پر چلنے نکلے تو لوگوں نے اس راہ کے خطرات سے بہت ڈرایا اور ہزاروں دھمکیاں دیں۔

(۳۲۸) کرم ہوا جب ہم پر اُس کا چھوٹ گئے سب اُلٹے ڈھکے

لیکن جب محبوب کی توجہ اور کرم ہم پر ہوا تو سب ایروں غیروں سے چھٹکارا مل گیا۔

(۳۲۹) جو چاہے آوے دیکھے تماشہ یاد رکھیں اُس کی ہر دم کے

جو چاہے آئے اور محبت کا تماشہ دیکھے۔ شرط یہ ہے کہ اُس کی یاد دل میں جاگزیں رکھے۔

(۳۳۰) تُیں بھی پہنچ جا یاد اُس کی سے جیوں کاظم لکھ چمکے کر کے

تو بھی یاد کے سہارے اپنے محبوب تک پہنچ سکتا ہے۔ کاظم کی طرح اپنی قسمت چمکا لے۔

ایضاً

محبوب کی بے اعتنائی کی شکایت اور محب کا نیستی کی طرف رجوع کرنا

(محبوب کی بے توجہی عاشق کی طرف سے اُس کی شانِ محبوبیت ہے۔ عاشق پریشاں ہو کر نیستی کی طرف رجوع کرتا ہے)

(۳۳۱) تیرے دیکھن کوں نینا ترسیں روئے روئے جیوں بادر برسیں

تیرے دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں اور تیری جدائی میں بادل کی طرح برس رہی ہیں۔

(۳۳۲) سب کو پیا پاتی لکھ بھیجے ہمہوں کا کیتھو نھیں برسیں

سب کو تو وہ محبوب خط بھیجتا رہتا ہے مگر ہم کو نہ معلوم کتنی مدت گذری کہ اُس نے خط نہیں بھیجا۔

(۳۳۳) ہم کچھ نیہو میں گھاٹ رہیں جو اور سکھیں ہم سے بھئیں سرسیں

(عاشق طنزاً کہتا ہے) کیا ہماری محبت میں کچھ کمی تھی جو ہماری اور ساتھیوں کو ہم پر ترجیح دی گئی۔

(۳۳۴) کبھو ڈیو کرمیے نرموہی کاٹ دھروں کا سیس اب دھڑسیں

کبھی تو اے بے درد مجھ پر رحم کھائیگا۔ کیا تیری یہ مرضی ہے کہ میں اپنا سر کاٹ کر تیرے قدموں پر ڈال دوں۔

(۳۳۵) بولا کب یہ سیس ہے تیرا کاظم لایا کس کے گھر سیں

(شوخی سے) بولا کہ یہ سر آپ کا ہے ہی کہاں اور اے کاظم تم لائے کس گھر سے۔

(جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا)

ایضاً

وصل محبوب جو مرشد کے ذریعہ حاصل ہوا

(۳۳۶) گُر کی کرپا جب بھئی مو پَر تب گھر ہیں آیو پیا میرے

جب مرشد کی عنایت مجھ پر ہوئی تب میرا محبوب میرے گھر آگیا۔

(۳۳۷) آس لگی رہی کب کی میری اب پیو آیو نیرے میرے

نہ معلوم کب سے میں آس لگائے بیٹھی تھی اب خدا خدا کر کے میرے پیا میرے نزدیک آئے۔

(۳۳۸) ہِت سوں آئے گرے سوں لاگو اے بلجاوں پیا ہیں تیرے

محبت سے آکر میرے گلے لگ گئے۔ اے پیا میں تم پر صدقے قربان۔

(۳۳۹) پر گھٹ گپت دوسر نہیں پایا جب سے بھئے باسطؒ کے چیرے

اندر باہر (سوا ایک ذات کے) دوسرا نظر نہیں آتا (یہ بات اُس وقت سے نصیب ہوئی) جب سے ہم نے (اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ) باسط (علی قلندرؒ) کے قدم پکڑے۔

(۳۴۰) آئے سمایو پیا موئے ہئے میں چھانڈت ناہیں سانجھ سکیرے

اب اس طرح میرا محبوب میرے قلب میں سما گیا ہے کہ مجھے صبح و شام کسی وقت چھوڑتا ہی نہیں (یعنی اتصال کلی حاصل ہوگیا)۔

(۳۴۱) اتنی عرض مان کاظم کی سدا اینا رہ میرے ڈیرے

(محبوب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں) کاظم کی اتنی التجا مان لے کہ اب اسی طرح ہمیشہ اُس کے دل میں بسا رہ۔

(۳۴۲) گھڑی گھڑی سدھ نا چھوٹے جاسوں تروں آپ تاروں بہتیرے

ایک پل اور ایک گھڑی بھی میرے دل سے تیری یاد نہ جائے جس سے خود ساحل بہ کنار ہو جاؤں اور دوسروں کو بھی پار لگاؤں۔

ایضاً

عدم وصول کمال تنزیہ

(سالک کو تنزیہ مطلق میں وصول نہیں ہوتا اس لئے کہ وصول و وصال تشبیہ کے لیے ہیں تنزیہ اس سے ماوراء ہے)

(۳۴۳) کیسے دیکھ سکے کوئی جگ میں گھونگھٹ جا کے ہو گھنیرے

اُس کو دنیا میں کوئی کیسے دیکھ سکتا ہے جو حجاب در حجاب ہے۔

(۳۴۴) الکھ اروپ کب کو ولکھت ہے مورت دیکھ رہے بہتیرے

بہ انداز حقیقت اس کو کون دیکھ سکتا ہے ہاں بہ لباس مجاز اگر جلوہ گر ہو تو دیکھا جا سکتا ہے۔ اور بہتوں نے دیکھا ہے۔

(۳۴۵) نیرے نہ کہہ ہے دور نینن سیں دورو نہ کہہ ہے کنٹھ سے نیرے

اُسے نزدیک نہ کہہ کیونکہ وہ ان (ظاہری) آنکھوں سے دور ہے اور دور بھی نہ کہہ کیونکہ وہ رگِ گردن سے بھی زائد قریب ہے۔

(۳۴۶) من پرتیت سوں کاظم واکوں واہی کے نین واکو لکھے رے

کاظم کو قلبی یقین ہے کہ وہ اُسکو اُسی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(کیا جب کرم حق نے کاظم کے دل پر اُسی سے اُسے دم بدم دیکھتے ہیں)

ایضاً

محبوب حقیقی سے محبت کی داد طلب کرتے ہیں

(۳۴۷) آنکھ لگت پھر آنکھ نہ لاگی لگی کبھوں جیوں خواب خیال

جب سے آنکھ لگی (محبت ہوئی) تب سے پھر آنکھ نہ لگی (راتوں کی نیندیں حرام ہوگئیں) اور اگر کبھی لگی بھی تو برائے نام۔

(۳۴۸) بھولے نہیں چھب چال پیا کی ایسی گڑی جی میں چھب چال

اُس محبوب کا انداز خرام بُھلائے نہیں بھولتا۔ کچھ اس طرح میرے دل میں اُس کی چھب چال کُھب گئی ہے۔

(یہ کس کی یاد آئی بیٹھے بیٹھے چال مجھے چلا میں آپ سے اے ہمنشیں سنبھال مجھے)

(۳۴۹) جاگ موئی جہہ کارن سونا سونا روپ دکھاوت لال

میں جس کے لیے جاگتے جاگتے مری جا رہی ہوں (رہا ہے) وہ محبوب اپنا کندن ایسا روپ نہیں دکھاتا

(۳۵۱) گُپت نہیں پرگھٹ ہے کاظم — گھٹ گھٹ واہی کو دیکھ جمال

وہ چھپا، نہیں ہے بلکہ عیاں، ہے اے کاظم ہر ہر چیز میں اسی کا جمال دیکھ۔

ایضاً

دلبرِ حقیقی کی دلربائی کا کمال اور باوجود اُس کی دید حاصل ہونے کے سالک کو سیرابی نہ ہونا

(۳۵۱) بسکے لیو من مورا رس رس — سہج سہج گھر آئے بس بس

آہستہ آہستہ تم نے میرا دل ہر لیا اور رفتہ رفتہ میرے دل میں آکر بس گئے۔

(۳۵۲) پروں اور کل اور آج اورے — نئی نئی چھب دکھلاوت اس اس

"آج اور ہے کل اور ہے ہر روز نئی شان" ہر روز نئی آن؛ ہاں اور نت نئی چھب دکھلاتے ہو۔

(۳۵۳) دیکھیں چین نہیں پایو ہر — بِرہ ناگن جیو مارت ڈس ڈس

اُنکو دیکھکر بھی تشنگی دیدار کم نہیں ہوتی بلکہ ہر نظارہ کے ساتھ بڑھتی رہتی ہے اور خوف جدائی ہر وقت ناگن کی طرح ڈستا رہتا ہے۔

(۳۵۴) واہی کے کرنا ہماری گرہے — جس جس پھیرے پھریں ہم تس تس

اُسی کے ہاتھ میں کل ہے (اُسی کی رضا پر) ہم راضی ہیں۔ وہ جدھر چاہے موڑے جدھر چاہے پھیرے۔

(۳۵۵) بہت دِنن روئے غم کھائے — اب سُوں نسدن بیتیں ہنس ہنس

بہت دنوں اُس کے غم میں روتے گذری۔ اب خدا کا شکر ہے کہ دن رات ہنس ہنس کر بسر ہو رہے ہیں۔

(۳۵۶) دَرس پہ دَرس دیئے تہوں کاظم — کبھوں نا کہیے بس جی بس بس

توجہ وقت مصروف جلوہ پاشی رہا اور کاظم کو درشن دیتا رہا لیکن اُسے کبھی سیری نہ ہوئی (عاشق سیراب نہیں ہوتا)

ایضاً

محبوب مجازی کی بے نیازی اور باوجود اس کے عاشق کی ثابت قدمی

(۳۵۷) کبھوں نیکے بولیں ہنس ہنس   کبھوں ہوت پیا ڈھنگ کس کس

کبھی تو محبوب مجھ سے ہنس ہنس کے بولتا ہے اور کبھی نہ معلوم کیوں اُس کے تیور بدل جاتے ہیں
(یہ انداز کیا ہیں یہ اطوار کیا ہیں ذرا آپ سوچیں ذرا آپ سمجھیں۔

ہم ہی پر کسی روز چشم عنایت   ہمیں سے کسی وقت بے اعتنائی)

(۳۵۸) کیتے دن بھئے دیکھت یہ ڈھنگ   ہم سے اُٹھا وت مَن کو رس رس
ہم کتنے دنوں سے یہ انداز دیکھ رہے ہیں کہ وہ رفتہ رفتہ ہم سے رسم محبت اٹھا رہا ہے۔

(۳۵۹) جانو مَن کیھو اور سے اٹکو   تبھی بھئے اس کھو نہ اس اُس
میں سمجھ گیا۔ کسی اور سے دل لگایا ہے اسی لیے تو تمہاری بے اعتنائی اس حد تک پہنچی ہے۔ یہی بات ہے نا؟
آخر قبولتے کیوں نہیں۔

(امیری طرح کسی پہ تمہارا جو آئے دل   پھر خوب دل لگا کے سنو ماجرائے دل)

(۳۶۰) بھلی بھئی جس تم کیو ہم سے   اب تم وا سی پہ ہو وس وس
(طنزاً) بہت اچھا ہوا۔ جیسا تم نے ہمارے ساتھ سلوک کیا ہے (ہمارا ہی دل جانتا ہے) اب اُسی کا بدلہ وا سی سے پا رہے ہو (یعنی اُسکی بے اعتنائی سے) جیسے ہم نے تمہارے ناز اٹھائے اب تم بھی اُس کے ناز اُٹھاؤ۔

(ستم از غمزہ میاموز کہ در مذہب عشق   ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد)

(۳۶۱) اپنے کیا آوت ہے آگے   جس کرے کوئی پاوے وہ تس تس
اپنا کیا اپنے سامنے ضرور آتا ہے۔ جو جیسا کریگا ویسا پائے گا۔

(۳۶۲) تمہرے بہت ہمرے تم کاظم   چھانڈ نہ دیو کرو جو جس جس
(ہم یہ نہیں کہتے کہ تم کسی اور پر عنایت نہ کرو مگر ہم کو چھوڑ نہ دو کیونکہ سوا تمہارے ہمارا کوئی نہیں)
میرے ایسے تو تمہارے ہزاروں ہیں میرے لیے بس تم ہی تم ہو۔ اس لیے کاظم کی التجا ہے کہ مجھے چھوڑو نہیں اور میرے ساتھ جو سلوک چاہو کرو۔

---

۵۱ کنھیا جب گوکل سے گوپیوں کو فریب دیکر دوارکا گئے تھے وہاں ایک لونڈی کبڑی نام پر عاشق ہوگئے تھے اسی طرف اشارہ ہے۔

ایضاً

مناجات و دعا اور اُس کی عنایاتِ بے پایاں کا بیان

(عاشق کو بعد شہود جو انبساط پیدا ہوتا ہے اُس کو وہ اپنے عمل کا نتیجہ نہیں سمجھتا بلکہ اُسی محبوب کی عنایت سمجھتا ہے اور یہی توحید ہے)۔

(۳۶۳) تو ہی ہے کریم ایسا جو کرم کر — گنہگار کی اور نہارے

تو ہی ایسا صاحب بخشش ہے کہ گناہگار (بندہ) کی طرف نظر مہر و کرم سے دیکھتا ہے۔

(۳۶۴) اگلے پچھلے پاپ نکس کے — ایسے پتت نرگن کا تارے

اگلے اور پچھلے گناہ بخش کے مجھ ایسے ناکارہ کو پار اتار دے۔

(۳۶۵) نت دیدار دیت ہے مجکو — جب سے مایا بھرم نسارے

وہ اب ہمیشہ مجھے اپنے دیدار سے مشرف کرتا رہتا ہے۔ جب سے میں نے ماسوا اللہ کو تج دیا ہے۔

(جو گزر گیا خودی سے تو وہ مل گیا اُسی سے — نہ صدائے رب ارنی نہ ادائے لن ترانی)

(۳۶۶) کہہ نہ سکوں گُن تورے جبھیا — بار بار جو ہوت ہمارے

اگر میرا ہر بُن مو گویا ہو جائے تو بھی تیری ثنا و صفت کا بیان ممکن نہیں۔

(۳۶۷) لاکھ بار جیو بلی کے ڈاروں — ایسی دیا پر وارے وارے

اُس کی ایسی عنایتِ بے نہایت پر میرا سب کچھ نثار ہے (ع۔ لاکھ جانیں ہوں تو اُنپر سے تصدق کر دوں)

(۳۶۸) کاظم کاں تارے سنگت مل — دُوت تار جیوں میت پیارے

کاظم کو تو تو نے اپنی معیت کی نعمت عطا فرما کر پار لگا دیا اب اُس کے مخالفوں کو بھی پار لگا دے جیسے دوستوں کو پار لگایا۔

ایضاً

مناجات و ثنائے پروردگار

(۳۶۹) تم بن کو ہے پار لگیّا — جات بہی بن گُن موری نیّا

تمہارے سوا مجھے کون پار لگانے والا ہے۔ میری نیّا بے گن بہی جا رہی ہے۔

(۳۷۰) بھوَ کے سمندر میں من کی نوَر با — تو ہی ڈارے تو ہی ہے نِستر ئیّا

خوف وہراس (خواہشات) کے سمندر میں میرے من کی نیّا تو نے ہی ڈالی ہے اور تو ہی پار لگانیوالا ہے

(۳۷۱) بالک کا دُکھ دیکھ پِتا کے — ہیر اُٹھے رُوے رُوے مرے مَیّا

اولاد کی تکلیف دیکھکر باپ کا دل دکھتا ہے اور ماں رو رو کر جاں ہلکان کرتی ہے۔

(۳۷۲) تُمرے بنائے تو ایسے ہیں تم کا — کون کہے نِرد ئی اے دَیّا

تمہارے بنائے ہوئے انسان تو ایسے نرم دل ہیں۔ ایسے میں بھلا تم کو کون بے رحم کہہ سکتا ہے۔

(جبیں پر سادگی نیچی نگاہیں بات میں نرمی — مخاطب کون کر سکتا ہے تم کو لفظ قاتل سے)

(۳۷۳) دیکھ دَیا موہے جان پڑت ہے — نر کھو میں دُکھ ہے نہ رہیّا

تمہاری شان رحمت دیکھکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ میں بھی تکلیف نہ رہے گی۔

(۳۷۴) تم کا چھوڑ کہہ کا گہراؤں — کہو گُہراوے مور بلیّا

تم کو چھوڑ کے میں کس کو پکاروں۔ اور کسی کو میری بلا پکارے۔ (والہانہ محبت کا اظہار ہے کہ سوا تمہارے اور کس کو پکاروں۔ پھر خود ہی فرماتے ہیں کہ اور کسی کا خیال ہی کیسے آیا)

(۳۷۵) ہو وُ سہائے دُکھ جائے سُکھ آوے — دُکھ کے ہرَیّا سُکھ کے دِوَیّا

اب کچھ ایسی مدد اور توجہ ہو کہ دُکھ جائے اور سُکھ آئے۔ تم ہی دکھ دور کرنے والے اور سُکھ دینے والے ہو۔

(۳۷۶) ربِّ کریم تیرے دوارے کاظم — آن پڑو بے سُدھ کے لِوَیّا

اے خداوند کریم اب کاظم تیرے در پر آ پڑا ہے۔ اے خبرگیر اب اُس کی خبر لے۔

ایضاً

حقیقتِ عالیہ کا عوام سے مخفی رہنا اور قلب عارف میں سرایت کر جانا

(۳۷۷) اے ری سکھی پیا موے دُکھ کون بسو — بیٹھے کرکے گمان مان

اے سکھی میرے پیا نہ معلوم کس دیس میں بصد تمکین و تمکنت جلوہ گر ہیں۔

(۳۷۸) مت بھیں ہِین تن چھین بھیو رے — رہو پران شو وُ گھٹ ہے جان

میرے اوسان خطا ہوگئے اور میرے جسم میں صرف ہڈی چمڑا رہ گیا ہے اب رہی روح وہ بھی پا بہ رکاب ہے۔

(مجھے بے دے کے اک دامانِ عریانی میسر تھا ہوا ہے ابتدائے عشق میں نذرِ جنوں وہ بھی)

(۳۷۹) کوئی نہ آوے نہ جاوے نہ کوئی موسے بتاوے پی کو ٹھکان

نہ کوئی (اُس کے پاس سے) آنے والا ہے اور نہ کوئی (اُس کے پاس) جانے والا ہے۔ اور نہ کوئی مجھے اُس کا ٹھکانا ہی بتاتا ہے۔

(تر اب اُس کا ٹھکانا کیا بتائے خدا جانے وہ ہرجائی کہاں ہو)

(۳۸۰) کاظم کے ہیے موں نینن موں بچھلے وہ صورت آن سمان

کاظم کے دل اور آنکھوں میں البتہ وہ حسین صورت آکر بس گئی ہے۔

سرپردۂ مجاز

(۳۸۱) مورا منواں لاگ گیئو پیارے سوں اب گھر موسوں رہو نہ جائے

میرا دل محبوب سے لگ گیا۔ اب گھر میں میرا جیتا نہیں لگتا۔

(۳۸۲) گھر سے نکست موہنی چھب وہ دیکھت جی میں گئی سمائے

جیسے ہی میں گھر سے نکلی موہنی چھب پر دفعتاً نظر پڑ گئی۔ نظر پڑتے ہی وہ پیاری صورت میرے دل میں سما گئی۔

(۳۸۳) من کوں ہے سکھ واہی کے دیکھے گھر ماکھی رہے بلائے

اب دل کو اُسی کو دیکھے سے چین پڑتا ہے۔ اب گھر میں میری بلا رہے۔

(۳۸۴) کوئی ہنسے کوئی کہت باوری جی کی نہ کا ہو جانی ہائے۔

میری اس حالت کو دیکھکر کوئی ہنستا ہے اور کوئی دیوانی سرٹن کہتا ہے لیکن ع کون سمجھے کون جانے دل کا حال

(۳۸۵) سدھ کب رہت موہن کے دیکھت چت کہاں ٹھہرت آنکھ لگائے

محبوب کو دیکھکر میرے ہوش و حواس کہاں باقی رہتے ہیں اور آنکھ لگ جانے کے بعد دلکو کہاں قرار آسکتا ہے۔

(۳۸۶) کاظم تم بن کو یہ جانے بتھا ہماری بنائے بنائے

اے کاظم میرے اس درد و الم کا حال تمھارے سوا اور کون سمجھ سکتا ہے (عاشق پر راہ عشق میں جو مصائب گذرتے ہیں اُن کو عاشق ہی سمجھ سکتا ہے دوسرا کیا سمجھے)

سرپردہ

محبوب حقیقی کی بے نیازی

(۳۸۷) مُوکول دَرس دِیئے ناگُنھوں
جی مارِ ہے ترسائے

تو نے نہ دکھا نا تھی اپنی صورت نہ دکھائی۔ ترسا ترسا کر جان لے رہا ہے۔

(۳۸۸) سب کان بُلائے بِٹھائے نیڑے
ہم رہیں ٹھاڑے آس لگائے

سب کو بلا کر اپنے پاس بٹھاتا ہے۔ ہم اسی امید میں آس لگائے کھڑے رہتے ہیں۔

(۳۸۹) اُورَن سے پیا ہنس ہنس بوئے
ہم کا جب تب دِیت رُوائے

اوروں سے تو پیا ہنس ہنس کے بات کرتا ہے اور ہم کو جب کب (اپنی بے توجہی سے) رولا دیتا ہے۔

(تم کو ہم سے ضد سی پڑی ہے خواہ مخواہ رُلاتے ہو
آنکھ اُٹھا کر جب دیکھتے ہیں اوروں میں ہنستے جاتے ہو)

(۳۹۰) پڑے کرِیجوا ان جر جر چھا رے
داگ بجھے جی مان رُسگائے

محبت کی آگ میں جل جل کر میرے کلیجہ میں چھالے پڑ گئے ہیں اور دل میں ناسور بن گئے ہیں۔

(جو داغ تھے سینہ میں اُبھرے ہوئے چھالے ہیں
ہنس ہنس کے جو چُبھو تھے رو رو کے نکالے ہیں)

(۳۹۱) ایسی کٹھن ریت نہیں دِیکھی
ہے پِیت لگی جائے گا سوں ہائے

ایسی کٹھن رسم محبت کہیں نہ دیکھی نہ سُنی۔ ہم نے بھی ہائے کہاں جا کے دل لگایا۔

(یہ دیارِ عشق کی سختیاں وہ رواج و رسم کہ الاماں
وہی سر ہمیشہ قلم ہوئے جو جُھکے سجود و نیاز میں)

(۳۹۲) کاظم پیا سے بل رہ سُکھ مان
نِبھے وا سے بھلی بن آئے

اے کاظم تم پیا کے ساتھ چین و سکھ کے ساتھ رہو۔ خدا کرے تم سے اُس سے خوب نبھے۔ اور نبھتی رہے۔

الہیہ

محبوب مجازی سے جدائی پر رنج اور اُس سے پند و عبرت لینا

(۳۹۳) کہاں گئے بِرج لال کنھیا
مَن موہن بنسی کے بجیّا

ہائے کہاں گئے برج باسی کنھیا۔ دلوں کو موہنے والے نے نواز۔

(۳۹۴) کہاں چھُپی جائے موہنی مورت سگرے نگر کے من کی چھلیّا

معلوم نہیں وہ موہنی صورت کہاں آنکھ سے اوجھل ہوگئی۔ وہ جس نے سارے نگر کے دلوں کو فریب دے کر چھین لیا۔

(۳۹۵) جون کرت رہے کھیل کنجن ما کونے کنج چھپو اے دیّا

وہ جو برج کے کنجوں میں کھیلا کرتا تھا اب نہ معلوم کس کنج میں چھپ کے جا بیٹھا ہے۔

(۳۹۶) کہاں گئیں گوپیں روپ انوہیں دودھ ماکھن گورس کی بچیّا

اور وہ گوپیاں انوکھے روپ والی کہاں گئیں جو دودھ دہی مکھن بیچا کرتی تھیں۔

(۳۹۷) چھین جھپین دودھ مٹکی پھوڑ پھوڑ برج اجاڑ گا برج بسیّا

(دہی چھیننا اور مٹکی پھوڑنا اور عشاق کو چھیڑنا اُس کا محبوب مشغلہ تھا۔ اُس کی جفاؤں میں جو لذت ملتی تھی اُسکو یاد کرکے کہتے ہیں) دہی کی مٹکی چھین جھپین کے توڑنے والا برج بسیّا برج اجاڑ گیا۔

(۳۹۸) کاظم سب جگ چلو جات ہے کوؤ نہ دیکھا جگ ما رہیّا

اے کاظم تمام عالم یوں ہی چلا جا رہا ہے۔ کوئی شخص دنیا میں رہنے والا نہیں دیکھا۔

ایضاً سرپردہ

عاشق و معشوق کے درمیان اشارے کنایے

(۳۹۹) انکھین سوں جو کرت ہے بتیاں پیا تیں جانے کہ میں جانوں

آنکھوں ہی آنکھوں میں جو باتیں ہو جاتی ہیں۔ اے پیا اُس کو میرے اور تمھارے سوا کون جان سکتا ہے

(کچھ کہتے کہتے رکا ہوں سے شرما کے کسی کا رہ جانا وہ میرا سمجھنا کچھ کا کچھ جو کہنا تھا سب کہہ جانا)

(۴۰۰) پیم کی بات لگی ہے من سوں پگ کب چل سکے ایسی بٹیاں

محبت کی پگڈنڈی کی ابتدا دل سے ہے۔ قدم ایسے راستے کہاں چل سکتے ہیں۔

(۴۰۱) کا دکھ کہی جو بیٹھ رہیں سب بٹیاں چلن تیں تیری ہٹیاں

خدا جانے تم نے کیا کہہ دیا کہ سب ہار کے بیٹھ رہیں اور تمھارے راستہ سے ہٹ گئیں۔

۴۰۲ کون اگن مکھ موڑت پڑ گئی اُن کے ہیے جو جھبیں ستیاں

نہ معلوم کیسی آگ تمھاری بے رخی سے ان کے دل میں لگی جو جل جل کر ستی ہوگئیں۔

(۴۰۳) کاہے نہ کاہو کاں درسن دیت ہے — کاہے نہ پٹھوت کا ہو پتیاں

آخر کیوں کسی کو درشن نہیں دیتے اور کیوں کسی کو خط نہیں بھیجتے۔

(۴۰۴) نیکے مَن تیں تم کاہل کاظم — تائیں کَونے کھوئی کُمتیاں

اے کاظم وہ تم سے خوشی خوشی ملا تم نے کون سی ناسمجھی کی باتیں چھوڑ دی ہیں۔

مناجات سرپردہ

(۴۰۵) موہے نت سنگ اپنا دے رے
جگ ماکوئی نہیں سنگی ہمارا۔ ارے ہاں ہاں

مجکو ہمیشہ اپنے نزدیک رکھ۔ میرا دنیا میں کوئی بھی سنگھی ساتھی نہیں ہے۔

(۴۰۶) اپنے رنگ چوکھے پیارے سوں — تن من مورا رنگ دے رے
ایسا رنگ ہے کون پیارا

اپنے چوکھے رنگ سے میرے تن ومن کو رنگ دے۔ کیونکہ تیرے رنگ سے زائد پیارا اور کون رنگ ہے۔(صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ)۔

(۴۰۷) پیم بھگت جاسوں بن آوے — ایسی سکت مورے انگ دے رے
بھگت بنا کب ہوئے نستارا

مجھے ایسی طاقت وہمت عطا کر کہ جس کے سہارے محبت اور راہِ فقر دونوں مجھ پر آسان ہو جائیں اس لئے کہ بغیر راہ فقر اختیار کئے نجات محال ہے۔

(۴۰۸) مایا موہ اٹھا دے جی سے — نیکے سادھن کے ڈھنگ دے رے
اَوگن سے کر موکو نیارا۔

علائق دنیاوی کی محبت میرے دل سے دور کر دے اور درویشوں کے نیک اوصاف عطا فرما اور عیوب سے مجھے پاک کر دے

(۴۰۹) تیں مانگے سو پائے صاحب سیں — کاظم ہموں کا منگ دے رے
جاسے نہ چھوٹے واکو دوارا

اے کاظم تم نے اپنے مالک سے جو کچھ مانگا وہ پایا۔ ہم کو بھی کوئی ایسی چیز دلواؤ جس سے آخر دم تک اُس کا در

نہ چھوٹے (ہر وہ دعا قبول ہوتی ہے جو مقام توحید سے ہو۔

(مستجاب آمد دعائے عاشقاں   اے دعا گو آں دعا را باز گو)

ایضاً سرپردہ

پند و نصیحت

(۴۱۰) کس ہے پتا کس ہے توری مائی   جن نہ دِیُو تو ہے گیان سکھائی

تیرے ماں باپ کیسے ہیں جنھوں نے تجھے گیان کا راستہ (معرفت) نہیں بتایا۔

(۴۱۱) کس مت ہین بھئی جگ آئیکے   کس سُدھ بُدھ گئی توری بھلائی

اس دنیا میں آکے تیری عقل کیسی ماری گئی کہ سوجھ بوجھ سب تشریف لے گئی۔

(۴۱۲) پاس پیا اُبتک نہیں جانے   کیں تیرے من کو دیُو بھٹکائی

کس نے تیرے دل کو بھٹکا دیا ہے کہ اب تک یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ تیرا محبوب تیرے پاس ہے۔

(۴۱۳) گھر کا کھوج آؤ کچھ نہ گیوٗ ہے   آئے تو کیا جب جوبن جائی

اپنے دل میں (اُسے) تلاش کرو۔ ابھی کچھ نہیں گیا ہے اور اگر طاقت و ہمت جانے کے بعد خیال آیا بھی تو کیا حاصل۔ (عالم میں پھر یہ روانی رہے رہے نہ رہے)۔

(۴۱۴) اَوگن دیکھ رِسائیو پیرِوا   آپن مکھ تُجھ سے لین چھپائی

تیری خطائیں اور لغزشیں دیکھکر محبوب تجھ سے ناراض ہوگیا اور اپنا مکھڑا تجھ سے چھپا لیا۔

(۴۱۵) بیر نہ کر اُبہیں ہے سبیرا   بنتی کر لے پی کو منائی

خدا کے لیے اب بھی دیر نہ کر۔ ابھی سویرا ہے۔ منت سماجت سے اپنے محبوب کو راضی کرلے۔

(۴۱۶) بن اپنے کھوئے نہ ملے کچھ   جیوں جیوں ہیرے تیوں تیوں ہرائی

بغیر خود کو کھوئے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جتنا زیادہ اُس کا کھوج کروگے خود گم ہوتے جاؤگے۔

(۴۱۷) مَیں بَلجاؤں کاظم سَتگُرکے   ٹھور ٹھور پیا دِینُ دِکھائی

اے کاظم میں اپنے مرشدِ برحق کے قربان۔ جن کے طفیل مجھے ہر ہر جگہ محبوب کا دیدار ہوگیا۔

(مرشدِ برحق کے صدقے جائیے   راہ حق کی جو ہیں دکھلا گیا)

الھیہ

عاشق کی ثنا و صفت

(۴۱۸) اَبتو بالم مورے آؤ — کا سُدھ موری تو نے بسر گئی

اے بالم اب تو للہ آجاؤ۔ کیا میری یاد تم نے بالکل ہی بھلا دی۔

(۴۱۹) ہوگی جو لو نہ آوت تو لو — ایسی بئیں ہماری گذر گئی

جب تک جان میں جان ہے تب تک تم سے ملنے کی آس بندھی رہے گی اسی امید میں عمر گذری (اور گذرتی جا رہی ہے)

(۴۲۰) باٹ ہیرت سب بھولا نہ جانی — دِن کب بِیتا رات کِدھر گئی

انتظار میں آنکھیں پتھرا گئیں۔ نہ دن کی سدھ رہی نہ رات کی (کب دن گذرا اور کب رات گذری)

(بے خود ایسا کیا خوفِ شب تنہائی نے — صبح سے شمع جلا دی ترے سودائی نے)

(۴۲۱) ہت لاگو نہیں بھیو کا جو جیت — بھٹک بھٹک کہوں جدھر تدھر گئی

محبت نہیں ہوئی تو کیا ہے کہ دل (کسی جگہ ٹھہرتا ہی نہیں) سراسیمہ و سرگشتہ پھر رہا ہے۔

(۴۲۲) ہم تو گئیں بن آئے تمھارے — او جو بنی رہی سو وُ بگڑ گئی

تمھارے نہ آنے سے ہم تو ہاتھ سے گئے اور جو تھوڑی بہت بنی تھی وہ بھی بگڑ گئی۔

(۴۲۳) کاظم پاس بسنے ہو تب ہی — بگڑی چال سب انکی سُدھر گئی

کاظم کے پاس رہتے ہو اسی لیے انکی بگڑی سنور گئی ہے۔

(میں ہلاکِ شیوۂ دہر تھا وہ قتیلِ خنجرِ ناز تھے — میں سنور سنور کے بگڑ گیا وہ بگڑ بگڑ کے سنور گئے)

نغمہ پُھوہ

محبوبِ مطلق سے دوری اور درد کا بیان

(۴۲۴) جی کی بتھا کہی نہیں جائے

کا سوں کہوں کوئی کب سمجھے — اکتھ کتھا سُن موری مائے

جی کا حال کہتے نہیں بنتا کس سے کہوں۔ کون میرا دکھ درد سمجھ سکتا ہے۔ اے میری ماں میری وہ کہانی سنو جو پوری طرح بیان میں نہیں آسکتی۔

(۴۲۵) رات رہی میں پیا سنگ سوتی — بڑے ہیت سوں گرے لگائے

رات میں اپنے محبوب کے ساتھ بڑے مزے میں سو رہی تھی اور وہ بڑے پیار سے مجھے گلے لگائے تھے۔

(۴۲۶) جاگت سیج پائی میں سونی — کہیں موسے پیو لین چھوڑائے

جیسے ہی میں جاگی میں نے دیکھا کہ میری سیج سونی پڑی ہے معلوم نہیں کس ظالم نے مجھ سے میرے پیا کو چھڑا لیا۔

(عجب انقلاب زمانہ ہے مرا مختصر سا فسانہ ہے — یہی سر جو بار ہے دوش پر یہی سر تھا زانوے یار پر)

(۴۲۷) کہاں کھوجوں کونے پنتھ لاگوں — کو اب پی کوں دیہہ بتائے

کہاں کھوجوں اور کون راستہ اختیار کروں۔ کون ہے جو اب میرے محبوب کا پتہ بتائے اور اسکا دیدار کرائے۔

(۴۲۸) وہ سنجوگ سکھی پھر پاؤب — کیہہ صفوں موسے بیوگن ہائے

اے سکھی کیا پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ محبوب مجھے ملجائے۔ ہائے میں فرقت کی ماری اسی غم میں گھلی جا رہی ہوں۔

(۴۲۹) کوئی کہت ہے پاس پیا پے — چھل کیمو تو ہے دیو بھٹکائے

کوئی تو دلاسا دیتا ہے کہ محبوب تیرے پاس ہی ہے لیکن تجھے فریب دیکر بھٹکا رہا ہے۔

(۴۳۰) کوئی بتاوت سات سمندر — پار ہے پیتم دور بنائے۔

کوئی کہتا ہے کہ محبوب سات سمندر پار بہت دور ہے۔

(۴۳۱) سو پیتم کاظم نت پاوے — تن میں من میں رہو سمائے

کاظم نے اسی پیتم کو ہمیشہ اپنے رگ و پے میں جاری و ساری دیکھا۔

سرپردہ

محبوب کی نایافت بھی محبوب ہوتی ہے

(۴۳۲) سنگ گوپال کے بھاوت کنجین

نیک کنول جمنا جل نیکو — نیک لاگت جب بھنورا گنجیں

محبوب کے ساتھ (معیت) گنج کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے۔ کنول بھی اچھا معلوم ہوتا ہے اور جمنا جل بھی ایسی حالت میں (محبوب کے ساتھ) بھنورے کی گونج میں بڑا مزہ ملتا ہے ؎

(یہ ریگ صحرا یہ موج دریا یہ سبزہ و گل یہ ماہ و انجم — ذرا جو وہ مسکرا دیئے ہیں یہ سب کے سب مسکرا رہے ہیں)

(۴۳۳) ٹھور ٹھور وہی آپ ہیں تب ہی — جوت سے چمکیں جو الکیں بیچیں

ہر جگہ وہ ہی وہ ہیں تب ہی تو اُن کے نور سے ہر شئے جو اُنکی زلفوں کے درمیان میں ہے جھلک رہی ہے۔

(۴۳۴) برہ اگن وا کی چھ تن ما — جائے پڑے اُٹھ وہا ویں لنجیں[۵۲]

اُسکے آتش فراق کی چنگاری اگر کسی "شل" (مفلوج) کے دل میں پڑ جائے تو وہ بھی اُٹھکر دوڑنے لگے۔

(۴۳۵) جے برہن دیکھیں نہیں پاویں — ترس ترس جب ہی جیا بھنجیں

جو فراق کی ماری تیرے دیدار سے محروم ہیں وہ ترس ترس کر اپنی جان دیئے دیتی ہیں۔

(۴۳۶) کاظم تم کا دیکھیں۔ ہمری — نگ ہیرت انکھیاں بھئیں دھنجیں

کاظم کو تو تمھارا دیدار حاصل ہے اور ہماری آنکھیں راستہ دیکھتے دیکھتے پتھرا گئیں۔

ثنا۔ مناجات۔ دعا

(۴۳۷) بار برھم گرتار نرنجن

بھجن کریں تیرو پشُ اور پنچھی — کوئل۔ مور۔ پپیہا۔ کھنجن

اے خالق اکبر اے ذاتِ بے رنگ و بو تیری حمد میں چرند و پرند سب مشغول ہیں۔

(۴۳۸) سدا رہے سکھ تورے بھجن سے — سکھدائی سب کے دکھ بھنجن

تیرے ذکر سے ہمیشہ سکھ ملتا ہے اے سب کو سکھ دینے والے اور سب کا دُکھ دور کرنے والے۔

(۴۳۹) دھندھ جائے جاسے ہیا نین کی — کرپا کر دے ایسو انجن

مجھے ایسا سرمۂ بصیرت عطا فرما کہ جس سے دل کی آنکھوں کی تاریکی دور ہو۔

(۴۴۰) مکھ دکھاؤ کب تک تیری باس پہ — پھول پھول جس بھنورا گنجن

---

[۵۱] عالم امکان — [۵۲] وہ قلب جس میں محبت کی صلاحیت اخذ کرنے کا مادہ ہی نہ ہو۔

اب تو دیدار عطا فرما آخر کب تک ہم ہر پھول پر بھنورے کی طرح تیری خوشبو پر مست ہوتے رہیں۔

(۴۴۱) پیم اگن تیری بن کو ہے — کام کرودھ ترشنا کی بھنجن

تیری آتش محبت کے سوا اور کون چیز ہے جو خواہشات نفسانی اور صفات ذمیمہ کو جلا کر فنا کر دے۔

(۴۴۲) درسن دیت سداں کاظم کاں — ہم سے کاہے چھپت ہو کنجن

کاظم کو تو ہمیشہ دیدار عطا کرتے ہو۔ آخر ہم سے کیوں کنجوں میں چھپتے پھرتے ہو۔

الھنیہ

ہجر و فراق

(۴۴۳) کا دُکھ انکھین لاگو روگ

نیند اُچٹ گئی نیر بہے نت — انچرا ہوت نچوون جوگ

معلوم نہیں آنکھوں کو کیا روگ لگ گیا ہے جس سے نیند اُڑ گئی اور آنکھوں کے سوتے پھوٹ پڑے آنچل آنسوؤں سے ایسا بھیگ جاتا ہے کہ نچوڑنا پڑتا ہے۔

(۴۴۴) سُرجن بن میں روؤں بیوگن — موکو ہنست ہیں دُرجن لوگ

میں فرقت کی ماری اُس پیارے محبوب کے فراق میں رویا کرتی ہوں۔ میری حالت پر اغیار ہنستے ہیں

(۴۴۵) دن دن اور اور دُکھ باڑھے — گھٹے نہ تنکو تنکو بیوگ

روز بروز درد جدائی بڑھ رہا ہے۔ اس مرض میں ذرا بھی کمی نہیں ہوتی۔

(۴۴۶) برہ بتھا کی ماری مرت ہوں — سوجھے نہ موکو جوگ نہ بھوگ

جدائی کی تکلیف سے میری جان پر بنی ہے نہ دنیا نظر آتی ہے نہ دین۔

(۴۴۷) پیا رل آپ ہے سکھ ما کاظم — موکو کہت ہیں سکھاون جوگ

آپ تو کاظم بڑے مزہ میں اپنے محبوب کے ساتھ مزے اڑا رہے ہیں۔ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں تمکو رموز عاشقی سکھا دونگا۔

سرپردہ

محبوب کے درد فراق کی شکایت

لگن لگی موری ایسے پیتم سوں

جا سوں کہوں کی کچھ نہ بساے۔ اے دیّا

ایسے لااُبالی محبوب سے پالا پڑا ہے کہ جس کے سامنے (کسی کی محبت کی) کوئی وقعت و قیمت نہیں ہے۔ ہائے اللہ۔

(متاعِ دلِ پاکِ عشاقِ مسکیں   بہ بازارِ حسنش بہائے ندارد)

(۴۴۹) مکھ نا بولے نہ پوچھے کا ہو کی   دیکھ گربِ سدھ جات بھلاے

نہ تو منہ سے بولتا ہے اور نہ کسی کے دل کا حال پوچھتا ہے اُسکے اس انداز و تمکنتِ حسن کو دیکھکر آے حواس گم ہیں۔

(۴۵۰) میں روؤں وہ سو نہ موہی   انس دیکھے موہے مُسکاے

میں تو اپنی مصیبت کی وجہ سے) رو رہی ہوں اور وہ جفا کار میرے آنسو دیکھ دیکھکر مسکرا رہا ہے۔

(۴۵۱) جان بوجھ کچھ ایسے چلن چلے   جانو نہیں جانت پیر پراے

جان بوجھکر اُس نے ایسے ڈھنگ رچا رکھے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے وہ دوسروں کے دلوں کے دُکھ درد سے انجان ہے۔

(۴۵۲) مینچ بھلی ایسے جیون سے   یہ دُکھ موسے سہو نہیں جاے

ایسی زندگی سے باز آئی مجھے موت بھلی۔ اُنکا اندازِ تجاہل مجھ سے نہیں برداشت ہوتا۔

(۴۵۳) کاظم کے بس کس ہے جو ہنس ہنس   مکھ کھولے واسوں بولے بتاے

معلوم نہیں کس طرح کاظم نے اُس (شوخ تجاہل آشنا) کو اپنا لیا ہے کہ وہ اُس سے بے حجابانہ ہنس ہنس کر محوِ کلام ہے۔

ایضًا

وصالِ محبوبِ حقیقی

(۴۵۴) مگن بھئی میں تو پی کے آون سے   من میں پھولی ناہیں سماؤں

اری اے گئیاں

میں اپنے محبوب کے آنے سے ایسی مگن ہوں کہ اے سکھی پھولے نہیں سما رہی ہوں۔

(۴۵۵) سنمکھ پیو رہے سو دت جاگت   پھر کو بھجے ہمارے ناؤں

جب وہ ہر وقت سوتے جاگتے ہمارے سامنے ہے پھر اب کیوں ہم اُسکے نام کی رٹ لگائیں۔

(۴۵۶) گیو بھرم سنسار کا تب سے　　　جب سے پیو پایا سب ٹھاؤں

دنیا کا سارا بھرم نظر سے گر گیا جب سے میں نے اپنے محبوب کو ہر طرف بے حجاب جلوہ آرا دیکھا۔

(۴۵۷) دوڑ دھوپ ہم سے سب چھوٹی　　　آیو بسو پیا ہمرے گانوں

جب سے میرا محبوب میرے دل میں بس گیا ہے مجھے تلاش و تجسس کی حاجت باقی نہیں رہی۔

(۴۵۸) تیں پیو چاہے تو جا سادھن سنگ　　　تیرو تو نکسے نہ گھر سے پانوں

تم اگر محبوب کو پانا چاہتے ہو تو جاؤ درویشوں کی صحبت اختیار کرو۔ تمھارے تو گھر سے قدم ہی نہیں اُٹھتے۔

(۴۵۹) کاظم پایا گر کی دیا سوں　　　گر پر واری واری بلجاؤں

اے کاظم میں نے اسکو اپنے گرو کی توجہ سے پالیا ہیں ایسے گرو پر سو جان سے واری بلہاری۔ ؎

(کیمیائے ست عجب بندگی پیر مغان　　　خاک او گشتم و انیہا در جاتم دادند)

الھیہ

فراقِ محبوبِ مجازی

(۴۶۰) سانورا وا نہیں آیو رے　　　موہ لیو کن مورے پیروا

(ارے) سانولا (مدت سے) نہیں آیا۔ معلوم نہیں کس نے میرے محبوب کو اپنا لیا۔

(۴۶۱) میں تلپھوں نس دن تک ہیرت　　　پھرت آنگن کی ٹھاڑھے دوروا

میں اُسکے فراق میں رات و دن تڑپتی ہوں اور راستہ تکتی رہتی ہوں کبھی آنگن میں ٹہلا کرتی ہوں اور کبھی دروازہ پر کھڑی رہتی ہوں۔

(۴۶۲) کن بلما یو بالم ہمرو　　　بلنبھ کبھی نہیں آیو مندروا

معلوم نہیں کس نے میرے محبوب کو اٹکا لیا ہے اتو بہت دیر ہوگئی وہ میرے گھر نہیں آیا۔

(۴۶۳) وہ مورت نیں بس گئے کاظم　　　تورے رہت وہ سانجھ سکروا

اے کاظم اُس پیکرِ حسن و خوبی کو تو نے اپنے بس میں کر لیا ہے کہ رات و دن وہ تیرے ساتھ رہتا ہے (یعنی اچھی معیت حاصل ہے)

(۴۶۴) دے اگیا ہمرو آون کی　　　بلجاؤں ٹھیر داروں جیروا

خدا کے لیے اب اُس کو ہمارے یہاں بھی آنے کی اجازت دو۔ میرا جی جاں تم پر نثار۔

نغمۂ دیوگری

محبتِ مجازی

(۴۶۵) مورا چت لینہے ایک چتون ما — بھلا رے سنوُر وا چت کے چورُوا

ایک ہی نگاہ میں تم نے میرا دل چُرا لیا واہ رے سانوے محبوب کیسے دل چرانے میں مشّاق ہو۔

(۴۶۶) پھر لگے ہم سے آنکھیں چُرا ون — سیّل نہ توڑ انکھین کے جُڑوا

پھر تم ہم سے اُنکھیں چرانے لگے۔ اے آنکھ لڑانے والے اب (کم از کم) مروت تو نہ توڑ۔

(۴۶۷) کٹھن پیر پائی تھسے مل — کہی نہ جائے اس لاگی کو ٹھوڑوا

تم سے محبت کر کے میں نے بہت دُکھ جھیلے۔ ایسی بے جگہ لگی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

(۴۶۸) ہا ہا مان ہماری۔ ملا کر — بہت نہیں تو تھوڑے تھوڑوا

(للہ) میری التجا مان لے اور مجھ سے ملا کر۔ زیادہ نہیں تو کبھی کبھی سہی۔

(اس طرف بھی تمھیں لازم ہے نگاہے گاہے — دمبدم لحظہ بہ لحظہ نہیں گاہے گاہے)

(۴۶۹) میں نت تلپھوں تیں کاظم کے — لاگ گرے رہے سانجھ بھورا

میں تو ہمیشہ تمھارے فراق میں تڑپتی ہوں اور تم جب دیکھو کاظم کے گلے کا ہار ہو۔

ایضاً

محبت مجازی

(۴۷۰) پھر جا رے پنکوا پی کے دیسوا — کھبر لیا وُ من بھاون کی

اے میرے پیامبر میرے محبوب کے دیس جا اور میرے من بھاون کی خیر خبر لا۔

(۴۷۱) بچھڑب اب کی ہے گاڑھا ہم پر — آس ٹوٹی جان آون کی

اس بار کی جدائی ہم پر بہت سخت ہے۔ جان کے لالے پڑے ہیں ؎

(ارے ایسے ظالم کے پالے پڑے ہیں — کہ دل تو گیا جی کے لالے پڑے ہیں)

(۴۷۲) پاؤں کہاں پاؤں جو جاؤں اب   کٹھن ہے درسن پاؤں کی

پیروں میں اب کہاں سے طاقت لاؤں جو اُس کی تلاش میں نکلوں اب اُسکا دیدار ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

(۴۷۳) برسن بیتے رگھبر سن بچھڑے   کوؤ نہیں کہت ملاون کی

محبوب سے بچھڑے ہوئے سالہا سال گزر گئے۔ کوئی اس سے ملا دینے کی آس نہیں دلاتا۔

(۴۷۴) برج دوار کا ایک ہے کاظم کاں   وے کہیں من سمجھاون کی

کاظم کے لیے برج دوار کا ایک ہے۔ ان کی باتیں جبری تسکین دہ اور دل میں گھر کرنیوالی ہوتی ہیں۔

الھیہ

مجاز

(۴۷۵) کارے جادو چلاوت موہن

مُرلی بجاوت سانورے سلونواں

ارے اے سانولے سلونے محبوب کیا مُرلی بجاکر جادو چلا رہے ہو۔

(۴۷۶) یہ ٹھگئی بتیں کا سوں سیکھی ہے   مرلی کی اُوٹ جو پھانسی چلاوت

یہ ٹھگ ودیا تم نے کس سے سیکھی ہے مرلی کی آڑ میں پھانسیاں لگائے ہو۔

(۴۷۷) چین گئی جا سے سِدن کی   ایکو گھڑی جیو کل نہیں پاوت

جس دن سے تمہاری بانسری کے شیریں نغمے سنے ہیں ایک گھڑی دل کو چین نہیں ملتا۔

(۴۷۸) نیرے آؤ بیٹھ درسن دے   دور سے کا من کوں للچاوت

میرے قریب آکر بیٹھو اور اچھی طرح صورت دکھاؤ۔ دُور سے کیا للچاتے ہو"

(پھر ہم کہاں کہاں تم جی بھر کے دیکھنے دو   "اللہ، کتنی مدت تم سے جدا رہے ہیں)

(۴۷۹) ہمیں ترسیں درسن کو سوئی   کاظم سنگ دن رین گنواوت

ہم ہیں کہ رات و دن اُنکے دیکھنے کو ترس رہے ہیں اور وہ ہیں کہ دن رات کاظم کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہے ہیں۔

(ہم ہیں اور ہجر کی شب اور بلاؤں کا نزول   تم ہو اور بزم طرب اور ہجوم اغیار)

ایضاً

مجازی

(۴۸۰) موہن سے موئے اتنی کہو رِی

اپنی سکھی سے اتنی نٹھرائی کیں دُوتی تو ہے یہ سکھوری

میرے موہن سے میری اتنی بات کہدے کہ اپنی سکھی سے اتنی بے رخی کرنا تم کو کس کُٹنی نے سکھایا۔

(۴۸۱) جیو پر جیو ہُوت ہے سب کو جو کوُ ذ چاہے واکو ہو رِی

سب کے پہلو میں دل ہوتا ہے اور دل میں احساس۔ تو جو کوئی تمکو چاہے تم بھی تو ذرا اُس کا خیال کیا کرو۔

(۴۸۲) ایک ہاتھ کہوں باجت تاری نبھ اکیلے سے کب نبھو رِی

کہیں ایک ہاتھ سے بھی تالی بج سکتی ہے اسی طرح محبت بھی یک طرفہ نہیں نبھ سکتی۔

(۴۸۳) نین لگے کاظم کے جب سے اُن سے ملے موسے رُوسے رہو رِی

جس دن سے کاظم سے تم سے آنکھ لگی ہے اُن سے تو ملتے رہتے ہو اور مجھ سے روٹھے رہتے ہو۔

الطیبہ

(۴۸۴) اے ہو کریم عطا[۱] کر یا رکھ ہم پہ ہم تُجھسے بڑی آس لگائی

اے کریم عطا ہم پر نظر عنایت رکھئے۔ ہم آپ سے بڑی امید لگائے ہیں۔

(۴۸۵) کبہوں نہ دیکھ خطا ہمری عطا سدا رکھ بل بل جائی

کبھی میری غلطیوں پر نگاہ نہ کیجئے بلکہ ہمیشہ نظر کرم رکھیئے۔ میں قربان۔

(۴۸۶) پیر محمد اشرف شاہ ہوئیں جگ کی پناہ کیسے دکھ پائی

جب پیر محمد اشرف شاہ عالم کی پناہ ہوں تو کوئی کیسے دُکھ پا سکتا ہے۔

---

[۱] حضرت شاہ کریم عطا رحمۃ اللہ علیہ قصبۂ سلون ضلع رائے بریلی کی خانقاہ کے سجادہ نشین تھے۔ بڑے عالی مرتبت اور باخدا بزرگ گذرے ہیں۔ حضرت عارف باللہ جب اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ باسط علی قلندر قدس سرہ کے آستانہ عالیہ پر الہ آباد میں حاضری دینے تشریف لے جاتے تھے تو کبھی کبھی راستہ میں سلون میں قیام فرماتے تھے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا خاص کرم آپ پر تھا اور بڑی شفقت فرماتے تھے جو اس ٹھمری سے ظاہر ہے۔

(۴۸۷) چار پیر[1] بل ہیں ہری جب پھیر بپت کبھوں نہیں آئی

چاروں پیر ملکر جب بلائیں اور تکلیفیں دور کریں تو پھر دکھ درد کبھی نہیں آسکتے۔

(۴۸۸) نور سے بھر دے گاگر ہمری چھوچھی گاگر گھر جات لجائی

میرے جسم وجان کو نور سے معمور کر دیجئے کیونکہ خالی گاگر لئے گھر جاتے شرم آتی ہے۔

(۴۸۹) کاظم پائی کریم عطا میں ربّ کریم کی جوت سمائی

کاظم نے کریم عطا میں حق کی تجلّیاں دیکھی ہیں۔

ٹھمری۔ اساوری

اعیانِ ثابتہ[2] سے ظہور میں آنا

(۴۹۰) پیا رات تورے گرے لاگ ہم بھلے چین سے سوئی

اے پیا، ہم تیرے گلے حائل رہکر رات کو بڑی چین سے سوئے۔

(۴۹۱) ہم کا جگائے مکھ کاہے چھپائے موری نیند چین سب کھوئی

ہم کو جگا کر اپنا مکھڑا چھپا لیا۔ میری نیند و آرام سب چھین لی۔

(۴۹۲) اُٹھی روئی پچھتائی ہاتھ مل منھ انسوئن تیں دھوئی

میں (اس محرومی پر) روتی ہوئی ہاتھ ملتی اُٹھ بیٹھی اور آنسوؤں سے منھ دھو ڈالا۔

(۴۹۳) جو منھ چھپائے پیروا کاظم کہا ہوت اب روئی

اے کاظم جب پیا خود منھ چھپائے رہے تو پھر رونے دھونے سے کیا حاصل۔

ایضًا

پند و نصیحت

(۴۹۴) دیکھو من ہمار اکب لو توبے گھڑی بل بلن کی آوے توبے

---

[1] وہ چار بزرگ جو مابین شاہ کریم عطا صاحب و مخدوم حسام الحق مانکپوری گزرے ہیں۔ [2] صورِ علمیہ کو کہتے ہیں یعنے حقائق عالم کی صورتیں جو علم الٰہی میں ہیں۔ تفصیل کے لیے مصباح التعرف دیکھیے

دیکھئے وہ کب تک میرے دل کی آزمائش کرتا ہے۔ جب تک وصل کی گھڑی نہیں آتی۔ آزمائش جاری رہیگی۔

(۴۹۵) ہر دُوارا تج ہر کے دوارے بیٹھ نام بھجو تگ تاکو جوئے

ہر دوارا چھوڑکے ہر کے دروازہ پر بیٹھکر ذکر میں مشغول رہ اور انتظار کرتا رہ۔

(۴۹۶) تگ تاکت کچھ جائے نہ۔ تاکو ایک بست جائے آئے کے سوئے

انتظار کرنے میں تیرا کیا نقصان ہے۔ اگر تیری ایک چیز جائے تو اُس کے بدلہ سو لے۔

(۴۹۷) آپ گان کھووے سو آپکو پاوے آپ کوں پاوے مَن کرے کلولے

خود کو گم کرے تب آپ کو پائے۔ جب آپکو پائے گا تو دل کُلیلیں بھریگا (خوشی سے کھولے نہ سمائیگا)

(۴۹۸) ہیئے کو مَیل جاتے درسن ہوئے ہیے کو مَیل جائے ہولے ہولے

جب دل کا مَیل دور ہو گا تب جلوۂ بے حجاب کے نظارے ہو سکیں گے۔ اور دل کا مَیل آہستہ آہستہ جاتا ہے۔

(۴۹۹) اُوسَر پر پھل بِرچھ دیت ہے کیتے دِنن آگم مَولے

درخت اپنے وقت ہی پر پھلتا ہے حالانکہ پھول پہلے ہی آجاتا ہے۔

(۵۰۰) مولا برچھ کاظم تیری ہمت کا پھل دیو درس کا تو ہے مَولے

اے کاظم تیرے شجر محبت میں پھول آئے اور اللہ تعالٰی نے تجھے اپنے دیدار کا پھل بھی عطا فرمادیا۔

ایضًا

سلوک میں جاذبہ نہ آنے سے پریشانی اور بارگاہِ حق میں شکوہ

(۵۰۱) دُوبھر بھیو جیبرَوا مور کٹھن ہے باٹ پیَروا تور

میری زندگی دوبھر ہو گئی۔ تیری محبت کا راستہ بہت کٹھن ہے۔

(۵۰۲) ڈگر کی رگڑ جھگڑ دِیکھے نین ہار گیو مَن دوڑ دوڑ

راستہ کی دشواریاں اور جھگڑے جھمیلے دیکھکر دوڑتے دوڑتے میری ہمت ٹوٹ گئی۔

(۵۰۳) ہمت نہ توڑ مکھ موڑ نہ موسے بنتی کرت ہوں سانجھ بھور
کر جور جور
نہیں سوجھت موکو اور ٹھور

میں ہاتھ جوڑ جوڑ کر صبح و شام التجا کرتی ہوں کہ مجھ سے محبت کا رشتہ نہ توڑ اور مجھ سے منھ نہ موڑ (بے توجہی نہ کر)۔ مجھے اور کہیں ٹھکانا نہیں سوجھتا۔

(۵۰۴) بلجاؤں یا ہیں کون ٹھور — جو چرن لگے گھر چھوڑ چھوڑ

میں جو گھر بار چھوڑ کر تیرے قدموں پر آپڑی ہوں۔ میں قربان یہ تو بتا کہ اس میں تیرا کیا نقصان ہے۔

(جانِ نثار دیوانہ یہ تو بتا کہ ہم کیوں ہے — ہم جو محبت کرتے ہیں تجھ سے تیرا کیا جاتا ہے)

(۵۰۵) درس دکھائے جی کو کم کھیرے — اُن تو گھونگھٹ رکھے گھنیرے

مے دیدار سے میرے دل کو چھکا دے۔ انھوں نے تو بڑا گھرا گھونگھٹ کاڑھ لیا ہے۔

(۵۰۶) کاظم ہیرت ہیرت تیرے — ہار گئے اب تو سُدھ بے لیے

کاظم تو راستہ دیکھتے دیکھتے جی چھوڑے دیتا ہے (اللہ) اب تو میری خبر لے۔

(۵۰۷) اے اے دُور سے دُور نیرے سے نیرے — کھول گھونگھٹ اب ٹھور ٹھور

اے تو کہ دور سے دور بھی ہے اور نزدیک سے نزدیک بھی ہے اب اپنے رخِ زیبا سے پردہ اٹھا کر دیدار کو عام کر دے۔

تنبیہ مغرور

(۵۰۸) سنگ سما گی جا گلی سُہاگلی ہے گی

بھوڑ کرت ہے مان — بھلی ری بھلی تیری آن

اے شبینۂ یک شب یہ کیا تیرے دماغ میں خبط سما گیا ہے کہ تو سُہاگن ہے۔ اے بدسلیقہ بدتمیز تو غرور کرتی ہے، بڑی حسین ہی ہے۔

(۵۰۹) ایک رین جا کے سنگ جاگی — ہم ہیں نرت وا کے رس پاگی

تو نے جسکے ساتھ صرف ایک رات سیج سجائی ہم برسوں سے اُسکی ہم نشینی کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

(۵۱۰) کیسے بیّں کھبی آ گلی — کاظم یہ کا کرت گمان

پھر تو مجھ سے کیسے بازی لے گئی۔ اے کاظم یہ کیا بڑے بول بولتے ہو (یعنی اُس کی معیتِ دائمی پر مغرور ہو کر دوسرے پر کیوں طعن کرتے ہو)

---

۵۰۸ جس کو صرف ایک رات محبوب کے ساتھ بسر کرنے کا موقعہ ملا ہو۔

ایضاً

سب سے توڑ کر حق سے رشتہ جوڑنا

(۵۱۱) اٹکے تم سے اتبو نیناں موہے
بہت دنن من باورے کے سنگ کہاں کہاں ہم بھٹکے

اب تو میری نگاہیں تم سے لڑ کر تمہیں میں اٹک گئیں۔ بہت دنوں ہم اپنے باؤلے دل کے ساتھ نہ معلوم کہاں کہاں بھٹکتے پھرے۔

(۵۱۲) من اگیانی اب یہ سمجھا بہت کھا ئیکے جھٹکے پٹکے

میرا نادان دل ایک عرصہ کے بعد بہت الٹے پلٹے کھا کر اب جا کر یہ سمجھا کہ۔

(۵۱۳) تیں من میں من تیری الکن میں تہیں آپ میں اُرجھے لٹکے

تو میرے دل میں ہے اور میرا دل تیری زلفوں میں اٹکا ہے اور آپ ہیں کہ محوِ خود نمائی ہیں۔

(۵۱۴) اگیانی کہاں پاویں گیان یہ ٹیک ٹھیک سرکھکے سٹکے

(طنزاً) بے وقوف جاہل یہ سمجھ (معرفت) کہاں سے لائیں۔ کچھ دنوں جبہ سائی (بے خلوص) کی اور کھسک گئے (راہِ عشق کی سختیاں نہ جھیل سکے اور بیچ راستہ ہی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔)

(۵۱۵) اگھ لکھیں گھٹ گھٹ میں پرگھٹ گئے کاظم کے جی کے کھٹکے

جب اس ذاتِ غیر مرئی (نظر نہ آنے والی) کو ذرہ ذرہ میں بے حجاب جلوہ آرا دیکھ لیا تو کاظم کے دل سے سارے وسوسے اور اوہام نکل گئے۔

محبوب کی طلب اپنے طالبوں کیلئے

(۵۱۶) آؤری آؤ ہمارے دوارے گلن گلن بھٹکت ہے کارے

آؤ ہمارے در پر آؤ۔ ارے کیوں گلیوں گلیوں بھٹک رہے ہو۔

(۵۱۷) ہمری اور آوت کی کا ہے اوگن دیکھ اپنے اٹکارے

ہماری طرف اپنے گناہوں کے خیال سے آنے میں جھجھک رہے ہو۔

(۵۱۸) پاپی لاکھن ہو نہ تو کا ہیں جب آویں تب ہی ہم تارے

لاکھ گناہگار رہوں تو کیا ہیں آئیں تو ہم سب کو پار لگانے کے لئے تیار ہیں۔

(۵۱۹) گُن اَوگُن اَپنے سب بھول کے　　راکھ ہیئے ہمری کرپا رے

اپنی اچھائیاں اور برائیاں سب نظرانداز کرکے ہماری رحمت پر بھروسا رکھ (لاتقنطوا من رحمۃ اللہ)

(۵۲۰) چھا را کھ ہمرے دُرواجے　　پڑا تو رہ جس ہے تیں نا رے

عفو وبخشش کی امید ویقین رکھو اور ہمارے دروازہ پر جس حال میں ہو پڑا رہ

(۵۲۱) دیکھ سکے ہم کا کب کاظم　　جان بوجھ تھکوں بخشا رے

اے کاظم تم ہم کو کب دیکھ سکتے ہو (جاؤ) ہم نے جانتے بوجھتے ہوئے بھی تم کو بخشا۔

ایضًا

طالب صادق کا جواب

(۵۲۲) آئے پڑے صاحب کے دوارے　　کرپا رکھ اور راکھ سنبھارے

اے مالک اب تو ہم تیرے در پر آ پڑے ہیں، کرم رکھ اور ہم کو سنبھالے رہ۔

(۵۲۳) کچھ نہیں ڈر کا ہو کا ہم کا　　جب ہم آئے سرن تمہارے

جب سے ہم تیرے قدموں تک پہنچ گئے ہم کو کسی چیز کا کھٹکا نہیں رہا۔

(۵۲۴) اَوگن دیکھ لاکھن کا تم بن　　تارے کو اے تار نہارے

لاکھوں گناہوں کو دیکھکر بھی گناہگاروں کو بخشنا تیرے سوا کس کا کام ہے

(۵۲۵) درسن کا منھ کہاں جو نانگوں　　وے جن اور ہیں ہم سے نیارے

میرا منھ اس لائق کہاں کہ میں تجھ سے تیرے دیدار کی آرزو کروں۔ وہ اور ہی لوگ ہیں ہم سے اچھے جنکی قسمت ایسی ہے

(۵۲۶) کاظم یہی عرض راکھت ہے　　پڑے رہن دیو اپنے دوارے

کاظم کی کبس اتنی ہی التجا ہے کہ اُسے اپنے در پر پڑا رہنے دے۔

ایضًا

مناجات اور پیر کامل کی ثنا

(۵۲۷) کیسے نہ ہوئے مورے من دھیر آئے سکے کب دُکھ کی بھیر

اب میرے دلکو کیوں چین و آرام نہ ہو۔ اور اب کیسے غم و الم کا ہجوم ہو سکتا ہے۔

(۵۲۸) تیرے رحم و کرم سے پایا حضرت باسط علیؒ سا پیر

تیرے ہی رحم و کرم کی وجہ سے حضرت (شاہ) باسط علی (قلندر) کا ایسا پیر کامل نصیب ہوا ہے۔

(۵۲۹) جاکے گیان کی اَوکھد چاکھت گئی ہمرے تن من کی پیر

جن کے گیان و معرفت کی دارو چکھتے ہی میرے جسم و جان کے سارے روگ کافور ہو گئے۔

(۵۳۰) کا ڈر اگلے پچھلے پاپ کے اُن بخشائیں سب تقصیر

اب مجھے اگلے پچھلے گناہوں کا کیا ڈر جب کہ وہ ہر غلطی و گناہ معاف کرانے والے ہیں۔

(۵۳۱) ہاتھ پہ ہاتھ دھرت کے بیرے کٹ گئیں بھر من کی زنجیر

جیسے ہی انھوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا (وقتِ بیعت) ایک دم میں خودی کی ساری زنجیریں کٹ کر گر گئیں۔

(۵۳۲) رکھ لے لاج دُوو جگ ماکاظم کی یہی آسرے بھئے فقیر

دونوں عالم میں کاظم کی آبرو رکھ لے۔ اسی آسرے پر اُس نے فقر اختیار کیا ہے۔

(مجھے تو نے بخشا غلامی کا تاج ترے سر شفاعت کا بار آ گیا)

ایضاً

محبوبِ مجازی کی شکایت

(۵۳۳) کس ہے ننند یا تیرو بیر

ہم سے کرت نت چھل کی بتیاں یا تیں جرت موری چھتیاں

اے نند تیرا بھائی کیسا شوخ ہے۔ مجھ سے ہمیشہ چھل فریب کی باتیں کیا کرتا ہو اسی سے تو میرے آگ لگتی ہے۔

(۵۳۴) نِس دن ہم ہیریں واکی بٹیاں وہ سو رہے اَورن سنگ رتیاں

ہم تو رات دن اُسکی راہ تکا کرتے ہیں اور وہ ہے کہ اوروں کے ساتھ راتیں رنگ رلیوں میں گزارتا ہے۔

(۵۳۵) کریں انند ہماری سوتیاں یا ہی دُکھن ہم تو ھر ہٹیاں

ہماری سوتیں تو چین کی بانسری بجا رہی ہیں۔ اس غم رشک کے باعث ہم تو گوشہ نشین ہو گئے۔

(۵۳۶) بہُت ہیت ہم تو کرہاری
سُکھ نہ دِیو کبھوں بنواری

ہم تو محبت کرتے کرتے ہارے جا رہے ہیں لیکن تم ہو کہ ایک لمحہ بھی سُکھ دینے کی قسم کھائی ہے۔

(۵۳۷) کو جانے کاظم بتھا ہماری　　مَن ہی مَن جرجر کھبئیں ستیاں

اے کاظم ہمارے دل پر جو بیتیا پڑی ہے اُس کو کوئی کیا جانے اس محبت کی آگ میں ہم جل جل کر راکھ ہوئے جا رہے ہیں۔

ایضاً

محبوب مجازی کی دل رُبائی

(۵۳۸) کیسے بھئے رے سپاہی اُہیر

ڈگر چلن نہیں دیت کاہو کاں　　اُس نیئن بنی مارت تیر

یہ اُہیر کیسا بانکا سپاہی ہے۔ کسی کو راستہ چلنے ہی نہیں دیتا۔ جو کوئی گذرتا ہے اُس پر ایسے نگاہوں کے تیر مارتا ہے۔ (کہ وہ وہیں گھائل ہو کر رہ جاتا ہے)

(۵۳۹) باٹ مالاگو رہت بٹ مارو　　کو ؤجن جاؤ بٹو ہی بیر

وہ راہزن (دین و ایمان) راستہ میں تاک میں لگا رہتا ہے۔ اے ہمسفر و اُس راستہ سے ہرگز ہرگز نہ جانا۔

(۵۴۰) نیرے جائے کوئی کب کاظم　　کرے گھائل جو بن تقصیر

اے کاظم کون ایسے (راہزن و ناخدا ترس) کے قریب جائے جو بے قصور و بے خطا گھائل کیا کرتا ہے۔

ایضاً

رشکِ عاشق

(۵۴۱) مہندی کاجر لاگ جڑاوے　　کنگھی اور وجی کو ستاوے

مہندی اور کاجل میرا دل بیس رہے ہیں۔ کنگھی اور بھی دل کو الجھا رہی ہے۔
(سُلجھائینگے وہ زلفیں اُلجھے گا دل ہمارا　　دل کی رگیں کھچیں گی انکا سنگار ہوگا)

(۵۴۲) ہاتھ پاؤں لاگی رہے مہندی   گو نیو گر کوئی چھون نہ پاوے

ہاتھ پاؤں میں تو مہندی لگائے بیٹھے ہیں تاکہ کوئی ہاتھ نہ لگا سکے۔

(۵۴۳) تم گھر کین آنکھن ما کاجرکو   مُہہ کا دوسر نین سماوے

تم نے تو کاجل کو اپنی آنکھوں میں جگہ دی ہے لیکن میری آنکھوں میں تمھارے سوا کون سمائے۔

(۵۴۴) بار بار وہ مُوند چڑھی رہے   اِکو بار کوئی بار نہ پاوے

بار بار وہ (کنگھی) سر چڑھتی رہتی ہے۔ اسلیے کسی دوسرے کو ایک بار بھی اجازت نہیں ملتی۔

(۵۴۵) کاظم بلِ جاؤں تیرے تئیں تو   ہاتھ اپنے پیارے کے لگاوے

کاظم میں تم پر قربان۔ تم تو اپنے محبوب کے رخ وزلف سے کھیلتے رہتے ہو۔

ایضاً

رسوم ظاہری کے ترک کرنے اور حقیقت کی طرف رجوع ہونیکی نصیحت

(۵۴۶) کہا ہوت ہے ڈنڈی سوں   تج کروا کو پھند

ڈانڈی (سہارہ) سے کیا ہوتا ہے۔ اس کا سہارا چھوڑ۔

(۵۴۷) ڈنڈی گیان لے ہمرے گورن سے   چھانڈ دے یہ پاکھنڈ

معرفت کی ڈانڈی ہمارے مرشدین سے لے اور یہ ظاہری رسوم کے کھٹراگ چھوڑ دے۔

(۵۴۸) پھر لکھ آئے واہی کی مورت   سات دیپ نو کھنڈ

پھر سات دیپ نو کھنڈ یعنی ساری کائنات میں آکر اُسی کا جلوہ دیکھ۔

(۵۴۹) سکل بست پاوے واہی میں   جیسے کھانڈ میں کنڈ

(پھر) اسی طرح ہر چیز میں گھُلا ملا دیکھے گا جیسے شکر میں مٹھاس۔

(۵۵۰) ہیا نرمل ہوئے جوت لکھے جیوں   پورنماس کو چند۔

قلب آئنہ ہو جائے تب اس میں نور ماہ کامل کی طرح نظر آئے۔

(۵۵۱) دُکھ نہ رہے تنکو جس کاظم   جگ جگ پاوے آنند

ذرا بھی دُکھ نہ رہے اور کاظم کی طرح ہمیشہ ہمیشہ قلبی سکون و طمانیت حاصل ہو۔

ایضاً

محبوب کی صورت پر فریفتہ ہونا اور اُس کے رخِ زیبا پر نظر پڑتے ہی دل کے زخموں کا ہرا ہو جانا

(۵۵۲) اُس چبھ گئی موئے ہیے چھب سانوری — اے جسودا تیرے لال کی

اے جسودا تیرے لال کی سانوری چھب ایسی میرے دل میں چُبھ گئی ہے۔

(۵۵۳) جس کاگد مس و یسے لاگی — بل جاؤں اپنے کھیال کی

جس طرح کاغذ میں روشنائی۔ میں اپنے تصور کے قربان۔

(۵۵۴) کو سہے ہیں سین نینن کے — سہی جائے برچھی بھال کی

نگاہوں کے تیز تیر کون سہہ سکتا ہے۔ برچھی اور بھالے تو پھر بھی سہے جا سکتے ہیں۔

(۵۵۵) مُرمسکن وہ بانکی چتون — نہیں بسرت نند لال کی

زیرِ لب مسکراہٹ اور محبوب کی تیکھی چتون ہائے نہیں بھولتی۔

(۵۵۶) سو گھاؤ کھائے جیت جیو بھرو — ہے کھکا یہ سنبھال کی

سیکڑوں گھاؤ کھانے کے بعد بھی میں زندہ ہوں۔ ایسی برداشت کی طاقت سوا میرے کس میں ہے۔

(۵۵۷) اُتو لگے نیناں کا چھوٹیں — جو وہ چلے کُچال کی۔

اب اگر وہ بے رخی بھی کرے تو کیا۔ میری آنکھ تو لگ ہی چکی اب چھوٹ نہیں سکتی۔

(۵۵۸) پھر جیو دیکھ کاظم تیں موہن — کو جانے تیرے حال کی

اے کاظم تم تو موہن کو پھر جی دیکھتے ہو۔ تمہارے حال (و مقام) سے کون واقف ہے۔

ایضاً

حسبِ مضمونِ گذشتہ

(۵۵۹) آنکھیں مانھ سمائی چھب سانوری — سلونی موہنی مورت

واکی چتون پر واری واری

آنکھوں میں اُس کی سانولی سلونی چھب اور موہنی مورت سما گئی ہے۔ اُس کی چتون پر قربان۔

(۵۶۰) دِیکھت سَین نین چنچل کے   گئی چین سب جی کی سکھی ری

اسکی چنچل اور شوخ نظریں دیکھتے ہی اے سکھی میری چین و آرام رخصت ہو گئی۔

(۵۶۱) لاگت برچھی پَین   رَین نیند رہے بھاری

اور تیز برچھی لگنے سے راتوں کی نیندیں اڑ گئیں۔

(۵۶۲) کاظم بہت دنن جی ترس ترس   اَنکھین تیں آنسو برس برس

تب وِرس رس دِیو لال پہاری

اے کاظم بہت دنوں دل ترستا رہا اور آنکھوں سے آنسوؤں کے تار نہیں ٹوٹے تب جا کر محبوب نے شربتِ دیدار پلایا۔

ایضاً

اعضائے جسمانی کے پھڑکنے سے محبوب کے وصال کی فال لینا

(۵۶۳) پھڑکن لاگ سکھی بھُج مورا   اور لگی پھڑکنے آنکھو بائیں

اے سکھی خدا خیر کرے میرا بازو پھڑک رہا ہے اور بائیں آنکھ بھی۔

(۵۶۴) دن نیرائے پی کے مِلن کے   یا ہی سکھی سب مِل سمجھائیں

سب سکھیوں نے مِل جُل کے یہ شگون لیا کہ (اب کیا ہے خوش ہو) پیا ملن کے دن قریب آ گئے ہیں۔

(۵۶۵) کَون آیا کہَل پی کے دِیس سے   جیں آوَن کی کھبریں سنائیں

کون پیا کے دیس سے خبر لے کر آیا ہے جس نے پیا کی آمد آمد کی خبر سُنائی ہے۔

(۵۶۶) کَون ماس کونے دِن بیتم   اَپنے آوَن کی کہہ پٹھوائیں

کس مہینہ اور کس دن پیتم نے اپنے آنے کی خبر کہلا بھیجی ہے۔

(۵۶۷) باٹ ہیریں کونے دِن سکھی ہم تم   کچھ نیکے پُوچھ نہ آئیں

اے سکھی کس دن ہم تم راستہ تکیں۔ کچھ اچھی طرح تم پوچھ نہ آئیں۔

(۵۶۸) جا وَھر چَرَن کاظم کے وَے کچھ   مُنھ سے کہیں کب اُٹھیں سائیں

جا کاظم کے قدموں پڑ کر اُن سے پوچھ کر وہ مجھکو بتائیں کہ محبوب کب آئیں گے۔

ایضاً

محبوب کے ہر عضو پر نظر پڑنے سے عاشق مجازی کی بیقراری

(۵۶۹) تیری اَلکیں نَین دوؤ ہیں کاری کاری
ہم واری واری

تیری زلفیں اور آنکھیں دونوں کالی کالی ہیں۔ ہم جان و دل سے قربان صدقے۔

(۵۷۰) موہن پیارے ہمارے دَئی کے سنوارے
راکھ سنبھالے آپن دوؤ کالے

اے میرے پیارے موہن تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے سنوارا ہے اپنے دونوں کالوں (زلف و چشم) کو سنبھالے رکھو۔

(۵۷۱) اُنکے مارے کو سنمکھ جارے دیکھ سکے کب اُور تہارے
وے تو پلک مارت جیو لیت نکالے

کس کی شامت ہے کہ اُنکی چوٹ کھائے اُنکے سامنے جائے اور کیسے تاب نگاہ ہے۔ وہ تو پلک مارتے ہی جان نکال لیتا ہے۔

(۵۷۲) ٹھہر نہ رہت سنمکھ تیرے موہن جس تورے نینا چنچل
بچل جات موری اُور نہارے

تیرے سامنے آتے ہی میرا دل اُسی طرح بے قابو ہو جاتا ہے جس طرح تیری شوخ و چنچل آنکھیں میری طرف دیکھتے ہی ہٹ جاتی ہیں (یعنی ایک جگہ قرار نہیں) اسی طرح میرا دل تجھکو دیکھکر بچل جاتا ہے۔

(۵۷۳) من چنچل نہ اَچل بھیو کبھوں کاظم چل چل تھک ہارے

میرے بے قرار دل کو کبھی قرار نہ آیا۔ کاظم کوشش کر کے تھک ہارے۔

ایضاً

پند و نصیحت

(۵۷۴) کہاں تیرو منواں لگلوٗ ا
یہہ نا یا کھکی بھئی جو آنند رہیلوٗ
ارے اے بورے دِ وَنواں

تیرا دل کہاں اٹک گیا - یہ دنیا کس کی ہوئی ہے جو تو آرام سے رہنا چاہتا ہے ارے تو بڑا سڑی دیوانہ ہے جو اسکے پیچھے لگا ہے -

(۵۷۵) کل پہ نہ رکھ جو کل چھے جگ نا
آج لگاؤ من کل ہے گونواں

اگر اس دنیا میں آرام چاہتا ہے تو جو کچھ کرتا ہے اُسے کل پہ نہ اٹھا رکھ - آج ہی دل لگا کر کرلے "کل" تو دنیا کو خیرباد کہنا ہی ہے -

(۵۷۶) گھاٹ چھانڈ لکھ آؤ بیا گھٹ ہیں
رہیے کے کھول نینواں

بُری باتیں چھوڑ دے پھر دل کے دریچہ سے جلوۂ یار دیکھ - من کی آنکھیں کھول رے بابا -

(۵۷۷) بڑھت پاپ نت بیس گھٹت ہے
کا ہئے جگ اُستھنواں

کیا اس دنیا میں ہمیشہ تھوڑے رہنا ہے - یہاں تو گناہ بڑھتے ہیں اور عمر گھٹتی ہے

(۵۷۸) جی نہ لگاؤ کاہو سے جگ نا
من بھاون تج اپنے بھونواں

اس عالم میں کسی سے دل نہ لگا - اپنے من بھاون کو اپنے دل میں جاگزیں کر -

(۵۷۹) سدا رہو سکھ ماچیوں کاظم
پیا سوں آو لگاؤ منواں

آؤ پیا سے دل لگاؤ - ہمیشہ کاظم کی طرح دِل آسودہ رہو (چین کرو)

ایضاً

بغیر امدادِ مرشد اور شرع کی پیروی کے وصول محال ہے

(۵۸۰) ستگر بن صاحب کے حضور
پہنچ سکے نہ کبھوں مغرور

بغیر مرشد کی امداد کے خدا کی حضوری حاصل نہیں ہوسکتی اور جب تک "انا" کا طلسم نہ توڑے گا "اس" تک رسائی ناممکن ہے -

(۵۸۱) بید ہے گن اوگن کی آرسی
نِت پڑھے ادھکو بھیو گرور

کلامِ الٰہی نیکی و بدی کے لئے آئینہ ہے لیکن تو اُسکو پڑھ پڑھکر اور بھی مغرور ہو رہا ہے

(۵۸۲) بید بتاوے صاحب کاں پائیے — کس باپنچے جو جات ہے دور

نص قرآنی تو یہ کہتی ہے کہ مالک بہت ہی قریب ہے۔ تو کیسے پڑھتا ہے جو اُس کو دور سمجھتا ہے۔

(بغیر سمجھے بوجھے پڑھتے ہو) (نحن اقرب الیہ من حبل الورید)۔

(۵۸۳) وہ انچھر ہے اور پڑھے جو — بھرم جائے لکھے نور ظہور

وہ کلمہ ہی دوسرا ہے کہ جسکو پڑھتے ہی دوئی کا پردہ اٹھ جاتا ہے پھر نور ہی نور دکھائی دیتا ہے۔

(بغیر محبت و خلوص سے پڑھے یہ بات نہیں حاصل ہو سکتی)

(۵۸۴) کام کرودھ ترشنا من مایا — پانچ ہیں بیری بانچ رے سُور

ہوس پرستی، غصہ۔ لالچ نفس۔ فریب، دولت۔ یہ پانچوں تیرے جانی دشمن ہیں اے سورما (بہادر) ان سے اپنے کو بچائے رکھ۔

(۵۸۵) پریم کا کھانڈا لے آؤ ہم سے — کر بیرن کا چکنا چور

ہم سے آکر محبت کی تلوار لیلے اور ان دشمنوں کو مار مار کر تہس نہس کر دے

(اے عشق ہمتے کہ کنم قلعہ پاش پاش — تیغے زنم بہ حاجب وشاہے برآورم)

(۵۸۶) گرکی دیا سے کاظم صاحب کوں — تن من میں دیکھے بھرپور

پیر و مرشد کی عنایت سے کاظم حق کو اپنے ہر بن مو میں جلوہ گر دیکھتا ہے۔

ایضاً

مُناجات

(۵۸۷) لگن لگی تم سے جو میری

گھٹنے نہ پاوے بڑھت رہے دن دن — اُس کرپا رکھ صاحب میرے

میری لگن تم سے جو اب لگی ہے تو میری آرزو ہے کہ یہ محبت کے پینگ اب بڑھتے ہی رہیں گھٹیں نہیں کچھ ایسی مہربانی میرے حال پر ہو جائے۔

(۵۸۸) درسن کا جیو چاہے بہتیرا — نس دن رہیں دوار گھیرے

تیرے دیکھنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ اسی لیے رات و دن دروازہ پر گھیرا ڈالے ہیں۔

(۵۸۹) نیہہ بڑھائے درسن دے آگم   دل میرے دیوانہ کوں چھیڑے

محبت بڑھا کر مجھے جی بھر کے اپنا جلوہ عطا کر۔ میرے دلِ دیوانہ کو کیوں چھیڑتا ہے۔

(۵۹۰) اب کیوں اوٹ کرت مکھ پیارے سوں   میں بلہاری صاحب تیرے

میں تیرے قربان۔ آخر کیوں مجھ سے اپنا روئے زیبا چھپا رہا ہے۔

(۵۹۱) مت بھٹکاؤ اب دور حضور سے   نور دکھاؤ رکھ اپنے نیڑے

اس دوری وحضوری کے قضیہ میں مجھے کیوں بھٹکا رہا ہے۔ مجھے اپنے قریب رکھکر رخِ زیبا کا نور دکھا۔

(۵۹۲) کاظم سنگ بنے رہو نِس دِن   آؤ کبھوں ہمارے ڈیرے

کاظم کے ساتھ تو رات و دن رہتا ہے (روز نہیں) کبھی کبھی تو ہمارے گھر بھی آجایا کر۔

ایضاً

مرشد سے مناجات

(۵۹۳) بیسر کیوٹ بیڑا پار لگا دے   واری واری جاؤں تیری لیوں بلیّاں

لے بیڑ اے میری نیّا کے کھیون ہار میرا بیڑا پار لگا دے۔ میں تیری بلائیں لے کر قربان جاؤں۔

(۵۹۴) گھاٹ نہ لاوت مجھے کہہ گھات سوں   گھاٹ لگیں اورن کی نیّاں

میری کشتی کس وجہ سے ساحلِ مراد پر نہیں پہنچاتا۔ اوروں کا تو بیڑا پار لگا دیا۔

(۵۹۵) اپنی نیہہ سے ملیں سب آگے   جون رہیں پاچھے کی گئیاں

اپنی محبت کی طاقت سے جو ساتھی پیچھے تھے وہ ہم سے آگے نکل گئے "اس" سے مل گئے۔

(۵۹۶) وار اکیلی رہیں ہم کیسیں   پار چھوڑ کے اپنا سنیاں

اپنے سنیاں کو اس پار چھوڑ کر اس طرف ہم کیسے اکیلے پڑے رہیں۔

(۵۹۷) درد بوجھے جو درد مند کی   بھلا کرت ہے واکو گسیّاں

جو چھبیلے دل کی تکلیف کو سمجھتا اور اسکی دلجوئی کرتا ہے۔ ایسے کا اللہ بھلا کرتا ہے۔

(۵۹۸) وار پار تو ہے ایک ہے کاظم   تیرو ہے پیتم سب ٹھنیاں

اے کاظم تیرے لیے "اس پار" اور "اس پار" سب یکساں ہے۔ تیرا محبوب تو ہر جگہ جلوہ گر ہے۔

ایضاً

محبوب مجازی کے وصل کا انتظار

درو جواں کیتے رہیں ٹھاری

(۵۹۹) درس بھگاری تھالے مراری　　ترسیں دیکھن کوں چھب پیاری

اے مراری تیرے در پر کتنے تیرے دیدار کے منتظر کھڑے دیدار کو ترس رہے ہیں۔

(۶۰۰) مگ ہیرت ہیرت تھک ہاری　　آؤ ہمارے سانجھ سکاری

راستہ دیکھتے دیکھتے تھک کر ہار بیٹھے۔ صبح وشام کبھی ہماری طرف بھی آنکلا کر۔

(۶۰۱) پھر پھر آویں سب ہی درباری　　پاویں کہاں درسن کی باری

سب ہی درباری مایوس ومحروم (جلوہ) واپس آرہے ہیں۔ بار جلوہ ملتا ہی نہیں۔

(۶۰۲) جب سے لگی کاظم سے یاری　　انہیں سنگ رہے بنواری

جب سے کاظم سے اُن سے یارانہ ہوا ہے بس بنواری اُنھیں کے ہوگئے ہیں۔

(۶۰۳) اُن دُنھ کا موہنی پڑھ ڈاری　　جو سُدھ سب کی شیام بساری

معلوم نہیں انھوں نے کونسا منتر پھونکا ہے جو محبوب نے اور سب کی یاد اپنے دل سے بھلادی ہے۔

ایضاً

عشق حقیقی کا کمال اور مناجات

(۶۰۴) چٹیک لاگ رہی نہ کہی کچھ　　من کی رہی من جیوں کی تیوں

دل میں محبت کے لُوکے اُٹھ رہے ہیں کچھ کہتے نہیں بنتا دل کی دل ہی رہی۔

(۶۰۵) کبھی مُکھ دِکھلاوت پیارے　　کبھی پھیر چھپاوت کیوں

کبھی تو تو اپنا مکھڑا دکھاتا ہے پھر آخر کیوں چھپاتا ہے۔

(۶۰۶) دُکھ بہتیرے سہوں جگ آئے میں　　بچھڑن کی ایکو نہ سہوں

میں دنیا بھر کے دُکھ برداشت کرسکتی ہوں۔ سوا ایک جدائی کی تکلیف کے۔

(۶۰۷) بُولُو نہ بُولُو مُکھ موندو کہ کھولو درس پیاسا ہوں سُو ہَوں

خیر بولو چاہے نہ بولو اور چاہے چہرہ چھپاؤ یا نہ چھپاؤ میں تو جیسی دیدار کی پیاسی ہوں رہونگی ۔

(۶۰۸) سنمکھ ہوت تیرے کچھ ہم سے کہت بنے نائیوں ناؤوں

جب تمھارے سامنے میں آجاتی ہوں (تو رعب حُسن کی وجہ سے) نہ یہ کہتے بنتا ہے نہ وہ ۔

(۶۰۹) ایک بات یہ جی میں آوت بُرا نہ مان مانئے تو کہوں

ایک بات اس وقت میرے دل میں آئی ہے اگر برا نہ مانو اور مان لو تو کہوں ۔

(۶۱۰) آؤ چھکاؤ دھیرج دے جی کوں آج چھو کہ کال پَرُوں

آؤ مجھے اپنے دیدار سے چھکا دو اور میرے تڑپتے دل کو تسکین دو چاہے آج یا کل یا پرسوں ۔

(۶۱۱) ملب چھوٹب کی ریت تہاری کیسے کہوں چھوٹے جو کہوں

کبھی "ملے اور کبھی غائب" میں یہ کیسے کہوں کہ آپ اپنا یہ انداز تلوّن بدل دیجئے ۔

(۶۱۲) جاسے ہرائے تیرے ہیرت کاظم ویسی بتاؤ اب واکو گوں

کاظم کو ایسا طریقہ بتادے کہ جس سے وہ تیری تلاش میں اپنے کو گم کردے ۔

ایضاً

عمرِ گذشتہ جو بے حاصلی میں گذری اُس پر افسوس اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر یقین کامل

(۶۱۳) کچھ ہمری مت پُوچھو بھائی کون کون دُکھ جی کے بتائی

اے بھائی ہمارا حال کچھ نہ پوچھو۔ اپنے دل کے کون کون دُکھ بیان کروں

(۶۱۴) کون جتن سے ہم دن کاٹے کہاں یہ سگری عمر گنوائی

کس طرح ہم نے یہ دن کاٹے اور کہاں یہ ساری عمر بیکار گذاری ۔

(۶۱۵) بالاپن سب کھیل ما بتیا ترنا یا کا ئین جُورائی

بچپن تو کھیل کود میں گذرا اور جوانی (آٹا فاٹا) بالکارکاموں سے کنائی کاٹتے) گذر گئی ۔

(۶۱۶) اب جو بڑھاپا سر پر آیا بہت رہت من میں پچھتائی

اب جو بڑھاپا سر پر آپہنچا تو رہ رہ کر پچھتاہٹ ہو رہی ہے ۔

(۶۱۷) برھم لوک سے بھگت کے کارن سُکنت ہیں جی کی بھئی آوائی

سنتے ہیں کہ انسان اُس عالم سے اِس جہانِ آب وگِل میں خدا کو پہچاننے کے لیے بھیجا گیا ہے۔

(۶۱۸) بھانڈ بھگت صاحب کی ہم تو آئیکے کینہی بھگت پرائی

اپنے مالکِ حقیقی کی معرفت ایک طرف ڈال کر ہم تو دنیا والوں کی مزاج داری کرنے لگے۔

(۶۱۹) اپنے نبیؐ کی باتیں سُن کے تب کاظم کچھ آس لگائی

بے دے کے کاظم کو اگر ڈھارس بندھی ہے تو اپنے نبی صلعم کی پیاری باتوں سے بندھی ہے۔

(۶۲۰) گُنی اَوگُنی سب پار لگینہیں صاحب کے ہم بَلِ بَلِ جائی

گُنہرے اور بے ہُنرے سب کو پار لگائیں گے۔ میں تو اپنے آقا پر سو جان سے قربان۔

ایضاً

حقیقت کا مشاہدہ

(۶۲۱) یہ ہم دیکھا عجب تماشا گھٹ گھٹ پایا وہی کا باسا

ہم نے یہ انوکھا تماشہ دیکھا کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں وہی بسا ہوا ہے۔

(۶۲۲) ایک دِن گرُ کی دَیا بھئی ہم پہ ٹک رہا منو کھُلا سا

ایکدن مرشد کی ذراسی توجہ جو ہوئی تو دِل جن مسئلوں (اشکال) میں اُلجھا ہوا تھا وہ سب پل بھر میں آئینہ ہو گئے

(۶۲۳) سب سنسار گیو گھُل جیسے جل میں گھُلت بتاسا

(اور) ساری کائنات گم ہوگئی جس طرح پانی میں بتاشہ گھُل جاتا ہے۔

(۶۲۴) تب ہم جانا وہی ہیں ٹھاکر سب جگ اُن کی داسا

اس وقت یہ میری سمجھ میں آیا کہ وہی مالکِ حقیقی ہیں اور تمام عالم اُنکے زیرنگیں ہے۔

(۶۲۵) گیو بھرم سنسار کا سب ہی بھیو ہر دے سے ناسا

(اس مشاہدہ سے) سارے عالم کی حقیقت میرے دل سے محو ہوگئی۔

(۶۲۶) کہاں رہے سنسار اب مَن میں رہی وہی کی آسا

جب اُسی سے آس لگ گئی پھر اب دنیا کی محبت دل میں کیسے رہ سکتی ہے۔

(۶۲۷) نرگُن اور نرنجن پیارا آپ رہے کاظم پاسا

وہ پیاری ذاتِ بے صورت و بے رنگ اب خود ہی کاظم کے ساتھ رہتی ہے۔

ایضاً

سکھی ری تیرے بالم دیکھے انوٹھے

تین واری پھیری۔ وے جانو تُہہ سے رہت ہیں روٹھے

اے سکھی تمھارا نرالا انوکھا بالم دیکھا۔ تم تو اُن پر جان چھڑکتی ہو اور وہ ہیں کہ تم سے کھچے کھچے معلوم ہوتے ہیں

(۶۲۹) اور پہ ڈاریں رنگ۔ کبھو پہ جھونکے عبیر بھر موٹھے

اوروں پر تو رنگ ڈالتے ہیں اور کسی پر مٹھیاں بھر بھر عبیر جھونکتے ہیں۔

(۶۳۰) ہمت سے جب تیں جات سبھا ہیں دیکھت ہی اودھ اُٹھے

تم تو بڑے "چاؤ" سے اُنکی محفل میں جاتی ہو اُنکی یہ حالت ہے کہ تمھیں دیکھتے ہی انکے ماتھے پر بل آجاتے ہیں۔

(۶۳۱) سانچے جیو کاظم سے ملیں وہ تُجھ سے ملیں نا جھوٹھے

کاظم سے تو بڑے سچے اور صاف دل سے ملتے ہیں اور تم سے تو جھوٹوں بھی نہیں ملتے۔

عاشقِ دردمند کے احوال کی پرسش

(۶۳۲) کس ہے ری مَن ماری ٹوٹی

کُسل ہے کاہے کھاٹ پڑی ہے جانو ہے پی کی ماری کوٹی

اے سکھی تیرا کیا حال ہے جو تو دل شکستہ معلوم ہوتی ہے۔ آخر کیوں پلنگ پر پڑی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیا نے تجھ پر کچھ ستم توڑا ہے۔

(۶۳۳) کی کچھ گانٹھ سے چھوٹ پرو ہے کیدھوں پیم کی باٹ ما لوٹی

یا کچھ تیرے پاس سے گم ہوگیا ہے یا کسی نے محبت کی راہ میں لوٹ لیا ہے۔

بولی کہوں کا پیا کچھ کھینچے ٹوٹا تار پروت کھونٹی

(۶۳۴) جواب دیا کہ کیا بتاؤں میرا پیا مجھ سے کچھ کھنچ گیا ہے اور رشتۂ الفت اُس نے منقطع کرلیا جس طرح ستار کی

کھونٹی مروڑنے سے کبھی کبھی تار ٹوٹ جاتا ہے۔

(۶۳۵) رنگ نہ پوچھ جب پانسا اُلٹا　　زرد پڑی جب جگ سے چھوٹی

جب سے قسمت پلٹی ہے میری حالت نہ پوچھ۔ ادھر گوشہ تنہا ہوئی ادھر پیلی۔

(پھیر لیں جب سے اُس نے آنکھیں رنگ تباہی آہ نہ پوچھ۔

سینہ خالی آنکھیں ویراں دل کی حالت کیا کہیئے)

(۶۳۶) موہن کے روسے تین نگر کی　　بیری بھئی ہیں جھاڑی بوٹی

موہن کے روٹھ جانے سے بستی کا ذرہ ذرہ مجھ سے بگڑ گیا ہے۔

(۶۳۷) کھاٹ پڑو نہ مرو نا جیتی　　کا کروں جب سے پیا بل چھوٹی

اُس وقت سے پلنگ پر پڑ گئی ہوں۔ نہ مر رہی ہوں نہ جی رہی ہوں۔ کیا کروں جب سے جدائی ہوئی ہے کچھ بنائے نہیں بنتی۔

(۶۳۸) میٹھ میٹھ کاظم رہے تم کا　　ہم ڈنہ کب تک کڑوا گھونٹی

اے کاظم تم تو شربتِ وصل کے مزے اڑا رہے ہو۔ میں کب تک جدائی کے کڑوے گھونٹ گھونٹتی رہوں

محبوب مجازی کی بے پروائی پر عاشق کا تاسف

(۶۳۹) تم سے پیت لگائیکے ہم جُڑ کے

ہل ہل مکھ پھرکا ہے چھپائیکے　　ہر دو تن من جارے پھونکے

تم سے محبت کر کے ہم نے بڑا دھوکا کھایا۔ پہلے تو محبت کی راہ و رسم بڑھائی پھر اب کیوں منہ چھپا کے میرے جسم و جان کو پھونک رہے ہو۔

(۶۴۰) وے سنجوگ کی سُدھ جب آوت　　اُٹھت بیوگ کے جی میں بھبوکے

جب "پیا ملن" کے دن یاد آتے ہیں تو آتشِ فراق کے شعلے دل میں بھڑک اُٹھتے ہیں۔

(۶۴۱) کھبر پائے کے کھبر نہ لینہی　　سیام سیام کیتھو کہہ کوکے

باوجودیکہ میرے حالِ دل سے خوب واقف ہیں لیکن پھر بھی میری خبر نہیں لیتے۔ شیام شیام کہہ کے میں نے کتنا پکارا۔

(۶۴۲) بس کے لیے موہن کاں سچ کہہ کاظم کون منتر تیں پھونکے

اے کاظم سچ بتاؤ وہ کون سا منتر تم نے پڑھکر پھونکا ہے کہ جس سے محبوب کو اپنے بس میں کر لیا ہے۔

عاشق صادق کا جواب

کا ہے پیت لگائے کے چوکے

(۶۴۳) نیہہ کی باٹ چل کوئی سکت ہے بن تن من کے جارے پھونکے

کیوں محبت کر کے تم نے دھوکا کھایا۔ محبت کی راہ کوئی کیسے چل سکتا ہے جب تک کہ اپنے تن من کو جلا کر پھونک نہ دے۔

(۶۴۴) تم ہو سنیہی غرض کے۔ سہو کب اٹھیں کریجوا ں ہوگ کے ہوکے

تم تو اپنے مطلب کے یار ہو۔ جدائی کی ہوکیں جو کلیجہ میں اٹھ رہی ہیں اُن کو کیسے برداشت کر سکتے ہو۔

(۶۴۵) نیہہ نبا ہو ملیں کہ بچھڑیں کب پیا بس ما جھئے کا ہوکے

تم اپنی محبت نباہے جاؤ چاہے محبوب ملے یا نہ ملے۔ بھلا محبوب کب کسی کے قابو میں آیا ہے۔

(۶۴۶) چین سے جائے گھر بیٹھو نہ ہو کہوں کھاٹ پڑ وسیئے اُٹھت بھبھوکے

جاؤ چین سے گھر بیٹھو ایسا نہ ہو کہ دل میں آتش عشق کے شعلے اُٹھنے لگیں اور تم پلنگ پر پڑ جاوٴ۔

(۶۴۷) ہار گئے تم نام رٹن سے اُتر نہ پائے جو کچھ دن کو کے

تم اس کا نام رٹتے رٹتے ہمت ہار بیٹھے اتنے دنوں تم نے نالہ و فغاں کی لیکن ایک بار بھی اُسنے جواب دیا۔

(یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خاموشی تیری سب کے جواب میں)

(۶۴۸) بس بھئے شیام کاظم کے ہت سوں تے جانت کچھ منتر پھونکے

شیام کاظم کے اثر محبت سے اُس کے بس میں ہو گئے اور تم سمجھتے ہو کہ اُس نے شیام پر منتر پھونکا ہے۔

دل میں قدرے فساد پیدا ہو جانیسے دل کے تمام اعمال ضایع ہو جاتے ہیں

(۶۴۹) چھوئی لئی ترک ویں مور گگریا اب گھر جات لجا دُوں

ترک نے میری گگری چھو لی۔ مجھے اب گھر جاتے شرم آتی ہے

(۶۵۰) رہوتُرک کب سے نگ تا کت — آج لگو واکو داؤں

یہ ترک نہ معلوم کب سے میری تاک میں تھا۔ آج اُسکو موقع مل گیا۔

(۶۵۱) ٹھور نہ گھر موکو نا پنگھٹ — ہاتھ ملوں پچھتاؤں

اب نہ میں گھر کی ہوں نہ گھاٹ کی۔ ہاتھ مل مل کر پچھتا رہی ہوں۔

(۶۵۲) کہا کروں کچھ بن نہیں آوت — چلے پاؤں نا ٹھہرے پاؤں

کیا کروں کچھ بنائے نہیں بنتی۔ نہ ٹھہرتے بنتا ہے نہ جاتے۔

(۶۵۳) گاگر ساچی بھگت ہے ترکوا — مُن کھونٹا پاپی یہ ٹھاؤن

(یہاں) گاگر سے مراد سچی بھگت ہے اور ترکوا سے مراد کھونٹا اور پاپی نفس ہے۔

(۶۵۴) گگری ترک کے چھوُت نسائی — پی کے ڈر کہاں جائے لکاؤں

ترک کے چھو لینے سے میری گگری ناپاک ہوگئی۔ اب اپنے پیا کے ڈر سے میری ستی بھولی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہاں جا چھپوں۔

(۶۵۵) مُن پاپی کھوٹے سے کب بھل — کاظم دیت صاحب کا ناؤں

جب دل میں پاپ اور کھوٹ ہے تو اے کاظم ایسے میں اللہ اللہ رٹنے سے کیا فائدہ۔

دنیا دوست عالم بے عمل کی مذمت جو اپنے اعمال ظاہر پر قانع ہو

(۶۵۶) صاحب ہے کب تُم سے راجی

کرتب کچھ نہیں گیان کہت ہے — لاج نہ آوت تو ہے مُلّا جی

تمھارا مالک تم سے کب راضی و خوش ہے۔ عمل میں تو آپ صفر ہیں لیکن زبان سے علم کے لمبے چوڑے دعوے اور نصیحتیں ہیں۔ شرم نہیں آتی۔

(۶۵۷) بھگت کے کارن بید پڑھت ہیں — پڑھ کے چہت ہوئے مفتی کاجی

حصولِ علم کا اصلی مقصد معرفتِ الٰہی ہے لیکن لوگ ہیں کہ مفتی قاضی بننے کے لیے پڑھتے ہیں۔

(۶۵۸) روُجہ نماج کرے بہتیرا — پریم بن آوے کونے کاجی

(بظاہر) روزہ نماز بھی بہت کرتے ہیں مگر بغیر محبت کے یہ سب کس کام کا۔

(۶۵۹) دور گئے مکے ہوئے آئے   مگن بھئے کہوائے حاجی

بہت پاپڑ بیلے تو مکہ ہو آئے اور اپنے کو حاجی کہلا کر پھولے نہیں سماتے۔

(۶۶۰) کائے کریہے مال ملک سے   ہاتھی گھوڑے ترکی تاجی

یہ زر و املاک یہ مال و منال تیرے کس کام کا اور یہ ہاتھی اور ترکی تازی گھوڑے کس کام کے

(۶۶۱) کونے بنت سمیٹی مورکھ   جب کال آئے کے سر پہ باجی

جب موت سر پر آکر اپنا کرڈکا بجائے گی تو اے احمق اُس وقت کون کون سامان زندگی بٹورے گا۔

(۶۶۲) یہ سب کاج نہ آوے تیرے   جوئے جوت نہ ہیے میں براجی

جب تک محبت کا "دیا" اپنے دل میں نہ روشن کریگا یہ سب دنیا کا سامان اکارت ہے۔ ع

(فروغِ عشق سے ہے روشنی جہاں کے لیے   یہی چراغ ہے اس تیرہ خاکداں کے لیے)

(۶۶۳) ہیم کھجن بن کاظم لوگوا   بھل منئی نہیں۔ ہیں پئے پاجی

اے کاظم جو محبت کے گیت نہ گایئں وہ لوگ بھلے مانس نہیں ہیں بلکہ بڑے بدنفس ہیں۔

جب سالک واصل بہ حقیقت ہوجاتا ہے تو اپنے ساتھیوں کو ترغیب دیتا ہے

(۶۶۴) چت لگی ہیا من مانے سوں   چھوٹے نہ کاہو چھڑانے سوں

اب میرا دل من مانے محبوب سے لگا اب وہ کسی کے چھڑائے نہیں چھوٹ سکتا۔

(۶۶۵) کچھ دن ادھر ادھر رہے بھٹکے   اب آئے پہنچے ٹھکانے سوں

کچھ دن ادھر ادھر بھٹکتے پھرے اب جاکے ٹھکانے سے لگے۔

(۶۶۶) بھیجے حیراں بہت پیا ہیرت   ملا ہی اپنے ہیرانے سوں۔

محبوب کی تلاش میں حیران و سرگشتہ پھرا کیا اور وہ محبوب مجھے اپنے کو کھونے کے بعد ملا۔

(۶۶۷) مگھی رہت ہے سدا من میرا   صاحب کے پہچانے سوں

اپنے محبوب کو پہچان لینے کے بعد اب میرا دل ہر وقت مگن رہتا ہے۔

(۶۶۸) تیما رہے کیسے سکھ ما مورکھ   تیری تو چت لگی آنے سوں

اے نادان تو کیسے سکھ پا سکتا ہے جب کہ تیرا دل اور طرف لگا ہے۔

(۶۶۹) کھا سے ململ لاگ تیرو من　　ا و کھیر نبکے کھانے سوں

تیرا دل اچھے کپڑوں اور اچھے کھانوں کی لذتوں میں پڑا ہے۔

(۶۷۰) سُمرن کے لیئے آئے جگ نہیں　　کون کاج رہو آنے سوں

اس کی یاد کے لیئے دنیا میں آئے ورنہ یہاں آنے کا اور مقصد ہی کیا تھا۔

(۶۷۱) نرمل ہو لکھ آپ صاحب کوں　　بن کا ہو کے بتانے سوں

اپنے دل کی صیقل کرو اس کے بعد محبوب کا جلوہ دیکھو بغیر بتائے

(۶۷۲) جیہکے پاوت باپ چھے کاظم　　دو دو جگ دکھ پانے سوں

یہ وہ ذات ہے جس کو پالینے کے بعد کاظم دونوں جہان کے دکھوں اور اندیشوں سے چھٹکارا پا چکے ہیں۔

محبوب مجازی کو سفر سے روکنا

(۶۷۳) جن جا ہم کا چھانڈ دوارکا　　اے نرموہی سیام پیارے

اے بیدرد پیارے محبوب ہم کو چھوڑ کر دوارکا نہ جاؤ۔

(۶۷۴) سگری سبھا چھانڈت ہے کہ پر　　یہ تو بتاؤ کچھ لال ہمارے۔

اے میرے پیارے ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس بھری محفل کو کس پر چھوڑے جا رہے ہو۔

(۶۷۵) پریت لگائے بچھڑن کی سنائے　　کا رے جیا کوں جالے مارے

محبت کی لو لگا کر اب جدائی کی خبر سنا کر کیوں میرا دل جلا کر مار رہے ہو۔

(۶۷۶) نیر بہائے انکھین سے دور کا　　دیہوں وہائے کہیں پرج اجاڑے

یہ جتائے دیتی ہوں کہ اگر کہیں برج اجاڑ کر تم دوارکا گئے تو اپنے آنسوؤں کے سیلاب سے دوارکا ڈبو دونگی۔

(۶۷۷) نیہہ لگائے سب چھوٹے کاظم　　اپنی اپنی اور سدھارے۔

کاظم نے جب سے محبت کی تو سب چھوٹ گئے اور اپنا اپنا راستہ لیا (ماسوائے محبوب نے)

محبوب مجازی کے فراق میں رنج و تکلیف

(۶۷۸) اری میں یہ جیز واکیسے سکھیو سمجھاؤں

ہتیم بچھڑے ہل مل کے اب ۔ جی او بت کہہ بدھ بہلاؤں

اے ہمجولیوں میں اپنے دل کو کیسے سمجھاؤں ۔ میرا ہتیم مجھ سے ربط و ضبط بڑھا کر بچھڑ گیا ۔ میرا دل گھبرا رہا ہے اُس کو کیا کہہ کے سمجھاؤں ۔

(۶۷۹) ٹھور ٹھور جیہہ پائے بھیو سُکھ ۔ کیہو ٹھور وہ سُکھ نہیں پاؤں

جس کی معیت میں ہر ہر جگہ سکھ حاصل تھا اب اس کے نہ ہونے سے کسی جگہ چین نہیں ہے ۔

(۶۸۰) چین نہیں گھر باہر موکوں ۔ کہاں رہوں کہلے گھر جاؤں

اب نہ گھر میں چین ہے نہ باہر ۔ کہاں جاؤں کہاں رہوں ۔

(۶۸۱) ایسی کہوں نہیں دیکھی کاظم ۔ مو پہ جو بیتی کون بتاؤں

اے کاظم جو بپتا مجھ پر پڑی ہے ایسی نہ کہیں دیکھی سنی ۔ مجھ پر جو گذری کیا بتاؤں ۔

بلا امداد و صحبتِ مرشدِ برحق محبوب حقیقی کا وصال نہیں ہو سکتا

(۶۸۲) پیا مکھ اپنا چھپایو جگ ما ۔ کا سوں گھونگھٹ کھولے

محبوب نے اپنا مکھڑا اس عالم میں ایسا چھپا لیا ہے کہ اب سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا تدبیر کروں کہ جس سے اُس کا گھونگھٹ (حجاب) کھولوں ۔

(۶۸۳) گھر گھر سگرو نگر ڈھونڈھ ہاری ۔ بلا سادھن کے ٹولے

بستی بھر ہر ہر گھر ڈھونڈھ کر میں تھک گئی اور وہ ملا بھی تو درویشوں کی ٹولی میں ۔

(۶۸۴) وا کے بیوگ بہتیرا روئی ۔ انسون بھیجی چولے

اُسکے فراق میں میں بہت روئی یہاں تک کہ آنسوؤں سے دامن بھیگ گیا ۔

(۶۸۵) باٹ پیا کی نہ کاہوں بتائی ۔ بلا نہ ستگر جو بے

لیکن محبوب کا پتہ کوئی نہ بتا سکا جب تک مرشدِ حقیقی نہ ملا ۔

(۶۸۶) تئیں چاہت ہے پیا دیکھن مورکھ ۔ پیم نہ آوے ٹولے

جبتک محبت سے اپنے دل کو روشن نہ کرے اُسوقت تک اے احمق محبوب کے دیدار کی تمنا نہ کر ۔

(۶۸۷) ریت بھانت سادھن سے لے جا ۔ چھما سے ہوئے ہولے

راہ و رسم عاشقی درویشوں سے سیکھ۔

(۶۸۸) دھیان لگاؤ صاحب کا ہت سے جو چاہت ہے سُو لے

محبت سے مالک کا دھیان لگاؤ اور جو چاہو حاصل کرلو۔

(۶۸۹) ٹھوٹھور ورشن ہلکیں پی کے نت من کرے کُلُو لے

پھر تو تمھیں ہر جگہ "پی" کے جلوے نظر آئیں گے اور دل گُلکیلیں کرنے لگے گا۔

(۶۹۰) جیوں کاظم زبان پائے کے یہ نہ بانی بُو لے

پھر کاظم کی طرح ملہم غیب کو پا کر ایسی الہامی باتیں کرے۔

حق کی یافت اور وصول کے فوائد

(۶۹۱) پایا گھٹ میں صاحب سانچا کب لاگت ہے سانچ کو آنچا

میں نے اپنے مالک کو اپنے میں پالیا۔ سانچ کو آنچ نہیں ہے۔

(۶۹۲) ہیت چیت سے نہچُول کر جب پیم کا انچھر کا ہوں بانچا

ہوش و گوش اور سچے عقیدہ سے جس نے محبت کا انچھر پڑھ لیا۔

(۶۹۳) سوئی امر بھیو جُگ جُگ جیوے کبھوں نہ کال کا کھائی تماچا

اُس کو حیات جاودانی حاصل ہو گئی اور اُس کا سفینۂ ہستی موت سے بلند ہو گیا۔

(۶۹۴) واکی مٹیا سے لعل جواہر نکسن لاگیں نیکے جانچا

اُسکی خاک (ہستی) سے لعل و جواہر نکلنے لگتے ہیں۔ اس کا خوب تجربہ ہے۔

(۶۹۵) دوڑ دھوپ سب واسوں چھوٹے گھر بیٹھا رہے توڑے ماچا

تلاش و تجسس کے سب مقامات ختم ہو جاتے ہیں اور وہ پیر توڑ کر اطمینان سے بیٹھ جاتا ہے۔

(۶۹۶) دیکھے گھٹ گھٹ صاحب پرگھٹ سدا رہے مایا سے بانچا

ہر ہر گھٹ میں مالک کا ظہور دیکھے اور ہمیشہ ماسوی اللہ سے بچا رہے۔

(۶۹۷) گُنگ بھیو جن تہے پہچانا کی مست ہو ئیکے اُودھ ناچا

جس نے تجھے پہچان لیا وہ یا تو وفورِ حیرت سے آئینہ حیران ہو گیا یا مستِ الست ہو کر برہنہ ناچنے لگا۔

(۶۹۸) کاظم پر کرپا بھئی ایسی نت رہے پی کے رنگ ماراچا

کاظم پر تو ایسی عنایت ہوئی ہے کہ وہ ہمیشہ "پی" کے رنگ میں ڈوبا رہتا ہے۔

نالۂ فراقِ محبوبِ مجازی

(۶۹۹) اب کو موہن پیارا ملاوے بل بل جاؤں میں واکی

کون ہے جو میرے پیارے محبوب سے مجھکو ملا دے میں اُس کے قربان۔

(۷۰۰) ملب کہاں جو سندیسو نہ آوے تگ ہیرت ہیرت ہم تھاکی

ملنا تو ایک طرف اپنا نامہ و پیام بھی نہیں ہے۔ راستہ دیکھتے دیکھتے ہم تھک گئے اور ہار گئے۔

(۷۰۱) جاکی ہو نکھ سکھی بہنیریں کب سکھ پاوے برہن واکی

اے سکھی جس کے ہزاروں عاشق ہوں اُسکی فراق کی ماری کب سکھ سے رہ سکتی ہے۔

(۷۰۲) کہاں کہاں چت واکی تاکی لاکھن جیو جاکو مکھ تاکی

وہ کس کس کی تاک ہے جس کا منہ تکنے والے لاکھوں ہیں۔

(۷۰۳) کہکی کہکی خاطر راکھے یا دُکھ سے ہم جل پاکی

وہ کس کس کی دلجوئی کرے اسی جلن میں ہمارا کلیجہ پک گیا۔

(۷۰۴) روگی بہت اوکھد ہوے ایکے دوسر ملے نہ اوکھد یاکی

"ایک انار سو بیمار" اور اس کی کوئی اور دوا نہیں۔

(۷۰۵) رنیک پائے کاظم تیں پیتم نت رہے سنمکھ مورت جاکی

اے کاظم تم نے بڑا اچھا محبوب پایا ہے جسکی موہنی مورت ہمیشہ تمہارے سامنے رہتی ہے۔

(۷۰۶) ناکہوں جائے رہے پاس سبھی کے نئی نئی چھبیں دکھاوے بانکی

ایسا طرفہ محبوب ہے کہ پاس سے ہٹتا ہی نہیں، سب کے ساتھ رہتا ہے۔ ہر روز نئی نئی آن سے اپنی بانکی چھبیں دکھاتا ہے۔

ایضاً

(۷۰۷) کہوں جن جا پیا رُوٹھا   میں بل جاؤں

اے میرے روٹھے ہوئے پیا کہیں نہ جا۔ میں قربان جاؤں۔

(۷۰۸) کھانڈ تجے گھر کی پر گھر جائے   گڑ لے چوری کا سو وُ جھوٹھا

اپنے گھر کی شکر چھوڑ کر پرائے گھر سے چوری کا گڑ لے اور وہ بھی جھوٹا۔

(۷۰۹) بنے پہ گھر بگڑے جائے پر گھر   ایسے پیا سے میرو جیو اُوٹھا

جب خوش ہوں تو گھر میں رہیں اور جب روٹھ جائیں تو دوسرے کے گھر چلے جائیں ایسے محبوب سے میرا دل کھٹا ہو گیا۔

(۷۱۰) روٹھے۔ بنے۔ بنو رہے گھر ہی   سُو کاظم پیو پایو انو ٹھا

کاظم نے ایسا اچھا انوکھا محبوب پایا ہے جو روٹھنے پر بھی اُسی کے ساتھ رہتا ہے۔

دادرہ

محبوب مجازی کے فراق میں شکوہ

(۷۱۱) مورا منواں لے گیو رے   کے کے بھانت دلداری

میرا دل طرح طرح کی ادائیں دکھا کرلے گیا۔

(۷۱۲) چھب دکھلائے پیاری   بھلی۔ چھل کینہی مراری

اپنی پیاری صورت دکھلا کر محبوب نے ہزار عشوؤں اور غمزوں سے مجھے فریب دیا۔

(۷۱۳) بنواری تیری انکھیاں کاری   موہ چت من کی چُرا و منہاری

اے بنواری تیری کالی کالی آنکھیں میرے ہوش اڑانے والی اور میرا دل چرانے والی ہیں۔

(۷۱۴) میں بلہاری کاظم سے یاری   ہمری گا ہے بساری

میں قربان ذرا یہ تو بتاؤ کہ کاظم سے کیوں گاڑھی چھن رہی ہے اور ہمیں کس لیے بھلا دیا ہے۔

سب سے ناتہ توڑ کر حق سے جوڑنا اسلئے کہ حق کی محبت میں بہت فوائد ہیں

(۷۱۵) اتبو لاگی اُن سے پیت   جنکی ہے نیٹے نیکی ریت

اتبو ایسے سے محبت ہوئی ہے جس کی محبت کی راہ و رسم کا کیا کہنا۔

(۷۱۶) اُس پیو پائے کے سُکھ کی نہ پوچھو دُو وُ جگ سُکھ ہے ہماری نیت

یہ ہم سے نہ پوچھو کہ اُسکی محبت میں ہم نے کیسا سُکھ پایا۔ دونوں عالم میں ہمارے لیے عیش ہی عیش ہے۔

(۷۱۷) پریم کی باجی وا کے سنگ کھیلت تینوں لوک ہم لینھے جیت

محبت کا کھیل اُسکے ساتھ کھیل کر ہم نے "تینوں لوک" جیت لیے۔

(۷۱۸) اب پیو رہت سدا کاظم کے تن من میں ایسے ہیں وے میت

اب پیا کاظم کے ایسے دوست ہوگئے ہیں کہ اُس کے تن من میں رچے بسے ہیں۔

(۷۱۹) گن گاوت اپنے اُن کے مکھ جہہ رس چاہت بناوت گیت

جس طرح چاہتے ہیں اپنی تعریفوں کے نغمے چھیڑتے ہیں اور اُسکے منہ سے اپنے ہی گن گاتے ہیں۔

مرتبۂ بقا

(۷۲۰) چوں کردی چشم دلم نورانی جگ میں لکھے نت جوت سمانی

جب سے تو نے میرے دل کی آنکھ روشن کردی ہے دنیا کی ہر شے میں ایک نئی روشنی دیکھ رہا ہوں۔

(۷۲۱) از تو بینم وگویم وشنوم گو یا ہم شنوا اُدُ تیرے گیان تیں ہم بھئے گیانی

تجھ ہی سے دیکھتا ہوں۔ بولتا ہوں، سُنتا ہوں۔ تو ہی بولنے والا اور سننے والا ہے۔ تیری ہی معرفت حاصل کرکے ہم عارف ہوے

(۷۲۲) از قدمت آئیم بہ کویت کر تیری ہاتھ نہ کیو نکر جانی

تیرے ہی پیروں چل کر ہم تیرے کوچے میں آئے ۔ اپنے ہاتھ کو تیرا ہی ہاتھ کیوں نہ سمجھیں۔

(۷۲۳) من ہم رفت از من تو شدی من کو رہا دُوسرا اب جو بکھانی

مجھ سے میری 'میں' اگئی اور 'تو میں' ہوگیا۔ اب غیریت کہاں رہی جو ذکر کیا جائے۔

(۷۲۴) عہد الستم از تو بہ تو بود آدُ تیں ہم تیرے ہاتھ بکانی

عہد الست تو نے اپنے ہی سے کیا تھا۔ ازل ہی سے ہم تیرے ہاتھ بک چکے ہیں۔

(۷۲۵) یافت ترا از تو چوں کاظم بُوئے نہ کیسے یہ امرت[1] بانی

کاظم نے جب تجکو تجھی سے پالیا۔ پھر اب کیسے نہ یہ امرتبول بولے۔

---

[1] امرتبول یعنے لافانی کلام۔

(۷۲۶) مجھوم کن چھنداں نہ جب ہما لیت   آوے بپت پھر ایک نہ مانی

مجھکو اپنے جلوہ جمال میں ایسا محو کرے کہ پھر لاکھ مصیبتیں آئیں مجھے احساس نہ ہو۔

(نغمہ سارنگ) نصیحت

مُورکھ کس ہیے نینا نہ کھولت

گھاٹ باڑھ سب کی نرکھت ہے   آپ کو اِک گھڑیل نہیں تولت

اے بے وقوف اپنے من کی آنکھیں کیوں نہیں کھولتا۔ دوسروں کی اچھائیاں بُرائیاں خوب خوب بھانتا ہے اور اپنے کو ایک گھڑی بھر کے لیے کبھی نہیں تولتا۔

(۷۲۸) آس نہ رکھ کرتب کی۔ جو تیں   پُن میں پاپ ملائے کے گھولت

اپنے اعمال پر بھروسہ نہ رکھ۔ جو تو اعمالِ خیر کے ساتھ اعمالِ بد بھی کرتا رہتا ہے۔

(۷۲۹) جاکے پاپ بسے نت مَن میں   رہے سدا نرکھ ہی ماکھولت

جس کے دل میں ہمیشہ گناہ کی رغبت رہتی ہے وہ ہمیشہ دوزخ میں مبتلائے عذاب رہے گا۔

(۷۳۰) جب سے کرپا بھئی ستگر کی   پھر مَن ہمرو کبھوں نا ڈولت

جب سے مرشد برحق کی توجہ ہوئی پھر ہمارا دل کبھی ڈانواڈول نہیں رہتا۔

(۷۳۱) بھٹک نہیں کاظم کے جی اب   گھٹ گھٹ پاویں سائیں بولت

اب کاظم کے دل میں کھٹک نہیں رہی۔ اب وہ ہر جسم میں حق ہی کو گویا، پاتا ہے۔

فراقِ محبوب مجازی

(۷۳۲) من لیکے گا رے تیں پردیس سدھارے

چت مَن لیکے بسائے دوارکا   نگری ہماری سگری اُجاڑے

میرا دل لے کے تم پردیس چلدیئے۔ میرا دل اور دل کا قرار لیکر دوارکا جا بسے ہو۔ ہماری ساری بستی اُجاڑ گئے۔

(۷۳۳) جوگ سکھاون بیٹھے اُودھو   ہمسو جرمیں بیوگ کے جارے

ہم تو فراق کی آگ میں جل رہے ہیں۔ اُدھو صاحب جوگ (ترکِ دنیا) سکھانے بیٹھے ہیں۔

(۷۳۴) سُنکے جوگ کوئی ٹھوگ سُنبھئے ۔ مُنھ باۓ رُھیَین اُودھو بچارے

انکی یہ بے وقت کی نصیحتیں (ترکِ دنیا کی) سُنکر کوئی (مہجور) جھلّا کر ایسی بے نقط سُنائے گی کہ میاں اُودھو مُنھ کھولے رہ جائیں گے ۔

(۷۳۵) چِت سے جوگ بنت ہے کاظم ۔ سو چِت لے گئے موہن پیارے

اے کاظم دل کو سکون ہو تو سلوک ہوسکتا ہے اور دل کا سکون تو پیارے موہن چھین لے گئے ۔

فراقِ حق میں نالہ و زاری

(۷۳۶) مو من کیسے دِھیر دھرے

کبھوں نہ آوے سندیس نہ پاتی ۔ برہن کس نا روئے مرے

میرے دلکو کیسے چین و قرار آئے ۔ نہ کبھی پیام ہی آتا ہے نہ خط پتّر ۔ فرقت کی ماری کیسے آٹھ آٹھ آنسو نہ روئے ۔

(۷۳۷) تیں سنجوگن کا جانے جو ۔ جی پہ بیوگن کے گذرے

تم سنجوگن (جنکو وصال حاصل ہے) کیا جانو کہ فرقت کی ماری پر کیا گذرتی ہے ۔

(۷۳۸) گام بڑے کہوں پیا نردئی سوں ۔ ٹھور مرے کی جیئت جرے

کسی بے درد کے پالے پڑ تو پتہ چلے ۔ یا تو اُسی جگہ فیصلہ ہے یا اگر زندہ رہیں تو ساری عمر جلتے کُڑھتے گذریگی ۔

(۷۳۹) کاظم امر بھیئے پی کوں مل ۔ اب وہ کا پیا سے بچھڑے

کاظم تو اپنے محبوب سے ملکر حیاتِ جاودانی پا گیا اب وہ کہاں محبوب سے جدا ہوسکتا ہے ۔

(۷۴۰) سدا سُکھی رہے سُکھدے سب کاں ۔ جگ تارے اور آپ ترے

(خدا کرے) وہ ہمیشہ خوش رہے اور دوسروں کو خوش رکھے ۔ خود پار ہو اور ایک عالم کو پار لگائے ۔

محبوب مجازی کو سفر سے روکنا

(۷۴۱) سینیّاں رے دھوپ پڑت

جنِ جا پر دیسوا ان ۔ پڑوں پینیاں توری لیوں بلیّاں ۔ ہاں ہاں

اے سینیاں کیسی کڑی دھوپ پڑ رہی ہے ۔ ایسے سمے پر دیس نہ جا ۔ تیرے پاؤں پڑوں ۔ تیری بلائیں لوں ۔

(۷۴۲) پیو گنگا جل نرمل بیٹھو یہی ترور کی سیتل چھنیاں

گنگا کا صاف و ٹھنڈا پانی پی اور درختوں کے گھنے ٹھنڈے سایہ میں آرام کر۔

(۷۴۳) یہ بھاتن سمجھایا پی کو پائن پڑ پڑ کے مچلیاں

یہ باتیں بنا کر میں نے پی کو سمجھایا اور اُس کے پیروں پڑ کر مچلی۔

(۷۴۴) تبنک نہ مانت پیا نرموہی کون اُپاؤ کری اب گنیاں

لیکن وہ ظالم کسی طرح نہیں مانتا ہائے اب کیا کروں اے گنیاں کون سا طریقہ اختیار کروں۔

(۷۴۵) سُونے بھون مار محبّ ہم کیسے بن ہیتم اے مورے گُسنیاں

اے میرے مالک میں بغیر محبوب کے اِس سونے مکان میں کیسے رہوں گی۔

(۷۴۶) پھر چلبے کی کہی کہوں کا ظم سنیاں یہ جیو دیوں وہی ٹھنیاں

اے کاظم اب اگر کہیں سنیاں نے جانے کا نام لیا تو اُسی جگہ جان دیدوں گی۔

ایضاً

(۷۴۷) سنیاں ہو دھوپ پڑت

گھر چھانڈ نہ جا کہوں چھانڈ نہ ہمرو ساتھ

اے سنیاں بڑی چلچلاتی دھوپ پڑ رہی ہے۔ گھر چھوڑ کہیں نہ جاؤ ہمارا ساتھ نہ چھوڑو

(۷۴۸) یہ سنجوگ پایا اُن جہ پہ دیا کینہہ رگھو ناتھ

یہ معیت وکیفیت وصال صرف اُنھیں کو حاصل ہے جن پر اللہ کا فضل ہوا۔

(۷۴۹) سُو تج جائے کہت ہو دیکھن کا لکھو ہمرے ماتھ

تم جو گھر چھوڑ کر جانے کو کہتے ہو تو دیکھیں ہماری قسمت میں کیا لکھا ہے۔

(۷۵۰) جانتھ اُدھر سب جدھر چلاوے ناتھ کے ہاتھ ہے ناتھ

سب اُسی طرف جاتے ہیں جدھر وہ چلاتا ہے۔ مالک کے ہاتھ میں سب کی نکیل ہے۔

(۷۵۱) تورے چلت کہوں مرگئی جوئیں پاپ ہے تورے ماتھ

اگر تمھارے چلے جانے سے فرقت میں مَیں مرگئی تو یاد رکھو کہ اِس کا گناہ تمھارے سر ہے۔

(۷۵۲) وہ سنجوگ کہاں کوئی پاوے جو لگو کاظم ہاتھ

جو وصل قسمت سے کاظم کو حاصل ہو گیا ہے وہ اور کس کے نصیب میں ہے۔

مور کی آواز پر عاشق کی شورش بوجہ غلبۂ عشق و محبت

(۷۵۳) بولا بیری مور نیرے وا کوک سنت اُٹھی ہوک جیرے وا

ظالم مور کہیں قریب ہی بولا ہے۔ اُسکی کوک سنتے ہی میرے دل میں اک ہوک سی اُٹھنے لگی۔

(۷۵۴) بھاوے نہ جی کو مور اُڑا دو جب سے بدیس سدھارے پیرووا

جب سے میرا محبوب پردیس سدھارا ہے مجھے یہ چیزیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں۔ مور کو اڑا دو۔

(۷۵۵) اگن بوند برکھیں نینن سوں بھیجو انچر سو ٹھ جارو ہیرووا

آنکھوں سے آگ کے آنسوؤں کی بوندیں برس رہی ہیں جنھوں نے میرا سارا آنچل بھگو دیا اور میرے دل کو پھونک دیا ہے۔

(۷۵۶) رکت ماس جھر جھر سب گھٹگا گھٹا نہ تنکو من سے نہروا

جسم کا خون اور گوشت خشک ہوتے ہوتے گھٹ گیا لیکن اُسکی محبت ذرا بھی میرے دل سے نہ گھٹی۔

(میں مٹ گیا لیکن نہ مٹی یاد کسی کی دل مٹ گیا لیکن نہ مٹی یاد کسی کی)

(۷۵۷) کون بتاؤں جی کی کاظم بلکے بچھڑگا جب سے سنوروا

جب سے میرا محبوب مجھ سے بلکے بچھڑ گیا ہے اے کاظم اپنے دل کا حال کیا بیان کروں۔

فراق

پیا موہے نا بسار

(۷۵۸) تم بن سگرو نگر اس لاگت جانوں ہے گاؤں اُجار

پیا مجھے بھلا نہ دینا۔ تمھارے بغیر ساری بستی سونی معلوم ہوتی ہے جیسے اُجڑا ہوا گاؤں۔

(۷۵۹) یہ دکھ پایا بچھڑت تورے روے موے ہم سانجھ سکار

تم سے بچھڑ کر ہم نے کیا کچھ دکھ نہیں جھیلے۔ صبح و شام روتے روتے ہم ہلکان ہو گئے۔

(۷۶۰) پاربہو نہ کبھوں لکھے نرمُوہی کاگدپر دُنھ پڑو تُسار

وہ بے درد کبھی مجھے ایک پرچہ بھی نہیں لکھتا۔ معلوم ہوتا ہے جیسے کاغذ کا کال پڑ گیا ہے۔

(۷۶۱) رہِت اکیل کا ٹھم ہیں تمھارے کا نہیں اُن سا کوئی یار

کیا کاٹھم ہی اکیلے تمھارے دوست ہیں۔ کیا انکا ایسا اور کوئی دوست ہے ہی نہیں۔؟

(۷۶۲) جنکو سندیسے پاتی پٹھوت نانس ماں کیتک بار

جن کو نہ معلوم مہینہ میں کتنی بار نامہ و پیام بھیجتے رہتے ہو۔

ٹھمریاں اور کھرولے

(۷۶۳) موہن چھوت بید ھت نیرن کہو باندھت زُلفن کی جنجیرن

موہن اپنی نظروں کے تیروں سے کلیجہ چھلنی کئے دیتا ہے کسی کو زلفوں کی زنجیروں میں جکڑ لیتا ہے

(۷۶۴) کا ہوکاں پھونکت مرلی کے پھونکت گھیرلیو مُہے برہ کی بھیرن

کسی کو اپنی مرلی کے نغموں سے پھونکے ڈالتا ہے اور مجھے اپنی جدائی کے مصائب و آلام میں گھیر رکھا ہے۔

(۷۶۵) جاؤں کہاں چوٹن کی ماری ہوں تو مری اِن گاڑھی پیرن

مجھ چوٹوں کی ماری ہوئی کا کہاں ٹھکانا ہے۔ میں تو اِن کٹھن دکھوں سے مری جاتی ہوں۔

(۷۶۶) سگری چھب واکی ہے پھانسی جیو مارا گوکل کے اہیرن

اُس کی سرتا پا چھب بمنزلہ پھانسی کے ہے۔ گوکل کے اہیر نے تو میری جان لے لی۔

(۷۶۷) ایک چوٹ ہوے کھائے بچاوے کھائیں گھنیری کھیوا جیرن

ایک چوٹ ہو تو آدمی سہ لے یا بچا جائے۔ میں نے تو اتنی چوٹیں کھائی ہیں کہ زندگی دو بھر ہو گئی ہے۔

بیدھ بیدھ گیو سگرو کریجوا تیں دیکھے سکھی جو ہم چیرن

میرا سارا کلیجہ چھلنی ہو چکا ہے۔ اے سکھی اگر تم میں دیکھنے کی طاقت ہو تو ہم کلیجہ چیر کر دکھائیں۔

(ہمارے زخموں کے نظارہ کی کب تاب ہو اسکو تو اے جرّاح پہلے باندھ پٹی چشم سوزن پر)

(۷۶۹) کوئی بیوگن روئی جا سے ہا سمندر انسون کے نیرن

کوئی جدائی کی ماری ایسا پھوٹ پھوٹ کے روئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنسوؤں کا سمندر اُبل پڑا ہے۔

(۷۷۰) سوموہن بس بھئے کاظم کے   سُکھ لوٹا جگ آئے پھکیرن

وہی موہن کاظم کے بس میں ہوگئے ہیں اصلی سُکھ دنیا میں آکر دُرویشوں ہی نے لُوٹا ہے۔

گرفتاری اور سوز

(۷۷۱) چیت اُرجھے پردیسواں پی کے

مورے لائن متیوا   ہم کا دین بُھلائے

معلوم ہوتا ہے کہ محبوب کا دل پردیس میں کسی سے اُلجھ گیا۔ میرے محبوب دلنواز نے مجکو بالکل بُھلا دیا۔

(۷۷۲) جو ناہیں چیت ارجھے سکھی ری   پاتی نہ کاہے آئے

اے سکھی اگر اُن کا دل وہاں نہ اُلجھ جاتا تو خط کیوں نہ آتا۔

(۷۷۳) کون کاج کا پھر ہے یہ جی   نکس کاہے نہیں جائے

(اب میری جان (زندگی) کس کام کی یہ آخر نکل کیوں نہیں جاتی۔

(۷۷۴) بتیں گئی سب بچھڑیں بھری   ہم یہی لائیں لکھائے

ساری عمر جدائی میں کٹ گئی۔ ہم قسمت میں یہی لکھا لائے تھے۔

(۷۷۵) جا سوں پریت ہماری لاگی   سو کہوں ارجھو جائے

ہائے جس سے ہم نے محبت کی وہ دوسری جگہ جا کر اٹک گیا۔

(۷۷۶) ہیں جگ ما سب ہی پردیسی   ارجھے سو پچھتائے

دنیا میں سب ہی پردیسی ہیں۔ جو یہاں آکر اُلجھ گیا اُسکو ساری زندگی پچھتاتے گذرتی ہے۔

(۷۷۷) یہ دُکھ ہم کب تک سہی اے دئی   اب سُکھ دے سکھدائے

یہ تکلیفیں آخر ہم کب تک اُٹھائیں۔ اے سُکھ دینے والے اب تو سُکھ دے۔

(۷۷۸) پاس رہے نت کاظم کو پی   کنٹھ سوں کنٹھ لگائے

وہ محبوب ہمیشہ کاظم کے پاس رہتا ہے اور اسے گلے لگائے رہتا ہے۔

سوز و گداز

(۷۷۹) کیسے کٹے موری رات بالم بن

دِن بھاری نس کاری پیا بِن ہاے یو نہیں سب جات

بغیر محبوب میری رات کیسے کٹے۔ دن پہاڑ ہے اور کالی رات بغیر اُسکے بھاری ہے ہائے رات دن یوں ہی گذر رہا ہے

(۷۸۰) بھاوے نہ بَن نا بھون نا تن مَن بِن مَن بھاون نا ہیں سُہات

بغیر "من بھاون" کوئی چیز سُہانی نہیں ہے۔ نہ تو جنگل میں دل لگتا ہے نہ گھر میں۔ نہ تن میں نہ من میں۔

(۷۸۱) جان بُوجھ پیتم نر موہی تنک نہ بُوجھی بات

بے درد محبوب نے میری حالت جانتے ہوے بھی میری خبر نہ لی۔

(۷۸۲) جیسے بلا تو ہے پیا کاظم ویسی بتاؤ موہے گھات

اے کاظم جس تدبیر سے وہ محبوب تم کو حاصل ہوا ہے وہی طریقہ مجکو بھی بتا دو۔

محبوبِ حقیقی کا مشاہدہ

(۷۸۳) میں ہیرت پی کے ہرا ے گئی سُدھ جاتے سُدھ اور بھی

میں تو اپنے پی کے کھوج میں خود کھوگئی عقل جاتے ہی سوجھ بوجھ بڑھ گئی۔

(۷۸۴) ہیر ہرائے پیا گھر پائے اب سو ہوگئی سرب مئی

اُسکے کھوج میں اپنے کو گم کرکے پیا کو میں نے اپنے ہی میں پالیا۔ اب جاکر توحید حال ہوئی۔

(۷۸۵) کون کہت نگ ہیرت پی کے پران گئے اُن سدھ نہ لئی

یہ کون کہتا ہے کہ "محبوب کے انتظار میں جان گئی اور اُس نے خبر نہ لی۔

(۷۸۶) اِکو پگ چل دیکھ آوت ہے دس پگ تیرے اور دئی

ذرا ایک قدم اُسکی طرف اُٹھا کے تو دیکھو وہ دس قدم تمہاری طرف خود بڑھ کر آئے گا۔ (مَنْ تقرّبَ[ف]

اِلَیَّ شِبرًا اتقربُ اِلَیہِ ذراعا)

(۷۸۷) مایا تج نرمل کر جی کو ں دیکھ بڑھیں پھر دئی دئی

دنیا کے جنجال چھوڑ کر دل کو پاک وصاف کرلے پھر تجکو ہر طرف محبوب ہی محبوب نظر آئے گا۔

(۷۸۸) میں بل جاؤں اپنے ستگرو کے جن یہ آنکھیں مجھے دئی

[ف] جو میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے میں اُسکی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں۔

اے محبوب تجھ سے بچھڑ کے ہمارے دن رات کیسے کٹیں گے۔

(۸۰۷) باٹ ہیرت موہے دِن بیتت ہیں   رات مسوسن ٹل ٹل ہات

دن راستہ دیکھتے دیکھتے بیت جاتے ہیں اور رات ہاتھ ٹل ٹل کر (بے چینی سے) گذرتی ہے۔

(۸۰۸) اُڑ گیو رنگ روپ پیارے بن   دن دن مور بدن پیرات

محبوب کے فراق میں میرا رنگ روپ تو اُڑ گیا، بدن دن بہ دن زرد پڑتا جاتا ہے۔

(۸۰۹) برھ اگن دیہی یہ جل جل   جس ماٹی گل گل بہلات

آتشِ فراق سے یہ جسم جل جل کر اور مٹی کی طرح گل گل کر منتشر ہوا جاتا ہے۔

(۸۱۰) کونے گھات سے گھاٹ نہ لاگت   بن گن نیّا بہہ بہہ جات

کسی عنوان سے بے گن کی ناؤ کنارہ نہیں لگتی۔ بہی جا رہی ہے۔

(۸۱۱) پار لگاؤ باسط کاظم کاں   اگم سمندر لکھے گھہرات

بے تھاہ اور گہرے سمندر سے اے باسطؔ کاظم کو پار لگاؤ۔

ایضاً

(۸۱۲) کاری بھئی بیرن ہمری   سنئیاں بنا رات

بغیر محبوب یہ دشمن رات اور بھی کالی (بھیانک) ہوگئی ہے۔

(۸۱۳) دن توُ رہے بھاری ایسو   کہو نہیں جات

اور دن بھی ایسا پہاڑ سا ہوگیا ہے کہ کہا نہیں جاتا۔

(۸۱۴) برہ اگن ڈس ڈس جیو مارت   درسن کارن جیو لہرات[۵۵]

فراق کی ناگن ڈس ڈس کر جان لے رہی ہے اور دیدار کے لیے دل لہرا رہا ہے۔

(۸۱۵) اوبھ اوبھ دن رات کٹت ہے   تن من جیو جگ سے اکلات

اب دن رات اوبھ اوبھ کر کٹ رہے ہیں جسم و جان اور دل زندگی سے بیزار ہیں۔

(۸۱۶) کوؤ کہت نہیں پی کے ملن کی   بن درسن اب کچھ نہ سُہات

---

۵۵ ۔ ناگن کے ڈسنے پر جی کا لہرانا بہت نازک اور لطیف استعارہ ہے سانپ کے کاٹنے سے مارگزیدہ شخص کو لہریں آتی ہیں۔

کوئی پیا کے ملنے کی تدبیر نہیں بتاتا۔ بغیر پیا کو دیکھے اب کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

(ہر چیز کائنات کی لبریز یاس ہے ہم کیا اُداس ہیں کہ زمانہ اُداس ہے۔)

(۸۱۷) پیا بچھڑے میں روؤں ہو گن سنجوگن دیکھے مسکات

میں غم کی ماری پیا کے بچھڑ جانے پر رو رہی ہوں اور سنجوگن (جسکو وصل میسر ہے) مجھے دیکھ دیکھکر مسکرا رہی ہے۔

(۸۱۸) لال بنے لالن مل کاظم ہر و بدن بچھڑیں پیرات

کاظم تو اپنے لال (محبوب) سے ملکر خود لال ہو گئے اور میرا بدن فراق میں پیلا پڑتا جاتا ہے۔

خوف خدا اور اپنے نفس کے عیوب کی وجہ سے شرمندگی

(۸۱۹) پیا گھر کیسے جاؤں اری اے گنیاں

اے گنیاں محبوب کے گھر کیسے جاؤں۔

(۸۲۰) دن نیرانے آئے گون کے اوگن دیکھ لجاؤں

رخصتی کے دن قریب آ گئے۔ اپنے نقائص دیکھ دیکھ کر پانی پانی ہوئی جا رہی ہوں۔

(۸۲۱) کھیل لینہو سب آئے سکھی ری پھیر کہاں ملے یہ داؤں

اے سکھی آؤ سب ملکے کھیل لیں۔ اب آئندہ ایسا موقع کہاں ملے گا۔

(۸۲۲) سنمکھ ہوب پیا کے کہہ بدھ چھانڈ نیہر کو گاؤں

اپنے محبوب کے سامنے جاتے مجھے ہچکچاہٹ ہو رہی ہے کس طرح اپنے میکے سے رشتہ توڑونگی۔

(۸۲۳) اُن سلجھان کی کہہ پٹھئی ہوں سو ٹھور ٹھور اُلجھاؤں

انھوں نے تو کہلا بھیجا تھا کہ دیکھو سب معاملات سلجھا کر آنا (علائق دنیاوی سے بے تعلق ہو کر) لیکن میں ہوں کہ قدم قدم پر الجھ رہی ہوں۔ (حدیث شریف۔ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل الخ)

(۸۲۴) آگے کیسے چلن ہم پاون پاچھے پڑت ہے پاؤں

میں کیسے آگے چل پاؤں جب کہ (دل کے ہاتھوں) پیر پیچھے پڑ رہے ہیں۔

(۸۲۵) نت یہی سونچ رہت موہے کاظم اودن دن ہیر اؤں

ف۱ دنیا میں ایک پردیسی اور مسافر کی طرح زندگی گذار۔

اے کاظم ہمیشہ مجھے یہی سوبنج لگا رہتا ہے اور اسی خیال سے روز بروز بدن پیلا پڑتا جاتا ہے۔

مشاہدۂ ذات بحت میں حضور دل نہ ہونے سے شکایت اور سوز و گداز

(۸۲۶) سنمکھ ٹھہرو نہ جات بالم تیرے ٹھاڑھ ہوت جیو مورلجات

اے محبوب تیرے سامنے مجھ سے رُکا نہیں جاتا۔ تیرے سامنے ٹھہرتے ہوئے مجھے لاج آتی ہے۔

(۸۲۷) اپنی بتھا کہوں کا سوں سکھی ری جا سو کہوں سُونا ہیں اُدنات

اے سکھی اپنی رام کہانی کس سے کہوں جس سے کہوں وہ یقین نہیں کرتا۔

(۸۲۸) جا کے لگی ہوے سوئی جانے برہ کی پیر کٹھو رہرا ت

جس کے دل پر چوٹ لگی ہو بس وہی جان سکتا ہے کہ جدائی کا درد کہاں کہاں ہوتا ہے۔

(۸۲۹) رکت جھور ان انسون سنگ بہہ بہہ بن برسات لگی برسات

انسوؤں کے ساتھ بہہ بہہ کر خون خشک ہوتا جاتا ہے۔ بے برسات کی برسات لگی ہے۔

ابر برسات کا تو موسم کب کا نکل گیا تھا مژگاں کی یہ گھٹائیں ابتک برستیاں ہیں)

(۸۳۰) کہا ہوت روے سے پیا تو آنس دیکھ ہمکے مسکات

میرے رونے سے کیا ہوتا ہے کیونکہ محبوب تو میرے آنسو دیکھکر مسکراتا ہے۔

(۸۳۱) پاس پیا واکو دیکھ سکے کو تنک ہیرت من بہت ہراٹ

محبوب تو پاس ہے پھر اُسکو کوئی کیسے دیکھ سکتا ہے۔ ذرا سی دیر دیکھنے میں تو میں کھو جاتی ہوں بیخودی طاری ہوجاتی ہے

(۸۳۲) میں بل جاؤں والکے جو بتاوے من چنچل کیسے ٹھہرات

میں اُسکے قربان جاؤں جو مجھے یہ تدبیر بتاوے کہ بیقرار دل کو کیسے قرار آتا ہے۔

(۸۳۳) پیا رات سپنے بل بچھڑے بچھڑے تن دن دن پیرات

پیا رات کو خواب میں ملے اور بچھڑ گئے۔ اُنکی غم جدائی میں میں زرد ہوتی جاتی ہوں۔

(۸۳۴) بھجن کرو بہت چت سے کاظم پاپ جھڑیں جس برچھ کے پات

اے کاظم دل سے اُس کی یاد میں لگے رہو تاکہ گناہ اس طرح جھڑ جائیں جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں

دل کی شکایت بوجہ اُس کے مجاز میں گرفتار ہونے کے۔ پھر

حقیقت کی طرف رجوع

(۸۳۵ ایسو یہ من باؤ ربھیو رے   ٹھور ٹھور مجھے دیت اٹکائے

یہ دل ایسا باؤلا ہوگیا ہے کہ جگہ جگہ مجھے اٹکاتا رہتا ہے۔

(۸۳۶ کبھوں تو جائے کہوں لٹکن لٹکے   کبھوں زلفن مار الجھائے

کبھی تو کسی کے بالوں کے حلقوں میں حلقہ بگوش ہو جاتا ہے اور کبھی کسی کی زلفوں میں الجھ جاتا ہے

(۸۳۷ بین سنت سب چین گنواوت   دیکھت نین ادھک للچائے

کبھی کسی کے میٹھے بول سنکر اپنا چین وقرار کھو بیٹھتا ہے اور کبھی مستی بھری آنکھیں دیکھ دیکھکر للچاتا ہے۔

(۸۳۸ الٹے سانس کہوں آنس جو دیکھے   نکست جیو جو وہ مسکائے

اور اگر کسی (حسین) کی آنسو بھری آنکھیں دیکھ لیتا ہے تو سانس الٹنے لگتی ہے اور اگر کسی کو مسکراتے دیکھتا ہے

تو جان نثار کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

(۸۳۹ جہاں اٹکے من وہی سوں اٹکے   ٹھور ٹھور وہی پڑت دکھائے

رہونا تو یہ چاہئے کہ اگر دل اٹکے تو اسی محبوب حقیقی میں اٹکے اس طرح پر کہ ہر ہر جگہ اسی کو جلوہ کناں دیکھے۔

(۸۴۰ ایسے روپ سجن کے دیکھیں   کاظم سدھ بدھ جات ہرائے

ایسے محبوب کے انداز و ناز جلوہ گری دیکھکر اے کاظم ہوش وحواس اڑے جاتے ہیں۔

رُبکارتا ہے یہ انداز و ناز توبہ شکن   کہ آئے وہ جسے دعویٰ ہو پارسائی کا)

مجاز کا بیان ہے لیکن حقیقت پر بھی محمول کر سکتے ہیں

(۸۴۱ من لے سانورے کس گیو ہو   ارے ہو مورے بالم

اے میرے سانولے محبوب میرا دل لے کے کہاں چلدیئے۔ اے میرے بالم۔

(۸۴۲ ہمری سُرت واہیں پھنس گئی ہو   ارے ہو مورے بالم

میرا خیال اسی میں کھو گیا ہے۔ اے میرے بالم۔

(۸۴۳ جھٹ پٹ آئے جھروکے لپ جھپ   من کو چرائے رس رس گئے ہو

آنکھوں کے جھروکوں سے بجلی کی طرح آئے اور میرے دل کو چپکے سے اڑا لے گئے۔

(۸۴۴) دیکھے نہ پایوں بھر جی واکوں — جس آئے پھر تس گئے ہو

ہائے میں جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پائی۔ بجلی کی طرح آئے اور چمک کر نکل گئے۔

(۸۴۵) اب نہ مار ترچھی چتون سوں — جُھنڈری موری بس بس گئے ہو

بللہ اب تو تیکھی نظروں سے نہ مارو۔ میرا دل ہاتھ سے گیا۔ اب بس کرو۔

(۸۴۶) مانگت درسن رکھائے کے بولو — کہہ ہم کا اُس ڈس گئے ہو

جیسے ہی میں نے التجائے دید کی بڑی رکھائی سے مجھے جواب دیدیا۔ ہزاروں باتیں سناڈالیں۔ اور چلدیئے

(۸۴۷) میں روؤں واکے بچھڑن سے — وے آنس دیکھ ہنس ہنس گئے ہو

میں تو انکی جدائی میں آٹھ آٹھ آنسو رو رہی ہوں اور وہ میرے آنسو دیکھکر ہنستے ہوے چلے گئے۔

(۸۴۸) وہ صورت کب چھوٹے کاظم — جب تیرے جی میں بس گئی ہو۔

اے کاظم (تم بڑے خوش قسمت ہو) وہ موہنی صورت تم کو جدائی کا غم کیسے دے سکتی ہے جب کہ تمھاری نس نس میں سما گئی ہے ؎

(رنگ لایا ہے یہ ضبط الفتِ گیسوے دوست — یعنی اپنے پیرہن سے پھوٹ نکلی بوے دوست)

سوز وگداز مجازی عارف کے لیے عینِ حقیقی ہے

(۸۴۹) بارو کر بجوا جمہ گیو اب — جن جارو مورے بالم

میرا ناتجربہ کار دل (سوز غم سے) جل گیا۔ اے میرے پیارے اب جلے ہوئے کو نہ جلاؤ۔

(۸۵۰) جو مارا ہے دئی کا واکوں — کاہے کو مارو مورے بالم

جس پر اللہ نے ڈالی ہے اُس کو اور ستانے سے کیا فائدہ۔ اے بالم اب نہ ہلکان کرو۔

(۸۵۱) موہن جائے دوارکا چھائے — پاتیو سے اب موہے بسارو

موہن تو دوارکا جاکر بس گئے۔ ایسے بھولے کہ ایک خط بھی نہ لکھ بھیجا۔

(۸۵۲) کہاں کی ریت ہے جرے کا جراوب — بیر کہاں کا موسے نارو

یہ کہاں کی ریت اور رسم ہے کہ جلے ہوے کو اور جلا رہے ہو۔ نہ معلوم کب کی دشمنی مجھ سے نکالی ہے۔

(۸۵۳) اُودھو جوگ سکھاون آئے — جوگ سنت جیو جرت ہمارو

اودھو آکر (دم دلاسا دے رہے ہیں اور) ہمیں جوگ (کا سبق) پڑھا رہے ہیں۔ یہ باتیں سُنکر میرے آگ لگتی ہے

(۸۵۴) جوگ کریں تب جب ہوے دوسر   ہمرے ہے تن من سیام پیارو

جوگ تو ہم اُس وقت کریں جب ہمارا محبوب ہم سے غیر ہو۔ ہمارا شیام پیارا تو ہمارا دل و جان بن گیا ہے

(۸۵۵) نین ہیا دوؤ درس پیاسے   ہٹ ہیں تو ہے برت موہن ٹھارو

دل اور آنکھیں دونوں دیدار کے پیاسے ہیں گو کہ محبوب میرے تصور میں رچا ہے۔

(۸۵۶) نین چہیں دیکھبے کوں کاظم   یہ ندیکھبے سوں نیناں ہارو

اے کاظم آنکھیں اُسے دیکھنے کو بیتاب ہیں لیکن ان آنکھوں (ظاہری) سے دیکھنا ممکن نہیں۔

وادیِ استغنا کی سختیاں

(۸۵۷) موسے نیہر وا چھڑائے۔ موے بالم   سسرے لیائے بسرائے مورے بالم

اے میرے پیارے مجھ سے میرا میکا چھڑا کر سسرال لائے اور اب مجھے بھول بیٹھے۔

(۸۵۸) کا بھیلی تقصیر بتاؤ   کہہ تقصیر رسائے مورے بالم

مجھ سے کون سی خطا سرزد ہوئی کس قصور میں مجھے بھلا بیٹھے۔

(فانی ہم تو جیتے جی میت ہیں بے گور و کفن   غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا)

(۸۵۹) ہم کا بلائے بسرائے اپنا انت نیہہ لگائے   سنتیاں تو بھیلے پرائے۔ مورے بالم

کیسے کٹیں دن رین سکھی ری۔ مورے بالم

ہم کو اپنے چاؤ پیار سے لائے اور اب خود کسی دوسرے سے دل لگا بیٹھے اور پرائے بس میں ہو گئے۔ (ہائے بغیر اُنکے) اب یہ رات دن کیسے کٹیں گے۔

(۸۶۰) نیہر چھوٹ سسرے نہیں آدر   کاظم اب ہو سہائے موے بالم

میکا بھی چھوٹا اور سسرال میں کوئی قدر نہیں ہے۔ اے کاظم اب تم ہی میری مدد کرو۔

(۸۶۱) سب سے ہنس ہنس بولے ہم سے   کبھوں نہ بولے مُسکائے۔ مورے بالم

سب سے تو ہنس ہنس کر باتیں چکناتے ہیں اور ہم سے کبھی مسکرا کر بھی نہیں بولتے۔

(۸۶۲) میں دکھ ما پیا بچھڑیں کاظم   تیں پیا ال سکھ پائے۔ مورے بالم

میں تو اُس سے بچھڑ کر دُکھ جھیل رہی ہوں۔ اے کاظم تم ہو کہ اپنے پیا کے ساتھ چین اڑا رہے ہو۔

سوز و گدازِ مجازی

(۸۶۳) جان کہت پردیس کاں پیا   مورے نینوا ان آوت اُوبل اُوبل

پیا پردیس جانے کو کہہ رہا ہے یہ سنکر میری آنکھوں کے چشمے اُبل پڑے ہیں۔

(۸۶۴) موہ نہیں جہہ پیا کاں واکوں   دُکھ کا دیب ہے سہل سہل

جس پیا کے دل میں (ذرا بھی) رحم و مروت نہیں ہے اسکے لیے دوسروں کو دکھ پہنچانا کیا مشکل ہے۔

(۸۶۵) چلب سُنت تورے موری انکھین   رکت آوت ہے نکل نکل

تیرے جانے کی خبر سُنکر میری آنکھیں خون کے آنسو بہا رہی ہیں

(۸۶۶) آگے رکت پاچھے پھر جیو ہے   چلبے کی کہیو سنبھل سنبھل

ابھی تو آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے اسکے بعد جان کی باری ہے۔ ذرا سوچ سمجھ کے جانے کا نام لینا۔

(۸۶۷) بنتی کرو۔ کر جور کہت ہوں   پائن پڑ پڑ مچل مچل

ہاتھ جوڑ کر تیری خوشامد کرتی ہوں اور عاجزی سے التجا کرتی ہوں۔ اور قدموں پر مچل مچل کر عرض کرتی ہوں کہ نہ جا

(گلے لگائیں بلائیں لیں تم کو پیار کریں   جو بات مانو تو منت ہزار بار کریں)

پیا نہ موہی مانت ناہی   مورا جیو پایو نبل نبل

لیکن کیا کروں وہ بے درد کسی عنوان مانتا ہی نہیں مجھے کمزور و بے بس سمجھ رہا ہے اسی لیے نہیں مانتا

(۸۶۹) اُچل پائے پیا کاظم کو من   کہاں جائے اب بچل بچل

اب کاظم کا دل جدا نہ ہونے والے محبوب (قائم بالذات) کو پاکر کہاں بھٹک سکتا ہے۔

(۸۷۰) پیو بھر پور ہے چودھو لوک میں   گلین گلین محل محل

وہ محبوب تو چودہ لوک میں ہر ہر گلی اور ہر ہر محل میں جلوہ فرما ہے۔

عشقِ مجازی

(۸۷۱) من مورا سانوری صورت پہ لُبھانا   کیتو اُپائے کئے چھاندت ناہیں

واہی پہ پھر پھر ہوت دِوانا

میرا دل سانولی صورت پر ریجھ گیا۔ میں نے لاکھ لاکھ جتن کئے لیکن وہ اُدھر سے ہٹتا ہی نہیں وہ بار بار پھر کر اُسی کا شیدائی ہو رہا ہے۔

(۸۷۲) تھوڑ دِنن کا پیت جانے کب اَب وَاکو چھوڑ کہاں موہے جانا

وہ تو (محبوب) کمسن و اُلہڑ ہے وہ محبت کیا جانے۔ لیکن میں اُسے چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں کیسے چھوڑ سکتی ہوں)

(۸۷۳) وہ مانے کی نہ مانے کاظم پیتم تیرے تو من مانا

اے کاظم تیرا محبوب تو تیرے من مانا ہے چاہے وہ تیری محبت کو مانے یا نہ مانے۔

ایضاً

(۸۷۴) وہ تو بیت کی ریت نہ جانے ہو باؤ دُکھ دَیّا

وہ محبوب تو محبت کے طور طریقوں سے واقف ہی نہیں ہے۔ بڑی جان عذاب میں ہے۔ (ہائے غضب)

(۸۷۵) تھوڑے دنن کی نار اُناری نیہ کی کب پہچانے ہو۔

کمسن اَنیلا محبت کو کیا سمجھے۔

(۸۷۶) کان لگائے جو باتیں کریئے لوگن بیٹھ بجھانے ہو

اُس کے کان میں اگر (راز و نیاز کی) باتیں کرتی ہوں تو اُس کو اُلٹا نشرح کر دیتا ہے۔

(۸۷۷) کٹھن ہے ایسو نیہ اے کاظم ہم چاہیں وہ نہ مانے ہو۔

اے کاظم ایسے سے محبت کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے کہ ہم تو اُس پر جان چھڑکیں اور وہ متوجہ ہی نہ ہو۔

مجاز

(۸۷۸) نبواری موہے مار ارے ریتوت جادو ڈارا رے

نبواری نے میری جان لے لی۔ ایک نظر میں مجھ پر جادو کر دیا۔

(۸۷۹) جانو مُرلی کچھ منتر پھونکت ہے موہت چھب سنسار ارے

اُس کی مرلی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ منتر پھونک رہی ہے۔ اور اُسکی چھب سارے عالم کو موہ رہی ہے۔

(۸۸۰) ٹھور ٹھور جا کی ہے موہنی — کس بانچے من پیارا رے

جس کا ایک ایک عضو دلفریبی کے سانچے میں ڈھلا ہے اُس سے کوئی اپنا دل کیسے بچائے۔

(۸۸۱) سانوری مورت بدھ ہاتھ سنواری — موئن واہیں بگاڑا رے

اُس کی سانولی صورت کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے سنوارا ہے۔ (میری طرف دیکھتے ہی اُس نے میرے دل کو تباہ حال کر دیا۔

(۸۸۲) سو بس رہے کاظم کے۔ ہمارو — جن گھر بار اُجاڑا رے

جنھوں نے مجھے خانماں برباد کیا اب وہ کاظم کے بس میں ہیں۔

بغیر اُسکی مدد کے اُسکا (حق کا) وصول ناممکن ہے

(۸۸۳) کو پہچانے تو ہے دئی — تو ہی سُدھ اپنی جا کو دئی
اری اے مورے لالن

اے میرے مالک تجھے کون پہچان سکتا ہے۔ ہاں جس کو تو خود اپنا عرفان عطا فرمائے اے میرے محبوب۔

(۸۸۴) ہم تو بھولے جگ آئے مایا میں — سُدھ آگلی جو رہی سو گئی
(۸۸۵) لیے سُدھ ہمری دئے سدھ اپنی — بھلی دئی سدھ اپنی دئی
اری اے مورے لالن

ہم تو دنیا میں آکر اُسکے بکھیڑوں میں پھنس گئے اور اگلی سُدھ (عہد الست) بھول بیٹھے تھے۔ (تو نے کرم فرمایا اور) میری یہ سدھ (نادانی) لے کر اپنی سُدھ (عرفان) عطا فرمائی۔ اے میرے مالک اے میرے پیارے کیا اچھی اپنی سدھ عطا فرمائی ہے۔

(۸۸۶) یہ سُدھ لین دین پہ بل جاؤں — تینوں لوک سے واروں گئی
(۸۸۷) اب کا ہم کا بھلا دے مایا — تیری سُدھ سے سُدھ ہم کا بھئی
اری اے مورے لالن

میں ایسی سمجھ کے لین دین پر قربان جاؤں اور تینوں عالم (ناسوت۔ جبروت۔ ملکوت) تصدق کر دوں اب (جبکہ عرفان حاصل ہو گیا) دنیا کا جنجال میری توجہ کیا ہٹا سکتا ہے۔ اب تیری یاد سے مجھے سُدھ ہو گئی اے میرے لال۔

(۸۸۸) سُرگن مانہ گن چھب دیکھوں ہوئے گئی ہم کا سُرب مئی

(۸۸۹) اُلکھ آن لکھ جگ ہوئے مُور تھپت نت گھے کاظم نئی نئی

اری اے مورے لالن۔

جس اُلکھ چشم ظاہر سے نہ دکھائی دینے والی) کی ایک برق نگاہ سے سارا عالم بے ہوش ہو جائے کاظم ہمیشہ اُسکو نئے نئے انداز و ناز میں جلوہ فرما دیکھتا ہے۔ اے میرے لال۔

وصل تفصیلی جو مرتبہ فنا و بقا کی انتہا ہے

(۸۹۰) اُس کو وُ پی کو دے ملائے جو گھر نت رہے ہمرے بنائے

کوئی اس طرح میرے محبوب کو مجھ سے ملا دے کہ وہ ہمیشہ میرے گھر میں بسا رہے۔

(۸۹۱) کہاں بھاگ جو پیونا بچھڑے ہیئے میں نین میں رہے سمائے

ایسی قسمت کہاں ہے کہ میرا محبوب مجھ سے کبھی نہ بچھڑے۔ میرے دل اور آنکھوں میں سمایا رہے۔

(۸۹۲) سو رہے کبھوں سنگ نہ جانو پھر مکھ کا ہے لپیٹ چھپائے

کبھی کبھی تو وہ ساتھ رہتا ہے لیکن نہ معلوم کیوں وہ مُنھ چھپائے رہتا ہے۔

(۸۹۳) کبھوں موہے ہنسا دت ہل ہل کبھوں بچھرت دیت رُوائے

کبھی تو ہل ہل کے مجھے باغ باغ کرتا ہے اور کبھی جدا ہو کر کڑھاتا رُلاتا ہے۔

(۸۹۴) ملے نہ بچھڑے ہے بہو رنگی ایک آن پر کب ٹھہرائے

نہ وہ ملتا ہے نہ جدا ہوتا ہے بلکہ ہر رنگ میں جلوہ گر ہے۔ ایک حالت پر وہ کب رہتا ہے۔

(۸۹۵) یہ دُکھ سُکھ نہیں چھوٹت کاظم مُور کرِیجوا دیو جرائے

یہ ملنے نہ ملنے کے دکھ سکھ تو جیتے جی ساتھ ہیں۔ اے کاظم ان باتوں سے تو میرا کلیجہ جلکر راکھ ہو گیا۔

اسکا (محبوبکا) قریب ہونا اور پھر بھی نہ پہچاننا

(۸۹۶) پیا مورا نِدن سنگ رہو ہم ناہیں چینھا رے بالم

میرا پیارا رات دن میرے قریب رہتا ہے لیکن میں نے آج تک نہ پہچانا۔

۸۹۷) بہت دَیا اُن کی پے ہم کچھ ناہیں کینہا رے بالم

اُس کی تو میرے حال پر بڑی نظرِ عنایت ہے لیکن افسوس میں کچھ بھی حاصل نہ کر سکی

۸۹۸) رَین دِنا ہت لاج مَرت ہوں جب سے نیرے جان پڑ ہو

جب سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ قریب ہی ہے۔ رات دن غیرت کے مارے مری جاتی ہوں۔

۸۹۹) ہیرے دیکھت ہی کوں کاظم تب جیو دینہا رے بالم

اے کاظم جب میں نے پیا کو اپنے دل میں دیکھ لیا تب اُس پر اپنی جان چھڑکی۔

محبوب مجازی یا حقیقی کے فراق میں اکثر عاشق یہ سوچتا ہے کہ اپنے کو ہلاک کیوں نہ کر ڈالا ورنہ اتنا رنج نہ اٹھانا پڑتا

(۹۰۰) اے مائی جی کوں میں پیا پر دیتی چُوک بڑی بھئی مُو سے ایتی

اے ماں کاش میں اپنی جان اسی وقت محبوب پر نچھاور کر دیتی یہ مجھ سے بڑی چُوک ہو گئی۔

(۹۰۱) جو جنتی رہی بیٹھ پردیسواں چلت کی بیر دانون گہہ لیتی

جو میں جانتی کہ وہ پردیس جا کر بیٹھ رہیں گے تو چلتے وقت دامن تھام لیتی۔

(۹۰۲) کہا ہوت اَبکی پچھتائیں اَوسر گیو تبے نا چیتی

اب پچھتانے سے کیا حاصل۔ وقت گزر گیا۔ میں وقت پر نہ چونکی۔

(۹۰۳) اب پیا بن جیو تلپھت جیسے جل چھوٹی مین آرے پڑی ریتی

اب بغیر پیا کے میرا دل اس طرح تڑپ رہا ہے جیسے مچھلی پانی سے علیحدہ ہو کر ریت پر پڑی تڑپتی ہے۔

(۹۰۴) جان کہت ہے پران کوئی دم میں پیا سے بچھڑ جیہوں میں کیتی

جان تن سے گھبرا کر نکلنے کو کہہ رہی ہے۔ پیا سے بچھڑ کے میں کیسے زندہ رہوں گی۔

(۹۰۵) منتیں بہت کر کر تھاکی میں پی کی آون کی بنیتی

پیا کے آنے کے لیے میں بہت سی منتیں مان مان کر تھک گئی

(۹۰۶) تب نہ مری میں چلت کی کاظم اب جیو جات ہے مورا سینتی

اے کاظم انکی جدائی کے وقت تو میں مری نہیں (جو کچھ کام بھی بن جاتا) اب میری جان مفت بہی جا رہی ہے۔

محبت مجازی سے تاسف اور حقیقت سے غفلت

(۹۰۷) بنس گئی موری سینتی
پیت کو بیج جھ کھیت بتھارا — اُبجی بتھا جم جائے یہ کھیتی
میری عمر بے مصرف گذری۔ محبت کا بیج جس کھیت میں چھڑکا وہاں اُسکا حاصل رپیداوار مصیبت اور پریشانی ہے ایسی کھیتی میں آگ لگ جائے تو اچھا ہے۔

(۹۰۸) کر کے پیت سب میت بچھڑ گئے — تجھے ملے دن چار کی نیتی
محبت کر کے سب دوست احباب بچھڑ گئے۔ ہم نے ناحق چار دن کی یاری کی۔

(۹۰۹) پیت کرت سدھ گئی بچھڑن کی — اب سو کہا ہوت جو چیتی
محبت کرتے وقت یہ خیال ہی نہیں آیا کہ کبھی جدائی بھی ہوگی۔ اب اگر ہوش آیا بھی تو کیا حاصل۔

(۹۱۰) ہل مل کے پردیسی چلے گئے — جو بس ہوت جانے کب دیتی
محبت کی پینگیں بڑھا کر پردیسی چلے گئے۔ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو انھیں جانے ہی کب دیتی۔

(۹۱۱) اب کوئی جگ ماں پیت کرو جن — مانو بات ہماری اِتی
اب کوئی شخص دنیا میں محبت نہ کرے۔ اگر ہماری بات مانے۔

(۹۱۲) آپ ترو جگ تارو کاظم — پیت لگائے کے صاحب سینتی
اے کاظم اپنے مالک سے محبت کا ناتہ قائم کر کے خود پار لگو اور دوسروں کو ساحل پر کنار کرو۔

محبوب مجازی کی محبت سے پشیمانی اور حق کی طرف رجوع

(۹۱۳) مو سے نیہہ لگائے چہت ہے — پھیر چھٹا وے اے دیّا
مجھ سے محبت کر کے اب ترکِ محبت کرنا چاہتا ہے۔ ہائے اللہ۔

(۹۱۴) ہمری آنکھ بچائے اور سے — آنکھ لگا وے اے دیّا
میری آنکھ بچا کے اوروں سے نظریں لڑا رہا ہے۔ ہائے اللہ

(۹۱۵) ہا ہا کر جو اپنی سبھا میں — لاوُں تو اَرسات ہے

(۹۱۶) بیٹھت ہی اُٹھ جات　　اور کہیں رین گنواوے اے دَیّا

منت سماجت کرکے اور رو دھو کر اگر اپنی سبھا میں لاتی ہوں تو اُلٹا آتا ہے اور بیٹھتے ہی واپس جانے کو آمادہ ہوتا ہے۔ راتیں کہیں اور گنواتا ہے۔ ہائے اللہ

(۹۱۷) یہ جگ ما ہے جو ئی پیارا　　واکو دیکھا یہی سُبھاؤ

(۹۱۸) جاکو دیت ہنسائے وہی کوں　　پھیر رُلاوے اے دَیا

اس عالم میں جو بھی محبوب زیبا ہے اُسکے یہی انداز و تیور ہیں جس کو ایک وقت ہنساتا ہے اُسی کو دوسرے وقت رلاتا ہے۔ ہائے اللہ۔

(۹۱۹) ہے جگ جیسے کاٹھ پُتریا　　بوجھو من میں بچار کے

(۹۲۰) ناچت ہے دن رین وہی　　جو ناچ نچاوے اے دَیا

یہ دنیا کسی بازیگر کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کے تماشہ کی طرح ہے۔ اچھی طرح غور کرکے اس کی معرفت حاصل کرو۔ جس طرح دن رات وہ نچا رہا ہے ویسے ہی دنیا ناچ رہی ہے۔

(۹۲۱) ہہج ہہج گھر تج دے کاظم　　صاحب سے من آؤ لگاؤ

(۹۲۲) واکے سرن میں آؤ　　تو ہے پھر کو بھٹکاوے اے دَیا

آہستہ آہستہ بطیب خاطر اس دنیا کو اے کاظم تیاگ دو۔ اور اپنے مالک سے لَو لگاؤ اور اُسی کے خیال میں مست و سرشار رہو۔ پھر تمکو کون بھٹکا سکتا ہے۔

معشوق مجازی کے فراق میں عاشق کی شورش

(۹۲۳) پریت لگائے پردیس چلا　　سُکھ مور دیویّا اے دَیا

(۹۲۴) سُکھ دے دے دُکھ دیت بھلا　　یہ کو ہے سہیا اے دَیا

میرا سکھ دینے والا مجھ سے محبت کرکے پردیس چلا گیا۔ سکھ دیتے دیتے اب دُکھ دینے لگا یہ بھلا کون سہہ سکتا ہے۔ ہائے غضب۔

(۹۲۵) منموہن کا جادو کیو رے　　میٹھ بولن بانکی چِتون سوں

(۹۲۶) گو نے جتن مَن مور چھیلا　　کس رہو چھلیا اے دَیا

منموہن نے نہ معلوم کونسا جادو انپی میٹھی بولی اور بانکی چتون سے کردیا ہے اور نہ معلوم اس نے کس چھل کرتب سے میرا دل چھین لیا۔ ہائے غضب کیسا شعبدہ باز تھا۔

(۹۲۷) جگ ما آئے پل پل سب بچھڑے بچھڑ بچھڑ پھر کوئی ملے

(۹۲۸) کوئی بچھڑا بچھڑ ناہیں مِلا کس رہو مِلیّا اے دیّا

اِس دنیا میں آکر لوگ آپس میں ربط ضبط بڑھا کر جدا ہو گئے۔ کوئی بچھڑا ہوا پھر کبھی نہیں مِلا۔ یہ کیسا ملنے والا تھا۔

(۹۲۹) یہی بدھ سب جگ چلو جات ہے موہ مایا میں اُرجھ اُرجھ

موہ کا اُرجھا نا نکلا توہی ہے نسترّیا اے دیّا

(۹۳۰) اِسی انداز پر تمام دنیا چل رہی ہے۔ مایا کی محبت میں اُلجھ اُلجھ کر دنیا کا کوئی بھی دنیا کے اُلجھاوؤں سے نہیں نکل سکتا تو ہی اُسکو نکال سکتا ہے۔ اے میرے مالک۔

(۹۳۱) مَیں تو کاظم مورت تج کے جائے لگا اَنمورت سوں

(۹۳۲) مُومَن یہی مُورَت پہ ڈھلا دھوں کا ہے کَر بیا اے دیّا

اے کاظم تم تو صورت کو چھوڑ کے بے صورتی میں جا لگے ہو۔ میرا دل ابھی تک صورت میں اُٹکا ہوا ہے خدا معلوم کیا کرنے والا ہے۔

عاشق کو بہار دیکھکر شوق پیدا ہوتا ہے لیکن محبوب کی عدم موجودگی کے باعث بے لطف و بیکار معلوم ہوتا ہے

(۹۳۳) آئی بہار رہجی کی اُبھاؤن بیا بن کب موہے لاگے سُہاون

بہار وہی دل کو ابھانے والی بہار آگئی۔ بغیر محبوب کے مجھے کب بھلی معلوم ہو سکتی ہے۔

(۹۳۴) بَن ما پلاس انگارے پھولا پھول پھول ہیں آگ لگاؤن

جنگلوں میں ٹیسو انگاروں کی طرح پھولا ہے جس کا سماں دل میں آگ لگائے ہے (اُف)

(دل ہے ملول فرقت قامت و روئے یار میں بھاڑ میں جائیں سرو و گل آگ لگے بہار میں)

(۹۳۵) مور کوئل پپیہا چھو اُور سے بُول بُول جی لاگے ستاؤن

مور۔ کوئل۔ پپیہا۔ چاروں طرف سے بول بول کے اور بھی دل کو ستا رہے ہیں۔

(۹۳۶) اَنبا بورے پیا بھرے پھنگوں — مُول مُول لاگے بُوڑا وَن

انبہ میں بور آ گیا لیکن پیا نہ آئے۔ آم بُوڑ بُوڑ کے میرے دل کو بُوڑا رہا ہے۔

(۹۳۷) پیا بدیس کہہ کاج آوے رُت — بھول بھول گئے پیا گھر آوَن

پیا پردیس میں ہے۔ یہ بہار کس کام کی۔ وہ تو گھر کا راستہ ہی بھول گئے۔

(۹۳۸) بَن بن پھروں میں اُوبھ اُوبھ کے — ڈول ڈول ٹُنک جی بہلاوَن

میں جنگل جنگل گھبرائی گھبرائی پھر رہی ہوں اور گھوم پھر کر جی بہلانے کی کوشش کر رہی ہوں۔

(۹۳۹) اُت کہیں بول بانسریا لاگی — تَول تَول تانَن پہ چاوَن

اُس طرف کہیں بانسری کے نغمے چھڑے ہیں اُسکی گہری گہری تانیں دل کو اور بھی کھینچ رہی ہیں۔

(۹۴۰) لُوٹیں بہار کاظم جن کے پیا — کھول کھول مُکھ لاگے دِکھاوَن

کاظم کا کیا پوچھنا وہ تو بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں کیونکہ اُن کا محبوب اُن کو بے نقاب اپنا جمالِ باکمال دکھا رہا ہے۔ (ذالك فضل اللهِ يوتيه من يشاء)

معشوق کی بے توجہی اور عاشق کی کمال نیازمندی اور محبوب کا دوسرے کی طرف اِلتفات

(۹۴۱) چھانڈ ڈگر موکوں جانے دے چھیلوا

گلی بچھلوں گی برست دئیا — نیرے نہ آؤ مور پھوٹے نہ گھیلوا

اے چھیل چکنیا میرا راستہ چھوڑ دے مجھے جانے دے۔ پانی برس رہا ہے راستہ پھسلواں ہے۔ میرے قریب نہ آ۔ کہیں میرا گھڑا پھوٹ نہ جائے۔

(۹۴۲) ہات نہ لاؤ موری چیر سَرک جائے — آس پاس سب لوگوا پھیلوا

میرے ہاتھ نہ لگا کہیں میرا آنچل نہ سرک جائے۔ (یہ رہگزر ہے) ہر طرف لوگ چل پھر رہے ہیں۔

(۹۴۳) آج بہت میرے پنڈ پڑو ہے — کچھ جانو بہلائے گئیلوا

آج تو میرے پیچھے پڑ گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بولا گیا ہے

(۹۴۴) رات کہاں رہے سانچی بتاوو — ہم کا چھانڈ کہ سنگ رہیلوا

سچ سچ بتاؤ یہ رات کہاں گذاری۔ ہم کو چھوڑ کر کس کا پہلو گرم کیا۔

(تو شبینہ می نمائی بہ بر کہ بودی امشب — کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد)

(۹۴۵) جاؤ جاؤ ہم سے جن بولو — واہی کے جاؤ جہاں منوا لگلوا

جاؤ جاؤ ہم سے نہ بولو جس سے دل لگایا ہے اُسی کے پاس جاؤ۔

(۹۴۶) رس بھرے رس دیکھے تیں کاظم — چھیل کو من کب ہوت میلوا

اے کاظم شباب آگیں چھب دیکھنے سے عاشق مزاج کا دل میلا نہیں ہوتا۔

محبوب کو سفر سے روکنا اور اُس کے ارادہ سفر پر اظہار ترود:

(۹۴۷) بدیس جن جارے مور پیا

ناؤں نہ لے پردیس کا ہم سے — سن سن نکسو چہت مور جیا

اے میرے پیا پردیس نہ جا۔ پردیس کا نام میرے سامنے نہ لے کیونکہ یہ سن سنکر میری جان جسم سے نکلا ہی چاہتی ہے۔

(۹۴۸) سوچ بڑو بھیو ہمرے من ماں — پیو کیوں ناؤں بدیس کو لیا

اے پیا تو نے پردیس کا نام کیوں لیا۔ میں بڑے سوچ میں پڑ گئی۔

(۹۴۹) نت سنگ رہ بچھڑن کی کہہ کہہ — کا ہیا مور جرا وت ہیا

ہمیشہ ساتھ رہتا ہے پھر آخر بچھڑنے کا ذکر چھیڑ چھیڑ کر کیوں میرا دل جلاتا ہے۔

(۹۵۰) رل کے چھوڑ چہت اے دئیا — نیہہ لگائے یہ کا چھل کیا

ہیل جول بڑھا کر اب بچھڑنے کا ارادہ ہے۔ محبت کر کے یہ اچھا فریب دے رہا ہے۔

(۹۵۱) دکھ اب دیکھ باتن سمجھاوت — ہیا پھاڑ اب چاہت سیا

میرا غم دیکھ کر اب مجھے باتوں باتوں میں دلاسا دے رہا ہے۔ گویا دل چاک کر کے اب سے سینا چاہتا ہے

(۹۵۲) برہ اگن کے سمندر نا کاظم — اس کو ؤ جل جل مر مر جیا

آتش فراق کے سمندر میں کاظم کی طرح کوئی جل جل کر مر مر کر بھی جیا ہے۔

(یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجئے — اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے)

وادیِ حیرت

(۹۵۳) کو نے لیو رتیاں مور جیرا
بالم سپنے آئے سکھی موہے — یہ کہا تن سکھ دین
(۹۵۴) کہیں ڈئی ماری آن جگائیکے — پیا سے لیو موہے چھین
اب بچھڑیں تلپھت مور ہیرا

معلوم نہیں رات میں کون میرا دل لے گیا۔ بالم خواب میں آئے اے سکھی مجھے ایسی تسکین ہوئی کو کیا بیان کروں۔ معلوم نہیں کس کمبخت نے مجھے جگا کر میرے بالم سے جدا کر دیا۔ اب جدائی میں میرا دل ماہی بے آب ہے۔

(۹۵۵) دسو دوار موندیں سوئی — کو نے ڈگر دکھ آیو
(۹۵۶) ہیئے موکو گرو ے لگائے کے — پھر مکھ کاہے چھپایو
کاسوں لاگ لے ڈئی رات مور نہرا

میں دسوں دروازے بند کر کے سوئی تھی۔ معلوم نہیں کس راستہ سے داخل ہوا اور مجھے خوب بھینچ بھینچ کے گلے لگایا اور پھر منہ چھپا لیا۔ ہائے کس ظالم سے میرا دل لگا ہے۔

(۹۵۷) ناؤں نہ گاؤں نہ ٹھاؤں بتایو — ایسو رہو اُرجھین
(۹۵۸) سُدھ نہ رہی کیسی رہی صورت — موچت اُس ہر لین
رہو سانو رہیا مور دھوں ہیرا

نہ تو اُس نے اپنا نام ہی بتایا نہ ٹھور ٹھکانا۔ نہ اپنے گاؤں کا پتہ نشان دیا۔ ایسا اُس نے اپنے کو چھپایا کہ میں آئینہ حیراں ہو گئی۔ اب مجھے یہ بھی نہیں یاد رہا کہ صورت کیسی تھی۔ سانولی تھی کہ گوری۔

(فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا — جب تلک دل کو سنبھالوں میں دل زار نہ تھا)

(۹۵۹) ایسے پی کو کون دیکھاوے — اُنکھ لکھو نہیں جائے
(۹۶۰) کوئی ڈا کے دیس کی اوتا بتاوے — کا ظم لاگے پائے

دور دیس وہ ہوئے کہ نیرا

ایسے محبوب کو کون دکھا سکتا ہے جو چشم ظاہر سے نہیں دیکھا جا سکتا۔

(اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا — جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا)

اے کاظم میں اُس کے پاؤں پڑوں جو مجھے اُسکے دیس کا راستہ بتائے وہ چاہے دور ہو یا نزدیک

(میرے مکاں ہیں تم مکیں میں ہوں مکاں سے بے خبر

ڈھونڈھ ہی لونگا تم کو میں مجکو میرا پتہ تو دو)

مقامِ قُرب

(۹۶۱) سکھی ہم پائے پیا پاس رے

پُوجی مُوئمن کی آس رے

اے سکھی میں نے محبوب کو اپنے پاس ہی پا لیا جس سے میرے دل کی تمنا پوری ہوگئی۔

(۹۶۲) جے بچھڑیں اُن کا بپتا ہے — نس جاگے دن جائے اُپاس

(۹۶۳) اَنسُون نیر بہاویں انکھیاں — برہ جُھراوے تن کو ناس

وہ جو جدائی کی ماری ہیں اُنکی راتوں کی نیندیں حرام ہیں اور دن بے کھائے پئے بسر ہوتے ہیں اُنکی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی ہیں اور فراق کی تپش بدن کا گوشت پوست جلا رہی ہے

(۹۶۴) ہم کا سدا رہت ہیں درسن — سنگ رہے ہیو برھو ناس

(۹۶۵) یا ہی جتن سنگ رہ کاظم کے

جا سے داس نہ ہوئے اُداس رے

ہمیں تو ہر وقت اُسکی دید حاصل ہے۔ بارھو مہینے (اور آٹھوں پہر چوبیس گھڑی) وہ میرے ساتھ رہتا ہے اسی طرح کاظم کے ساتھ بھی رہا کرتا کہ تیرا بندۂ بے دام کبھی اداس نہ ہوا کرے۔

انتہائی قربت اور اُسکے بعد بھی دوری

ایک پیگ کی راہ۔ کون کہت ہے برسن کی

دُھر دے مہرا موری چُوا او ا   دیکھ پڑے موہے درسن کی

قدم بھر کا تو راستہ ہے۔ کون کہتا ہے کہ برسوں کا ہے۔ اے میانہ بردار میری ڈولی رکھدے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ درشن قریب ہی ہیں۔

(ایک خلش ہوتی ہے محسوس رگِ جاں کے قریب   آن پہنچے ہیں مگر منزلِ جاناں کے قریب)

(۹۶۷) پیگ کہت جیو مور نجات ہے   کیسے کہوں میں برسن کی

ایک قدم کا فاصلہ کہتے ہوئے تو میرا دل شرماتا ہے۔ ہیں یہ کیسے کہوں کہ برسوں کا راستہ ہے۔

(۹۶۸) باٹ ٹو ہی دور نیرہ کی   سب ہے بھرم جی ترسن کی

راہ ورا گھیر۔ دور۔ نزدیک۔ یہ سب قلب ونظر کے دھوکے ہیں اور جی ترسانیوالی باتیں ہیں

(جامی مکن اندیشۂ نزدیکی و دوری   لا قُرب وَلَا وَصْلَ وَلَا بُعْد وَ لَا بَیْن)

(۹۶۹) باتیں مول وے اور ہیں کاظم   سُو گرُ ہم سے سَرسَن کی

اُصل باتیں تو اے کاظم اور ہی ہیں جو ہمارے مرشدؒ نے ہم سے بارہا فرمائی ہیں۔

کمالِ قرب

(۹۷۰) اری اے گُنیاں بھاگ موئے جاگے
جاگے جاگے بالم آئے پاس رے

اے گنیاں اب میرے نصیب جاگ اُٹھے۔ بیداری ہی ہیں میرا بالم مجھ سے آکر مل گیا۔

(شب وہ سرخی سی لیے آنکھ کے پیمانے میں   بے حجابانہ در آیا میرے غم خانے میں)

(۹۷۱) سووت جگت اب سنگ نہ چھاڈے   وا کے چرنن لاگے سب تیاگے

سوتے جاگتے اب وہ میرا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ جب سے اُسکے قدم پکڑے ساری دنیا مجھ سے چھوٹ گئی۔

(۹۷۲) کو و اکو سپنے نہیں دیکھے   سونت رہے ہمرے گرِ لاگے

جسے کوئی خواب میں بھی نہیں دیکھ پاتا وہ ہمیشہ میرے گلے سے حائل رہتا ہے۔

(۹۷۳) کون کرے اب تیرتھ ہمرے   کو جائے کاسی اور پراگے۔

اب ہماری بلا تیرتھ کرنے جائے۔ کسے غرض ہے کہ پراگ اور کاشی کے چکر کاٹے۔

(۹۷۴) اِیکئے پَینگ چَلَت کے ہَٹھرے   بالم گھٹ میں آئے سماگئے

ایک ہی قدم میں اُسکی طرف بڑھی تھی کہ بالم خود آکر میرے قلب میں سما گیا۔

(۹۷۵) کاہے کو جوگ کریں اب سادھو   وہ تو رہے نت نینن آگے۔

اب ہم کیوں اُسکی تلاش میں تپسّیا کریں وہ تو اب ہمیشہ میری نظروں کے سامنے رہتا ہے۔

(۹۷۶) ہمرہت کا گھاٹ ہے جوگ سے   جہ ہت ہم پی کے رس پاگئے

ہماری محبت کیا "جوگ" سے کچھ کم ہے۔ وہ محبت جس کی بدولت ہم نے اپنے محبوب کو حاصل کرلیا۔

(افسونِ ذکر و وِرد بہ صوفی گزاشتم   من کارِ دو جہاں زنگاہے برآوردم)

(۹۷۷) بڑے بھاگ کاظم تم پائے   سب کا تج پی کوں لے بھاگے

اے کاظم تمہارا کیا کہنا تم نے تو خوب ہی قسمت پائی ہے۔ سب کو (ماسوا اللہ کو) چھوڑ کر اپنے محبوب کو لے اڑے سبحان اللہ)

غفلت کی شکایت اور کج روی پر افسوس

(۹۷۸) پیا نت جاگے گُنیاں ہم سنگھاتی   میں سوؤں بس نیندیا کی ماتی

میرا محبوب ہمیشہ میرے ساتھ جاگتا رہتا ہے اور میں نیند کی ماتی پڑی سویا کرتی ہوں۔

(۹۷۹) پریم نہیں کا درسن پاؤں   پڑگئی بیچ بھرم کی ٹاٹی

مجھ میں محبت تو ہے نہیں درشن کیسے ملیں درمیان میں تو حجاب خودی حائل ہے۔

(۹۸۰) پی کے ملے بچھڑے کہو بدھ ما   برہن کاں کہاں نیند سہاتی

جو اپنے محبوب سے ملکر بچھڑ گئی ہو ایسی محبت کی ماری کو نیند کہاں اچھی معلوم ہوسکتی ہے۔

(۹۸۱) پیا چاہت تو جگاوت سووت   اَنچاہیں ہوں بگڑی ماٹی

اگر وہ چاہتے تو مجھے سوتے سے جگا لیتے۔ اُنکی توجہ میری طرف نہیں ہے اسی لیے میری مٹی خراب ہے۔

(۹۸۲) کوئی ہو وے گاہک تو بیچوں نیندیا   دئی ماری جو مول بکاتی

کوئی خریدار ہو تو اپنی نیند بیچ ڈالوں۔ اس پر خدا کی مار جب قیمت پر بھی بکے میں بیچ ڈالوں۔

(۹۸۳) جاگ سوؤ کاظم تیں نیکے   اپنے پی کوں لگائے چھاتی

اے کاظم تمہارا جاگنا۔ سونا دونوں سوارت ہیں کیوں کہ تم اپنے محبوب کو گلے سے لگائے ہو۔
(انبندیں اکی ہیں دماغ اسکا ہے راتیں اسکی ہیں جس کے شانہ پر تمہاری زلفیں پریشاں ہو گئیں)

معشوق سے عاشق کا خطاب کہ جو چاہے کرو لیکن فراق کا ذکر نہ کرو۔

(۹۸۴) پیا بچھڑن کی جن کہو - ہاں ہاں۔
ٹک بھوئن دے درسن کی سُکھ سے بیت گئی جو بتیں دُکھن کی

اے میرے پیارے فراق کا ذکر خدا کے لئے نہ چھیڑ۔ ذرا اپنے دیدار کے سُکھ سے گذری ہوئی مصیبتوں کو بھلا دے۔

(۹۸۵) ابہنیں تو دِن تھوڑے بھئے آئیں بات چلن کی ہے نیرے کہن کی

ابھی آتے دیر نہیں ہوئی۔ اب جانے کا ذکر چھڑنے والا ہی ہے۔

(۹۸۶) جو چت لاگی ہوئے بدیسواں ہم سے چُراؤ نہ آنکھ لگن کی

اگر کہیں پردیس میں تم نے آنکھ لگائی ہے تو ہم سے نہ چراؤ۔

(۹۸۷) جاکو چھوُ پیا اپنے ہیئے سوں ہم چیری ہیں اُن سوتن کی

اے پیا تم جس کو دل سے چاہتے ہو۔ میں ایسی خوش نصیب سوتوں کی لونڈی ہوں۔

(۹۸۸) دُکھ کے دن بچھڑن کے دیکھے سُکھ کی راتیں دیکھیں ملن کی

فراق کے دُکھ بھرے دن بھی دیکھے اور ملاقات کی سُکھ بھری راتیں بھی دیکھیں۔

(۹۸۹) مَن دُ کھا دُکھ سُکھ لاگو ہے کاظم کچھ تیں کہو دُکھ سُکھ بھولن کی

اے کاظم دل کے ساتھ دکھ سکھ کا راگ مالا تو لگا ہی رہتا ہے۔ کچھ دُکھ سُکھ بھولنے کی باتیں کرو۔

غمِ عشق

(۹۹۰) پریت لگائے مجھے مارا رے
دن نہیں چین رین نہیں نندیا ایسی بپت میں ڈارا رے

محبت کر کے محبوب نے مجھے مار ڈالا۔ اب نہ دن کو چین ہے نہ راتوں کو نیند میسر ہے۔ ایسی مصیبت میں مجھے ڈال رکھا ہے۔

(۹۹۱) جگ ما آئے کا ہو کا اے دُئی — بچھڑے نہ کبھوں پیارا رے

(سے جدا کسی سے کسی کا کبھی حبیب نہ ہو — یہ داغ وہ ہے جو دشمن کو بھی نصیب نہ ہو)

(۹۹۲) جا کو پیا ہل ہل بچھڑے سو — جیوت کیسے بچارا رے

جس کسی کا محبوب میل جول بڑھا کر جدا ہو گیا ہے وہ غریب کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔

(۹۹۳) تیں تو کاظم پیا اپنا پائے — پیم کا جیتی اکھاڑا رے

تم نے تو اے کاظم اپنے پیا کو پا لیا اور عشق کا میدان جیت لیا۔

حیرت شہود

(۹۹۴) کن چھل لیو مورا رات جیرؤا

کون لال سپنے ہم دیکھا — جھ سُدھ دہکت ہمرو ہیروا

رات کس نے میرا دل فریب سے لے لیا۔ کس لالہ رُخ کو خواب میں دیکھا جس کی یاد میں میرا دل (سوز عشق سے) انگارہ کی طرح دہک رہا ہے۔

(۹۹۵) کھِکی چھب دیکھت سُدھ بھولی — پیرا جان پڑا نہ سنورؤا

یہ کس کا جلوہ نظر آیا کہ آئے ہوش اُڑ گئے یہ بھی احساس نہ رہا کہ اُس کا رنگ گیہواں ہے یا سانولا۔

(۹۹۶) جاگت نیر بہا انکھین تیں — اب اَنسون نت بھیجے انچروا

جاگنے بعد آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا رواں ہے۔ اور آنسوؤں سے آنچل تر رہتا ہے۔

(۹۹۷) جگ آئے ایسی بپت کہوں دیکھی — یہ بدھ کا ہو کا لاگو نہروا

دنیا میں آکر ایسی انوکھی محبت کی مصیبت نہ دیکھی نہ سنی۔ نہ کسی دل نے ایسی محبت کی چوٹ کھائی ہوگی۔

(۹۹۸) من ما پھول پیا بس گئے کاظم — تورے گرے لاگو من کو ہروا

اے کاظم تیرے دل میں محبوب پھول کی طرح بس گیا ہے اور تیرا دل لینے والا تیرے گلے کا ہار ہو گیا ہے۔

فراق

(۹۹۹) دیکھ بھرے مورے انسون ساگر ہو گو ریا

ہمری نگری اُجڑ گئی سگری ‎ ‎ ‎ بھئی دُوار کا اُجاگر

اے ہمدم دیکھ میری آنکھوں کے آنسوؤں سے سمندر بھر گئے۔ میری بستی تو بالکل اُجڑ گئی اور دوار کا "اُس" کے جلوہ سے جگمگا اُٹھا۔

(۱۰۰۰) ڈور لگائے بر جور لیو من ‎ ‎ ‎ کون بھرے موئے گاگر۔

محبت کا رشتہ قائم کر کے زبردستی میرا دل چھین لیا۔ اب میرا جیا اچاٹ ہے۔ گاگر کون بھرے۔

(۱۰۰۱) من سے سیام سنگ تن سے کہوں ہو ‎ ‎ ‎ ڈ تی رہوں کہ آگر

دل سے محبوب کے ساتھ ہوں۔ چاہے میرا جسم دلی میں رہے یا آگرہ میں۔

(۱۰۰۲) اپنے گُرو کی دَیا سے کاظم ‎ ‎ ‎ بھول بس گئے نٹ ناگر

اپنے مرشدؒ کی عنایت سے وہ باوفا محبوب کاظم کے دل میں آکر بس گیا ہے۔

معشوق کے ہر عضو پر عاشق کی محویت

(۱۰۰۳) ایکو گھڑی پل کل نہیں جی کو ‎ ‎ ‎ کیسے کٹے دِن رین۔ اُن بن

ایک گھڑی اور ایک پل بھی اُن کے بغیر دل کو قرار نہیں ہے۔ بغیر اُن کے یہ دن رات کیسے کٹیں گے۔

(۱۰۰۴) سُن سُن نئی نئی پیر اُٹھت ہے ‎ ‎ ‎ بِکھ بھرے بانسُریا کے بَین

اُس کی زہریلی بانسری کی درد بھری تانیں سُن سُن کر دل میں طرح طرح کے درد اُٹھ رہے ہیں۔

(۱۰۰۵) تان نہیں سکھی سنمکھ جانکی ‎ ‎ ‎ ہیدے صت بان واکے دِرگ سَین

اے سکھی اُس کے سامنے جانے کی تاب نہیں ہے اس لیے کہ وہ اپنے تیرِ نظر سے دور ہی سے میرا کلیجہ چھلنی کر رہا ہے۔

(۱۰۰۶) ہے سگری چھب پھانسی موکو ‎ ‎ ‎ مارو سنوُر واکے چنچل نَین

اُسکی سرتاپا چھب میرے لیے پھانسی ہے۔ سانولے محبوب کے چنچل نین مجھے مارے ڈالتے ہیں۔

(بجلی سی ہے بیتاب وہ ظالم کی نظر آج ‎ ‎ ‎ یہ برقِ بلا دیکھئے گرتی ہے کدھر آج)

(۱۰۰۷) ٹُک ہیرت من موہ لیو ہر ‎ ‎ ‎ موسے رہونا لین نہ دین

ایک ہی نظر میں اُس نے میرا دل چھین لیا۔ نہ کبھی کی میری انکی شناسائی تھی نہ معاملت۔

(۱۰۰۸) پاس بیٹھ کاظم کا سکھ دے ہیں کہا پاؤں یہ سکھ چین

کاظم کے پاس بیٹھکر اُنکا کلیجہ ٹھنڈا کرتے ہو۔ مجھے یہ سکھ چین کہاں میسر۔

اُسکے عنایت و کرم ہی سے راستہ طے ہوتا ہی اور وصال حاصل ہوتا ہی

(۱۰۰۹) مورا کس نہ جیرو اُلجھس کھنس جائے

پیاری پیاری چھب دکھلا ایسی ڈھب سوں ہیے میں جو چبھ چبھ دھنس دھنس جائے

کیوں نہ میرا دل اسکی محبت میں اُلجھے۔ کچھ اس انداز سے اس نے اپنی پیاری پیاری چھب دکھلائی کہ اُسکی ایک

ایک ادا اور ایک ایک آن میرے دل میں تیر کی طرح ترازو ہوگئی۔

(۱۰۱۰) زلفیں کھول کبھوں ٹھاڑھ ہو سنمکھ برہ ناگن اور ڈوس ڈس جائے

بال بکھرائے ہوئے جب نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے تو برہ ناگن اور بھی ڈسنے لگتی ہے۔

(۱۰۱۱) آپہی آئے چھیڑ چھیڑ انکھیاں لگاوے ناہیں وُ کے گھر کوئی کس کس جائے

آپ ہی آکر چھیڑ چھیڑ کر آنکھیں لڑاتا ہے۔ اب محبت کے مارے کیسے اُسکے گھر نہ جائیں۔

(۱۰۱۲) کبہوں لکھے پاتی کبہوں سندیسوا کبہوں گھر آئے مورے بس بس جائے

کبھی نامۂ شوق لکھتا ہے اور کبھی محبت بھرے پیغام بھیجتا ہے اور کبھی آکر دل میں بس جاتا ہے۔

(۱۰۱۳) چوری چوری آئے کبھوں پیتم موہے گھر من مورا لے۔ لے رس رس جائے

کبھی چوری چوری میرے دل میں آکر دبے پاؤں میرا دل لیکر چل دیتا ہے۔

(۱۰۱۴) کاظم کی کرڈ وا ہی کے ہاتھ ہے جس جس کھینچے تس تس جائے

کاظم کی کل اُسی محبوب کے ہاتھ میں ہے جس جس طرف وہ کھینچتا ہے یہ بھی اُسی طرف جاتا ہے۔

طریقت اختیار کرنے کی ترغیب تاکہ حقیقت منکشف ہو

(۱۰۱۵) کرہوسے نہرُوا رس رس جائے

پگ نہ گئے نگ چھ جگ نا یا ہیے ماچُبھ چُبھ دھنس دھنس جائے

آہستہ آہستہ محبوب سے محبت کرے جس کے دل میں دنیا کی محبت پیوست ہوگئی ہے اُسکے قدم اس راستہ کیطرف اٹھتے ہی نہیں

(۱۰۱۶) تیرو من تب ہی چلت نگ رووت ، میرو من واکے نگ ہنس ہنس جائے

تب ہی تیرا دل راہ محبت چلنے میں رو رہا ہے اور میرا دل خوشی خوشی اُسکے راستہ پر گامزن ہے۔

(۱۰۱۷) نا وہ بُلاوے نہ جائے سکے تیں ، پھر واکے گھر تیں کس کس جائے

اُسکی بلا کو کیا پڑی ہے کہ تجکو بُلائے نہ تو بغیر محبت کئے اُس کے گھر جا سکتا ہے۔ پھر آخر کیسے تیرا جانا ہو۔

(۱۰۱۸) جو نے ڈھب سے کہوں ویسے چل تو نے ، جوئے تیرو من وا میں پھنس پھنس جائے

میں جو طریقہ تجکو بتاؤں اگر اُس پر عمل کرے تو تیرا دل اُسکے (محبوب کے) دامِ محبت میں گرفتار ہو جائے گا۔

(۱۰۱۹) پھر لگیں پی کے سندیسے آون ، آپ کبھوں آئے گھر بس بس جائے

پھر تو محبوب کے نامہ و پیغام آنے لگیں گے اور کبھی وہ خود بھی آکر تیرے دل میں بس جائے گا۔

(۱۰۲۰) کاظم سنگ نہ چھانڈے پی کو ، جس جس ہیو چلے تس تس جائے

کاظم اپنے محبوب کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ جدھر جدھر محبوب جاتا ہے اُدھر اُدھر وہ بھی جاتا ہے۔

(تو ہر دم می سرائی نغمہ و ہر بار می رقصم ، بہر طرزیکہ می رقصانیم اے یار می رقصم)

فراق میں آہ وزاری

(۱۰۲۱) موہے کون بپت ماڈارت رے
تیں جو کہت پردیس چلن

مجھے کس مصیبت میں ڈالے جا رہا ہے تو جو پردیس جانے کی خبر سنا رہا ہے۔

(۱۰۲۲) سُونے بھون مارہب ہم کیسے ، یہ کچھ ناہیں بچارت رے

تجکو اسکا ذرا بھی خیال نہیں کہ سُونے گھر میں میں کیسے رہ سکوں گی۔

(۱۰۲۳) کیسے کٹی دئی نس دن ہم پر ، نردئی سیام سدھارت رے

بے درد شیام کے جانے کے بعد ہائے مالک میرے رات دن کیسے کٹیں گے۔

(۱۰۲۴) پریم کا گھر بن جن کے سانورے ، کاہے سنوار بگاڑت رے

اے محبوب محبت کا گھر بنا سنوار کر اب کیوں بگاڑے دیتا ہے۔

(۱۰۲۵) ایسے کاٹ ہے سیس اب دھر سوں ، ویسے کاہے کو مارت رے

جدائی کی مار مارنے سے کیا فائدہ۔ اس سے تو بہتر ہے کہ میرا سر کاٹ کر پھینک دے۔

(۱۰۲۶) سنگ چلے کاظم۔ موہے کا ہے اپنی سبھا سے نسارت رے۔

کاظم کو تو اپنے ساتھ رکھتا ہے اور مجھے اپنی محفل سے کیوں نکالے دیتا ہے۔

(ٹک اپنی بزم میں ہم کو نہیں تم بیٹھنے دیتے مروت، رسم کتنی مدت کی سو تم نے اٹھا دی ہے)

بغیر محبوب کے سب ہیچ ہے

(۱۰۲۷) یہ نگریا پیا بن مجھے نہ سہائے ایسی نگر رہے ہمری بلائے

بغیر محبوب کے بستی مجھے نہیں بھاتی۔ میری بلا ایسی بستی میں رہے۔

(۱۰۲۸) گیو پتک سو پھر و نہ اُبتک پی کو سندیسو نہ آئے

قاصد گیا تھا وہ بھی ابتک نہ لوٹا۔ محبوب کی کوئی خیر خبر ہی نہ ملی۔

(۱۰۲۹) کہاں تلک تک ہیرت ہیرت نسدن جائیں گم کھائے

کہاں تک کوئی راستہ دیکھے اور جدائی کا غم اٹھاتا رہے۔

(۱۰۳۰) بھول گئے ہمری سُدھ ہیئم کن بلمایو ہائے

محبوب نے مجھے بالکل ہی اپنے خیال سے بھلا دیا۔ ہائے کس نے اُسے بہکا لیا ہے۔

(۱۰۳۱) جھُور جھُور روؤں میں پیا بِن کاظم تئیں پیا پائے مُرمُر مسکائے

اے کاظم محبوب کے فراق میں میری آنکھوں سے ساون بھادوں کی جھڑی لگی ہے۔ تم کو کیا تم تو اپنے پیا کو پا کر مسکرا رہے ہو۔

حجاب کبریائی نہ اٹھ سکنے سے عاشق کی شکایت

(۱۰۳۲) پیا تورے گرب نے مارا ہو
دُکھ کے سمندر میں ڈارا ہو

اے محبوب تیرے تغافل نے مجھے مار ڈالا اور غم کے سمندر میں ڈال دیا ہے۔

(۱۰۳۳) سرب گئی سدھ گرب دیکھ اب جیب مرب ہے اُکارا ہو

تیرے اس تغافل کو دیکھکر میرے ہوش اڑ گئے۔ میرا جینا مرنا سب اکارت ہے۔

(۱۰۳۴) پار لگاؤ ہیں واری یہ دُکھ کا — پار نہ دیکھا توارا ہو

میں قربان جاؤں اس مصیبت سے تم ہی پار لگاؤ۔ سوا تمہارے اور کون پار لگانیوالا ہے۔

(۱۰۳۵) گھاٹ لگیں نیاں کھ گھاٹ سوں — ہمری نہ لاگے پارا ہو

نہ معلوم کس طرح اوروں کی کشتیاں پار لگ گئیں لیکن میری کشتی ابتک پار نہ لگی۔

(۱۰۳۶) سنورا نام نہ سنورا تن من — دئی مجھے کیسا سنوارا ہو۔

نہ نام اچھا نہ کاج اچھا، معلوم نہیں مالک نے مجھے کیسا بنایا ہے۔

(۱۰۳۷) نام جپنہارے کاں تارے — ہمہوں جپا کرتا را ہو

اپنا نام جپنے والے کو تو ہی پار اتارتا ہے۔ اے مالک ہم بھی تیرا ہی نام جپتے رہتے ہیں۔

(۱۰۳۸) جہ سمرت ایکبار تہرے کا — جیبھ ہماری بگاڑا ہو

جس نے تجھے ایک بار بھی یاد کیا تو نے اسکو پار لگا دیا۔ ہماری زبان نے کیا قصور کیا ہے۔

(۱۰۳۹) جے واتوں کوئی بوڑے مایامیں — تم بن کاہوں نسارا ہو۔

جتنی بار بھی کوئی دنیا کے جنجال میں پھنسا تیرے سوا اور کس نے اُس کو اُس جنجال سے نکالا۔

(۱۰۴۰) جن کم گرب کا ظم پہ دیا رکھ — سدا دکھاؤ مکھ پیارا ہو

ذرا پندار حسن چھوڑ اور عنایت و کرم فرما کر کاظم کو ہمیشہ اپنا جمال جہاں افروز دکھاتا رہ۔

ایضاً

مورا گرب سنت جیرا لرجے

گرتب کچھ نہیں کاج کا واکے — ہے نیاری سب سے ترجے

اُس محبوب کی شان بے نیازی اور تغافل سن سنکر میرا دل لرز رہا ہے۔ میرا کوئی بھی عمل اُس کے کسی مصرف کا نہیں۔ اُس کا انداز بے نیازی سب سے انوکھا ہے۔

۱۰۴۲ دیہہ جرے واکی نیہہ تو کا ہوئے — جو نہ رکھے ہمری گرجے

اس کی محبت میں اگر دل جلے بھی تو اُس کو کیا۔ وہ تو ہمہ بے نیازی ہے۔

(۱۰۴۳) کاہے نہ ہوں ڈُبری پِیری ہیں　　پریت کی ہے ایسی مرجے

اُسکی محبت میں میں دُبلی پیلی کیسے نہ ہوں جب کہ محبت کا یہی اقتضا ہے۔

(۱۰۴۴) بستت ایسی جا سے پیا بس ہوئے　　ہم کا دِیو کو دُکرجے

کوئی ایسی چیز جس سے پیا اپنے بس میں ہو جائیں۔ کوئی ہمکو قرضا ہی دیدے۔

(۱۰۴۵) سو دانوں کو دُ پڑے درواجے　　ناوہ بُلائے نا برجے

سو بار بھی کوئی اُسکے دروازہ پر جا پڑے تو بھی وہ اُس کو نہ بُلائے گا نہ منع کرے گا۔

(۱۰۴۶) کاظم تو ہے پیا بہت چاہت　　دے پہنچائے ہمری ارجے

اے کاظم تم کو تو پیا بہت چاہتے ہیں تم ہی ہماری اتنی درخواست اُن تک پہنچا دو۔

محبوب حقیقی کی نظر دِل پر رہتی ہے ظاہری اعمال پر نہیں

(انّ اللہ لاینظر الیٰ صورکم واعمالکم ولکن ینظر الیٰ قلوبکم و نیاتکم)

(۱۰۴۷) تورے لیے تن من اپنا بنائے رکھتی
کرتی سنگار بھتیرا آون سُن　　بھلی بھلی چیزنی رنگائے رکھتی

تیرے لیے اپنے کو بنائے سنوارے رہتی۔ اور تیرے آنیکی خبر سُنکر سولہ سنگار کر لیتی اور پیاری پیاری چیزیں لگوا لیتی

(۱۰۴۸) بھوکھن پہر بسن ہیں سنگرے　　عطر گلاب بسائے رکھتی

زیور اور لباس سے آراستہ ہو کر اپنے کو عطر و گلاب میں بسا لیتی۔

(۱۰۴۹) تن کے لیے پیا آوت کب جو　　من سے نہ نیہ لگائے رکھتی

وہ محبوب جسمانی و ظاہری آرائش سے تھوڑے آتا ہے۔ اگر دل سے تعلق نہ قائم کر لیا ہوتا۔

(۱۰۵۰) من کی نیہ جس کاظم پی کوں　　گھر ہی ما اپنے بسائے رکھتی

دلی محبت سے کاظم کی طرح اپنے پیا کو اپنے گھر میں بسا لیتی۔

اسکی حیرت کہ جب تیرے سوا کوئی موجود نہیں تو پھر اپنے ساتھ یہ معاملت کیوں ہے

(۱۰۵۱) بالم تُجھسے ہے کون بیگانا　　جو رکھے گلہ پر درس دِکھانا

اے محبوب. تجھ سے غیر ہے کون جو تونے کل پر دیدار اٹھا رکھا ہے۔

(وعدہ پہ مرے انکے قیامت کی ہے تکرار — اور بات ہے اتنی کہ اُدھر کل ہے ادھر آج)

(۱۰۵۲) آدر ہے تورے آنگ سے لپٹے — اُہوں تو ہوں اُنگے لپٹانا

ازل سے تیرے ہی وجود سے وابستہ رہا اور اب بھی تجھی سے وابستہ ہوں۔

(۱۰۵۳) گھیرے رہت چہوُ اور سے سب کاں — راکھے ہے بیچ ما ٹھکاں ٹھکانا

چاروں طرف سے سب کو گھیرے ہے۔ بیچ میں اب دوسرے کے لیے کہاں جگہ ہے (ان اللہ بکل شئی محیط)

(۱۰۵۴) گھونگھٹ کھول مُکھ بول سنمکھ ہو — من ورسن کوں نپٹ للچانا

گھونگھٹ کھول ذرا سامنے آکر منھ سے بول۔ میرا دل دیدار کے لیے للچا رہا ہے۔

(۱۰۵۵) سدھ لے جو سدھ اس ہوئے ہم کا — جہ سدھ رہوں تو ہی ما بھولانا۔

میری طرف توجہ کر۔ یہ توجہ ایسی ہو کہ میں اپنے کو بھول کر تجھ میں گم ہو جاؤں۔

(۱۰۵۶) بھوں نہیں تان ورگ بان چلاوت — موکو تکے جو اپنا نسانا

تیرے کھنچے ہوئے ابرو جو پلکوں کے تیر چلا رہے ہیں مجھکو اپنا نشانہ بنائے ہیں۔

(۱۰۵۷) مار تو لے کہیں لاگے نہ تورے — یہ گھٹ ماہیے تو ہی سمانا

خیر مار لو۔ لیکن یہ سمجھے رہو کہ یہ تمھارے ہی نہ لگے کیونکہ مجھ میں تم ہی سمائے ہوئے ہو۔

(وہ دل لیکر ہمیں بے دل نہ سمجھیں اپنے کہدینا — جو ہیں مارے ہوئے نظروں کے انکی ہر نظر دل ہے)

(۱۰۵۸) تو ہی باسط ستمگر تو ہی کاظم — سکھ کے مُکھ اپنا یہ گیان بجھانا

تو ہی مرشد برحق باسط ہے اور تو ہی کاظم ہے۔ مرشد ہی کی زبانی اپنی یہ معرفت میں نے ظاہر کی۔

محبوب مجازی کی بے مروتی

(۱۰۵۹) موری گلی نہیں آوت رے — گا رے جرے کاں جراوت رے

میری گلی کیوں نہیں آتا۔ کیوں جلے کو اور جلا رہا ہے۔

(۱۰۶۰) سوئی رہت ہے گھر گھر موہن — ہمرے جیو ترساوت رے

موہن اَیرے غیروں کے یہاں تو رہتا پھرتا ہے ایک ہم ہی ہیں کہ ہمارے جی کو ترسا رہا ہے۔

(۱۰۶۱) جان بُوجھ کے اپنا سَنَیھی　　کاہے کو آنکھیں چُرا وت ہے

وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ میں اُس پر جی جان سے عاشق ہوں۔ پھر نہ معلوم کیوں مجھ سے آنکھیں چُراتا ہے

(۱۰۶۲) یا ہی دُکھن ایک دن مر جَیھوں　　اپنا جو موہے ستا وت رے

اگر وہ اسی طرح ستاتا رہا تو میں بتائے دیتی ہوں کہ اسی غم میں ایک دن میرا کام تمام ہو جائے گا۔

(۱۰۶۳) جن گھر بار تجا سب تھ پر　　وا کو درس نہ دکھا وت رے

جس نے اپنا گھر بار سب کچھ تجھ پر نچھاور کر دیا اُس کو بھی اپنا چاند سا مکھڑا نہیں دکھاتا۔

(۱۰۶۴) ہمھوں کاں دے سکھ جیسے کاظم　　تو ہے ملے سکھ پا وت رے

ہم کو بھی ویسا ہی سُکھ دے جیسا کاظم تجھ سے مل کر سُکھ پا رہا ہے۔

مسافر کو دل دیکر اپنے کو تباہ کیا

(۱۰۶۵) پردیسیا سوں لگ گئی آنکھ۔ ہو من بسگار ے

اب نا چھوٹے کہو کسے چھٹائیں　　اس ہمر و جیو پھنسگا رے

پردیسیا سے میری آنکھ لگ گئی۔ وہ میرے دل میں بس گیا۔ ایسا میرے دل میں جاگزیں ہو گیا ہے کہ کسی کے چھڑائے نہیں چھوٹ سکتا۔

(۱۰۶۶) آنکھ لگائے پردیس سدھارا　　جہ مگ آیا وسگا رے

آنکھ لگا کر وہ پردیس چلدیا۔ جس راستہ آیا تھا اُسی راستہ واپس گیا۔

بھر کے جیو دیکھن نہیں پایا　　دُنہ کُس آیا کُس گا رے

میں جی بھر کے اُسکو دیکھنے بھی نہیں پائی۔ نہ معلوم کیسے آیا اور کیسے گیا۔

(۱۰۶۸) کاظم ہمری بنتھا سُن　　اور تو دیکھ کے ہنس گا رے

اے کاظم تم ہماری بپتا سنو۔ لوگ تو ہمیں دیکھ دیکھکر ہنسی اڑاتے ہیں۔

کمال عنایت

پیا کے آون کے میں بل جاؤں

ساتھ سمندر پار سے بالم ‏ ‏ چھن ما آیو ہمارے گاؤں

بس پیا کی آمد آمد پر قربان۔ سات سمندر پار سے بالم پلک جھپکاتے ہی میرے گاؤں آگیا۔

(۱۰۷۰) من سے جہاں کوئی جائے سکت نہیں ‏ ‏ پاؤں کب پہنچے وہ ٹھاؤں

جہاں کسی کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا وہاں کسی کے قدم کہاں پہنچ سکتے ہیں۔

(۱۰۷۱) بہت دنن سکھی درس کے آسن ‏ ‏ بیٹھ رہی ہے واکو ناؤں

اے سکھی بہت دنوں سے اُس کے دیدار کی تمنا میں بیٹھی اس کا نام جپ رہی ہوں۔

(۱۰۷۲) بن پی کے گھر آئیں کاظم ‏ ‏ ٹھہرت کہاں ہمارے پاؤں

اے کاظم جب تک وہ میرے گھر نہ آئیں مجھے قرار نہیں آسکتا اور میں گھر میں ٹک نہیں سکتی۔

اپنی حقیقت سے سوال اور اُسکا جواب

(۱۰۷۳) کون جھانکت آنکھن کے جھروکے

کون سنت سرون کو بولت ‏ ‏ ہیں کس کے رنگ چوکھے چوکھے

ان آنکھوں کے دریچوں سے کون جھانک رہا ہے اور کانوں سے کون سُن رہا ہے اور یہ کس کے رنگ برنگ جلوے ہیں

(۱۰۷۴) کھات پیت کو بھوکھے پیاسے ‏ ‏ تم ہو کس کے پالے پوسے

بھوک پیاس میں کون کھاتا پیتا ہے اور تم کس کے پالے ہوئے ہو۔

(۱۰۷۵) کا اندرن۔ کو بس اندرن کے ‏ ‏ کچھ کہہ گیان گتھیاں انوکھے

کیسے حواس اور کون حواسوں کا قیدی ہے۔ اے محدث کچھ معرفت کی انوکھی باتیں سُنا۔

(۱۰۷۶) بھرم سے سب گاں گیان تولت ہے ‏ ‏ اپنی بدھ پلو نہیں جوکھے

لوگوں کو دھوکا دیکھ کے "گیان" کی آزمائش کرتا ہے اور اپنا ایک گھڑی کا بھی محاسبہ نہیں کرتا۔

(۱۰۷۷) پوتھی پڑھے سے کا ہوئے کاظم ‏ ‏ کہاں مٹیں سنگر بن دھوکھے

علم کتابی پڑھنے سے اے کاظم کیا ملتا ہے۔ بغیر مرشد برحق کی توجہ کے یہ قلب نظر کے دھوکے نہیں مٹ سکتے

بوجہ غلبۂ عشق دل ٹھکانے نہیں ہے

(۱۰۷۸) موہت ناٹھہرائے برہیں جو رکیو

نا لکھے پاتی نہ بھیجے سندیسیا   کرہیے کون اُپائے

میرے دل کو ایک جگہ قرار نہیں ہے۔ احساس جدائی نے زور کیا ہے محبوب نہ تو کبھی خط بھیجتا ہے اور نہ کوئی نوید راحت۔ پھر آخر کون سے جتن کئے جائیں۔

(۱۰۷۹) ایسے ہی تھر نہ رہے من تا پر   برہ دیو بورائے

ایک تو یوں ہی دل بے کل اور بے قرار تھا اُس پر فراق نے اور بھی بولا دیا ہے۔

(۱۰۸۰) اب نہ لگے جیو گھر مانہ بن ما   کہاں رہے کہاں جائے

اب تو نہ گھر ہی میں دل لگتا ہے نہ جنگل میں۔ پھر آخر کوئی کہاں جائے۔

(۱۰۸۱) پھول سی دیہہ برہا کی تپن سوں   لگی دن دن کمھلائے

میرا پھول ایسا بدن فراق کی تپش سے روز بروز کمھلایا جا رہا ہے۔

(۱۰۸۲) برہ کی آگ اُٹھی ہے ہیئے سوں   بن درسن نہ بجھائے

یہ آتش فراق جو دل میں بھڑک رہی ہے بغیر اُسے دیکھے نہیں بجھ سکتی۔

(۱۰۸۳) پی کے لگی نہیں چوٹ برہ کی   جانے نہ پیر پرائے

پیا کے دل پر تو جدائی کی چوٹ لگی نہیں وہ پرایا درد کیا جانیں۔

(۱۰۸۴) سکھی رہو جگ جگ تم کاظم   پیا سے بھلی بن آئے

اے کاظم خدا کرے تمہارا کلیجہ ہمیشہ ٹھنڈا رہے اور پیا سے اچھی طرح نبھتی رہے۔

دنیا کے فریب میں پھنسکر دل کا یاد حق کی طرف متوجہ ہونا مشکل ہے

(۱۰۸۵) کچھ ہمرے نہ بنائے مایا بیری ری سکھی

ہوں رہی سنگ پیا کے سوتی   آئے مایا موہے دین جگائے

اے سکھی مایا تو بہ دشمن بنکے میرے پیچھے پڑ گئی ہے۔ میرے کچھ بنائے نہیں بنتی۔ میں اپنے محبوب کے ساتھ پڑی سو رہی تھی کہ "مایا" آئی اور مجھے جگا دیا۔

(۱۰۸۶) پی کو سنگ چھٹا جاگت ہی   اس جیو گیو بھرمائے

جیسے ہی میں جاگی میرا پیا مجھ سے بچھڑ گیا۔ کچھ ایسا مایا نے مجھے پھنسا لیا ہے۔

(۱۰۸۷) اُب سُو پھنسی مایا کے پھندہیں کو ہِ لئے پھند چھڑائے

میں مایا کے پھندے میں پڑ گئی۔ کون ہے جو مجھے اس سے نکالے۔

(۱۰۸۸) بہت پتنگ آئے وہ دیس سے پاتی بہتیری آئے

وہاں سے بہت قاصد آئے اور بہت سے خطوط بھی آئے۔

(۱۰۸۹) دئی ماری مایا نہیں چھانڈت مگ بھئی کٹھن بنائے

اس دنیا کا برا ہو جو میرا پیچھا نہیں چھوڑتی اسکی وجہ سے راہ (سلوک) میرے لیے کٹھن ہو گئی ہے

(۱۰۹۰) مایا تجے بن درس جو چاہے سو گس گا بورائے

بغیر دنیا چھوڑے جو دیدار کا طالب ہو وہ بڑا پاگل ہے۔

(۱۰۹۱) بڑی دیا بھئی کاظم پر تب پیا گھر آوے جائے

کاظم پر البتہ بڑی مہربانی فرمائی جو اُن کے یہاں آنا جانا لگا ہے۔

دل کے ایک جگہ قائم نہ رہنے کا شکوہ

(۱۰۹۲) ٹھور ٹھور اُرجھائے
کچھ نہ چلے من باورسے

قدم قدم پر مجھے اُلجھا رہا ہے۔ ایسے باؤلے دل سے کچھ چلائے نہیں چلتی۔

(۱۰۹۳) جب تب جائے پھنسے مورت سوں اَنمورت سے آنکھ چُرائے

جب دیکھو صورت میں جا کر پھنس جاتا ہے اور بے صورتی سے دور دور بھاگتا ہے۔

(۱۰۹۴) پیا گھر چھانڈ اگیا نی چنچل کہاں کہاں بھٹکے جائے

محبوب کو اپنے گھر چھوڑ کر یہ نادان بے قرار نہ معلوم کہاں کہاں بھٹک رہا ہے۔

(۱۰۹۵) کو نے جتن تھاکے من دوڑ سے کوئی مجھے دیو بتائے

کوئی مجھے ایسا طریقہ بتا دے کہ دل بے کار کی دوڑ دھوپ سے باز آئے۔

(۱۰۹۶) کی دوڑت ہی ہیے کے کھوج کا پاوے پیو ٹھہرائے

یا تو دل کی دوڑ دھوپ پیا کی تلاش میں ہو اور محبوب کو پاتے ہی اُسکو قرار آجائے۔

(۱۰۹۷) ایسو گیان بتاؤ سادھو لاگوں تمھرے پائے

اے سادھو مجھے ایسا تفکر بتادو۔ میں تمھارے قدموں پڑوں۔

(۱۰۹۸) کیسا من کہاں اُرجھا کاظم کا دینھے بھٹکائے

اے کاظم کیسا دل۔ کہاں اُلجھا۔ کس نے بھٹکایا۔ (یہ سب دھوکے ہیں)

(۱۰۹۹) اَمُورت اپنی مُورت پہ آپہہ رہو لبھائے

بے صورتی اپنی صورت پر خود ہی والہ و شید اہے۔

فراق اور اُس کی شکایت

(۱۱۰۰) موہن چھانڈا ساتھ ری سجنی دیکھو سوئے کنجیں سب ملکے۔ دوؤ مل مل ہاتھ

اے ہمدم۔ موہن میرے ساتھ سے الگ ہوگیا ہے۔ آؤ ذرا سب مل کے کنجوں میں تلاش کریں۔

(۱۱۰۱) دیکھ لیے دکھ کی مٹے نہ کہو بدھ بدھ لکھو دیا ہی ناتھ

یہ مصیبت کی تحریر جو کاتب ازل نے لکھدی کسی صورت مٹائے نہیں مٹتی۔ قسام ازل نے یہی قسمت میں لکھدیا ہے

(۱۱۰۲) کو لے جائے اور۔ ہم کا دوار کا ناتھ کے ہاتھ ہے ناتھ

ہم کو کون دوار کا لے جائے سوا مالک کے کہ اُسی کے ہاتھ میں ہماری ناتھ ہے۔

(۱۱۰۳) پنتھ برا رہو نیہ کو کاظم شوئی برجو ری چلایو ناتھ

اے کاظم محبت کا راستہ بڑا دشوار گزار تھا لیکن مالک نے زبردستی مجھے اُسی راستہ پر چلایا۔

محبت میں اُسکے آداب کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے

(۱۱۰۴) کوئی نہ لے بلمائے بالم تیرا رکھ خاطر یہہ بھاتن کی
جا سے نہ کبھوں رسائے

دیکھ کوئی تیرے محبوب کو بہلا نہ لے۔ ایسی باتوں کا خاص خیال رکھ جس سے محبوب کبھی ناراض نہ ہو۔

ایسے چلن چل جو رہے گھر ما پر گھر کبھوں نہ جائے

ایسے طور طریقے اختیار کر کہ وہ تیرے ہی گھر میں رہے اوروں کے یہاں نہ جائے۔

(۱۱۰۶) کاہو چلن جو روٹھے پیتم کر بنتی بے بیگ منائے

اگر کسی وجہ سے کبھی پیتم روٹھ جائے تو منتوں سماجتوں سے اُسے منانا ہے۔

(۱۱۰۷) بل ہاری کاظم کے پیا پر اُن سے بنی اَو بنی بنائے

میں کاظم کے پیا پر قربان۔ اُن کی اُن سے خوب بنی ہے خدا کرے جم جم بنی رہے۔

(۱۱۰۸) جاسے نہ روسے آپ سو انکاں آپے آگم دیت سکھائے

ایسی ترکیبیں اور طریقے وہ پہلے ہی سے اُنکو (کاظم کو) سکھادیتا ہے کہ جس سے خود خفا نہ ہو۔

محبوب مجازی کی دل رُبائی

(۱۱۰۹) چک پھیرت ہی سانورواہو بھلے بان لگاوت دیّا

وہ سانولا محبوب اپنی آنکھوں کی گردش سے کیسے کاری تیر لگا رہا ہے۔ خدا کی پناہ

(کیفیت چشم اُس کی مجھے یاد ہے سودا ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں)

(۱۱۱۰) پہنچے نہ پائی برج بیچن لوٹ لیو ہے برج بسیّا

میں برج میں داخل بھی نہ ہو پائی تھی کہ برج بسیّا نے راستہ ہی میں لوٹ لیا۔

(۱۱۱۱) تنک دیکھیں سُدھ بُدھ گئی سگری پھر کیں دیکھیں جیو تو ہے رکھیّا

ایک نظر دیکھتے ہی ہوش و حواس رخصت ہو گئے۔ پھر بھلا کس میں دم ہے کہ جو اُسکو جی بھر کے دیکھ سکے۔

(۱۱۱۲) چھب موہنی کا کٹھن ہے دیکھب دیکھ بڑت نہیں کو دکھیّا

صرف میرے ہی لیے اُسکی چھب دیکھنا مشکل نہیں ہے بلکہ تو کوئی بھی ایسا جرأت و ہمت والا نظر نہیں آتا جو اسے دیکھ سکے۔

(۱۱۱۳) کاظم دیکھیں صاحب انمورت جن کی مورت ہوے کنھیّا

کاظم اسکو بے صورتی میں دیکھتا ہے جو بہ لباس مجاز کنھیّا کی شکل میں ہے۔

(۱۱۱۴) اُنہیں کا کام ہے چھب واکی دیکھب اور تو سب ہیں نام لیو ٹیا

اُسکی چھب دیکھنا اُن ہی کا کام ہے اور سب تو نام کے عاشق ہیں۔

ایضاً (پوربی)

(۱۱۱۵) چکنی پھیرت سانورا ہو بھلے بان لگائے گیلو

وہ سانولا محبوب گردش چشم سے تیر پہ تیر چلا رہا ہے۔

(شوخی سے ہے بے تاب وہ ظالم کی نظر آج کہتی ہے حیا دیکھئے گرتی ہے کدھر آج)

(۱۱۱۶) پہنچے نہ پائی برج بیچھیں مو ہے چھلو برج چھل چھیلو

میں برج نگری پہنچ بھی نہ پائی تھی کہ برج چھلیا نے راستہ ہی میں لوٹ لیا۔

(۱۱۱۷) کٹھن ہے تنک موہن تن چیتون بھر کے نظر کہوں واکو لکھیلو

اُس (محبوب) کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنا تو مشکل ہے۔ جی بھر اُسکو بھلا کس نے دیکھا ہے۔

(اُسکو دیکھا اگر جی بھر کے تو دیکھا ہی نہیں اپنی کم مائگی جرأت وہمت کی قسم)

(۱۱۱۸) کاظم دیکھے نرگن انورت جا کی ہے مورت کانھ رنگیلو

کاظم تنزیہ میں بے صورتی کا مشاہدہ کرتا ہے جو مجاز میں رنگیلے کنھیا (محبوب) کی صورت میں ہے۔

(۱۱۱۹) سیام لکھب کام انکا ہے سب تو نام لین کوں میت رہیلو

محبوب کو دیکھنا تو اُسی کا حق ہے اور سب تو بس نام کے دوست ہیں۔

اس مبتدی کا حال جو محبوب حقیقی کی طلب میں مرتبہ فنا تک نہیں پہنچا لیکن اُسکو تجلیات ہوتی رہتی ہیں

(۱۱۲۰) پیا کے بچھڑیں مو ریہا کسکت کونے گاؤں پیا ڈھونڈھن جاؤں
لگے جیو کس کس

محبوب سے بچھڑتے میرا دل کسک رہا ہے۔ کس گاؤں اُسے ڈھونڈھنے جاؤں۔ اب میرا دل کیسے لگے۔

(۱۱۲۱) چین نہیں بن آئیں ان بن پگ نہ کبھوں ماٹھہرے پاؤں

جنگل میں بھی ان کے بغیر چین نہیں ہے اور گھر میں بھی پیر نہیں ٹھہرتے۔

(۱۱۲۲) آسئے آس کٹے دن ماسا بئیں گذر گئی رٹے نے ناؤں

امید ہی امید میں دن اور مہینے بیت رہے ہیں۔ نام رٹتے رٹتے ساری زندگی بیت گئی۔

(۱۱۲۳) نسدن جات دکھے ماسجنی کہاں تلک اب کہہ گم کھاؤں

اے سکھی دن رات اسی کلفت میں کٹتے جا رہے ہیں آخر کہاں تک اب صبر کروں۔

(۱۱۲۴) ڈاؤں گہہ سنگ لاگوں پی کے پیو جو ملا کہوں اب کی ڈانوں

اب کی بار اگر ملاقات ہوئی تو اُس کا دامن نہ چھوڑوں گی کہیں ملے تو۔

(تیری تو خوبڑی ہے یہ اپنا بنا کے چھوڑ دے وہ بھی بڑا ہے باولا تجکو جو پا کے چھوڑ دے)

(۱۱۲۵) نگر نگر بن بن ہم ہیرا پیو سو رہے کاظم کے گاؤں

نگری نگری جنگل جنگل اُسے ڈھونڈھ پھری لیکن وہ ملتے کہاں۔ وہ تو کاظم کے گاؤں میں بستے ہیں۔

محبت مجازی حقیقت پر بھی محمول کر سکتے ہیں

(۱۱۲۶) من ماں ہو تری جبھ گئی آن - ہو

زلفیں چھوٹی ناگن سی مکھ پر وہ پیاری مرمر مسکان

اے محبوب تیری ادائیں دل میں کھب گئیں۔ ناگن ایسی زلفیں پیارے مکھڑے پر آزاد چھوٹی ہوئی ہیں وہ دلکش مسکراہٹ۔ ہائے اےوہ ادا ہے جس کا کچھ نام ہی نہیں ہے)

(بکھرائے مصحف رخ رنگیں پہ کاکلیں کافر گھٹا کی چھاؤں میں قرآن لئے ہوئے)

(۱۱۲۷) تان کہاں چتون کے بان کی تان کے مارے جو بھنویں کمان

نگاہوں کے تیر سہنے کی تاب کس میں ہے اور پھر اس وقت جبکہ ابروؤں کی کمانیں تان تان کے تیر چلا رہی ہیں

(۱۱۲۸) یہی آن سے پھر آؤ سنمکھ بلہاری واری قربان

میں تم پر قربان۔ ذرا پھر اُسی انداز سے سامنے آؤ۔ (قربان نگاہ تو شوخ باز نگاہ ہے)

(۱۱۲۹) بہت دنن ترسی مگ ہیرت ونیگ ملو پیا انہوں آن

بہت دنوں تمھارا راستہ دیکھتے دیکھتے ترستی رہی۔ اب بھی سویرا ہے جلد آکر مل جاؤ۔

(۱۱۳۰) ایک تو میں ترسوں دوجے یہ دکھ آئے تیری دیکھے کوئی آن

ایک تو میں تمھارے دیدار کی ترسی ہوئی ہوں دوسرے یہ غم کہ تمہاری ادائیں دوسرے (رقیب) دیکھیں اور میں محروم ہوں

(۱۱۳۱) مان نہ کر کہا مان جو کاظم تو ہے دیکھے اپنے من مان

ضد نہ کر کہا مان تو تاکہ کاظم تم کو جی بھر کے دیکھ لے۔

نصیحت اور بے ثباتی دنیا

(۱۱۳۲) جگ رہنا دن چار
دیکھ نہ بھولے من مایا میں کایا میں صاحب نہ بسار

دنیا میں چار دن رہنا ہے۔ خبردار کہیں اُسکے کھڑاگ میں پھنس کر مالک کو نہ بھلا دینا۔

(۱۱۳۳) یہ جگ ما جو میت ہیں سوئی بیری ہیں نیکے بوجھ بچار

اس دنیا میں جن کو تم دوست بنائے ہو وہی در اصل تمہارے دشمن ہیں۔ اچھی طرح سوچ سمجھ لو (عسٰی ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم)

(۱۱۳۴) جائے بیٹھے سادھن کے سنگت جو چاہے اپنا نستار

جو اپنی نجات چاہتا ہو وہ درویشوں کی صحبت اختیار کرے۔

(۱۱۳۵) کون اُپاؤ ترے کو وُکاظم تارو نہ چاہے جو کرتار

اے کاظم بھلا کسطریقہ سے کوئی نجات حاصل کرسکتا ہے جب تک کہ خود مالک کا فضل شامل حال نہ ہو۔

ایضًا

(۱۱۳۶) اے میں تو مری برہ کی ماری
کہاں اُس بید ملے جو بتھاسن اوکھد ویسی بتاوے ہماری

اے میں تو جدائی کے روگ سے مر رہی ہوں۔ ایسا وید کہاں ملے جو میرا حال شنکر میرے لیے دوا تجویز کرے

(۱۱۳۷) مَن کی پیر تن کی ناری سے تنک نہ جانے بید اناری

دل کا درد نبض سے معلوم کرنا چاہتا ہے۔ ہائے یہ وید کیسا ناتجربہ کار ہے۔

(۱۱۳۸) بن درسن دُکھ پاوُں سر سن درسن پائے مروں ادھکاری

بغیر درشن کے میں بڑے کرب و بےچینی میں ہوں اور جب اُسکو دیکھتی ہوں تو تاب نظارہ نہ ہونے سے اور بھی جان پر بن جاتی ہے۔

(۱۱۳۹) نیک بھیو کھوں برہ کا مارا برہ کی پیر سب سے ہے نیاری

جدائی کا مارا کہیں اچھا بھی ہوتا ہے۔ جدائی کی تکلیف سب سے نرالی ہے۔

(۱۱۴۰) نیارے بھئے یہ دکھ سے کاظم اُن کی لگی صاحب سے یاری

کاظم اس فراق کے دُکھ سے چھٹکارا پا گئے۔ اس لیے کہ مالک سے انکی گہری دوستی ہوگئی ہے۔

سالک کو غفلت سے باز رکھنے کیلئے پند و نصیحت

(۱۱۴۱) درس اب کینہک ہوئی بیس گئی ترِی کھوئی

تیری ساری عمر تو اکارت گئی دیدار کیسے ہوگا۔

(۱۱۴۲) ہت کیئے بیت جانکے جگ ما بیری رہے سب کوئی

جنکو دوست سمجھ کر تونے دل لگایا تھا وہ سب تیرے دشمن ہی رہے۔

(۱۱۴۳) کھائے سوئے دِن رات گنوائی نام بھجن کب ہوئی

ساری زندگی دنیاوی لذتوں میں گنوادی اب اللہ کی یاد کب ہوگی۔

(۱۱۴۴) صاحب سے جو پریت نہ کینھی پُن پچھتیہے روئی

جس نے مالک سے محبت نہ کی وہ بعد میں سدا ہاتھ ملتا رہے گا۔

(۱۱۴۵) آؤ پھل چاکھ درس کا من میں ہیت کا پروا بوئی

آؤ اُسکے دیدار کا پھل چکھ کے اپنے دل میں اُسکی محبت کا پودا لگائیں۔

(۱۱۴۶) کر بھوجن وہ نام بھجن کا دوؤ جگ سے کر دھوئی

دونوں عالم سے ہاتھ کو دھوئے اور پھر خدا کی یاد کو دال روٹی (مزاولت) کرلے۔

(۱۱۴۷) کچھ دِن جگ سَنگ تاک بھجن کر پھر رہ پیا سنگ سوئی

کچھ دنوں سنسار کو تیاگ کے اُسکی یاد کر۔ پھر اُسکی معیّت کے مزے لوٹ۔

(۱۱۴۸) سُدھ ہوئے جہ پی کے نام سے رہے کاظم سنگ سوئی

جس پیا کے نام سے سُدھ حاصل ہوتی ہے وہ تو کاظم کے ساتھ رہتا ہے۔

محبوب کے دیدار کی طلب
ٹھمری

(۱۱۴۹) سئیاں نا چھپاؤ ہو درس بھکاری سوں چھب پیاری

اے محبوب مجھ سے اپنا مکھڑا نہ چھپا۔ تیری پیاری صورت کے درشن کی بھکاری ہوں۔

(۱۱۵۰) رہی اگم دیکھت مکھ پیا را — انہوں دکھاؤیں واری

جیسے پہلے تیرا رخِ زیبا دیکھتی تھی ویسے ہی اب بھی دکھاتا رہ۔ میں قربان۔

(۱۱۵۱) جان بوجھ ہم کا بسرائے — کا تقصیر ہماری

جان بوجھ کے تونے ہم کو بھلا دیا ہے آخر کس قصور پر۔

(۱۱۵۲) بس کر جن ترساؤ درسن کون — اری میں مری برھ کی ماری

اب بس کر۔ دیدار کو نہ ترسا۔ ارے میں تو یوں ہی فراق میں مر رہی ہوں۔

(۱۱۵۳) درسن پاویں کاظم توری پیت سیں — مو کہے جا پھر مانگ بھکاری

کاظم تو تیری محبت میں کامیاب ہو کر جلوۂ بے حجاب سے ہمکنار رہا ہے مجھ سے کہتے ہو کہ "جا پھر مانگنا" (کل پڑاتے ہو)

(ملنے کا جو سوال کروں ہوں زلف و رخ دکھلاتے ہو۔ برسوں ہم کو یوں ہی گذرے صبح و شام بتاتے ہو)

محبت اور طلب بغیر استعدادی کا اظہار کہ جب مقام وحدت تک رسائی نہیں تو مقام احدیت تک کیسے کوئی پہنچ سکتا ہے

(۱۱۵۴) پیارے تورے درسن کاں جیو للچائے — مکھ نہ دکھائے پیت لگائے

اے پیارے تیرے دیدار کو میرا دل للچا رہا ہے۔ محبت کر کے اب منہ نہیں دکھاتا۔

(۱۱۵۵) اوگن آڑ بھئے ہیں پا تیں — درس مانگت من ہمرو لجائے

میری خامیاں میرے لیے حجاب بن گئی ہیں اس لیے دیدار کی خواہش کرتے میرا دل شرماتا ہے۔

(۱۱۵۶) تورے گرب مولے سرب اوگن پن — کہ ب ملے کا کون اپائے

ایک طرف تیرا غرورِ حسن اور دوسری طرف مجکو اپنے نقائص کا احساس۔ پھر آخر کون ترکیب تیرے ملنے کی کی جائے۔

روا وہ غرورِ عزو ناز۔ یاں یہ حجاب پاس وضع — راہ میں ہم ملیں کہاں بزم میں وہ بلائے کیوں

(۱۱۵۷) نان والا کب مانے کہو کاں — گرب سے کو نیرے ٹھہرائے

وہ بے نیاز بھلا کب کسی کی مانتا ہے۔ اُس کے حسن کے رعب سے کون اُسکے سامنے ٹھہر سکتا ہے۔

(۱۱۵۸) ڈر واچے لو پہنچ کٹھن ہے — مندر بیچ کوئی کیسے جائے

اُسکے دروازہ ہی تک پہنچنا مشکل ہے پھر اُسکے خلوتکدۂ ناز میں جانا کیسے ممکن ہے ۔

(۱۱۵۹) نیڑے جانت ہوں تو ہے نیکے کس بھئے دیکھبے کاں دور بنائے

تیرے قریب ہونے کا اچھی طرح علم ہے پھر بظاہر اتنی دور کیوں معلوم ہوتا ہے ۔

(۱۱۶۰) باٹ کٹھن چلو جات نہ مو سے بئیں گئی یہی غم ما ہائے

راستہ بہت کٹھن ہے میرے قدم نہیں اُٹھتے ۔ ہائے میری عمر اسی غم میں گئی ۔

(۱۱۶۱) کا غم کھائے کا ظم کاں درسن رہیں درس رہیں اب کا غم کھائے

کاظم کس بات کا غم کھائے جبکہ اُسکو دیدار حاصل ہے ۔ دیدار میسر ہوتے ہوئے اب کس چیز کا غم ۔

خلق سے منقطع رہنے اور خلوص و نیاز سے پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر رہنے کی نصیحت جس سے کشفِ حقیقت ہوتا ہے

(۱۱۶۲) سب کو بیگا نا جان مورے ٹلبا
نیہہ نہ کر کا ہو تن جگ ما بچھڑب جو ہے ندان

اے میرے بھیا یہاں سب کو بیگانہ ہی سمجھ ۔ دنیا میں کسی سے محبت نہ کر کیونکہ یہ سب یقیناً بچھڑ جانے والے ہیں ۔

(۱۱۶۳) چار دِنا کی پریت لگائے کے دُکھ لیو سر پہ ندان

چار دن کی یاری کر کے خواہ مخواہ اپنے سر وبال لیے اور اپنی جان آفت میں ڈالی ۔

(۱۱۶۴) ہم تو میت ستگر کا پایا جیو اُن پر قربان

ہم نے تو اپنا دوست اپنے مرشد برحق ہی کو پایا ۔ اُن پر میری جان نثار ہے ۔

(۱۱۶۵) آؤ سکھ مارگ گر کے چرن دھر مان نہ کر کہا مان

مرشد کے قدموں پر سر ڈالدے اور عرفا کی راہ پر آ ۔ ضد نہ کر کہا مان لے ۔

(۱۱۶۶) تن تیں من ، من تیں جیو ، جیو تیں پیو ہے ۔ آگم پہچان

جسم کو دل سے تعلق ہے اور دل کو روح سے اور روح کو محبوب سے ۔ اس سے آگے پہچاننے کی خود کوشش کرو ۔

(۱۱۶۷) آوے نہ جائے کہوں گر کی دیا تیں پاوے سب ما سمان

نہ کہیں آئے نہ جائے بلکہ مرشد کی عنایت سے سب میں اُسی کو جاری وساری دیکھے ۔

(۱۱۶۸) جاکو جان سُکھ پاویں کاظم جان تو ہو میری جان

کاظم نے جس کو جان کر (عرفان پاکر) سُکھ پالیا ہے اے میری جان تو بھی اُسکو جان لے۔

کھرڑہ

نصیحت اور سلوک اور قرب راہ کا بیان

(۱۱۶۹) کب من جائے بہک اب سجنی جب سے دیا بہی اُن کی تنک

اے ہمدم جب سے اُن کی تھوڑی سی عنایت ہوگئی ہے اب میرا دل کب بہک سکتا ہے۔؟

(۱۱۷۰) بھٹک چھوٹی ستگر کے ملتے گھٹ ما پی کی پائی جھمک

مرشدِ حق کے ملتے ہی دل کی بھٹک دور ہوگئی اور اپنے ہی میں محبوب کا جلوہ نظر آنے لگا۔

(۱۱۷۱) تو بھولے گیان آئے بہت سے بھجن کر پیم اگن اُٹھے ہیے کی دہک

تو بھی آکر اس طریقہ کو سیکھ لے اور محبت و خلوص سے اُس کی یاد کرتا رہ تاکہ محبت کی آگ دل میں دہک اُٹھے

(۱۱۷۲) جر جائے موہ مایا دو جگ کی دیکھ وہ چھب چنچلا کی چمک

(تاکہ) اُسکے جلوہ کی برق آسا چمک دیکھکر کونین کی خواہشات سوخت ہو جائیں۔

(۱۱۷۳) سوجھ پڑے مگ ہیرے من ہیں کیوں مورکھ بھرمت ہے نہک

غور کرتے ہی دل میں راستہ دکھائی دیگا۔ اے ناسمجھ کیوں بھٹکتا پھرتا ہے۔

(۱۱۷۴) سڑک لگی ہے پیا تک من تیں آد سودھی لگ تج نا سڑک

دل سے محبوب تک سیدھی سڑک موجود ہے۔ راستہ پر لگا رہ سڑک نہ چھوڑ (سلوک)

(۱۱۷۵) ترنا پے پل پیو تیں تو بھل ہوے کا جو بن جب جائی ڈھرک

جوانی ہی میں اُس سے وصال ہو تو بہتر ہے۔ جب جوش ومستی نہ رہے تو ملنے سے کیا فائدہ۔

(۱۱۷۶) پیاسے جن مر مدھ ہیم کو کاظم پتیں لے ہیو چھک چھک

تشنۂ دیدار نہ مر۔ کاظم سے شراب محبت لیکر خوب سیر ہو کر پی لے۔

(۱۱۷۷) باٹ ٹھو ہی پاچھے پڑیں مدھ پیو اور اگم جن بوجھ سڑک

راہگیر (سالکین) شراب محبت پیکر راستہ پر لگ جاتے ہیں۔ اِس سے آگے راستہ نہ پوچھو (یعنی ضرورت ہی نہ ہوگی)

(بدرقہ راہِ طلب میں نہیں ہمت کے سوا   راہبر کوئی نہیں جوشش محبت کے سوا)

پوربی

عنایت ازلی اصل چیز ہے سلوک و ریاضت تو بہانہ کے لیے ہیں

(۱۱۷۸) بھاگ سُہاگ وہی کے بڑے ہیں   جو ہیں سکھی پی کے من بھائی

اے سکھی جو پیا کی نظروں پر چڑھی ہیں اُن کے بھاگ سہاگ کا کیا کہنا وہ تو بڑے عروج پر ہیں۔

(۱۱۷۹) جا کی چھب پیاری لگے پی کوں   رُاکھے سدا اں ہیرے سوں لگائی

جس کی چھب محبوب کو بھا جائے اُس کو وہ ہمیشہ دل سے لگائے رہتا ہے۔

(۱۱۸۰) وے گُن کون ہیں کوئی بتاوے   جون گنن من پی کو رِجھائی

کوئی مجھے بتا دے کہ وہ کون سے اوصاف ہیں کہ جنکو حاصل کر کے میں محبوب کا دل اپنی طرف مائل کر سکوں

(۱۱۸۱) جب تک جاگے تو پیا رہے سمکھ   سوئے تو کنٹھ لگائے سوائی

جب تک جاگتی رہوں تو پیا نظروں کے سامنے رہیں اور جب سوؤں تو انھیں گلے لگا کر سوؤں۔

(۱۱۸۲) پیا سنگ تیری بنی رہی کاظم   اس پیا سے کہیے بن آئی

اے کاظم پیا سے تم سے خوب بنی رہی۔ پیا سے اور کس سے ایسی بنی ہے۔

(۱۱۸۳) گُن اوگن ہم سے کا پوچھت   ہر کی بوجھ ہر ائی سے پائی

ہماری اچھائیاں اور بُرائیاں ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ پیا کے رِجھانے کا طریقہ اُسی سے سیکھا ہے۔

وہ طالب کہ جس کو تجلی نہ ہونے سے قلق و صدمہ ہو

(۱۱۸۴) پیا تیرے جرائے بہت جرے   ہو نرد ئی نرموہی بڑے

اے محبوب میں تمہارے جلانے سے جل رہی ہوں۔ تم بڑے بیدرد و بے مروت ہو۔

(۱۱۸۵) نگ ہم ہیرے تم اورن سنگ   رین گنواؤ ہم تو مرے

ہم تو انتظار کے ستم اُٹھا رہے ہیں اور تم ہو کہ اوروں کے ساتھ راتیں گنواتے ہو۔

(۱۱۸۶) مندر بیچ اورن کو بلاؤ   ہم تو رہیں دروا جے بڑے

اپنی خلوت گاہِ ناز میں اوروں کیلئے تو بارِ عام ہے اور ہم ہیں کہ دروازہ ہی پر پڑے ہیں۔

(۱۸۷) بار بار سب کی پوچھت ہو ہم جانو مَن سے بِسرے

بار بار اور سب کی تو پوچھ گچھ رہتی ہے اور ہم کو بالکل ہی بھلا دیا ہے۔

(۱۸۸) دَیا کرو اک دن ہم ہوں پر پاس بُلاؤ کہ آؤ گھرے

خدا کے لئے کسی دن ہم پر بھی رحم کرو۔ یا تو ہمیں بلا لو یا ہمارے گھر آ جاؤ

(۱۸۹) ہم ڈریں نیئرے آوت تم سو لاگے رہو کاظم کے گرے

ہم تو تمھارے قریب جاتے ڈرتے ہیں مگر تم تو کاظم کے گلے لگے رہتے ہو۔

ایضاً

(۱۹۰) اب تک جیوں تیوں دن بھرے

آسے آس تیرے آون کی دَرس دِکھاؤ آؤ ہمرے گھرے

اب تک جس طرح ہو سکا دن کاٹے۔ تمھارے آنے کی تمنا ہی تمنا رہی (خدا کیلئے) اب تو درشن دو اور میرے گھر آؤ۔

(۱۹۱) آؤ جیت ہوں ملن کی آس پر آئے تو کیا جب ہمرے مرے

آجاؤ کہ تمھارے ملنے ہی کی امید پر جی رہی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر آئے بھی تو کیا۔

در بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم پس از آں کہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

(۱۹۲) بہت کٹھن سون بتیں نہ جانوں کو نے جتن نِس دن گذرے

اللہ ہی جانتا ہے کہ کتنی مشکل سے یہ دن رات ہم نے کاٹے ہیں۔

(۱۹۳) ہم ترسیں سُکھ لوٹیں کاظم جن کے رہو تم لاگے گرے

ہم تو ترسیں اور کاظم سُکھ لوٹیں! جن کے تم ہر وقت گلے لگے رہتے ہو۔

محبوب مجازی کی اٹکھیلیاں اور ناز

(۱۹۴) چھیڑ نہ رے موری کان ڈگریا جانے دے گھر کہوں پھوٹے نہ گگریا

اے محبوب میرا راستہ نہ روکو۔ مجھے گھر جانے دو۔ کہیں میری گگری نہ پھوٹ جائے۔

(۱۹۵) بِتن چھیڑت تُو گُن کے آگے　　لاج آدت جیا مورے نگریا

سب کے سامنے مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہو۔ میں شرم سے پانی پانی ہوئی جاتی ہوں

(۱۹۶) جائے چھیڑو کہُو اور کو موہن　　موہی سے کا تیری اٹکی بگریا

جاؤ۔ کسی اور کو جا کر چھیڑو۔ کیا بس ایک میں ہی تمھارے چھیڑنے کیلئے رہ گئی ہوں۔

(۱۹۷) بیر لگت موری ساس لڑت ہے　　یہی کارن کل موسے جھگریا

دیر ہونے سے میری ساس مجھ سے جھنجلاتی اور لڑتی ہے کل مجھ سے اسی بات پر ان بن ہو چکی ہے۔

(۱۹۸) یہی بدھ جو نت چھیڑے تو کاظم　　کیسے رہب ہم متھرا نگریا

اے کاظم اگر وہ اسی طرح مجھے چھیڑتا رہا تو میں متھرا نگر میں کیسے رہنے پاؤں گی۔

اگر دونوں جہان میں راحت و آرام چاہتا ہے تو ذکر محبوب سے اُنس پیدا کر تا کہ وحدت کا مشاہدہ ہو۔ عالمِ فانی سے دلبستگی پیدا کرنے سے سوا شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں

(۱۹۹) سکل تج من کو لگاؤ داہی سوں　　جو چہے من کو رہے نت کل موں

سب کو چھوڑ کر اسی سے دل لگاؤ اگر یہ چاہتے ہو کہ ہمیشہ دل آسودہ رہو۔

(۲۰۰) کاہے ارجھے تو رکھ جگ ما　　جات چلو ہے جو چھن پل موں

اے نا سمجھ کیوں اس دنیا میں اپنے کو الجھائے ہے جو لحظہ بہ لحظہ گذری جا رہی ہے۔

(۱۲۰۱) مت کو مین جیوں بین بھولے رہے　　جانے نہ جل کو رہے نت جل موں

اپنے مقصد اصلی کو بھولے ہوئے ہو۔ جیسے مچھلی پانی میں رہتے ہوئے بھی اسکی ماہیت سے انجان ہے

(۱۲۰۲) بھرم چھانڈ لکھ سُرت لگائیکے　　مورت واکی من کے کنول موں

ماسوا کو چھوڑ کر اور یکسوئی حاصل کر کے اپنے دل کے کنول میں اُس کا جلوہ دیکھو۔

(۱۲۰۳) جیسے برچھ ما پھل نرکھت ہے　　ویسے برچھ نرکھ یا پھل موں

جس طرح درخت میں پھل دیکھتے ہو اسی طرح اس پھل میں درخت کو دیکھو۔

(۱۲۰۴) جا کوں کہیں مورت سوں نیارا — کاظم دیکھے واکو سکل موں

لوگ جس کو صورت سے منزہ کہتے ہیں کاظم اُس کو کائنات کی ہر صورت میں جلوہ گر دیکھتا ہے

ایضاً۔ بیانِ جذبہ

(۱۲۰۵) آئے ہمارے پیتم آج — پی کے آوت دُکھوا گیو بھاج

آج ہمارا محبوب آپہنچا۔ اس کے آتے ہی میرے دُکھ درد مٹ گئے۔

(۱۲۰۶) سب گُنیں آئے آئے منگل گاؤ — اپنی اپنی لائے سماج

آؤ سب سکھیاں مل کے خوشی کے گیت گائیں۔ ہر ایک اپنی اپنی ساتھیوں کو لے کر آؤ۔

(۱۲۰۷) کاج بنا جگ ماکہوں دیکھا — بن آوت کاہو کو کاج

کیا دنیا میں کوئی کام بغیر مقصد کے تعین کے بنتے دیکھا ہے۔

(۱۲۰۸) کاج بنت سب اُن کی دیا سے — بھولو نہ کوئی اپنے کاج

ان کی عنایت ہی سے مقصد حاصل ہوتا ہے۔ کسی کو اپنا مقصد نہیں بھولنا چاہیئے۔

(۱۲۰۹) آبھی پیا آئے کاظم کے — سکھ سے کریں وے جگ جگ راج

کاظم کے پیا تو از خود اس کے یہاں آگئے۔ اب وہ عیش کریں اور ہمیشہ راج کرتے رہیں۔

ایضاً بیانِ طلب

(۱۲۱۰) کوئی ہمیں لے چلے پی کے دیس — جہاں رُوپ نہ رنگ نہ بھیس

کوئی مجھے ایسے محبوب کے دیس میں لے چلے جہاں نہ صورت ہے نہ رنگ نہ ہیئت۔ (مقام لاتعین)

(دل ڈھونڈھتا ہے کوئی مکاں دو جہاں سے دور — اس آب کی زمیں سے الگ آسماں سے دور)

(۱۲۱۱) میں بل جاؤں واکے جو لے جائے — پیا تک اپنا ہمارا سندیس

میں اُس کے قربان جو میرا اتنا پیام میرے پیا تک پہنچا دے گا۔

(۱۲۱۲) مایا رُوپ سوں نا ہیں نکاست — اب تو رُدپا ہوگئے کیس

مجھے مایا کے جنجال سے کیوں نہیں نکالتا۔ اب تو میرے بال سفید ہوگئے۔

(۱۲۱۳) بالاپن تر نا پا گیو سب — من میں رہا یہی سوچ اندیس

بچپن اور جوانی سب گذر گئے۔ دل میں یہی تردد رہا۔

(۱۲۱۴) کاظم تم پہنچاؤ ناہیں تو — جات اکارت جو رہی بس

اے کاظم تم ہی (محبوب تک) پہنچا دو ورنہ جو عمر باقی ہے وہ بھی اکارت جائے گی۔

نٹ راگ

مناجات

(۱۲۱۵) بس رہو پیارے موری انکھین آئے

جو چھب لکھ رہیں انکھیاں سیتل — جائے اگن بچھڑن کی بجھائے

اے پیارے محبوب میری آنکھوں میں آکر بس جاؤ۔ تاکہ ان جلوؤں کے دیکھنے سے میری آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ اور جدائی کی آگ بجھ جائے۔

(۱۲۱۶) اٹھ جائے من سے جو ہو کوئی دوسر — رہ جا تو ہی تن من میں سمائے

اگر دل میں کوئی غیر ہو تو اٹھ جائے۔ بس تو ہی تو دل و جان میں سما جائے۔

(۱۲۱۷) بچھڑت ملت دیکھ پیا موری — سدھ بدھ سگری جات بھلائے

اے پیارے فراق و وصال کی گوناگوں کیفیتیں دیکھ کر میرے تو سارے عقل و ہوش گم ہوئے جاتے ہیں۔

(۱۲۱۸) پی کے نین پی کوں لکھ کاظم — بھاگ بنیکے بھل پائے بنائے

کاظم محبوب ہی کی نگاہوں سے محبوب کو دیکھتا ہے۔ اس نے کیا ہی اچھی قسمت پائی ہے۔

نغمۂ گوری

ثناء الٰہی اور اس کی بارگاہ میں مناجات

پھندے بیچ جو پڑے پیارے تہارے — مریں جو وے پھر نکسیں نارے

اے پیارے محبوب جو تیرے پھندے (دام زلف) میں گرفتار ہوئے ہیں اگر مر جائیں تو بھی وہ اس پھندے سے چھٹکارا نہیں پا سکتے ہیں۔

(۱۲۲۰) پھانسی پیم کی ڈار پھر پھندے — لیو نار جیو ہمرا پیارے

دھوکے سے محبت کا پھندا گلے میں ڈال کر میری جان نکال لی۔

(۱۲۲۱) پھانسی جا سے چھوٹے گر پھانسی — سکھ آنند ہوئے جی کو ہمارے

ایسی پھانسی (محبت کی) جس سے گلے کی پھانسی (علائق دنیوی) چھوٹ جائے تو پھر میرے لئے عیش ہی عیش ہے

(۱۲۲۲) پھانسی سے جگ ڈرے ہے اچرج — ہم پھانسی کے کارن ٹھاڑے

دنیا تو اس پھانسی سے لرزاں و ترساں ہے لیکن مجکو حیرت ہوگی کہ ہم اسی دار و رسن کے منتظر کھڑے ہیں۔

(۱۲۲۳) اپنے پیم کی پھانسی ڈار کے — کاظم کا تیں بھلا نارے

اپنی محبت کا پھندا گلے میں ڈال کر کاظم کو تو نے خوب نکالا ہے (ابتلا و خواہشات سے)

محبوب حقیقی سے محبت دائمی اور گرویدگی باوجود رکاوٹوں کے یہ محض اس کے فضل سے ہے

(۱۲۲۴) میں تم کا کب چھوڑا — برج رہے جب لاکھ کروڑا

میں نے تمکو اس حال میں بھی کب چھوڑا جبکہ برج میں لاکھوں کروڑوں تمہارے چاہنے والے موجود تھے

(۱۲۲۵) اب کا پھر ہی۔ کہو کے پھیریں — گیو شو گیو من مورا

اب بھلا کسی کے پلٹائے (میرا دل) پلٹ سکتا ہے جس سے دل لگنا تھا لگ چکا۔

(۱۲۲۶) آٹھ پہر ما ایکو گھڑی مل جا — سانجھ ہوئے کہ بھورا

آٹھ پہر میں ایک ہی گھڑی کے لئے مل جاؤ۔ خواہ شام کو یا صبح کو۔

(۱۲۲۷) تھوڑ و بہت ہے تیرا ہم کو — ہمر و بہت سب تھوڑا

تمہاری ایک ہلکی سی نظر عنایت میرے لئے بہت ہے میری انتہاء محبت تیری نظر میں کچھ قیمت نہیں رکھتی

(تیرے لئے تو کچھ نہیں میرے لئے بہت ہے یہ — ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اپنا بنا کے چھوڑے)

(۱۲۲۸) جب کر ہاتھ گہے چرنن کے — ہوئے گئے باٹ کے روڑا

جب مضبوطی سے بیٹھے تیرے قدم پکڑ لئے تو اب میں جادہ استقامت سے ہٹ نہیں سکتا تیرے راستہ کا روڑا ہو گیا ہوں

(۱۲۲۹) سدا رہو کاظم سے ہم پچھ — آئے کرو کبھوں تو نہورا

کاظم سے تو تم ہمیشہ ملتے ہی رہتے ہو۔ ذرا ہم پر بھی کبھی عنایت کی نظر ہو جائے۔
(گل پھینکے ہیں اوروں کیطرف بلکہ ثمر بھی ۔ اُو خانہ برانداز چمن کچھ تو اِدھر بھی)

مجاز میں گرفتاری

(۱۲۳۰) میں تو مری رے مری چتون کی ماری ۔ موہنی چتون پر میں واری
ہائے میں تو تیری جنبش نظر کی ماری ہوں۔ میں اس جادو بھری نگاہ کے قربان۔

(۱۲۳۱) ایک دن رین اندھیری آئو ۔ میں جانوں کی بھئی اُجیاری
ایک روز ایسا ہوا کہ تم اندھیری رات میں آئے میں سمجھی کہ صبح ہو گئی۔
(شب عاشقان بیدل چہ شب دراز باشد ۔ تو بیا کز اول شب در صبح باز باشد)

(۱۲۳۲) سنمکھ ہوئے جُتھیں چتیو ۔ چتوت برچھی لاگی کاری
سامنے آکر جب مجکو دیکھتے ہو تو نظر پڑتے ہی میرے دل پر کاری برچھی لگتی ہے۔

(۱۲۳۳) پھر پھر چت چتو رہی چتوت ۔ گھاؤ گھائے ہوں ناہیں ہاری
بار بار مجھے اپنے تیر نظر سے گھائل کرتے رہو۔ میں ابھی تک سیر نہیں ہوئی ہوں۔

(۱۲۳۴) ہمے چتون کی قدر ہمیں کو ۔ اور کون ہے جون سنبھاری
ہم ہی اسکی چتون کی قدر جانتے ہیں اور کون ہے جو یہ چوٹیں سہار سکے۔

(۱۲۳۵) دن تو جیوں تیوں بیت جات ہے ۔ رین ہوت سو ٹھو مو پر بھاری
دن تو جیوں تیوں گذر رہا ہے لیکن رات مجھ پر بہت بھاری ہوتی ہے۔

(۱۲۳۶) درس مانگت کہے کاظم مو سوں ۔ جا پھر مانگ اب درس بھکاری
درشن مانگتے وقت اے کاظم وہ مجھ سے کہتا ہے کہ اے درشن کے بھکاری آگے بڑھو۔ پھر آنا۔

محبوب کی دلربائی

(۱۲۳۷) کون جادو گر نگر ما آوا
جن گوکل متھرا کوں چھل چھل ۔ مرلی پھونک بورادا

ایسا کون جادوگر بستی میں آ گیا جس نے گوکل اور متھرا کو فریب دیکر اور بانسری بجا بجا کر پاگل بنا دیا ہے

(۱۲۳۸) چھپ جاؤ دا کی چتون جادو ہوئے نہ جادوگر پھر آدا

جس کی سرتا پا چھب جادو ہے اور نظریں بھی جادو ہیں۔ کیا وہی جادوگر پھر آگیا۔

(۱۲۳۹) سب کو چھلے یہ بالک دیکھو ابنک دا کو نہ کاہوں چھلاوا

یہ کمسن سب کو فریب دیا کرتا ہے۔ اس کو اب تک کوئی فریب نہ دے سکا۔

(۱۲۴۰) سو بس بھئو کاظم کے نہ جانو اُن کا وا پر ٹونا چلاوا

وہ کمسن فریب دینے والا نہ معلوم کیسے کاظم کے بس میں ہو گیا ہو خدا جانے کونسا منتر اس نے اُس پر پھونکا ہے

محبوب مجازی کی مہربانی

(۱۲۴۱) مو سے بولے آج پیارے اے میں واری جاؤں

میرے پیارے آج مجھ سے محبت سے بولے۔ اے میں صدقے قربان جاؤں۔

(۱۲۴۲) رین دنا ہیئے دھیان یہی رہو ناچت مورے کہوں ڈولے

ہر وقت مجھے یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں میرا دل ڈانواں ڈول نہ ہو جائے۔

(۱۲۴۳) اب مکھ کھول نیکے چتوت ہے نینوں دالے انمولے

اب وہ انمول نینوں والا بے نقاب ہو کر میری طرف دیکھ رہا ہے۔

(۱۲۴۴) ایک بول ما سو چھتراییں کون کہت دا کوں بھولے

اس کے ایک ایک فقرہ میں ہزاروں چھل فریب ہیں۔ اس کو کون بھولا بھالا کہتا ہے۔

(۱۲۴۵) رُوندھا جیو اب جائے کھلا جب جی کی گھنڈی دیں کھولے

اب جا کر میرا رُندھا غمگین دل بشاش ہوا جب اُس نے دل کی گتھی کھول دی۔

(۱۲۴۶) کاظم ایسے چلن سیں ہمارے دا کے اوپر جنبد کھولے

اے کاظم اس کے ایسے محبت کے برتاؤ سے میرے دل میں اور بھی اس کی جگہ ہو گئی۔

محبوب مجازی کی شکایت

(۱۲۴۷) اٹکے کہوں بدیس اسیّاں

ہیرت بتیاں بہت دکھ پیاں — اب کو پی کو ملا وے گئیاں

محبوب کہیں پردیس میں اٹک گئے۔ راستہ دیکھتے دیکھتے میں نے بہت دکھ جھیلے اے سکھی اب کون ہے جو مجھے اُن سے ملا دے۔

(۱۲۴۸) نا آئے نہ لکھی اُن پاتی — آسے آس ہم تو مر گیاں

نہ تو خود آئے اور نہ کوئی پیغام بھیجا۔ ہم تو آس ہی آس میں مر گئے۔

(۱۲۴۹) کون جیاوے جو پی کو ملاوے — بل جاؤں واکی لیوں بلیاں

کوئی ایسا مل جاتا جو مجھے پیا سے ملاکر دوبارہ زندگی دلاتا تو میں اُس پر دل و جان سے قربان ہو جاتی۔

(۱۲۵۰) کھبر لیاؤ مورے بیر پتیسکوا — ہال ہال میں پڑوں تورے پئیاں

اے میرے مہربان قاصد مجھے میرے پیا کی خبر لا دے میں تیرے قدموں پڑوں۔

(۱۲۵۱) دیکھ تو چت لگی کاسوں پی کی — پی کے من کی ہیں کون چھلیاں

ذرا خبر تو لگاؤ کہ محبوب کا دل کس سے اٹک گیا ہے پیا کے من کو لبھانے والی کون ہے۔

(۱۲۵۲) یہی بدھ جگ ما آئے سب پھنس گئے — تم بن کون نسارے گسئیاں

اسی طرح دنیا میں آکر سب پھنس گئے۔ تیرے سوائے مالک انکو کون (ان الجھاؤوں سے) نکال سکتا ہے

(۱۲۵۳) پار ہے کیے کا ظم کا بیڑا — اب کر پار سنگت کی نئیاں

تو نے کاظم کا بیڑا تو پار لگا دیا۔ اب اُن کے ساتھیوں کی نئیاں بھی پار لگا۔

نغمۂ دھناسری

عنایت مرشدی سے وصل الی اللہ

(۱۲۵۴) گیو بھرم گرکی کرپا سوں پرگھٹ پیو پیروا — کون کون بچھڑیا دکھ دیکھا جب سی لگیو نہروا

ماسو اللہ کا خیال مرشد کی عنایت سے جاتا رہا اور محبوب بے حجاب ہو گیا۔ جب سے اُس محبوب سے محبت ہوئی کونسی مصیبت و تکلیف باقی رہی جو ہم نے اُس کے فراق میں نہیں جھیلی؟

(۱۲۵۵) باس آوت چھو اور سے پی کی اب میں پھولے ناہیں سماؤں
جاکو دور کہت رہے لوگوا سو آئیو نیروا

چاروں طرف سے پیا کی خوشبو مہک رہی ہے اب میں پھولے نہیں سماتی جس کو لوگ دور بتاتے تھے وہ تو اب بالکل میرے قریب آگیا۔

(۱۲۵۶) سُتگرُو کی سنگت مار رہ گے۔ اَنجن لے ہیے کے نیناں
کھول کھول گھونگھٹ مُکھ دیکھا۔ اُو جیہ بھیلو ہیرؔوا

مرشد برحق کے ساتھ رہکر اُن سے سرمہ لیکر دل کی آنکھ میں لگایا اور پھر محبوب کے رخِ زیبا سے حجابات ہٹا کر اُسے خوب ہی خوب دیکھا اس نظارہ سے میرا قلب روشن ہو گیا۔

(۱۲۵۷) کالے پیرے سیت ہرے ما۔ ہم تو دیکھا ہرے ہرے
پھر دیکھا ہرا نہ کالا کو دَنھ کہلو ہیرؔوا

کالے اور پیلے اور سفید و ہرے ہر رنگ میں ہم نے "ہر" (خدا) ہی کا جلوہ دیکھا۔ اسکے بعد (دید کی ترقی کے بعد) نہ ہرا دکھائی دیا نہ کالا۔ کون کہتا ہے کہ محبوب کا کوئی رنگ ہے۔

(۱۲۵۸) دُکھ سب گیو سُکھ آیو جی کوں کاظم۔ جُگ جُگ سُکھی رہے
پرگھٹ گُپت پیا کے پیلیں۔ اَت سُکھ پیلو جیرؔوا

سب تکلیفیں دور ہو گئیں اور اے کاظم دل کو ہمیشہ کے لیے چین و اطمینان نصیب ہوا۔ ظاہر و باطن میں اُسی محبوب کو جلوہ گر پاکر قلب کو کامل اطمینان ہوا۔

محبوب کی کمال مہربانی اور بذریعۂ جذبہ اپنی طرف متوجہ کرنا

(۱۲۵۹) ایک دن سنمکھ آئے مُسکائے کے لَس گے لینھو جیرؔوا
(۱۲۶۰) مُسکاتے میں روئے دیو وے ہنس کے لینھو جیرؔوا

ایک دن سامنے آئے اور مُسکرا کر میرا دل اڑا لے گئے۔ وہ مُسکرائے میں رو دیا (و فورِ سوز سے میرے آنسو جاری ہو گئے اور اُس نے ہنسی ہنسی میرا دل لے لیا۔

(۱۲۶۱) پھر رَس رَس گھر آئے بس بس کون کون دَنھ چھل گے گے
کیو آپنے بس کچھ نہ رہو بس اُس کے لینھو جیرؔوا

پھر آہستہ آہستہ آکر گھر میں بس بسے کر اوراللہ جانے کون کون فریب کر کے اپنے قابو میں کر لیا

اور اس طرح میرا دل چھینتا ہے کہ اب میرے پلے کچھ بھی نہ رہا۔

(۱۲۶۳) اب سو گھڑی پل چین نہیں ہے — اپنی بِتھا کا سُون کہیئے

(۱۲۶۴) جا کے لگی سو جانے کاظم — کس کے لینھو چھیڑ وا

اب کسی گھڑی چین نہیں ہے اپنی مصیبت کا حال کس سے کہیئے۔ اے کاظم جس کے لگی ہو وہی جان سکتا ہے کہ کس طرح اُس نے دل لیا (جسنے دل دیا وہی جانے)

اُسکے ایک جذبہ میں راہ سلوک کی تمام مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور سالک کو اپنی ہستی کا ادراک نہیں رہتا۔

(۱۲۶۵) اب موئے جی کی بھٹک گئی

چمکی جوت نرگن کی جی میں — من کی اندھیری سٹک گئی

اب میرے دل کی بھٹک جاتی رہی (اور دل کو سکون حاصل ہوا) جب اُس محبوب کا جلوۂ تنزیہی دل میں چمکا تو اُس سے دل کا اندھیرا کافور ہو گیا۔

(۱۲۶۶) سمجھے نور نشٹ ہمری اب لاگی — اور سبھی سر پٹک گئی

میری نظریں اب ایک جانب جم گئیں اور سب (حریف) سر پٹک کر ہار گئے۔

(۱۲۶۷) چھانڈو اپنی کرپا ہم سے — بہت کٹھی من میں اٹک گئی

اپنی عنایت و مہربانی سے ہاتھ نہ اٹھا۔ جو تو ہمات میرے دل میں تھے وہ تیری توجہ سے دور ہو گئے۔

(۱۲۶۸) ایسی دیا جو رہے کاظم پر — پھر سب جی کی کھٹک گئی

ایسی ہی عنایت اگر کاظم پر رہے تو پھر اس کے دل کی ہر کھٹک نکل جائے

پند و نصیحت

(۱۲۶۹) جن کرے کا ہو سے نہر وا

جگ کو چھوڑ چت جوڑ صاحب سے — جن بھٹکا و کہیں اور چھیڑ وا

(یہاں) کسی سے دل نہ لگاؤ۔ دنیا کو چھوڑ اور اپنا دل مالک سے لگاؤ۔ دل کو کسی اور طرف نہ بھٹکاؤ۔

(۱۲۷۰) رہ ٹھاکر پرشاد سدا تَیں صاحب سے مَن راکھے نیر وا

اے ٹھاکر پرشاد ہمیشہ خدا سے دل لگائے رہو۔

(۱۲۷۱) وا کو دوار اچھانڈ نہ کبہوں مَن سے تج دے سبھی دوروا

اُس کا در کبھی نہ چھوڑنا اور اپنے دل سے اور سب ہی دروازے چھوڑ دو (سب سے تعلق منقطع کرو)

(۱۲۷۲) پھر جیوں کاظم کر آننددیں جُگ جُگ گھٹ ہیں پائے پیر وا

محبوب حقیقی کو اپنے قلب میں جلوہ فگن دیکھکر کاظم کی طرح تم بھی ہمیشہ عیش و آرام اٹھاؤ۔

طالبوں اور غافلوں کو پند و نصیحت

(۱۲۷۳) آنکہ شود پیدا در عالم ہست فنا او را ہر آن

ایسی اَنت سوں چت کاں لگاوے بہت راکھے سوہے اگیان

عالم میں جو چیز پیدا ہوئی ہے اسکے لیے ہر آن فنا لازمی ہے ایسی فانی چیز سے جو کوئی دل لگائے اور محبت کرے وہ بڑا ہی ناسمجھ ہے۔

(۱۲۷۴) رو دل را بہ سپار بہ یارے کو با تو پیوستہ بود

جاکی ہت سوں دُو جگ سُکھ پاؤس. کھوجو آئے سب سُکھ کی کھان

اپنے دل کو ایسے یار کے حوالہ کر دو جو ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے۔ جس کی محبت (رحمت) کی بدولت دونوں عالم میں آرام پاؤ۔ اُس کانِ رحمت و طمانیت کو تلاش کرو۔

(۱۲۷۵) چونکہ ہمہ عمرت شد ضائع حسرت باز چہ کار آید

یاہی جنم کرلے جو چاہس۔ ہوئے نہ کچھ پچھتائے ندان

چونکہ تمہاری ساری عمر ضائع گئی اب بے وقت کی حسرت کس کام کی۔ اسی زندگی میں جو حاصل کرنا ہے کر لو۔ اے نادان بعد میں پچھتانے سے کیا ہوگا۔

(۱۲۷۶) گر می خواہی راحت جانی پندِ مرا از دل بشنو

سُکھ چاہو تو ملو کاظم سے۔ اُن کے بچن ہمرا اکھو دھیان

۱؎ ٹھاکر پرشاد تحصیل پھول پور ضلع الہ آباد کے رہنے والے تھے بحضرت عارف باللہ سے بیعت تھے اور آپکے نظر یافتہ تھے۔

اگر تم دلی راحت چاہتے ہو تو میری نصیحت دل سے سُنو۔ اگر سُکھ چاہتے ہو تو کاظم سے ملو اور اُس کی باتوں پر دل سے دھیان دو۔

نغمہ یمن وبہاگ

مناجات

(۱۲۷۷) پیا تیرے درسن کوں ترسے جیروا

جُو جُو درس ملت نہیں تو تو سُو سُو دُکھ پاوت ہے ہیروا

اے محبوب تیرے دیکھنے کو دل ترس رہا ہے۔ درشن ملنے میں جتنی دیر ہو رہی ہے میرا دل اور بیقرار ہو رہا ہے

(۱۲۷۸) لال بنا رنگ لال پیر بھبھو موہے کوؤ آن ملاوے پیروا

اُس لالہ رُو کے بغیر میری سرخ رنگت زرد پڑگئی ہے۔ کاش کوئی مجھے میرے محبوب سے ملا دے۔

(۱۲۷۹) نیہہ لگت تورے ہار گرے پڑی گروے لاگ آؤ من کے ہروا

محبت کرتے ہی تیرے گلے کا ہار ہوگئی۔ اے میرے دلبر میرے گلے لگ جا۔

(۱۲۸۰) چاہو ملو چاہو بچھڑو اب تو لاگ سُو لاگ ہمارو نہروا

اب چاہے ملو اور چاہے جدا رہو۔ تم سے دل لگنا تھا سُو اب لگ چُکا۔

(۱۲۸۱) جیسے اساڑھ تپے ہیا نینن جیوں ساون نت برکھے جھروا

جب اساڑھ تپتا ہے تب ساون برستا ہے ویسے ہی میری آنکھیں (فراق میں) تپتی رہیں اور اب ساون کی جھڑی لگائے ہیں۔

(۱۲۸۲) رنگ نہ روپ نرنجن نرگن سُوئی ہے پیا راگو را سانورا

جس میں نہ رنگ ہے نہ روپ وہ تو منزہ ہے۔ کبھی صباحت میں جلوہ گر ہوتا ہے اور کبھی ملاحت میں (تشبیہ و تنزیہ)

(۱۲۸۳) لاکھ جوجن رہے دور جو سب سے سو رہو کاظم تورے نیروا

جو لاکھوں کوس سب سے دور رہتا ہے اے کاظم وہ تیرے تو قریب ہے۔

محبوب مجازی سے شکوہ

(۱۲۸۴) کیوں آئے نہ شیام بہاری

کیتے دن روئے روئے نس جاگ کے بیت گئے آس لگائے دوارے

شیام ہماری کیوں نہیں آئے معلوم نہیں کتنے دن رو رو کر اور کتنی راتیں جاگ جاگ کر بسر ہوئیں۔ دروازہ پر آنکھیں لگی ہیں۔

(۱۲۸۵) آون کہی آئے نہیں ہم تو ایسیو کہن پر واری

آنے کا وعدہ کیا تھا آئے نہیں۔ ہم ایسے جھوٹے وعدوں پر قربان۔

(۱۲۸۶) گرب گمانی پیت لگاوت بجتے ہم کا ماری

وہ کہ اپنے حسن کے غرور میں چور رہے۔ ابتدائے محبت ہی میں اُس نے مجھے جیتے جی مار اُتارا۔

(۱۲۸۷) لوک لاج گھر بار تجا پئے بنوارِی نا بھئے ہمارے

دنیا کی شرم و غیرت طاق پر رکھدی اور گھر بار بھی تجا۔ پھر بھی وہ پیارا، اپنا نہ ہوا۔

(۱۲۸۸) ہمرے آوت کا بگڑت تیرو سانورے دئی سنوارے

میرے پاس آتے تمہارا کیا بگڑتا ہے۔ اے سانورے اللہ کے سنوارے۔

(۱۲۸۹) سوئی رہے نس گر لاگ کاظم کے دِنہو اُنہیں کے ٹھاڑھے

وہ ہیں کہ رات بھر کاظم کے گلے لگے رہتے ہیں اور دن میں بھی اُن ہی کے یہاں پڑے رہتے ہیں۔

گرفتاریِ مجاز

(۱۲۹۰) من موہن بنسی والے پھیر بجاؤ تیری عمر دراج

اے بانسری والے موہن اللہ تیری عمر دراز کرے ذرا پھر تو بانسری بجا۔

(پھر ہو سرگرمِ تکلم اُسی انداز کے ساتھ حسن لَو دینے لگے شعلۂ آواز کے ساتھ)

(۱۲۹۱) جِھ رس باجے بانسریا تِتھ رس باجے نہ کوئی ساج

جیسی رسیلی بانسری کی آواز ہے ویسا دُھرا اور کوئی ساز نہیں ہے۔

(۱۲۹۲) ایک بار دُھن سُنتے ہم سے چھوٹے گھر کے کاج

ایک بار اُسکی دُھن سُنتے ہی میں گھر کے سب کام کاج بھول بیٹھی۔

(۱۲۹۳) یہی ارمان رہت اب مَن میں دیکھیں تیری سماج

اب (صرف) یہی ارمان دل میں رہتا ہے کہ تیری محفل پھر ایک بار دیکھیں۔

(بہت لگتا ہے دل باتوں میں اُس کی وہ خود اپنی جگہ ایک انجمن ہے)

(۱۲۹۴) پھر جو کہوں باجے۔ آئے پہنچیں چھانڈ لوگن کی لاج

اب کی بار اگر بانسری بجی تو میں لوگوں کی شرم بالائے طاق رکھکر نکل آؤنگی۔

(۱۲۹۵) کہاں بھاگ جو سیام سکھی ری آوے ہمارے آج

اے سکھی میری ایسی قسمت کہاں جو میرا محبوب آج آ جائے۔

(۱۲۹۶) بن موہن ہوں دُکھ نا۔ کاظم کا اُن سے ملت دُکھ بھاج

میں تو بغیر موہن کے بڑے دکھ میں رہتی ہوں کاظم کی تکلیفیں تو اُن سے (محبوب سے) ملکر رخصت ہو گئیں۔

(۱۲۹۷) اُن سے اُن سے بھلی بنی ہے دے میتن ماسر تاج

اُن سے اور محبوب سے خوب بن رہی ہے۔ وہ تو عشاق میں سرتاج ہیں۔

حقیقت سے شکوہ اور ناز و نیاز

(۱۲۹۸) پیو ہمری اور چیت لاؤ ہل مل آنکھ نہ ہم سے چراؤ

اے محبوب ذرا ہماری طرف توجہ کرو۔ محبت کرکے اب آنکھیں نہ چراؤ۔

(۱۲۹۹) نا آوے تیں نا لکھے پاتی اِیتا نہ ہم کا بھلاؤ

نہ آتے ہو نہ خط لکھتے ہو اتنا تو ہمیں (دل سے) نہ بھلاؤ۔

(۱۳۰۰) کیسے کٹیں دن ہمرے نموہی کچھ پایا ہو تو بتاؤ

اے بے مروت ہمارے (ہجر کے) دن کیسے کٹیں گے۔ ذرا یہ بھی تو بتاؤ۔

(۱۳۰۱) تیرے لگی نہیں تیں کیا جانے کس ہوئے جی کا لگاؤ

تم نے محبت کی چوٹ تو کھائی نہیں تم کیا جانو کہ محبت کا درد کیسا ہوتا ہے۔

(۱۳۰۲) ستم نہ کر دِل ہاتھ میں لے کے دل دے کے جا سیکھ نیاؤ

دل لے کے اب ستم نہ توڑو۔ کسی کو جا کر دل دو اور سیکھو کہ محبت کیا ہے (تب قدر و عافیت معلوم ہو)

(۱۳۰۳) اپنے میت کاظم کی خاطر ہم سے تھوڑا راکھ بناؤ

اپنے دوست کاظم کے طفیل ہم سے بھی کچھ تھوڑی ہی سی رسم و راہ رکھو۔

یافت حق

(۱۳۰۴) ہیں پیا اپنا پایا نیئیڑ وا
جیسے تن ما رہت جیئیڑوا کھل سُکھ پاوَت مور ہیئیڑ وا

میں نے اپنے محبوب کو اپنے قریب پالیا۔ جیسے جسم میں روح رہتی ہے۔ اس سے میرا دل بہت سُکھ پا رہا ہے۔

(۱۳۰۵) نَین کھول نِرکھو پی کی چھب پٹ نہیں موندے ہیں اُگھرے کیوڑ وا

آنکھ کھول کے (چشم بصیرت سے) محبوب کا جلوہ دیکھو۔ دروازہ بند نہیں ہے کھُلا ہوا ہے۔

(۱۳۰۶) ٹھاڑھ رہے نِسدِن گھڑی پَل چھِن تم سووُ وہ جاگے پہیئڑ وا

وہ تو ہر لحظہ اور ہر گھڑی تمھارے پاس کھڑا رہتا ہے۔ تم سو رہے ہو اور وہ تمھاری حفاظت کرتا رہتا ہے۔

(لا تاخذہٗ سنۃٌ ولا نوم)

(۱۳۰۷) جا کے نِرنگ سب رنگ سے کاظم سو مورے آئے بسو ہے ہیئڑ وا

اے کاظم جو ذاتِ بے رنگ ہے وہ میرے دل میں آکر بس گئی ہے۔

خوابِ غفلت سے چونکانا اور اسی کی نصیحت

(۱۳۰۸) جگت پنکھی کا تماسا دیکھو لوگو ہم سے گیان لے اپنی کمت دیو چھوڑ

اے لوگو۔ دنیا کے لوبھی کا تماشہ دیکھو۔ اپنی بے عقلی چھوڑ دو اور ہم سے معرفت حاصل کرو۔

(۱۳۰۹) کَون کاج کا بھوگ بِلاسا کال ٹھاڑھ لیے پھانسی لاسا
(۱۳۱۰) بچے جو ہے ہوئے پی کی باسا گرِوا پھاں نا تھوڑ تھوڑ

دنیاوی عیش و عشرت کس کام کی۔ موت تو پھانسی کا پھندا لئے کھڑی ہے۔ وہی بچ سکتا ہے (دنیا سے) جس کا دل پیا کا مسکن ہو۔ ابھی تو تم (علائق دنیوی میں) تھوڑا ہی پھنسے ہو۔

(۱۳۱۱) بھرم ہے جی کوں جگ ما لگانا ہِل مِل کے پاچھے پچھتانا
(۱۳۱۲) آؤ ذکر و صاحب کا دھیانا مُکھ پے سب سے موڑ موڑ

دنیا میں (دنیا والوں سے) دل لگانا ایک دھوکا ہے ہِل مِل کے انجام کار پچھتانا ہی پڑتا ہے دنیا سے تعلق توڑ کر آؤ مالک کا دھیان کرو۔

۱۳۱۳ ناڈر راکھ نہ آس تیں اِن سے — ہم تو جتا وَت کیتے دِن سے
(۱۳۱۴) کاظم مَن سُکھ پاوَے کیں سے — گیان لے اُن سے ڈُور دَوڑ

نہ اُن سے (دنیا والوں سے) کوئی امید رکھ! اور نہ اُن سے خوف زدہ ہو۔ یہ بات ہم بہت دنوں سے جتا رہے ہیں۔ کاظم کا دل جس سے راحت پا رہا ہے اُس سے تم بھی کوشش کر کے معرفت حاصل کرو۔

مجاز و حقیقت دونوں پر صادق ہے

(۱۳۱۵) پیاری چھب کی پھکھی نہیں جائے موسے ستھرائی
میٹھی میٹھی بتیاں مُر مُر مُسکن — چُبھ چُبھ جائے جائے ہیئے میں سمائی

پیاری چھب کی نفاست میرے بیان سے باہر ہے۔ اُس کی شیریں کلامی اور اُس پہ زیر لب تبسم (رفتہ رفتہ) میرے دل میں گھر کر گئی۔

(۱۳۱۶) لال لال کاری کاری پیاری پیاری انکھیاں
ترچھی ترچھی چتون نپٹے سہائی

اُسکی خمار آلود کالی کالی پیاری آنکھیں اور پھر تیکھی چتون دل میں کھُبی جاتی ہے۔

(۱۳۱۷) جُور جُور بان پلک مارتے چلاوَت — کھینچ کھینچ بھو نہیں جب کمان سی چڑھائی

ہر لحظہ نشانہ باندھ باندھ کر اور کمانِ ابرو چڑھا کر نظروں کے تیر چلا رہا ہے۔

(۱۳۱۸) ایک ایک ہووے رچھ۔ رچھ کی کہی پچھ — نئی نئی چھبیں دیکھ دیکھ سُدھ بھلائی

ایک ادا ہو تو بیان کی جائے۔ اُسکی نئی نئی چھبیں (ادائیں) دیکھ دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہیں۔

(۱۳۱۹) نیکی نیکی چال نیکے نیکے گُن پہ کاظم — کَون کَون بل بل واری واری جائی

اے کاظم اُسکی پیاری پیاری چال (خرام ناز) اور اُسکی شیریں حرکات۔ کس کس پر میں جان نثار کروں۔
(الٰہی ایک دل کس کس کو دوں میں — وہاں تو مانگتی ہے ہر ادا دل)

ایضاً

(۱۳۲۰) تم تو نہ آئے ہمارے مندِر روا۔ پیر دوا
تیرے کارن ہم کین سنگرڈا — نگ ہیرت رہیں ٹھاڑھ دُوروا

اے پیارے تم تو ہمارے گھر نہ آئے۔ تمھاری وجہ سے میں نے سنگار کرکے اپنے کو خوب بنایا سنوارا اور دروازہ پر کھڑی تمھارا راستہ تکتی رہی۔

(۱۳۲۱) آؤن کہی آئے ناکاہے　　　آسے آس موندے نہ کیوڑوا

تم نے آنے کو کہا تھا پھر کیوں نہیں آئے۔ اسی امید میں ہم نے کیواڑے نہیں بند کیئے۔

(تمام گھر میں بچھایا ہے فرش آنکھوں کا　　　ہم انتظار میں ہیں آپ آئیے تو سہی)

(۱۳۲۲) آس پاس چور وار ہے ٹھاڑھے　　　بیر بیر گھرا وے پھر وا

میرے آس پاس چور اُچکے منڈلا رہے ہیں اور بار بار پھیرے دار آواز لگا رہا ہے۔

(۱۳۲۳) دھن نہ رہو۔ ڈر کا چورن کا　　　من سو لیو موہن چت چورا

جب دولت ہی نہ رہی تو مجھے چوروں کا کیا ڈر۔ ایک دل تھا وہ بھی موہن چت چور چُرا لے گیا۔

(نہ لٹتا دن کو تو کیوں رات کو یوں بے خبر سوتا　　　رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو)

(۱۳۲۴) کاظم رین تلپھ ہم کاٹی　　　جر جر مر مر پی کے آسرا

اے کاظم محبوب کے انتظار میں ہم نے رات تڑپ تڑپ کر۔ جل جل مر مر کے کاٹی ہے۔

محبوب مجازی سے شکایت

(۱۳۲۵) ٹک پھو اور دیکھو پیارے ہمارے　　　جان کے کس نہیں اور نہارے

اے میرے پیارے ذرا ادھر بھی ایک نظر۔ تجاہل سے اس طرف کیوں نہیں دیکھتے۔

(۱۳۲۶) ٹھاڑہ ہیں کب کے تہارے دوارے　　　اتنی نٹھرائی نہ کر رے سانورے

اے سانورے محبوب اتنی بے دردی نہ کرو۔ نہ معلوم کب سے تمھارے درِ دولت پر کھڑے ہیں۔

(۱۳۲۷) نیہہ لگو تجھ سے کہاں جاؤں رے　　　ٹھاڑھے ٹھاڑھے تھک تھک گئے مورے پاؤں رے
درس ہوتھ کاظم کاں پیارے

تم سے دل لگا کر اب کہاں جاؤں۔ کھڑے کھڑے اب تو میرے پیر دُکھ گئے۔ کاظم کا کیا کہنا اُن کو تو دیدار حاصل ہے۔

مجاز و حقیقت

(۱۳۲۸) اَرے اَے محبوب بے دردے

پاس بیٹھ اُلفت کر ہم سے — تیرے آوت ہم ڈرنڈے

اے اے بیدرد محبوب ہمارے پاس بیٹھ اور پیار و محبت کی باتیں کر کیونکہ ہم تیرے قریب آتے ڈرتے ہیں۔

(۱۳۲۹) بُلبُل کا جی ہنس ہنس کے گل نے — لُبھ کے لیا ہے نہ کچھ ز روے

گُل نے اپنی خندہ روئی سے بُلبُل کا دل لے لیا ہے۔ کچھ دیکر نہیں لیا ہے۔

(۱۳۳۰) تیری رُکھائیوں نے مارا ہم کو — کیسے کہوں میرا دل ادھر دے

تیری رُکھائی اور بے اعتنائی نے مجھے مار ڈالا۔ میری ہمت نہیں پڑتی کہ تجھ سے کہوں میرا دل واپس کر دے"

(۱۳۳۱) تیرے جمال کے ہم ہی ہیں عاشق — ہر کارے ہر مرٹے

ہم ہی تیرے جمال کے عاشق ہیں ہر ایک کام کے لیے ایک شخص ہوتا ہے

(۱۳۳۲) مہر کرو کاظم پہ پیارے — درس دیا کرو بے پردے

اے پیارے اب کاظم پر نظر عنایت کرو اور اُسے بے حجاب جلوہ دکھاتے رہو۔

حقیقت سے بوجہ اسکے ناز کے شکایت

(۱۳۳۳) پیت لگانا وے میاں

مکھڑا چھپانا پیت لگانا — ملنے کوں کہئیے تو لیوے بہانا

اے بھائی خدا کے لئے اُس سے دل نہ لگانا۔ اُسکے تو یہ انداز ہیں کہ مکھڑا چھپاتا ہے جی ترساتا ہے اگر ملنے کو کہئیے تو سو سو بہانے تراشتا ہے۔

(۱۳۳۴) کاہے کو اتنا لجات ہو ہم سے — میرا تیرا نیہ تو جگ میں بکھانا

آخر ہم سے کیوں اتنا منہ چھپاتے اور چڑاتے ہو میری اور تمھاری محبت تو عالم آشکارا ہے۔

(۱۳۳۵) مکھ پیارے سوں کبھی ہم نے کچھ — لیا چھڑائے جو ایتا چڑانا

آخر ہم نے تمہارے پیارے مکھڑے سے کون سے لعل چھڑا لئے ہیں جو تم ہم سے منہ چھپاتے ہو۔

(۱۳۳۶) بالا پن سے تیرے نیہ میں — لوگن نام ہمارا بکھانا

بچپن ہی سے تیری محبت میں لوگوں نے ہمیں بدنام کرنا شروع کر دیا تھا۔

(۱۳۳۷) نظر مہر کی رہے کاظم پر جی اُس کا کبھوں نہ ستانا

اب کاظم پر محبت کی نظر رہے۔ اُسکے دل کو کبھی نہ ستانا۔

علم حقیقت اور ذکرِ حق کے فوائد ہم شرائط سلوک میں ہیں

(۱۳۳۸) گیان آئیں گر پیرن کا کیا ڈر دُکھ کے بھیڑن کا

اپنے مرشدین کی عنایت سے مجھے عرفان حاصل ہو گیا۔ اب مجھے ہجوم غم والم کا کیا ڈر۔

(۱۳۳۹) یہ مَن پاپی بھرم کا پھاندھا بیڑی طوق جنجیرن کا

یہ میرا پاپی دل بھرم کے طوق و سلاسل میں جکڑا ہوا ہے۔

(۱۳۴۰) پاپ کمانا بنا نا جگ آ رے بپت کے تیرن کا

دنیا میں آکر گناہ بٹورے اور اسکی وجہ سے دُکھ کے تیروں کا نشانہ بنا۔

(۱۳۴۱) نام جپے تو کٹے جگ جگ کا پاپ پران سریرن کا

خدا کا ذکر کرتا رہے تاکہ تمام روگ کٹتا چھٹتا رہے۔

(۱۳۴۲) صاحب ہوت سہائے نام لیے نام ہے اوکھد پیرن کا

نام لینے والوں کا وہ حامی ہو جاتا ہے۔ اُس کا نام دُکھوں اور مصیبتوں کی دوا ہے۔

(۱۳۴۳) مَن چنگا ہوے پاوے بُوتا بھرم کے پردے چیرن کا

جب دل تندرست ہوگا اور اُس میں قوت پیدا ہو جائے گی (ذکر حق سے) تو وہ بھرم کے پردے چاک کر سکے گا۔

(۱۳۴۴) دُکھ تب جائے جب کاظم ہیئے میں ٹھہرے گیان پھکیرن کا

اے کاظم دُکھ تب ہی دور ہوتا ہے کہ جب دل میں اللہ والوں کا گیان جم جائے۔

حضرات صوفیہ کو کبھی مجاز میں حقیقت کا شہود ہوتا ہے

(۱۳۴۵) میں برہ بتھا کی ماری اوکھد کون بتاوے ہماری

میں تو غم جدائی کی ماری ہوں۔ میری دوا کون بتا سکتا ہے۔

(۱۳۴۶) تن بھیو چھین بدن بھیو پیرا تنک دیکھیں چھب پیاری

تمھاری ذراسی جھلک دیکھی۔ اب (فراق میں) میرا جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو گیا اور رنگت زرد پڑ گئی ہے۔

(کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتواں کی — رگ رگ میں نیش غم ہے کہئے کہاں کہاں کی)

(۱۳۴۷) ہار گئیں ہم ناری دکھاوت — دیکھئے بید اناری

نادان طبیب کو میں نبض دکھاتے دکھاتے عاجز آ گئی لیکن یہ اناڑی میرا مرض نہ سمجھ پایا۔

(۱۳۴۸) بار بار برجت رہی من کو — دیکھ نہ کر کہوں یاری

میں بار بار اپنے "من" کو سمجھاتی رہی کہ دیکھ خبردار کسی سے دل نہ لگانا۔

(۱۳۴۹) اگیانی اُرجھو پے اَرجھو — کیتو ہم کہہ ہاری

لیکن یہ دل نادان اُلجھا اور اُلجھ کر رہا۔ ہم کہتے کہتے تھک گئے نہ ماننا تھا نہ مانا۔

(بے سود محبت میں سمجھانا بُجھانا ہے — دل ایک ہی کافر ہے مانے گا نہ مانا ہے)

(۱۳۵۰) یہ من بَیری دیوجن ہم کو — ہم واپر بل ہاری

جس نے ہمیں یہ دشمن دل دیا ہے۔ ہم اس پر ہزار جان سے قربان۔

(۱۳۵۱) سُکھ ہوے اب کی دُکھ۔ کاظم تو — مورت لکھے تمھاری

خواہ سکھ ہو خواہ دکھ۔ اب تو کاظم تمھارے رُخ زیبا کی دید میں محو ہے۔

محبوب مجازی کی شکایت

(۱۳۵۲) آنکھ لگائے کیوں آنکھ چُرائی — دِلدار میرے

اے میرے دلدار مجھ سے آنکھ لگا کر کیوں آنکھ چرائی۔

(جو نگاہ کی تھی ظالم تو پھر آنکھ کیوں چرائی — وہی تیر کیوں نہ مارا جو جگر کے پار ہوتا)

(۱۳۵۳) مِل کے کیوں بچھڑے جی۔ ہم پہ — کیا تقصیر لگائے

ہم پر کون سا الزام تھا کہ ملکر ہم سے بچھڑ گئے۔

(۱۳۵۴) دیکھ وفا تم سے محبوبوں کی — جی کوں آگم سمجھائے

(طنزاً) تمھارے ایسے حسینوں کی وفا شعاری دیکھکر ہم پہلے ہی دل کو سمجھایا کرتے تھے۔

(۱۳۵۵) مِل کے چھوٹیں آخر سب کاظم — دل لیو پہلے اُٹھائے

اے کاظمؔ یہ پل کے آخر کو ایک نہ ایک روز سب ہی چھوٹیں گے۔ اس لئے پہلے ہی سب سے دل اٹھا لو۔

عاشق و معشوق کے درمیان راز و نیاز

(۱۳۵۶) میرے دل کی بتھا کیا جانی نادان لوگوا

میرے دل پر جو گزرتی ہے وہ ناسمجھ لوگ کیا جانیں۔

(۱۳۵۷) کا ہے کو کہئے کسی سے ہِت کی جاکے لگی نہیں سو کیا مانی

کسی سے محبت کا حال کیوں بیان کروں جس کے لگی نہ ہو وہ کیا جانے اور کیسے مانے۔

(۱۳۵۸) میرے محبوب انوٹھے کی باتیں سُنے سو ہوے حیرانی

میرے انوکھے محبوب کی باتیں کوئی کیا پائے اگر سنے تو حیران ہو۔

(۱۳۵۹) پھر نہ کہوں میں باتیں جی کی کاظمؔ سُن سُن مانی

اب میں اپنے دل کی باتیں اور کسی سے نہ کہونگی۔ صرف کاظمؔ سُن سُنکر یقین کرتے ہیں۔

محبوب حقیقی سے طالب کی حصول مشاہدہ کیلئے شکایت

(۱۳۶۰) کبھوں گھر آؤ دل جانی یار درس مانگت مُہے برس بیت گئے

کبھی تو اے جانِ جاں میرے گھر آؤ۔ مجھے تقاضائے دید کرتے کرتے برسیں گذر گئیں۔

(۱۳۶۱) ترس ترس دُکھ پائے سرس ہم مان نہ کر رے گمانی

ترس ترس کے ہم نے بہت دُکھ پائے۔ اب تو اے مغرور (ریا متکبر) غرور چھوڑ دے۔

(۱۳۶۲) کب سے ہم درسن کو ترسن آئے سکے نہ دوارے درسن

نہ معلوم کب سے ہم تو دیدار کے لیے ترس رہے ہیں۔ اور تُجھیں دروازہ تک (درشن دینے) آنا مشکل ہے۔

(۱۳۶۳) تم نکسو نہیں اپنے گھر سن یہ کیا من میں ٹھانی

مگر تم تو گھر سے (اپنے مقام بے نیازی سے) نکلتے ہی نہیں۔ آخر دل میں کیا ٹھانی ہے۔

(۱۳۶۴) چھب سندر جب سے جھلکانی ٹھہری نہ ٹک بھئی ویسے چھپانی

اپنی پیاری چھب کی ایک جھلک دکھا کر اور آنکھ اٹھا نا چھپالی۔

(۱۳۶۵) یا ہی ہے ریت تمھاری نکھانی یا بتیں سُدھ موری ہرانی

یہی تو تمہارے طور طریقے ہیں جس سے سارے عالم میں تمھارا نام نکل گیا ہے تمھاری انھیں باتوں نے میری ہستی بھلا دی ہے۔

(۱۳۶۶) جگ سے نکل چل رے من چنچل دیکھ تو کِس کے ہاتھ ہے یہ کل

اے میرے بے قرار دل دنیا سے نکل چل اور دیکھ تو کہ یہ کل کس کے ہاتھ ہے۔

(۱۳۶۷) جگ ماہے واہی کوں نت کل جیں یہ کلا پہچانی

دنیا میں اُسی کو آرام ہے جس نے قدرت کے یہ طور و تیور پہچان لئے ہیں۔

(۱۳۶۸) کاظم کے سنگ کیسے رہت ہو ہم سنگ کیوں نہیں بنے رہت ہو

معلوم نہیں کاظم کے ساتھ کیسے رہتے ہو۔ ہمارے ساتھ تو کبھی بھی نہیں رہتے۔

(۱۳۶۹) بیر تو کچھ نہیں کھنچے رہت ہو کچھ تو کہو جو جانی

بظاہر تو کوئی دشمنی نہیں لیکن ہم سے آڑے ترچھے رہتے ہو۔ آخر کچھ تو بتاؤ کیا بات ہے۔

محبوب حقیقی سے شکوۂ شیریں اور تجلیِ ذاتی برقی کی تمنا اگرچہ اور تجلیات سے سرفراز ہو چکا ہے اور تمام عالم سے بے نیاز ہے

تیرے درسن کی آس رہی

اور انچھا مایا موہن کی توری دنیا سے گئی تب ہی

تیرے ہی دیدار کی آس رہی۔ باقی خواہشاتِ دنیاوی میرے دل سے تیری عنایت سے نکل گئیں

(۱۳۷۱) کوئی مال خزانہ پائے کے جائے وہ ار جھا مایا

کوئی روپ سُندر پہرائے جیبھ سُواد مامن کو لگایا

یہ سب ہم کا تھوڑے چہیے

کوئی تو مال و دولت پاکر دنیا میں مبتلا ہو گیا۔ کوئی اپنے حسن اور اچھے لباس میں پھولے نہیں سماتا اور کسی نے زبان کے چٹخارے میں اپنے کو پھنسایا ہے۔ ہم کو یہ سب تھوڑے چاہیئے۔ (نہیں چاہیئے)

کا ہو کاں غوث قطب کے کاہو کاں کوؤ کہت متوارا بن بن

(۱۳۷۴) کوئی نماز روزے سے لاگا ‏ میں تہہ پر واروں یہ تن من
یہہ بدھ کی کچھ ہموں گہی

کسی کو غوث وقطب کا درجہ عطا کیا۔ اور کوئی مستِ الست (مجذوب) گھوم رہا ہے۔ کوئی نماز روزے میں مشغول ہے۔ میں تجھ پر اپنا جسم وجان قربان کروں۔ کیا میں کبھی اپنی کسی خواہش کا اظہار کروں۔

(۱۳۷۵) کبھی اِنچھا پورن سب ہی کی ‏ جو دھائے تورے سانجھ سکارے
(۱۳۷۶) پکڑا کھینچ اَلیسوں ہتیرے ‏ مگ نہ چلے نیرے بیٹھارے
یہہ بدھ کب موری بانھ گہی۔

سب ہی کا مدعا بر آیا۔ بہتوں کو تو نے خود کھینچ بلایا۔ جنھوں نے راستہ طے نہیں کیا تھا (یعنے سلوک نہیں کیا تھا) اور انکو اپنا قرب عطا فرمایا اس طرح مجھے کب اپنی طرف کھینچا۔

(۱۳۷۷) مُلا کہے کو اَلکھ اروپ کا ‏ درسن دیکھن پاوے
(۱۳۷۸) اَچرج کا ہے۔ نیں جو چاہے ‏ درس کاظم کا دکھاوے
جاکو ہے نس دن رٹن یہی

ملا کہتا ہے کہ اَن دیکھے کو کون دیکھ سکتا ہے۔ اس میں حیرت واستعجاب کیا ہے اگر تو چاہے تو کاظم کو دیدار عطا فرمائے جس کو شب وروز یہی دھن لگی ہے۔

مِن و بھاگ

محبوب حقیقی کی طلب میں سوز وگداز

(۱۳۷۹) پیا موے تم بن بیکل رہت جیروا ‏ گھڑی گھڑی پل پل چھن چھن

پیا۔ تمھارے بغیر میرا دل بیقرار رہتا ہے۔ ہر ہر گھڑی اور پل بے قراری بڑھتی رہتی ہے۔

(۱۳۸۰) دن بیتیں موہے ہیرت بٹیاں ‏ رتیاں جات ہیں تریئن گن گن

دن راستہ دیکھتے دیکھتے کٹ جاتا ہے اور راتیں تارے گنتے گنتے گذرتی ہے۔

(۱۳۸۱) نہ بچھڑن کی نہ سہوں سہوں جگ ما ‏ دوکھ موجی کوں دیوہے جن جن

غم جدائی میں نہیں برداشت کرسکتی اور دنیا کے دکھ میں برداشت کرسکتی ہوں۔

(۱۳۸۲) ایسے دُکھے پیا بچھڑے ہم سے — جن جن جگ کی مایا جن جن

(طنزاً) اے دنیا کے علائق تمھارا بھلا ہو تم نے میرے پیا کو مجھ سے چھڑا دیا۔

(۱۳۸۳) تَیں پیا پائے کاظم اپنا — رہ سکھ ماہی کوں بے دن دن

اے کاظم تم نے اپنے محبوب کو پا لیا۔ تمھارا ہر روز روز عید ہے ہر شب شب برات۔

(۱۳۸۴) بڑی کرپا سے درس بجھئے تم کا — کھوج کیا نہیں جگ آئے کن کن

اُس کی بڑی عنایت ہے کہ اُس نے تم کو جلوہ دکھایا۔ ورنہ دنیا میں آکر بہتوں نے اسکی جستجو میں کیسے کیسے پاپڑ نہیں بیلے۔

طلبِ وصال میں عاشق کی بیقراری خواہ مجاز میں ہو یا حقیقت میں

(۱۳۸۵) یہی لاگ دُھن موری — کب گھر آویں لال مورے

اب مجھے یہی دُھن لگی ہوئی ہے کہ کب میرا محبوب گھر آئے گا۔

(۱۳۸۶) اَبتک بیٹھ رہے پردیسوا ال — بھولے کہہ گُن مو ری

وہ ابتک پردیس میں براج رہے ہیں۔ خدا جانے کیوں ہمیں بھلا دیا۔

(۱۳۸۷) ہمری بتھا سمجھاؤ کوئی — نہیں سمجھی اُن موری

ہم پر جو گذر رہی ہے وہ کوئی اُنھیں جتا دے وہ میرے حال سے واقف نہیں معلوم ہوتے (ورنہ)

(۱۳۸۸) دھیرج کچھ تو کہہ پٹھوت — بِت دُکھ کی سُن موری

میری تکلیف اور دُکھ کا حال سُنکر آخر کچھ تو تسلی و دلاسے کی باتیں کہلا بھیجتے۔

(۱۳۸۹) تیری سکھ مانگے پیا پائے کے — سُن کاظم پُن موری

محبوب سے ملنے کے بعد تمھارے دن تو آرام سے کٹ رہے ہیں۔ اے کاظم تم ہی میری سن لو۔

(۱۳۹۰) گرب سے مکھ مورے نا دیکھے — پاپ نہ کچھ نا پُن موری

اپنے غرور میں ایسا چُور رہے کہ میری طرف رخ ہی نہیں کرتا۔ نہ میری اچھائیاں دیکھتا ہے نہ برائیاں سارے بے نیازی حد سے بڑھی ہے)

ملار۔ گُنڈ۔ سور

کمالِ حضوری اور مشاہدۂ محبوب

(۱۳۹۱) اُجیاری بھئیں ہوُر اتیاں

بھیو ادجر سب جگ اندھیروا دیکھ پڑت پی کی چھب پیاری

راتیں روشن ہوگئیں۔ اندھیری دنیا محبوب کے رخِ روشن سے جگمگا اٹھی۔

(چاروں طرف سے صورتِ جاناں ہو جلوہ گر دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا)

(۱۳۹۲) نت چمکے جب جوت دامن سی کیسے رہے جگ میں اندھیاری

جب ہمہ وقت بجلی کیطرح اسکی چھوٹ کوندتی رہے تو دنیا میں کیسے اندھیرا رہ سکتا ہے (جب تجلی برتی ہوتی رہے تو شہودی کیفیت قائم رہتی ہے)

(۱۳۹۳) گھٹے بڑھے سس پھر پورن ہوے واہوں کا موندے بدریا کاری

یہ چاند گھٹتا ہے پھر بڑھتا ہے اور پورا چاند ہو جاتا ہے اسکو بھی کالی گھٹائیں چھپا لیتی ہیں

(۱۳۹۴) ہمرو چندر سدا پورن رہے واہی سے جگ جگ اُجیاری

لیکن میرا چاند ہمیشہ بہ انداز کمال رہتا ہے۔ اسی سے تمام عالم روشن ہے۔

(۱۳۹۵) گرج نہیں گھن گرجے نہ گرجے برسے چھپے بدری ادھکاری

اس کو میرے چاند کو، اس سے کوئی مطلب نہیں بادل چاہے گرجے یا نہ گرجے اور گھٹا برسے چاہے نہ برسے (یعنی ان تغیرات کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔)

(۱۳۹۶) تپن بجھے چھپرمن کی کاظم رہے سیتل اب جندڑی ہماری

اے کاظم کسی طرح فراق کی تپش بجھے اور میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو۔

عاشق مجازی کی فراق میں گریہ وزاری

(۱۳۹۷) کاری ہیں بھاری راتیاں

بھاری بھیو میرو سون مندروا جب سے سدھار و پیرو اہو

(حالت فراق) میں یہ کالی راتیں بڑی کٹھن ہوتی ہیں۔ جب سے میرا محبوب مجھ سے جدا ہوا میرا سونا سونا گھر مجھے کاٹے کھاتا ہے۔

(۱۳۹۸) کون بتادوں میں اپنے جی کی بیرت بیرت بتیاں پی کی

میں اپنے دل کا حال کس سے بتاؤں۔ محبوب کا راستہ دیکھتے دیکھتے آنکھیں پتھرا گئیں۔

۱۳۹۹ گھن برست گھن چڑھت اٹاپر — گھن آنگن گھن ٹھاری دور وا ہو

پانی کی جھڑی لگی ہے انتظار کی بے کلی میں کوٹھے پر چڑھ جاتی ہوں اور کبھی صحن میں آ نکلتی ہوں۔ کبھی دروازہ پر کھڑی ہو جاتی ہوں۔

۱۴۰۰ گھن گرجت جیو لرجت کاظم — دامن چمکت جرت ہیروا

جیسا جیسا بادل گرجتا ہے ویسا ہی میرا دل دہلتا ہے۔ بجلی چمک چمک کر میرا دل جلا رہی ہے۔

۱۴۰۱ رم جھم رم جھم برسے رہروا — ترسے جیروا ہو

رم جھم رم جھم پانی برس رہا ہے اور میرا دل تمہارے دیکھنے کو ترس رہا ہے۔

وصالِ محبوب

۱۴۰۲ ساونواں رے آیو من بھاونواں — من بھاون سنگ بھاوت اب بھونواں

میرا من لبھاون ساون کا موسم آ پہنچا۔ اپنے محبوب کیساتھ ہونے سے اب گھر میں دل لگ رہا ہے۔

۱۴۰۳ پیا بن جب چمکت دامنیاں — گرجت گھن لرجت رہو تنواں

وہ کیسے بھیانک دن تھے جب بنا محبوب بجلی کی چمک اور بادل کی گرج دل دہلا رہی تھی۔

۱۴۰۴ اب سکھ پاوت مورا تن منواں — عطر گلاب بسائے لنواں
بیٹھیں کون چھپائے گھس کنواں

اب محبوب کے ساتھ میرا جسم و جان سکھ پا رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ میرا جسم پھولوں کی سیج پر ہے۔ اب کون اڑائی کھٹوائی لے کر پڑے۔

۱۴۰۵ ایسے ساج سوں پیا مل بیٹھوں — واروں پیا پر تن من دھنوا ل

دل تو یہی آرزو رہی کہ اسی انداز سے میں اپنے محبوب سے ہل مل کے بیٹھوں اور اپنے پیارے پر اپنا جان و مال قربان کر دوں۔

۱۴۰۶ بوند پڑت اڈ ھک سکھ ہوت اب — جتنے جتن چہو برس رے گھنواں

اب مینھ کی ہر بوند دل کو ٹھنڈک پہنچا رہی ہے۔ اے بادلو اب جتنا چاہو برسو۔

۱۴۰۷ پیا گھر پایوں کاظم یہی سمے — دھن دھن بھاگ مورے دھن دھنواں

اے کاظم ایسے موسم میں پینے اپنے محبوب کو گھر میں پا لیا ہے کہ زہے نصیب و خوشا طالع۔

(مہمان ہے وہ غیرتِ خورشید و قمر آج   دن آج ہے رات آج ہے شام آج سحر آج)

فراق

۱۴۰۸ ساؤنواں آیو آیو نہ رے ساجنواں   بھون بھاوت نہیں بن من بھاونواں

ساون آگیا لیکن ساجن نہیں آئے۔ بغیر محبوب گھر سے میرا جیتا اچاٹ ہے۔

(۱۴۰۹ نس کاری بھئی بھاری پیا بن   سون مندروا لاگ ڈراونواں

کالی راتیں بغیر ساجن مجھے اجیرن ہیں اور سونا گھر کاٹنے دوڑتا ہے۔

(۱۴۱۰ مور کوئل پپیہا رٹ بولے
ہم در روندھا جیو کو کھولے

مور، کوئل، پپیہا بار بار بول رہے ہیں۔ میرے رندھے (پژمردہ) دل کو کون کھولے (شگفتہ کرے)

(۱۴۱۱ جی اودھت پیا آوے نہ تو لے   سگر دنگر بھیو جی کو اَبھاونواں

جب تک میرا تسکین جاں نہ آجائے میرا دل الٹ پلٹ رہے گا اسی لئے ساری بستی میرے لئے پھیکی اور بے کیف ہے۔

(۱۴۱۲ آیو ساون پیا اجھوں نہ آیو
بن درسن بھل جیو ترسایو

ساون آگیا لیکن ساجن نہ آنا تھا نہ آئے۔ میرے دل کو دیدار سے محروم رکھ کر خوب ہی ترسایا۔

(۱۴۱۳ تیں کاظم پیا گھر ہی پایو   تو ر بھونواں لاگے سہاونواں

اے کاظم تم نے تو اپنے پیا کو گھر ہی پالیا۔ کہنا کیا۔ تم کو تو اپنا گھر سہانا معلوم ہی ہوگا۔

(ہمہ خوبی و عشرت باشد اے دوست   دراں خانہ کہ مہمانش تو باشی)

ایضاً۔ فراق

(۱۴۱۴ رات کیوں بولے آئے پپیہا   پیو پیو رٹن لگائے

اے پپیہا یہاں آکر کیوں بول رہا ہے اور پی پی کی رٹ لگاتا ہے۔

(۱۴۱۵) جونے دیس بسے نند نندن اُدہتی بولو جائے

جس دیس میں وہ نند کے لال جا کر بسے ہیں وہیں جا کر بولو۔

(۱۴۱۶) مور کوئل اُڑ جاؤ یہ دیس سے ہم کا کچھ نہ سہائے

اے مور و کوئل یہاں سے دور ہو۔ ہم کو کچھ نہیں اچھا معلوم ہوتا۔

(۱۴۱۷) ایسے جرے برہن۔ تم سب ہل کاہے دیت جرائے

برہ کی جلی تو خود ہی جل رہی ہے۔ تم سب ہل کر کیوں اس کے جلانے پہ تلے ہو۔

(۱۴۱۸) جائے گھن برسو جہاں گھنشیام ہیں بنے رہو گھن چھائے

اے بادلوں وہیں جاکر چھاؤ اور وہیں برسو جہاں گھنشیام (محبوب) ہیں۔

(۱۴۱۹) نین ہمارے اُن سے بچھڑت برسیں گھنے جھر لائے

میری آنکھیں اُن سے بچھڑ کر ساون بھادوں کی جھڑی لگائے ہیں۔

(۱۴۲۰) کون رہا جگ مانت پیا سنگ بھاگ اُس کا ہم پائے

دنیا میں کون سدا اپنے محبوب کے ساتھ رہا ہے۔ کس کی ایسی قسمت رہی ہے۔

(۱۴۲۱) پیا سنگ ملا رہے نت ہی کاظم مَن لیو سب سے اُٹھائے

بس کاظم البتہ محبوب کیساتھ ہمیشہ رہتے ہیں اسلئے کہ انہوں نے دنیا و مافیہا سے دل اٹھالیا ہو (از خلق رُستہ بحق پیوستہ)

ایضاً۔ فراق

(۱۴۲۲) پیا نہیں آئے اجہوں سجنی مَن بھاؤن بن رجنی ستا دے

اے پیاری سکھی پیا آج بھی نہیں آئے بغیر مَن بھاؤن کالی رات ستا رہی ہے۔

(۱۴۲۳) کاری گھٹا جیو گھٹ سے نکاسے اگن بڑھاوے تن کو گھٹاوے

کالی گھٹا میری جان نکالے لیتی ہے۔ آتش شوق بڑھاتی ہے اور جسم کو گھٹاتی ہے۔

(۱۴۲۴) سُونے بھون ما کاظم پیا بن برہن کب سکھ پاوے

اے کاظم سونے سونے گھر میں پیا بغیر فرقت کی ماری کب سکھ پا سکتی ہے۔

دیدار کی آرزو

(۱۴۲۵) دام سے کام نہ دھام سے ہم کو   سیام آئے موہے مول لئے رے

نہ ہم کو دھن دولت سے مطلب ہے اور نہ گھر بار سے۔ پیا اس طرح محبوب بنے مجھے بے دام مول لے لیا ہے

(نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے   ترے ذکر سے ترے فکر سے تری یاد سے ترے نام سے)

(۱۴۲۶) ہینٹ بھاری ہے میرو تیرے ہینٹ سے   جب چاہے تب تول لئے رے

میری محبت کا پلہ تمہاری محبت کے پلہ سے بھاری ہے۔ جب دل چاہے تول لو۔

(دل باوفا کو سنبھال لو مجھے اپنی نظر سے تول لو   تو نفع پاؤ گے مول لو یہ وہ سودا جس میں زیاں نہیں)

(۱۴۲۷) پیو پیو سن جیو دکھے ہے پپیہا   جا کہوں اور کے بول لئے رے

اے پپیہا تیری پی پی سن کے میرا دل دکھتا ہے۔ کہیں اور جا کر بول۔

(۱۴۲۸) کوئل ہوک اٹھت تیری کوک سوں   کرجائے مور کلول لئے رے

اے کوئل تیری کوک سے میرے دل میں ہوک اٹھتی ہے اے مور تو بھی جا کہیں اور کلیلیں کر۔

(۱۴۲۹) پی کے رسن جیو پاک کاظم کو   من تھر ہو تیکے ڈول لئے رے

پیا کی محبت میں کاظم کا دل پک گیا ہے۔ ذرا وہ قابو میں آجائے پھر کلیلیں کر لینا

فراق

(۱۴۳۰) امنڈ گھمنڈ کیوں آئے بدروا

کیوں برسے میگھوا ہو   چمکے بجلی بالم ہے پردیس

امنڈتے گھرتے ہوئے اے بادلوں کیوں آئے اور کیوں برس رہے ہو۔ بجلی چمک رہی ہے اور میرا بالم پردیس میں ہے۔

(۱۴۳۱) نگر چھوڑ ادھر آئی بن ما   کر جوگن کو بھیس

انجمن میں بستی کو چھوڑ کر میں نے جنگل بسایا ہے اور جوگن کا بھیس اختیار کر لیا ہے

(۱۴۳۲) دھرتی ہری ہری دیکھ جھوری موری   سینت بھئے سب کیس

زمین پر ہر طرف ہریالی ہے۔ دیکھ دیکھکر میرا جسم سوکھ سوکھ کر کانٹا ہو رہا ہو میرے سب بال رنج میں سفید ہو گئے

(۱۴۳۳) مور کوئل پپیہا کی کوکیں سُن سُن اُٹھت کلیس

مور، کوئل پپیہا کی کوکیں سن سن کر دل میں درد اٹھتا ہے

(۱۴۳۴) رُت پھر آئی نہ آئے پیا پھر نا پھر بھیجو سندیس

ساون رت پھر آگئی لیکن پیا نہ تو خود آئے اور نہ کوئی خبر بھیجی۔

(۱۴۳۵) بیرُو پیا کاظم گھر ہی رہے تو ہے کا اب سوچ اندیس

اے کاظم تمہارے پیا تو تمہارے گھر ہی میں رہتے ہیں اب تم کو کیا فکر و تردد ہے۔

ایضاً فراق

(۱۴۳۶) اُبھو مارت بیری مور لا

کہک کہک کوئلیا جارت پپیہا نارت جیو

پیو پیو کی رٹن ما

اے سکھی۔ دشمن مور مارے ڈالتا ہے کوئل کو کوکہکر جلا رہی ہے پپیہا پیا پیا کہکے جی نکالے لیتا ہے۔

(۱۴۳۷) دادُر بولت نس اندھیاری پوچھ نہ کیسے کٹت ہماری

(۱۴۳۸) اری میں برہ بتھا کی ماری پیاوِن اُو بھول سونے بھون ما

اندھیری رات ہو اور مینڈک بول رہے ہیں۔ کچھ نہ پوچھ کیسی بے قراری میں میری زندگی گذر رہی ہو۔ اری میں فراق کی مصیبت کی ماری ہوں۔ بغیر پیا کے سونے گھر میں ادھ مری ہو رہی ہوں۔

(۱۴۳۹) سب مدھ ماتی بڑی بڑی جورُ سے دُھوم مچاوت سانجھ بھور سے

(۱۴۴۰) آئے آئے اپنی اپنی اُور سے نیھ بڑھاوت مورے تن ما

اپنے اپنے یہاں سے آکر سب نشۂ محبت میں چور صبح و شام دھومیں مچائے ہیں میرے دل میں محبت کی آگ اور بھی بھڑکا رہی ہیں۔

(۱۴۴۱) جت جاؤں تت ہوں یاہی دُکھن ما چڑھوں اٹا کی پھِر دن آنگن ما

(۱۴۴۲) کت ٹھہرے جت ہرت کی لگن ما رہ نہ سکوں گھر ما نا بن ما

رہیں سکھ پا پیو پی کے گون ما

جہاں بھی جاؤں اسی دکھ میں مبتلا ہوں ۔ کوٹھے پر جاؤں چاہے آنگن میں پھروں محبت زدہ دلکو کہیں قرار نہیں ہے نہ گھر میں رہ پاؤں نہ جنگل میں ۔ پیا کی جدائی میں کسکو سکھ ملا ہے

۱۴۴۳ نہیں دامن چمکے ہے گھن ما — ہیری اگن جائے پہنچی گگن ما

۱۴۴۴ رہ نہ سکوں گھر ما نا بن ما — نئی بپت یہ پڑی ساون ما

یہ بادلوں میں بجلی نہیں چمک رہی ہے ۔ بلکہ میرے دل کی آگ ہے جو آسمان پر جا پہنچی ہے نہ تو گھر میں گزارہ ہے نہ جنگل میں ۔ ساون کا مہینہ ہے اور ہم پر یہ نئی مصیبت پڑی ہے ۔

۱۴۴۵ پنتھ نہ درے دئی کاہو کاں جگ ما — جا سے آوت دکھ پہلے پگ ما

۱۴۴۶ توہی کو لے پہنچے ۔ رہے سب نگ ما — تو ہے لکھے کاظم تن ہامن ما

دنیا میں اللہ سب کو محبت سے محفوظ رکھے جس میں پہلے ہی قدم پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے اور سب تو ابھی راستہ میں ہی ہیں لیکن کاظم تجکو اپنے ساتھ لیکر اپنے مقصد پر فائز ہو گیا اب وہ تجکو اپنے تن من میں دیکھ رہا ہے

اس عالم میں راستہ بھول جانے کی شکایت اور مرشد کی عنایت سے پھر راہ پر لگ جانا

۱۴۴۷ ڈگر وا چھوٹوری سب سول — شدھ بسرائے سبہیں وے جھب سول

یہاں آکر سب ہی مظاہر میں پھنس گئے اور اصل راستہ بھول گئے ۔

۱۴۴۸ من پپیہا پیو پیو رٹ اب — پیو پہچان لے کاہو ڈھب سول

اے پپیہا دل اب پیا پیا رٹ سے کسی طرح پیا کو پہچان لے ۔

۱۴۴۹ نہیں گھن گرجت برست میگھا — بھولے پیار دوت ہیں تب سول

نہ تو بادل گرجتا ہے اور نہ ابر برستا ہے بلکہ دونوں محبوب کے غم میں رو رہے ہیں ۔

۱۴۵۰ پیو سنگ سب کے نہ جانے کوئی — اٹک گئی جگ ماٹس رب سول

محبوب سب کیساتھ ہے لیکن اسکی معیت کا کیسکو احساس نہیں ۔ دنیا میں سب مظاہر میں اٹک گئے ہیں

۱۴۵۱ پھینک بھیو سب کاج جگت کا — بھئی کرپا ستگر کی جب سوں

دنیا کی ہر چیز میری نگاہ میں حقیر ہو گئی جب سے مرشد برحق کی عنایت ہوئی ۔

(۱۴۵۲) رہیں آنند سدا اب کاظم من لاگا جائے اُن کا رب سُوں

کاظم کو اب ہمیشہ چین سکھ حاصل ہے کیونکہ اس کا دل اب اپنے مالک سے لگ گیا ہے۔

فراق

(۱۴۵۳) بس بس رے بس کر

اب نہ برس بس کر رے میگھا بالم نا ہیں مورے گھر

اے بادلو اب نہ برسو۔ بس کرو۔ میرا بالم میرے گھر میں نہیں ہے۔

(۱۴۵۴) برہ سے بچھڑ اکلات ہے مُوہ من کھرٹ نا ہیں کو نیو کر

محبوب سے بچھڑ کر میرا دل بے چین ہے۔ کسی کروٹ چین نہیں ہے۔

(۱۴۵۵) جب گھر آوے مورے پیا را تب چہہ برس رے جھر جھر

جب میرا محبوب میرے گھر آجائے تو پھر جس طرح چاہنا جی بھر کے برس لینا۔

(۱۴۵۶) بن گھنشیام دیکھے گھنشیام کے نینا آوت ہیں بھر بھر

بغیر گھنشیام کے کالی گھٹائیں دیکھ کر آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں۔

(۱۴۵۷) بیتت ہے برہن کو کاظم دن جر جر اور رَیں مر مر

اے کاظم فرقت زدہ کے دن جل جل کر اور راتیں سسک سسک کر بسر ہوتی ہیں۔

محبوب کو سفر سے روکنا

(۱۴۵۸) کاری کاری گھٹا دیکھو چھائے رہیں

ہاں ہاں پیا پردیس نہ جا اے میں تورے بل ہاری

دیکھو کالی کالی گھٹائیں کیسی چھا رہی ہیں۔ ہاں ہاں اے میرے محبوب پردیس نہ جا میں تجھ پر قربان

(۱۴۵۹) ابھیں تو انکھیاں بوند رکت کی روئے روئے برسائے رہیں

ابھی تو آنکھیں خون کے آنسو برسا رہی ہیں (تمہارے ارادہ سفر پر یہ حال ہے)

(۱۴۶۰) کیہو کہے بچھڑن کی کاظم پھر جی سے ہم جائے رہیں

اے کاظم اگر اب کہیں جدائی کا تذکرہ چھیڑا تو ہم جان سے جاتے رہیں گے

محبوب کے سامنے عجز و نیازمندی

(۱۴۶۱) مان کرت ہے کا رے پیا رے — ہم ہیں تیرے بارے کی سینگھ

اے محبوب تم ہم سے غرورِ حسن کے باعث کچھ کھنچے کھنچے سے رہتے ہو دراں حالیکہ ہم تمہارے بچپن کے ساتھی ہیں۔

(۱۴۶۲) گھن برسے جیو ترسے درسن کوں — برسیں دن دن سر سے مینھ

جتنی زیادہ گھنگور گھٹائیں برستی ہیں اتنا ہی میرا دل تمہارے دیکھنے کو ترستا ہے۔ اور یہ ترسنا محبت کی آگ کو اور بھڑکاتا ہے۔

(۱۴۶۳) اتنی بنتی مان لے موہن — اے میں تیرے پاؤں کی کھیہ

اے منموہن میری اتنی التجا مان لے۔ میں تیرے قدموں کی خاک ہوں۔

(۱۴۶۴) برسن کے ارمان پورن کر — گھر آؤ جھم جھم برسے مینھ

میرے برسوں کے دبے ہوئے ارمان نکال دے۔ میرے گھر آجا بھر جھم جھم پانی برسنے کا مزہ ہے۔

(۱۴۶۵) تیرو توفیھ بڑھت کاظم سے — جھر جھر مور گھٹت ہے دیہ

تیری محبت تو کاظم سے بڑھتی جا رہی ہے میرا بدن سوکھ سوکھ کر کانٹا ہوا جا رہا ہے

ایضاً

(۱۴۶۶) بچھڑن کی موسے کہت ہے کا رے
اے ہو پیتم پیارے ہو۔ ۔ ۔

پیارے پیتم مجھ سے بچھڑنے کا ذکر کیوں چھیڑتے ہو۔

(۱۴۶۷) کاری کاری گھٹا چھاؤ اور سے آوت — چلب سنت جیو مور گھبارے

کالی کالی گھٹائیں چہار سمت سے امنڈتی آرہی ہیں لیکن تمہارے جانکی خبر سن کر میرا دل ڈوبا جارہا ہے۔

(۱۴۶۸) جنھیں گھٹا گھن چھوڑ گھمنڈ کوں — لکھ لکھ نین کی برکھا رے

میری آنکھوں کی برکھا دیکھ کر یہ کالی گھٹائیں شرما کر چل دیں گی۔

(۱۴۶۹) پھر نہ کہیو کبھوں اس موہن — انسوان سنگ جیو جات ہمارے

اے موہن اب آیندہ جانے کا نام نہ لینا۔ آنسوؤں کیساتھ میری جان بھی نکلی جا رہی ہے۔

(۱۴۷۰) دھڑکت جیو برہن کو کاظم گو نیو جتن نہیں رہت سنبھارے

اے کاظم برہ کی ماری کا دل دھڑک رہا ہے کسی طرح سنبھالے نہیں سنبھلتا۔

عرصہ تک جدا رہنے کی شکایت

(۱۴۷۱) اب تک تم پر دیسے چھائے
ہو۔ نر موہی پیو - - -

اے بے مروت محبوب تم اب تک پردیس ہی میں چھائے بچھائے ہو۔

(۱۴۷۲) مور کوئل وہ دیس سے اڑ گئے دادر کا بسہر بھجنگ کھائے
جو پیتم ہم کو بسرائے

کیا مور کوئل اس دیس سے اڑ گئے اور مینڈھک کو سانپ کھا گئے (یہ چیزیں موسم بہار کی یاد دلاتی ہیں) جب پیتم ہم کو بالکل ہی بھلائے بیٹھے ہیں۔

(۱۴۷۳) ہے یہ کٹھن برہن کو کاظم تیں تو پیا گھر ہی ما پائے
دھیرج نہ رہے جیو

یہ حالت برہن کیلئے سخت ہے گر اے کاظم تمنے تو محبوب کو گھر ہی میں پالیا۔ اسلئے تم کو قلبی سکون میسر ہے۔

فراق میں عاشق سب ہی سے شاکی ہے

(۱۴۷۴) کب بھادے گھٹا موہے ساون کی
برسے بدروا ترسے جیرا کہی نہ کھو پیا اون کی

ساون کی گھٹا مجھے کیسے بھا سکتی ہے گھٹائیں برس رہی ہیں دل ترس رہا ہے۔ محبوب کے آنیکی خبر کوئی نہیں دیتا۔

(۱۴۷۵) مور کوئل کوکت جیا پھونکت پپیہا کہت خبر اون کی

مور کوئل کوک رہی ہیں اور میرا دل پھونکے ڈالتے ہیں۔ پپیہا الگ جی جلانے والے بول بول رہا ہے۔

(۱۴۷۶) واری واری جاؤں وا پہ میں جو کوئی کہے آون من بھاون کی

میں اس پر قربان و نثار جو کوئی مجھے ان کے آنے کا سندیسہ لادے۔

(۱۴۷۷) گھن گرجے رَینی کاری گھٹا سب ہے مو جی کے ڈراون کی

بادل کی گرج اور اندھیری رات۔ یہ سب میرے دل کو ڈرانے والی ہیں

(۱۴۷۸) ایسے سمے مو کو نہیں بھولت پی کے گرے لگ جاون کی

(خوشا وہ لمحات رنگیں) پی کے گلے لگ جانے کا سماں نگاہوں کے سامنے ہے۔

دگلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے الہٰی یہ گھٹا دو دن تو برسے)

(۱۴۷۹) جاری بدریا برس اُت برسن جت کاظم پیا چھاون کی

اے گھٹا وہیں جاکر برسو۔ جہاں کاظم کے محبوب جلوہ آرا ہیں۔

(۱۴۸۰) برسے بچھڑ برسیں رنت نینا کاہے اِت برساون کی

محبوب سے بچھڑ کر آنکھیں خوب برس رہی ہیں۔ اب کیا اس سے بھی زائد برسانے کی تمنا ہے

دزمانۂ ہجر کو کیا اور بڑھانا چاہتے ہو۔

محبوب کے وصال کے ذکر کے سوا کانوں کو کچھ نہیں بھاتا

(۱۴۸۱) وے بتیاں من بھاونی
موہے نیکی لگت ہیں پتکو اتوری
تیں جو کہی پیا آون کی

اے قاصد تمہارے منہ سے وہ من بھاونی باتیں بڑی اچھی معلوم ہوتی ہیں جو تم نے پیا کے آنے کے بارے میں کہی ہیں

(۱۴۸۲) پھر کہہ کونے تاس آون کہی کا ساون گھر کرھے چھاونی

ذرا پھر سے یہ بتاؤ تو سہی کہ اس نے کس مہینے آنیکو کہا ہے اور کیا اب کی ساون میں میرے ہی گھر مہمان رہیگا۔

(۱۴۸۳) بار بار یہی پوچھت کاظم اُنکی بتیاں میٹھی سُہاونی

بے قرار ہوہوکر بار بار کاظم اُس کی میٹھی اور سہانی باتیں پوچھتا ہے۔

حالت فراق میں ہر چیز سے خوف معلوم ہوتا ہے

(۱۴۸۴) کاری کاری بدریا پھر آئی جی ڈر ڈر کانپت کہاں جائی

پھر کالی گھٹا گھر کر آگئی جس سے ڈر ڈر کر میں کانپ اٹھتی ہوں۔ ہائے کہاں جاؤں۔

(۱۴۸۵) پی کے ہوت یہی نیکی لگت رہی سو نیں دیکھ ڈرائی

جب وہ میرے ساتھ تھے تو یہی کالی گھٹائیں مجھے کیسی اچھی لگتی تھیں اور اب انکو دیکھکر میرا دل لرز اٹھتا ہے۔

(۱۴۸۶) گھن گرجت جب ہی جی لرجت ہم پی کو دھر دھر لپٹائی

وہ بھی کیا زمانہ تھا) جب بادل گرجتے تھے اور دل کانپنے لگتا تھا تو میں اپنے بالم کو بار بار گلے لپٹا لیتی تھی۔

(۱۴۸۷) سو بالم پردیس ہمارے ہم کہکاں گرے لگائی

اب وہی بالم پردیس چھائے ہیں ہائے ہم کس کو گلے لگائیں۔

(۱۴۸۸) ساون آئے کہوں دکھ پایا کاہو جیو سکھدائی

ساون نے آکر کسی کو دکھ پہنچایا اور کسی کو سکھ۔

(۱۴۸۹) تیں تو سکھی رہ کاظم پیا مل ہم کیسے سکھ پائی

اے کاظم تو اپنے محبوب سے مل کر آرام سے ہے۔ ہمیں کیسے سکھ مل سکتا ہے۔

فراق مجازی اور پھر حقیقت کیطرف رجوع

(۱۴۹۰) کہو رے پتکو آون کی کچھ پیا نے کہی۔ برکھا نیرائی

اے قاصد کچھ پیا کے آنے کی خبر سناؤ۔ انھوں نے کیا کہا اور برسات کی رت بھی آگئی۔

(۱۴۹۱) چلت کی بیر ہم سے بہتیری پیا نے کہی سمجھاون کی

چلتے چلتے ہم سے پیا بہت دم دلاسے کی باتیں بنا گئے تھے۔

(۱۴۹۲) اب کا ہے جو بیر لگائی کا پردیسے چھاؤن کی

کیا بات ہو جو اتنی دیر لگا دی۔ کیا اب پردیس ہی میں پڑے رہنے کا ارادہ ہے۔

(۱۴۹۳) بیر لگت ہمرے نینن تو آئے چکی رت ساون کی

ان کے آنے میں بڑی دیر لگ رہی ہے۔ ہماری آنکھوں کی برسات تو آگئی۔

(۱۴۹۴) سب کہہ پی کی بھئی جن کہیو کاہو سے نیہ لگاؤن کی

اے قاصد ذرا کھل کر پیا کی سب باتیں بتاؤ۔ بس یہ کہنا کہ انھوں نے وہاں کسی اللہ سے دل لگا لیا ہے

(۱۴۹۵) داد رسب کہنا اسیران قفس سے صیاد نہ کہنا کہ گلستاں میں بہار آئی ہے)

(۱۴۹۵) جگ آئے بچھڑے سب اب کو کہے ہمرے پی کے ملاؤن کی

زمانہ بھر کے بچھڑے ایک دوسرے سے مل گئے۔ اب کون ہے جو ہمیں ہمارے محبوب سے ملانیکی خبر سنائے

(۱۴۹۶) سکھی رہو کاظم ہے تم کا نت سنگت من بھاون کی

اے کاظم تم خوش رہو آباد رہو کیونکہ تم کو ہمیشہ اپنے من بھاون کی سنگت (معیت) حاصل ہے۔

فراق میں ہر چیز سے الجھن ہوتی ہے

(۱۴۹۷) کہوں کو کت بیری مور دیکھ تو ری

ارے ذرا دیکھ تو میری جان کا دشمن مور کہیں چنگھاڑ رہا ہے۔

(۱۴۹۸) کوک سنت بیکل بھیو جیرا برہ مچایو شور

اسکی آواز سنتے ہی میرا دل الٹ پلٹ ہو رہا ہے۔ جدائی کے جذبات نے شورش برپا کر رکھی ہے۔

(۱۴۹۹) اور اگن بجھ جات ہے جل سے ہمری دہکت اور

ہر آگ پانی سے بجھ جاتی ہے لیکن میری یہ آگ (آنسوؤں سے) اور بھی دہک اٹھتی ہے۔

(۱۵۰۰) پیا بن کو یہ تپن بجھاوے سو ہیں بدیس نٹھور

سوائے پیا کے اور کون ہو جو اس دل کی لگی کو بجھا سکے۔ لیکن وہ بے درد تو پردیس میں ہے۔

(۱۵۰۱) بیت اساڑھ ساون اب لاگو برسے جھکور جھکور

اساڑھ بیت گیا۔ اب ساون شروع ہے اور بارش کی جھڑی لگی ہے۔

(۱۵۰۲) میں جل جل تک ہیروں کاظم کو پوچھے دکھ مور

اے کاظم میں جل جل کر راہ تک رہی ہوں لیکن کسے پڑی ہے جو میری بپتا سنے۔

حالت فراق

اگر زبانی ذکر کسی وجہ سے نہ ہو سکے تو خیالی یادداشت (یعنی مراقبہ) کرتے رہنا چاہیئے

(۱۵۰۳) تپن بجھاون نہیں دیت

یہہ پپیہا بیری مور

یہ دشمن پپیہا کسی طرح میرے دل کی آگ بجھ نے نہیں دیتا۔

(۱۵۰۴) نَیَن مچھے ٹک سُوہی پیا سنگ   پیو کہاں کہہ کہہ گھُوٹ چیت

اگر ذرا دیر بھی پیا کے ساتھ سو رہتی (اس کے مشاہدہ میں استغراق ہو جاتا) تو یہ دل کی آگ

بجھ جاتی۔ یہ کمبخت پپیہا پی پی کی رٹ لگا کے اور بھی میرے آئے حواس گم کئے ہے۔

(۱۵۰۵) کاہے شور کرت ہے بوُرے   کون پڑی تو ہے ایسی سکٹ

ارے پگلے (پپیہا) کیوں اتنا شور مچائے ہے۔ آخر تجھ پر کون سی ایسی مصیبت پڑی ہے۔

(۱۵۰۶) مُن سے کہہ پیا۔ گھٹ ما دیکھ اب   مُول گیان ہم سے نہیں لیت

دل سے، پیا پیا کہہ۔ پھر اپنے ہی میں اسکو دیکھو یہ بیش بہا معرفت ہم سے کیوں نہیں سیکھتا۔

(۱۵۰۷) ہیہ نہ جراؤ چپ رہ نہیں کاظم   جگ پھُونکت ہے تو تو سمیت

اب میرا دل نہ جلا۔ چپ رہ نہیں تو کاظم ساری دنیا کو تیرے سمیت پھونک دے گا

واصلین کے سامنے ہجر کا بیان لغو ہے

(۱۵۰۸) پپیہا جن بول رے

ایک گھن گرجے جیر آ لرجے   دُوجے سنت بچھڑن کی بتیاں

موجیت جات ہے ڈول

ای پپیہا نہ بول ایک تو بادل کی گرج سن سنکر دل لرز رہا ہے دوسرے فراق کی باتیں سنکر میلر وصیان اور بھٹک رہا ہے

(۱۵۰۹) کہاں کہاں یہ کہت کہاں سے   ٹھور ٹھور پیا چھائے رہو ہے

کاظم دیکھیں ہیا کے نینا کھول

یہ تیری پی کہاں، کی رٹ کس لئے ہے پی تو ہر جگہ موجود (جلوہ گر) ہے۔ کاظم دل کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں

ذکر قلبی یعنی پاس انفاس

(۱۵۱۰) موے گھٹ میں پپیہا بولے

رٹن لگے دا کو پیا پیا کی   ہیتیے میں نام یہ بدھ کو کھولے

میرے جسم میں پپیہا (دل) بولنے لگے اور اُس کو پیا پیا کی رٹ لگ جائے اس طرح میرے قلب کو کون ہے جو جاری کر دے۔

(۱۵۱۱) نین بھالیں درسن کو ترسیں رو ئے روئے جیوں بادر برسیں
(۱۵۱۲) کہا ہوت کاظم روئے سیں پیا ملے تب جب آپ کاں کھولے

آنکھیں دیدار کو ترس رہی ہیں اور رو رو کر بادل کی طرح برس رہی ہیں۔ اے کاظم آنسو بہانے سے کیا حاصل۔ محبوب جب ہی مل سکتا ہو جب تم اپنا عرفان حاصل کرو۔ (من عرف نفسہ فقد عرف ربہٗ)

فراق

(۱۵۱۳) لاگی تڑپے بجلی جیا ڈرپے پیا نہیں آیو ساون تو آیو

بجلی تڑپنے لگی دل لرزنے لگا اور ساون آگیا لیکن پیا نہ آئے۔

(۱۵۱۴) مگ ہیرت بھیٔے دن برسن کے ترس ترس ہم رین گنوایو

انتظار کرتے کرتے ایک ایک دن ایک ایک سال معلوم ہوتا ہے ترس ترس کر ہمنے راتیں گنوائی ہیں

(۱۵۱۵) جھوٹھی رہی کہوں آیو رے آیو آیو رے تیرو من بھایو

کسی نے جھوٹ موٹ مجھ سے آکر کہدیا کہ دیکھو تمہارے پیا آگئے۔ آگئے تمہارے من بھاون آگئے۔

(۱۵۱۶) وَیسے بھیجت دھایوں اٹا پر دیکھوں پیا کہوں پرت دکھایو

یہ سنتے ہی میں تڑپ اٹھی اور ویسے ہی بھیگتی ہوئی اٹا پر چڑھ گئی کہ دیکھوں پیا آتے دکھائی بھی پڑتے ہیں

(۱۵۱۷) پیا کارن جو بھانت بھانت کی ساری اور پہر اٹے رنگا یو

پیا کی خاطر میں نے رنگ برنگی ساری رنگوائی تھی۔

(۱۵۱۸) کچھ دئی برسے کچھ مورے انسون بھیج بھیج کے سگری نسایو

کچھ تو بارش کی وجہ سے اور کچھ میرے آنسوؤں سے بھیگ کر سنیاناس ہو گئی۔

(۱۵۱۹) لگت اساڑھ آون کہو کاظم اے دئی کا اتیی بیر لگایو

اے کاظم پیا نے تو اساڑھ لگتے ہی آنے کو کہا تھا۔ ہائے مالک اتنی دیر کہاں لگادی۔

(۱۵۲۰) چل برہن تو ہی کھوج پیا کے سون بھون پیا بن کہوں بھایو

اے جدائی کی ماری پیا کے کھوج میں نکل بھلا سنسان گھر بغیر پیا کے کہیں اچھا معلوم ہو سکتا ہے۔

فراق و انتظار

(۱۵۲۱) پیا توری نگ ہیر ہیر گئے نینن آئی رُت ساون کی

اے پیا تیرا انتظار دیکھتے دیکھتے آنکھوں میں ساون کی رُت آگئی۔

(۱۵۲۲) گھیر گھیر جن آؤ بدریا دھوم نہ کر برسا ون کی

اے گھٹاؤ گھر گھر کر نہ آؤ اور برسانے کی دھومیں نہ مچاؤ

(۱۵۲۳) چھیڑ چھیڑ ہم ہی کا جراوت چال چلت ترساون کی

چھیڑ چھیڑ کر بس ہم ہی کو جلاتے ہو اور ہم ہی کو ترسانے کے ڈھنگ اختیار کر رکھے ہیں

(۱۵۲۴) ہیر ہیر وہی دیس برس جہاں چت لاگی من بھاون کی

اسی دیس میں جاکر برس جہاں پیا کی طبیعت لگ گئی ہے۔

(۱۵۲۵) ڈھیر ڈھیر دکھ پایو پتک ہم بیر لگت پیا آون کی

پیا نے آنے میں بڑی دیر لگادی۔ اے قاصد ہم نے (انتظار میں) بہت دکھ جھیلے ہیں۔

(۱۵۲۶) پھر پھر جا کہہ کاظم سے کا پر دیسے چھاون کی

پھر واپس جاؤ اور کاظم سے کہو کہ کیا پردیس ہی میں ڈیرہ ڈال دینے کا ارادہ ہے۔

انتظار اور مراقبہ یعنی نگہداشت خطرات

(۱۵۲۷) مگ ہیرت سانوردا تیری ہم کو گھڑی بھئی برسن کی

اے سانولے محبوب تیرا راستہ دیکھتے دیکھتے ہم کو ایک ایک گھڑی ایک ایک برس ہو گئی۔

(۱۵۲۸) چلت کی بیر آگم تیں بالم چھلے کی باتیں ترسن کی

چلتے وقت پہلے تو اے بالم تم نے بڑی لگاوٹ کی باتیں کیں۔

(۱۵۲۹) کہی اور لکھ پٹھئی اورے جو لکھی سو جیا ترسن کی

کہا تھا کچھ اور لکھ کر کچھ اور ہی بھیجا اور جو لکھی وہ بھی دل ترسانے والی بات لکھی۔

(۱۵۳۰) اُو دَھیئے پر ٹلے ہم کا دِئی کا پیت رکھ برسن کی

وعدہ ہی پر ہم کو ٹالتے رہے سالہا سال سے محبت کے دھوکے میں کیوں ڈال رکھا تھا۔

(۱۵۳۱) درسن دیجیو کاظم کا بھلا جو ہم سے کرو جیا جھرسن کی

کاظم کو تو خوب جلوے دکھائے اور ہم سے سدا دل جلانے کی باتیں کرتے رہے۔

فراق

(۱۵۳۲) جا وہی دیس برس گھنسیام جت چھائے برسن گھنسیام

اے کالے بادلو اسی دیس میں جاکر برسو جہاں برسوں سے محبوب رہ رہے ہیں۔

(۱۵۳۳) کا مَن کی گت وہ کب جانے اب نہ رہو جب تنکو کام

جسکا دل جذبات محبت سے لبریز ہو اسکی حالت وہ کیا جانے جو خود غرض کام نکال کر آنکھیں پھیر لیتا ہے۔

(۱۵۳۴) کہو رے پتنگ کا ہم کا دُکھ دے سکھ پائے نرموہی رام

اے قاصد یہ بتاؤ کہ ہم کو دکھ دے کر اس بیدرد بے وفا نے کیا سکھ پایا۔

(۱۵۳۵) مکھ پیراں پیارے بن جھور جھور ماٹس گھلو سب رہ گیو چام

میرا چہرہ زرد پڑ گیا اور اس کے فراق میں بدن گھل گھل کر ہڈی چمڑا رہ گیا۔

(۱۵۳۶) آؤ و درس دکھائے جیا دو کب ایہئے جب چھانڈت دھام

اب آجاؤ اور جلوہ دکھاکر زندہ کر دو۔ آخر کب آؤ گے کیا جب روح جسم سے نکل جائے گی۔

(آجائیں کہ بنفس چھوٹ چکیں جینے کی امیدیں ٹوٹ چکیں بیمار کا رتت آخر ہے کچھ سن جائیں کچھ کہہ جائیں)

(۱۵۳۷) پریت رکھے سکھ کیسا جگ ما لے کاظم صاحب کا نام

محبت کرکے دنیا میں سکھ و آرام کا کیا ذکر۔ کاظم اللہ اللہ کرو۔

ہجر

(۱۵۳۸) لال بہاری بن کال سی لاگت سُونی بھون ماٹس کاری

کالی رات سونے گھر میں بغیر پیا کے مجھے موت سے زائد بھیانک معلوم ہوتی ہے۔

(۱۵۳۹) تا پر گھیر گھیر با در یا   مو ہے ستاوت آئے ڈوئی ماری

کالی بدریا پر خدا کی مار یہ گھر گھر کر اور مجھے ستانے آرہی ہے۔

(۱۵۴۰) نت ہم ٹھاڑی چڑھ کے اٹاری   تیری نِہواری باٹ نِہاری

کوٹھے پر کھڑی کھڑی اے محبوب تیرا راستہ تکا کرتی ہوں۔

(۱۵۴۱) تھک ہاری بل ہاری مُراری   کا رے سُرت ہماری بساری

اے مراری میں انتظار کرتے کرتے تھک ہاری۔ کیا تم نے مجھے بالکل ہی بھلا دیا۔

(۱۵۴۲) دِھیر چھوٹ آس مِلن کی   مو پر ہیں یے نِسدن بھاری

اب تو صبر کا یارا نہیں اور ملنے کی امید ٹوٹ چکی۔ مجھ پر یہ رات دن بہت بھاری ہیں۔

(۱۵۴۳) سُکھی ہیں کاظم جن کے بس   سدا رہے موہنی چھب پیاری

کاظم البتہ عیش میں ہیں۔ جن کے دل میں وہ موہنی چھب بسی ہے۔

بحالتِ وصال ہر چیز بھلی معلوم ہوتی ہے

(۱۵۴۴) پیا ہم سے بولن لاگے رے   میٹھے بچن درگ جوڑ جوڑ

(زہے نصیب و خوش قسمت کہ) پیا مجھسے بولنے لگے نظروں سے نظریں ملا کر میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگے۔

(۱۵۴۵) چین بھئی جیا مورے بدرُوا   بڑے بڑے بُوندن برسن جھکور

ہوا کے تیز جھونکوں کیساتھ بڑی بڑی بوندیں بادلوں سے برسنے لگیں جس سے میرے دل میں ٹھنڈک پڑ رہی ہے۔

(۱۵۴۶) نگر نگر بن گھن سب بھاوت   پپیہا کوئل چہو اور مور

آبادی و ویرانہ اور جنگل و گھر سب دل کو بھا رہے ہیں۔ پپیہا کوئل۔ مور چاروں طرف ہیں۔

(۱۵۴۷) رُوم رُوم پی کے رنگ بھیجو   ماس چام سب چور چور

روئیں روئیں پیا کے رنگ میں رنگ گیا اور گوشت پوست سب اس کی محبت میں چور چور ہے

(۱۵۴۸) سُکھ آنند نہ پوچھ ری سجنی   ایک مندر بھئے سس چکور

اے سجنی اس وقت میرے دل کے چین و سکون کا حال نہ پوچھ۔ جیسے چاند و چکور ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں

(۱۵۴۹) سنکھ رہت پیا نت مورے   آئیں دکھاوت جور جور

اب میرا پیا ہر وقت برے سامنے رہتے ہوئے خوب خوب ادائیں دکھا رہا ہے۔

(۱۵۵۰) یہی بدھ راکھ دیا کاظم پر ۔۔۔ پاس بنا رہ دُکھ جن موڑ

کاظم پر اسی طرح عنایت رہے اور اس کو معیت حاصل رہے اس سے اب رکھائی نہ کرنا

فراق میں گریہ وزاری

(۱۵۵۱) چالن ہار بھئے ہمارے پیتم
چلب سُنت بیکل بھیو جیرا

ہمارے پیتم پا بہ رکاب ہیں۔ ان کے جانے کی خبر سُن کر میرا دل بے کل ہے۔

(۱۵۵۲) تن کے جوڑ جڑ جڑ کے تپئے ۔۔۔ رکت لاگ بر کھن نینن سے
ہیئے اُپجے دُکھ نئے سنئے

جسم کا جوڑ جوڑ جل رہا ہے آنکھیں خون کے آنسو برسا رہی ہیں اور دل میں نئے نئے غم پیدا ہو گئے

(۱۵۵۳) کون بتاؤں میں اپنے جی کی ۔۔۔ جو بیتت ہے یے سمے

مجھ پر اس گھڑی جو گزر رہی ہے اس کا حال میں کیا بیان کروں۔

(۱۵۵۴) رہب اکیل کونے بدھ گھر ما ۔۔۔ پیو جو کہوں پردیس گئے

اگر پیا پردیس چلے گئے تو اکیلے گھر میں کیسے رہوں گی۔

(۱۵۵۵) سنگ لاگب جوگن کو بھیس کے ۔۔۔ بھسم اپنے انگے رمئے

جوگن کا بھیس کر کے اور جسم میں بھبھوت مل کر اُن کے ساتھ لگ جاؤں گی۔

(۱۵۵۶) جگ پردیس جانکے کاظم ۔۔۔ پریت رکھے کب من جوگئے

اے کاظم دنیا کو پردیس سمجھتے ہوئے فقیر کا دل اس سے کب محبت کر سکتا ہے۔

ہجر و فراق

(۱۵۵۷) مورا جیرا ترسن لاگو۔ ہو ۔۔۔ جب سے مہرُوا برسن لاگو۔ ہو

جب سے گھٹائیں برسنے لگی ہیں میرا دل اور بھی ترس رہا ہے۔

(۱۵۵۸) آون کہی برکھا رُت آئیں   تک ہیرے جیو برسن لاگو۔ ہو

برسات میں آنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن راستہ دیکھتے دیکھتے دل ادبہ گیا۔

(۱۵۵۹) بیت گئیں یہ بِرہ کی رُت کیتی   پیا نہ موہی کو برسن لاگو۔ ہو

معلوم نہیں کتنی برساتیں یوں ہی گذر گئیں۔ بے درد پیا کو آتے آتے برسیں گذر گئیں۔

(۱۵۶۰) نا گھن بھاوے نہ بن نا تن من   جیو اُدبھے۔ پی نگر سن لاگو۔ ہو

نہ تو بادل ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں نہ جنگل اور نہ اپنا تن من سب سے دل اوبھ گیا اب پیا کی نگری میں دل اٹکا ہے

(۱۵۶۱) پیا نہ ہوئے گھر رُت ما سَجنی   رُت دیکھے جیو جھُورسن لاگو۔ ہو

اے پیاری سکھی جب موسم بہار میں پیا گھر پر نہیں ہیں تو بہار بہار کا موسم دیکھ کر میرا دل جھلنے لگتا ہے۔

(۱۵۶۲) جھ نِردئی سُوں لاگ ہماری   وہ دئی کھلے گرسن لاگو۔ ہو

جس بے درد سے میرا دل لگا ہے وہ خدا جانے کس کے گلے کا ہار ہے۔

(۱۵۶۳) کہہ سنگ کاظم جھولے ہنڈولا   ڈور مور جھ برسن لاگو۔ ہو

کاظم کس کے ساتھ ہنڈولا جھولے۔ جس سے برسوں سے محبت کا رشتہ قائم تھا وہ تو ہے نہیں۔

سوز فراق میں دُعا و مناجات

(۱۵۶۴) میگھا جھر جھر لاگے برسن   کہو جائے کو وُر گھبرسن

بادل جھر جھر برسنے لگا۔ کوئی جا کر رگھوبر (محبوب) سے کہدے۔

(۱۵۶۵) تم تو رہو پردیسواں برسن   ہم مر مر درسن کو ترسن

تم تو برسوں سے پردیس چھائے ہو اور ہم دیدار کے لئے مر مر کر ترس رہے ہیں۔

(۱۵۶۶) پیت لگی اُن کی جو اور ن سن   ملب کہاں پھر ہم سے برسن

جب انکا دل کسی اور سے لگ گیا ہے تو پھر ہم سے اب برسوں ملاقات کا کیا سوال۔

(۱۵۶۷) یا ہی اگن ہم جھر جھر جھرسن   کو کہے یہ دُکھ ہمرے برسن

اسی آگ میں ہم جل جل کر جھرس رہے ہیں۔ کون ہماری یہ مصیبت ان سے بیان کرے

(۱۵۶۸) نَیں دیکھ دُاہی کے دُرسن   سُدھ آوت لاگن کی گرسن

انھیں دیکھ کر میری کلفتیں چھٹ جاتی تھیں۔ ہائے اُن کے گلے لگنے کی یاد ستا رہی ہے۔

(۱۵۶۹) نکس گئے وہ اپنے گھر سن — سونے بھون دُکھ پادیں سرسن

وہ میرے یہاں سے کیا گئے کہ سونے گھر میں مجھ پر دُکھ کے پہاڑ پھٹ پڑے۔

(۱۵۷۰) دُکھ پایا یہ چھب سُندر سن — پیکے رہو تم لاکھن برسن

اس پیاری چھب کی بدولت میں نے بہت ایذائیں اور تکلیفیں اٹھائیں تم لاکھوں برس زندہ اور سلامت رہو

(۱۵۷۱) دیو نہ دیو کاہو کو درشن — پے رہو نت کاظم کے برسن

چاہے کسی کو درشن دو یا نہ دو لیکن کاظم کے ساتھ ضرور رہو۔

بحالت وصال ہر چیز اچھی معلوم ہوتی ہے

(۱۵۷۲) اب کی ساون آیو پٹ سہاون — گھر ہے پیا مورے تپن بجھاون

اب کی ساون بہت سہانا معلوم ہو رہا ہے کیونکہ میرے پیا میرے دل کی لگی بجھانے کو گھر ہی میں موجود ہیں۔

(۱۵۷۳) جو نے بجتن چھہ برس رے میگھا — ینکی لگت توری برساون

اے بادلوں جس طرح چاہے برسو۔ کیونکہ تمہارا برسنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

(۱۵۷۴) گرجے گھن چمکے دامنیاں — ڈر نہیں گھر ہے جی کو لگاؤن

چاہے بادل گرجے یا بجلی چمکے۔ مجھے اب کچھ ڈر نہیں کیونکہ من بھاؤن گھر میں موجود ہے۔

(۱۵۷۵) سُکھ آنند ہے تب سے مو کو — جب سے کرہی پیا گھر ہی چھاؤن

اس وقت سے مجکو تمام راحتیں اور آرام میسر ہیں جب سے پیا میرے گھر میں براجمان ہیں۔

(۱۵۷۶) دھرتی ہری ہری برچھ ہرے ہرے — ہرے بسن پہرے من بھاؤن

ساری زمین پر ہریالی ہے اور درخت بھی سبز لباس پہنے کھڑے ہیں اس لئے کہ میرا گل اندام دھانی لباس میں جلوہ آرا ہے

(۱۵۷۷) باہر دیہر گھر ہر موہے کاظم — بھلے ہم ٹھور ٹھور ہر پاون

اے کاظم باہر بھی وہی محبوب ہے اور اندر بھی وہی محبوب ہے ہم نے خوب اپنے محبوب کو ہر جگہ جلوہ کناں پالیا ہے۔

کمالِ عشق میں عاشق کو وصالِ معشوق کی پروا نہیں رہتی اور وہ کہتا ہے کہ چاہے فراق ہو یا وصال ہو دونوں حالتوں میں بے پروا ہوں۔ مل میسری کی مصرعہ عشق کا فی ہے

(اے مطرب ایں غزل گو کز یار توبہ کردم ‌ ‌ از ہر گلے بریدم وز خار توبہ کردم)

(۱۵۷۸) ارے کیسی رُت آئی جا سُوں جیا لرجے
پیا بن نہیں بھاوت میہرا ‌ ‌ چمکے بجلیا گھن گرجے

ارے یہ کیسی رُت آگئی جس سے میرا دل لرز رہا ہے۔ پیا بغیر یہ بادل مجھے نہیں اچھے معلوم ہوتے۔ بجلی چمک رہی ہے اور بادل گرج رہے ہیں۔

(۱۵۷۹) پی کے کھوج پھرت ہم بن بن ‌ ‌ اب نا ہم کو کوؤ برجے
پیا کے کھوج میں ہم جنگل جنگل پھر رہے ہیں۔ ہمیں کوئی نہ روکے۔

(۱۵۸۰) برہ آگن ما جرب ہے نیکو ‌ ‌ پی کے ملن سے نہیں گرجے
ہمارے لئے فرقت کی آگ میں جلنا بہتر ہے پیا کے ملنے سے ہم کو اب کوئی غرض نہیں

(۱۵۸۱) جا کے نہ ہوئے اگن دگی پیم کی ‌ ‌ لے تنک ہم سے کرجے
جس کے دل میں محبت کی آگ نہ لگی ہو وہ ہم سے تھوڑی سی قرض لے لے۔

(۱۵۸۲) درس مانگوں تو کا منہ میرو ‌ ‌ تم راجہ اور ہم پرجے
ہم اور تم سے تقاضائے دید کریں بھلا ایسا ہمارا منہ کہاں ہے۔ تم راجہ ہو ہم پرجا ہیں

(۱۵۸۳) نِت رہ گھٹ ما کی پیم تیرو رہے ‌ ‌ مان کاظم کی یہی عرجے
یا تو تم میرے دل میں آ بسو یا تمہاری محبت۔ کاظم کی اتنی عرض مان لو۔

مُراقبہ۔ اور طالب کا انتظار جذبہ کیلئے مجازی ہو یا حقیقی

(۱۵۸۴) بیر بھئی پی کے آون کی ‌ ‌ انسوئن کینھو جور ساون ہو
پیا کے آنے میں دیر ہو گئی۔ آنسوؤں نے وہ زور کیا ہے۔ جیسے ساون آ گیا۔

(۱۵۸۵) نین کارے ہمرے جس بادر ‌ ‌ برسن لاگے جھکور ساون ہو

میری کالی آنکھیں بادل کی طرح جھر جھر برسنے لگیں۔ جیسے ساون آگیا۔

(۱۵۸۶) اب ہم کا ہے کو کریں سنگروا چیت کہاں رہو مور

اب ہم کاہیکو سنگار کریں پیا کے نہ ہونے سے۔ ہمارا دل اُچاٹ ہے۔

(۱۵۸۷) نگر نگر کچھ نیکو نہ لاگے جیو گیو پی کے اور

اب مجھے شہروں میں کچھ نہیں اچھا لگتا کیونکہ دل تو پیا میں لگا ہے۔

(۱۵۸۸) جان پڑت ہے موہے سکھی ری کچھ پیا ہم سے کینھ مروڑ

اے سکھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیا مجھ سے کچھ کھنچے ہوئے ہیں۔

(۱۵۸۹) کاہے سب کے پیا گھر آئے رُت ناوے ہیں بدیس نٹھور

کیا بات ہو سب کے پیا گھر آگئے۔ میرا بےدرد پیا پردیس میں ہے ابھی موسم بہار نہ آئے۔

(۱۵۹۰) جائے تپکو ادیکھ پیا کی چت کہوں اور ہے کی ہے یہ چھور

اے قاصد ذرا یہ پتہ لگا کر آؤ کہ پیا کا دل کہیں اور لگا ہے یا میری طرف التفات باقی ہے۔

(۱۵۹۱) موہن کا منموہن کو ہے کو رچت چور کا ہے چیت چور

میرے موہن کا منموہن کون ہے۔ جس نے میرے دل چرانے والے کا دل چرا لیا ہے۔

(۱۵۹۲) بن گھنشیام گھنشیام کو کاظم کب جی میں ہے ٹھور

پیا بنیر اے کاظم کالے بادل کہاں اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

(۱۵۹۳) آوے تو آوے نہیں چل برہن وہی اُدر گھر چھوڑ

اگر وہ آجائیں تو آجائیں نہیں تو اے برہ کی ماری اسیطرف جہاں پیا ہیں نکل کھڑی ہو۔

نالۂ و درد

(۱۵۹۴) ساون آیو ہم کو جراون گھر ناہیں مورے من بھاون

ساون ہم کو جلانے آگیا۔ کیونکہ من بھاون گھر میں نہیں ہے۔

(۱۵۹۵) پیا بن انکھیاں بوند آگن بھری اب لاگیں برساون

پیا بنیر آنکھیں آگ کے آنسو برسا رہی ہیں۔

(۱۵۹۶) روم روم دُکھ بھیجو تن ما   مَن کہہ بدھ سمجھاؤن

رو ئیں رو ئیں میں غم سرایت کر گیا ہے۔ اب دل کو کیسے سمجھاؤں۔

(۱۵۹۷) گھن برسے لس کاری نہ بھاوے   بجلی لاگی ڈراون

برستے بادل اور گھٹا ٹوپ راتیں مجھے بالکل نہیں بھاتیں اور بجلی کی چمک اور بھی میرے دل میں چمک پیدا کر دیتی ہے ڈراتی ہے)

(۱۵۹۸) مور کا شور کوئل کی کوکیں   پپیہا لاگو ستاون

مور کا شور اور کوئل کی کوکیں اور پپیہے کی 'پی کہاں' کی رٹ مجھے پریشان کئے ہیں۔

(۱۵۹۹) سون مندر کاظم کب بھاوے   بن پی کے گھر آون

بغیر پیا کے گھر آئے اے کاظم یہ سنسان گھر مجھے کیسے بھا سکتا ہے۔

حالت وصال اور اسی کیتھا جدائی کا خوف

(۱۶۰۰) آؤ پیا مل کے ہنڈ ولا جھولیں
دُکھ بچھڑن کے جی سے بھولیں

آؤ پیا ہم تم مل کر ہنڈ ولا جھولیں۔ جس سے جدائی کی تکلیفیں بھول جائیں۔

(۱۶۰۱) کب کی لگی رہی ہمری آس   آن پیا ملے ساون ماس

پیا ساون کے مہینہ میں آ ملے۔ نہ معلوم کب سے میرے دل میں یہ آس بندھی تھی۔

(۱۶۰۲) دُکھ کی بھٹی اس من سے ناس   جانو سدا رہی پی کے پاس

دان کے آن ملنے سے) درد دکھ ایسے دل سے کافور ہو گئے گویا میں ہمیشہ پی کے ساتھ رہی ہوں۔

(۱۶۰۳) جھول پیا سنگ بھول نہ گوری   یہ ملنے پر پھول نہ بوری

(اپنے سے تخاطب ہے) پیا کے ساتھ جھولا جھول لے لیکن اے گوری اپنے اس ملنے پر نازاں نہ ہو اور یہ نہ بھول کہ جدائی کا وقت دوڑتا چلا آرہا ہے۔

(۱۶۰۴) یہ سُدھ آوت سُدھ گئی موری   آڈ سے نیہہ ہمارو لگوری
جگ آڑے کا جُوٹک لسر دری

یہ خیال (جدائی) آتے ہی میرے حواس جاتے رہے کیونکہ ازل سے ہی اس کی محبت میں گرفتار تھی۔ دنیا میں آکر کیا ہوا جو میں تھوڑی دیر کے لئے بھول گئی۔

(۱۶۰۵) کاظم سنگ پیا سدا رہو ری بچھڑن کی اُن سے نہ کہو ری

اے پیا کاظم کے ساتھ ہمیشہ رہو۔ اس سے فراق کا ذکر ہی نہ کرو۔

فراق

(۱۶۰۶) پی کو سندیسو کٹھن بھیو اب تک کوؤ نا آئے

پیا کا پیام ہی ملنا دشوار ہے۔ اب تک ادھر سے کوئی نہیں آیا۔

(۱۶۰۷) کہاں درس پاتیو نہیں آوت اُس سدھ دینھ بھلائے

دیدار کا کیا ذکر۔ خط تک تو آتا نہیں۔ اُس نے ایسی میری یاد بھلا دی ہے۔

(۱۶۰۸) تک ہیرت ساون تو بیتیو بھادوں چھٹ ہے جائے

انتظار کرتے کرتے ساون تو گزر گیا۔ اب بھادوں بھی ختم پر ہے۔

(۱۶۰۹) دیکھ پتک پی کوں پردیسواں کیں راکھو بلمھائے

اے قاصد ذرا دیکھنا تو کہ پیا کو کس نے پردیس میں بہلا رکھا ہے۔

(۱۶۱۰) بنتی کر کر جوڑ جوڑ کے اُن کے لاگیو پائے

خوشامد کر کے۔ ہاتھ جوڑ کے قدموں پر گر کے۔

(۱۶۱۱) پوچھ جائے پی کا جو ہم ری بھولے بنائے

ان سے اصرار سے پوچھنا کہ ہم کو کیوں بھول بیٹھے۔

(۱۶۱۲) سدا رہو کاظم سنگ ہم کا پاتیو سے دیو بسرائے

(اور کہنا) کہ تم کاظم کے ساتھ تو ہمیشہ رہتے ہو۔ ہم کو تم نے خط سے بھی بھلا دیا۔

ایضاً

(۱۶۱۳) کا کہوں اے ماری

بچھڑب پی کو ظلم بھیو

اے دُنیا میں کیا کروں۔ پیا سے بچھڑے مجھ پر بڑے ظلم ہوئے۔

(۱۶۱۴) اُو دُھ بدی ساوَن ما آون کی — اجہوں نہ آئے ہائے

ساون میں آنے کا پکا وعدہ کر گئے تھے۔ ہائے اب تک نہ آئے۔

(۱۶۱۵) نِس اندھیاری ساون بھادوں کی — سُونے مندر جیو مور ڈرائے

ساون بھادوں کی گھٹا ٹوپ راتیں، اور میرا سنسان گھر مجھے کاٹے کھاتا ہے۔

(۱۶۱۶) تپک تپک رُت بیتی اُن بن — اب موسے رہو نہ جائے

ان کے بغیر یہ موسم بیتے جل جل کر گذارا ہے اب مجھ میں صبر کی تاب نہیں ہے۔

(۱۶۱۷) جگ ما اب ہے کو جن دُکھ — بچھڑن کا نہیں پائے

دنیا میں ایسا کون ہے جس نے جدائی کا دکھ نہ اٹھایا ہو۔

(۱۶۱۸) کاظم جب سے ملے نہیں بچھڑے — اُس پیا لین ہلائے

کاظم نے اپنے پیا کو ایسا شیشہ میں اُتار لیا ہے کہ جب سے ملے ہیں کبھی جدا نہیں ہوئے۔

تجدیدِ وصل

کیسی نیکی آوَن ہے مَن بھاوَن کی۔ ساوَن ما
جا سے ہے ساوَن سُہاوَن

میرے من بھاون کا ساون میں آنا کیسا مبارک ہوا جس سے ساون سہانا ہو گیا۔

(۱۶۲۰) بیت اساڑھ تک ہیرت کاظم — میگھ برس جی لاگو جراوَن

اے کاظم اساڑھ تو انتظار میں ختم ہو گیا اور گھٹائیں برس برس کر جی جلا رہی تھیں۔

(۱۶۲۱) اِنچھا پور بھئی پھر مَن کی — بھئی اچانک پی کی آوَن

یکایک یہ خبر معلوم ہوئی کہ وہ آرہے ہیں۔ میری دلی آرزو بر آئی۔

طلبِ وصال

(۱۶۲۲) مورے من بھاون رے
درس دکھاؤ آئی رُت آئے ساون سہاون

میرے من بھاون آؤ اپنا جلوہ دکھاؤ۔ سہانا ساون آگیا۔

(۱۶۲۳) کب اِچھا پورن ہوے موری کاظم پیا۔ بن تورے درس دِکھاون

اے میرے پیارے بغیر تمہارے جلوہ دکھائے کاظم کی آرزوئیں کیسے پوری ہو سکتی ہیں۔

قلق و اضطراب یعنی وہ بےچینی و بیتابی جو بعد تجلیات کے ہوتی ہے

(۱۶۲۴) اَنسُوَن بھیج گیو اَنچرَوا گھر نہیں آوت مورے سانورَوا

روتے روتے آنسوؤں سے میرا سارا آنچل بھیگ گیا۔ کیونکہ میرا محبوب میرے گھر نہیں آتا۔

(۱۶۲۵) جرت بیرہ اگن کے ہرَوا۔ او پیرَوا نکسو چہت نہیں مورہ جیَروا۔ ہو

(جدائی کی آگ سے) میرا قلب پھنکا جارہا ہے۔ اے پیا (اب آجاؤ) کشمکش میں میری جان آ لگی ہے۔

(۱۶۲۶) گھڑی پل نہیں بھاوت نیہرَوا چھن چھن باڑھت تور نہرَوا

ایک گھڑی بھی مجھے یہ گھر نہیں بھاتا۔ لحظہ بہ لحظہ تیری محبت بڑھ رہی ہے

(۱۶۲۷) ارے نر دئی موہن بھَوَروا کاہے نہیں آوت مور نیَروا

اے بے درد جفا کار موہن آخر میرے پاس کیوں نہیں آتا۔

(۱۶۲۸) گاری کاری رَین بدریا کاری
کھن آنگن کھن ٹھاڑی اٹاری ہیرت باٹ تیری بٹ پاری

(۱۶۲۹) واری واری میں بلہاری۔ تیرے کاظم موکو بلاوے کی آوے نیہر وا ہو

کالی کالی رات ہے اور کالے کالے بادل چھائے ہیں۔ بے قراری میں کبھی صحن میں آ نکلتی ہوں اور کبھی کوٹھے پر کھڑی اے راہزن تیرا راستہ دیکھا کرتی ہوں۔ اے میں صدقے قربان وہ مجھ کو اپنے یہاں بلالے یا پھر میرے یہاں چلا آئے۔

ایضاً

(۱۶۳۰) ساون مو کو تنک نہ بھاوے بالم ہے پردیس ہمار

مجھے ساون ذرا بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ میرا محبوب پردیس میں ہے۔

(۱۶۳۱) پیا بن کوئی کیسے سکھ پاوت ہے بچھڑن کی کہاں سمبھار

پیا بغیر کیسے کوئی سکھ پا سکتا ہے۔ اُسکے غم جدائی سہنے کی کس میں تاب ہے۔

(۱۶۳۲) کو یہ پی کو جائے سمجھائے کاہے ہم کا دین بسار

کون جاکر پیا کو سمجھائے کہ ہمیں کیوں بھلا دیا ہے۔

(۱۶۳۳) اورن کے ساون گھر آئے تم کا اتنی لگائی بار

اوروں کے پیا تو ساون آتے ہی گھر آگئے۔ آخر تم نے اتنی دیر کیوں لگا رکھی ہے۔

(۱۶۳۴) مور کوئل یا بن تیں اڑ آدو آنکھ اوٹ دے جائیں پہاڑ

یا تو مور و کوئل اس جنگل سے اُڑ آئے ہیں۔ ان کے لئے تو آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ ہے۔ (یعنی برسات

کی رُت یاد دلانے والے مور و کوئل وہاں سے اڑ آئے ہیں)

(۱۶۳۵) کاظم پی کو جو مورے لے آوے جیو مورا وا پر بلہار

اے کاظم جو کوئی میرے پیا کو (بہلا پھسلا کر) لے آئے میں اس پر قربان۔

ملاح موسوم سے استمداد

مورے بیر ہو کھویّا

(۱۶۳۶)

کب کی ہوں بھیجت نیّا لیاؤ نیّا لیاؤ برسَت دیّا

اے میرے بہادر کشتی بان میں کب سے کھڑی بھیگ رہی ہوں۔ کشتی لے آؤ۔ بڑے غضب کا پانی برس رہا ہے۔

(۱۶۳۷) پار پیا مو کو وار نہ رکھ رے واری جاؤں تیری لیوں بلیّا

میرا پیا اس پار ہے مجھے ادھر نہ چھوڑ۔ قربان جاؤں تیری بلائیں لوں۔

(۱۶۳۸) جو تنکو لاگت کیوٹ کے سنتے بیاکے لیاوت نیّا

اگر ملاح کے دل پر ذرا بھی چوٹ لگی ہوتی تو میری آواز سنتے ہی جلدی کشتی لے آتا۔

(۱۶۳۹) واکے لگی نہیں پھر کیا جانے کہاں سنے ہمری نر دیّا

اس کے لگی ہی نہیں وہ کیا جانے ۔ بے درد میری کیوں سننے لگا۔

(۱۶۴۰) یہ جگ ہے سب بھو کا سمندر گرو بن کو ہے پار لگیا

یہ سارا عالم وہم کا سمندر ہے ۔ سوا مرشدؔ کے کون پار لگا سکتا ہے ۔

(۱۶۴۱) بیر بیر تو ہے گھر اوت کاظم اب سُدھ لے رے سُدھ کے لویّا

کاظم تجکو بار بار پکار رہا ہے ۔ اے سب کی خبر رکھنے والے اب میری خبر لے ۔

انتظارِ محبوب

(۱۶۴۲) پیا پر دیسیا کو بیگ لیاؤ
تک ہیرت بھئی ہیر پتیکوا کچھ آون کی شبد سناؤ

پردیسی پیا کو جلدی لے آؤ ۔ اے قاصد راستہ تکتے بہت دیر ہو گئی ۔ اب انکے آنکی خوشخبری سناؤ ۔

(۱۶۴۳) کی جا کہو دے نرموہی پیا سوں ساون جات ہے اب تو آؤ

یا اس بے مروت سے جا کر کہو کہ ساون گذرا جا رہا ہے للٰلہ اب تو آجاؤ ۔

(۱۶۴۴) ہمری سُدھ کاہے بسرائی کا کہوں جی کوں بھیو لگاؤ

ہماری یاد کیوں بھلادی ہے ۔ کیا تم نے کہیں اور دل لگا لیا ہے ۔

(۱۶۴۵) جگ ما سکھ ہے سدا کاظم کال اُن کی پیا سے ہے بھلی بناؤ

اس عالم میں کاظم کو خوب سکھ ہے کیونکہ ان سے اور انکے پیا سے خوب بن رہی ہے ۔

دھناسری
بغیر مشاہدہ کے اعمالِ ظاہری بے کار ہیں ۔

(۱۶۴۶) من بھاون جو ناہیں بھون ما
کون کاج کی پھر چوریاں ہری ہری لال سو ساون ما

جب اپنے پیا گھر میں نہ ہوں تو ساون میں ہری ہری لال لال چوڑیاں کس کام کی ۔

(۱۶۴۷) سبھے سنگار چھوٹا سبھی پی کے بدیس گون ما

پیا کے پردیس چلے جانے سے میرا سارا بناؤ سنگار چھوٹ گیا۔

(۱۶۴۸) پی کے درس پیاسی ترسیں نیر بہے انکھین ما

پیا کے درشن کی پیاسی آنکھیں، ترس رہی ہیں اور ہر وقت آنسو بہا رہی ہیں۔

(۱۶۴۹) پیا بن پران کہہ کاج کو کاظم یہو پُن جائے ملے پَوَن ما

بغیر پیا کے اے کاظم یہ جان کس کام کی۔ یہ دجان بھی جا کر ہوا میں مل جائے (عناصر کا ظہور ترتیب کیطرح ختم ہو)

ابر سے خشکی کی شکایت

(۱۶۵۰) کارے بدرا وا ٹوٹ گھمنڈ تیرا ہمرے نین کا دیکھ رہہرڈا

اے کالے بادل۔ میری آنکھوں کی بارش دیکھ کر تیرا گھمنڈ ٹوٹا۔

(۱۶۵۱) کس جھراں جل جھور بھئے کارے تیرو کا کہوں لاگو نہرڈا

اے کالے بادل تیرا پانی کیسے خشک ہو گیا۔ کیا تو نے بھی کہیں دل لگالیا ہے۔

(۱۶۵۲) ہمری اگن تیریو ہیے بیاپی یا سوں تیرو جرت ہیرڈا

کیا ہمارے دل کی آگ تیرے دل میں بھی سرایت کر گئی جس سے تیرے دل میں شعلے اٹھ رہے ہیں۔

(۱۶۵۳) گھیر گھیر آوت ہے رین دن برست کیوں نہیں میت بدرڈا

اے دوست بادل رات دن گھر گھر کے آتا ہے۔ مگر برستا کیوں نہیں؟

(۱۶۵۴) ہمرے بدیسی تو آئے۔ برس اب برسے ادھک سکھ پاوے جیرڈا

میرا پردیسی پیا گھر آگیا۔ اب خوب برس۔ کیونکہ ایسے میں تیرے برسنے سے اور بھی آرام ملتا ہے۔

(۱۶۵۵) گر دوے لاگ کاظم کے پیارا موہن سانورڈا من ہرڈا

پیارا موہن کاظم کے گلے لگا ہے۔ وہ موہن جو سانولا بھی ہے اور دلبر بھی ہے۔

ایضاً

(۱۶۵۶) ارے اے بدرا تیں کیوں آیو پیا تو ہماری سُدھ بسرایو

ارے اے بادل تو کیوں آیا۔ پیا نے تو ہم کو بالکل ہی فراموش کر دیا۔

(۱۶۵۷) برسن کے چھوٹے رگھبرسن   اب برسن کی ناہیں سہایو

پیا سے بچھڑے برسیں گذر گئیں۔ تیرا برسنا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

(۱۶۵۸) ایک تو ہم دُکھی دُوجے تَیں   برس برس کے اور جرایو

ایک تو ہم یوں ہی دکھی ہیں اُس پر تو برس برس کے اور بھی جلا رہا ہے۔

(۱۶۵۹) گھنے گھمنڈ سے گھن دَئی مارے   گرج گرج آئے سر کھایو

بڑے غرور سے بادل اُٹھ کر آیا اور گرج گرج کر میرا بھیجا کھا لیا۔ اس پر خدا کی مار ہو۔

(۱۶۶۰) گھیر گھیر دُکھ دے جائے اُن کاں   جن ہمر پردیسی لُبھایو

(دعا) گھیر گھیر کر اس کو دُکھ پہنچا جس نے میرے پردیسی (محبوب) کو لبھا لیا ہے۔

(۱۶۶۱) کاظم سا ہے کو دُو جگ ما   جو پیا مل دن دن سکھ پایو

دونوں عالم میں کاظم کا ایسا کون ہے۔ جس نے پیا سے مل کر ہمیشہ آرام پایا ہے۔

تمام عالم کی طرف سے آنکھیں بند کر لے اور حق کی طرف نگراں رہے

(۱۶۶۲) مُوندری مُوندری چک چہو اُور سے   نیکے پیکو گھٹ ہی ماڈھونڈری

چہار طرف سے آنکھیں بند کر لے اور پیا کو دل میں تلاش کر لے۔

(۱۶۶۳) ہے جگ بار برہم میں ایسا   جو نین جیوں ہے سونے کی مُوندری

دنیا میں وہ ذاتِ بحت اس طرح ہے جیسے سونے میں سونے کی انگوٹھی۔

(۱۶۶۴) پیم کو بادر برکھت ہے   کہوں بڑی بُوند کہوں ننھی بوندری

باران محبت ہر جگہ برستا ہے۔ کہیں بڑی بڑی بوندیں اور کہیں ننھی بوندیں۔

(۱۶۶۵) پیم بھجن کاظم پیا دیکھیں   جن کی نہیں انکھین ماڈھونڈری

اے کاظم جن کی آنکھوں میں دھند نہیں ہے وہ محبت کا انجیر ڈیہ کے محبوب کا جلوہ دیکھتے ہیں۔

بحالتِ مشاہدہ عینِ وصال میں وفورِ شوق سے گریہ سروری اور عشق کے حالات و عجائبات

(۱۶۶۶) آیو آج ہمار پییرؔ وا بہت دِنن پر دیسوا چھایو
آج خدا خدا کرکے پیا آگئے۔ جو بہت دنوں سے پردیس چھائے ہوئے تھے۔

(۱۶۶۷) بھلے آون سُن پی کے مورے انسؔ انکھین ما بھر بھر آیو
میرے محبوب کا آنا کیسا اچھا ہے اس خوشی میں میری آنکھوں میں آنسو اُڑے آرہے ہیں۔

(۱۶۶۸) پھر ساون کا برسے جو نینا پی کے دیکھت ہی جھر لایو
بھلا اب ساون اس طرح کیا برس سکتا ہے جیسی میری آنکھیں محبوب کو دیکھ کر جھڑی لگاے ہیں۔

(۱۶۶۹) ملین چین نا بچھڑیں۔ اے دئی کون پیم ہیئے مورے سمایو
نہ ملے چین نہ بچھڑے آرام۔ اے خدا کون سی محبت میرے دل میں سما گئی ہے۔

(۱۶۷۰) اُچرج تھا کہی ہم کا سوں ایسا نہیں کوئی پڑت و کھایو
میں اپنا یہ عجیب و غریب حال کس سے کہوں۔ کوئی سننے والا نہیں نظر آتا۔

کاظم جانے ہمارے پیم کی جن نِردن یا ہی ما گنوایو
ہاں۔ کاظم البتہ میرے اس محبت کے حال کو سمجھ سکتے ہیں جنھوں نے اپنے رات دن اسی میں صرف کئے ہیں۔

دل رُبائی محبوب

(۱۶۷۲) مورے ہاتھ سے منوا اب تو گیو رے لے گیو چھوت ہی سانورؤا
اب تو میرے ہاتھ سے میرا دل گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ سانولا اڑا لے گیا۔

(۱۶۷۳) جو پیا ناہیں کہت آون کوں
نین بہت ہیں جھر لاون کوں
کاظم کاج نہیں جو برسے بدرؤا
پیا جو آنے کو نہیں کہتے ہیں تو میری آنکھیں آنسو برسا رہی ہیں۔ کاظم اب بادلوں سے کیا غرض۔ چاہے برسیں یا نہ برسیں۔

حالت وصال میں محبوب سے شکایت

(۱۶۷۴) بہت دِنن پاچھے تم آئے
ہو نِر موہی بالم

اے بے درد بالم بہت دیر کر کے تم آئے۔

(۱۶۷۵) ایسے نِٹھُر بھئے بیٹھ بدیسواں پاتیو سے ہم کا بسرائے

پردیس جانے سے ایسے بے مروت ہو گئے کہ ہم کو ایک خط بھی نہ بھیجا۔

(۱۶۷۶) جی پہ ہمارے کا کچھ بیتتا کون کون بچھڑیں غم کھائے

ہمارے دل پر کیا کیا مصیبتیں گذریں اور فراق میں کیسے کیسے غم اٹھائے ہیں کیا بتائیں۔

(۱۶۷۷) پپیہا مور کوئل کے بولت تم بن جو دکھ پائے سو پائے

پپیہا اور مور و کوئل کے بولنے سے تمھارے بغیر ہم نے جو دکھ جھیلے ہیں۔ بس اللہ ہی جانتا ہے

(۱۶۷۸) بالم بیٹھ بدیسواں ہم کا تیں بھولے ہم ناہیں بھلائے

اے بالم پردیس میں بیٹھکر تم ہم کو بھول گئے لیکن ہم نے تم کو نہیں بھلایا۔

(۱۶۷۹) پیا بِن دکھ بچھڑن کا کاظم تیں تو اپنا کب کا بہائے

اے کاظم تم نے تو محبوب سے ملکر اپنا غم فراق کب کا دور کردیا۔

نالہ و درد

(۱۶۸۰) ساون بیتو پی کی آسن
سب کے بدیسی گھر آئے ہمرے بالم پردیسے چھائے
کیسے کے جھولیں ہنڈولن

ساون تو پیا کے آنے کے آسرے میں ختم ہوگیا۔ سب کے بدیسی گھر آ گئے لیکن ہمارے بالم پردیس ہی میں ہیں۔ ہائے ہم کیسے (تنہا) ہنڈولا جھولیں۔

(۱۶۸۱) ہیرت ہیرت باٹ پیا کی من کے کنول مرجھائے
بیتیم ہم کا دین بھلائے
کیسے کے جھولیں ہنڈولن

پیا کا راستہ دیکھتے دیکھتے میرے دل کا کنول (پھول) مرجھا گیا۔ پیا نے ہم کو بھلا دیا اب ہم کیسے تنہا ہنڈولا جھولیں۔

(۱۶۸۲) ایک رات سپنے ما بالم اپنے مندر ہم پائے
روئے اُٹھی نینا جھبرلائے
کیسے کے جھولیں ہنڈولن

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ پیا میرے گھر آئے ہیں۔ میں رو پڑی آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

(۱۶۸۳) گیو ساون کہہ جائے پت کوا اُنہوں آونکی کچھ ٹھہرائے
کی دھوں ہم کا دیت جھُلائے
کیسے کے جھولیں ہنڈولن

اے قاصد پیا سے جا کر کہو کہ "کیا سچ مچ آنے کا ارادہ ہے یا ہم کو اسی طرح دم دے رہے ہو۔ آہ ہم کیسے اکیلے ہنڈولا جھولیں۔

(۱۶۸۴) سُکھی رہیں کاظم سکھین بل وے پی کے من بھائے
ہم رہیں ویسے ڈور لگائے
کیسے کے جھولیں ہنڈولن

کاظم تو اپنے محبوب سے مل کر خوش ہیں کیوں کہ وہ تو پیا کے نظر چڑھ گئے ہیں۔ ہم ویسے ہی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ ہائے اکیلے کیسے ہنڈولا جھولیں۔

قلق

(۱۶۸۵) ساون آیو جراون سکھی ری گھر ناہیں پیا مور
ساون دل جلانے آگیا کیونکہ میرا محبوب تو ہے نہیں۔

(۱۶۸۶) کا ئیں کہوں دُکھ اپنے جی کا جا کو اُور نہ چھور
میں اپنے دل کا غم کیا بیان کروں جس کا اُور ہے نہ چھور۔

(۱۶۸۷) بتیاں ہیرت پی کی ہم کا چین نہ سانجھ نہ بھور

پیا کا راستہ دیکھتے دیکھتے ہم کو نہ رات کو چین ہے نہ دن کو آرام۔

(۱۶۸۸) سُن کوئل کی کُوکیں اُو بھوں کھاوے نہ مُور کو شور

کوئل کی کوکیں سُن سُنکر میرا دل اُلٹا جا رہا ہے اور مور کی جھنکار بھی نہیں اچھی لگتی۔

(۱۶۸۹) رہوں تو سُون مندر کب بھاوے جاؤں کہاں کہہ ٹھور

اگر گھر میں رہوں تو یہ سُونا گھر کب اچھا لگتا ہے اور اگر جاؤں تو کہاں ٹھکانا ہے۔

(۱۶۹۰) جائے پتنگوا کہہ پیتم سے بنتی کر۔ کر جور

اے قاصد اُس محبوب سے التجائیں کر کے اور خوشامد کر کے کہہ دینا کہ۔

(۱۶۹۱) کونے کھور سے شُدھ بسرائی ایسے بھئے کٹھور

آخر ہمیں کس قصور پر بُھلا دیا ہے اور کیوں ایسے سنگدل ہو گئے ہو۔

(۱۶۹۲) جگ ما پیت سے کِن سُکھ پاوا لگت بڑھے دُکھ اور

دنیا میں محبت کر کے کس نے سُکھ پایا۔ محبت ہوئی اور مصیبت آئی۔

(۱۶۹۳) سُکھی رہیں کاظم جِن کا جی نت رہے صاحب اور

کاظم اللہ خوش رہتے ہیں جن کا دل ہمیشہ اپنے مالک سے لگا رہتا ہے۔

فراق

(۱۶۹۴) پیا دیکھن کوں ترسن لاگے جب سے میگھا برسن لاگے

جب سے پانی برسنے لگا ہے پیا کے دیکھنے کو ترس رہی ہوں۔

(۱۶۹۵) سُونے بھون ما پیا بن کب سن اُو بھے اپنے گھر سن لاگے

خالی گھر میں پیا بغیر کب سے میرا دل گھبرا رہا ہے۔

(۱۶۹۶) گرج نہ رے گھن تڑپ نہ دامن اب لرجے ہمرے ڈرسن لاگے

اے بادل اب نہ گرج اور اے بجلی اب نہ تڑپ۔ کیونکہ ایسی حالت میں گرج دمک سے میرا دل لرزا اُٹھتا ہے۔

(۱۶۹۷) لگت اساڑھ آونکی سن سن نگ ہیرے ہم سرسن لاگے

اساڑھ آتے ہی اُنکی آمد کی خبر سُن سُنکر میں ہمہ تن انتظار ہو گئی

(۱۶۹۸) رُت بیتی۔ بیتیم پردیسی کوں کاظم آوَت برسَن لاگے

موسم تو ختم ہونے آیا لیکن پردیسی پیا کو آتے آتے اے کاظم برسیں گذر گئیں۔

وصال میں ہر چیز اچھی معلوم ہوتی ہے

(۱۶۹۹) پیا پردیسی ہمارے آئے ہو

نیکے برس اب میت بدرُ وا چہُو اُور سے چھائے

ہمارے پردیسی پیا آگئے۔ اے دوست بادلو اب خوب برسو۔ چاروں طرف سے گھر گھر کر آؤ۔

(۱۷۰۰) اب ہم سے کا پوچھت جی کی بہت دُکھن سُکھ پائے

اب ہم سے ہمارے دل کا حال کیا پوچھتے ہو۔ بہت مصیبتوں کے بعد آرام ملا ہے۔

(۱۷۰۱) من کو کنول پھولا پیا آوَت جوُن رہے مرجھائے

من کا کنول پیا کے آنے سے کھل گیا۔ وہ کنول جو عرصہ سے مرجھا یا ہوا تھا۔

(۱۷۰۲) کاظم پی کو سنگ پائے کے پھُولے ناہیں سمائے

کاظم اپنے پیا کو پا کے اب پھولے نہیں سماتے۔

بحالت ہجر اچانک وصال حاصل ہوتا ہے

(۱۷۰۳) ڈُبر بھرے نوا انسُون

جب سے بدیس سدھارو پیرُوا ترس ترس جیو مور رہیلوا

آنسوؤں سے تالاب بھر گیا۔ جب سے میرے پیا پردیس سدھارے ہیں میرا دل ترس ترس کر رہتا ہے

(۱۷۰۴) مور کوئلیا کی کوکیں ابھاگی کین کرِیجوا ادِھکو داگی

مور کوئل کی منحوس کوکوں نے اور بھی میرے دل میں داغ ڈال دیئے ہیں۔

(۱۷۰۵) آون سُن کے ساون ماں پیکی دُکھ بوڑی سوئی اُٹھ جاگی

کاظم مور جیرُ وا سُکھ پیلوُا

ساون میں پیا کے آنے کی خبر سُن کر مصیبت کی ڈوبی سوتے سے اُٹھ بیٹھی اے کاظم اب میرا دل سکھ پا رہا ہے۔

ہجر

(۱۷۰۶) کارے کارے بادر آئے

جا وہی دیس برس دُئی مارے   جہاں ہیں بسے سانورے پیارے

اے شامت کے مارے کالے بادلو جاؤ وہیں برسو جہاں پیارے سانولے براج رہے ہیں۔

(۱۷۰۷) اُن کے ہوت سُکھ ہوت رہو جیا   اب دُکھ باڑھت جی کوں ہمارے

جب وہ، یہاں تھے تو میرے دل کو قرار تھا اور اب اُنکے نہ ہونے سے روز بروز دُکھ بڑھ رہا ہے۔

(۱۷۰۸) بن گھنشیام آئیں گھنشیام کے   کاظم کب ہوے سُکھ جی کا ہمارے

اے کاظم اب بغیر محبوب کے آئے ان کالے بادلوں کے آنے سے میرا دل کیسے خوش ہو سکتا ہے۔

محبوب مجازی یا حقیقی کی دِل رُبائی

(۱۷۰۹) پیاری پیاری اَنکھیاں کاری بن کا جروا

چتوت چت کو چُرا وے سنورا۔ ہو

اُسکی پیاری پیاری کافر آنکھیں جو بغیر سرمہ کے بھی سرمگیں ہیں۔ وہ سانولا نظروں ہی نظروں میں دل اڑا لیتا ہے

(۱۷۱۰) بھوہیں کمان بان پلکن کے   آون نہ دیت رکھو کاں سنمکھ

(۱۷۱۱) جائے سکے کو تورے نیروا   یا تیں انکھیں نت برکھے مہروا۔ ہو

ابروؤں کی کمانیں اور پلکوں کے تیر کسی کو سامنے ٹھہرنے نہیں دیتے۔ کون ہے جو تیرے سامنے آسکے اسی

باعث میری آنکھیں بادل کی طرح برس رہی ہیں۔

(۱۷۱۲) نیکی نیکی چھب نیکی چال لال کی   برنی نہ جات موسے کاظم

مُرسکن میٹھی بتیئن دن دن   ہم سے بڑھت نہروا۔ ہو

اے کاظم اُس کی پیاری پیاری صورت اور فتنہ زا چال بیان سے باہر ہے۔ "زیر لب مسکراہٹ اور میٹھی

میٹھی باتیں" انھیں سے تو اور بھی محبت کی آگ بھڑک رہی ہے۔

فراق

(۱۷۱۴) موکو بہت جرائیو ننند یا تورے بیرن

بہت لگے دن پی کو بدیسواں اب تک کیوں نہیں آیو

اے نند تیرے بھائی نے مجھے جلا کر خاک کر دیا۔ اب کی پیا کو پردیس میں بہت دن لگ گئے نہ معلوم اب تک کیوں نہیں آئے۔؟

(۱۷۱۵) نا آیو نا لکھی اُن پاتی ساون آئے جھڑ لایو

نہ خود آئے اور نہ کوئی خط پتر ہی بھیجا۔ ساون آگیا اور جھڑی لگ گئی۔

(۱۷۱۶) گھن گرج جیو مورا لرجے دامن ادھک ڈرایو

کس قیامت کی گھن گرج ہے اور بجلی کی چمک دل لرزا رہی ہے۔

(۱۷۱۷) نس اندھیاری سونے بھون ما پیا بن بہت دکھ پایو

سونے گھر اور اندھیری راتوں میں بغیر پیا کے دل گھبرا رہا ہے۔

(خیالِ شب غم سے گھبرا رہے ہیں ہمیں دن کو تارے نظر آ رہے ہیں)

(۱۷۱۸) تیں کاظم پیا اپنے بس کیو کا تو ہے گرو نے سکھایو

اے کاظم اپنے پیا کو خوب تم نے بس میں کر رکھا ہے آخر تمھارے پیرو مرشد نے تمکو کون گر سکھائے ہیں

شکوہ فراق

(۱۷۱۹) اب تک نا آئے من بھاون

ساون آئے پیا بن کہاں لگے ساون سہاون

میرے من بھاون ابتک نہ آئے اور ساون آگیا ایسے ساون سے کیا خوشی ہو سکتی ہے جس میں پیا نہ ہوں۔

(۱۷۲۰) گرجت گھن لرجت ہے تن من بن درسن ترسن دکھ پاون

جیسے جیسے بادل گرجتا ہے میرا دل کانپ اٹھتا ہے۔ بغیر انکو دیکھے ترس ترس کے غم اٹھا رہی ہوں۔

(۱۷۲۱) لاگت رت آون کہی ہیتم ساون جات۔ کا آس لگاون

پیا نے تو برسات شروع ہوتے ہی آنے کو کہا تھا اب تو ساون بیتا جا رہا ہے اب کیا امید۔

(۱۷۲۲) برسن لگیں برساون انکھیاں اب جی کو کہہ بدھ سمجھاون

آنکھیں خون برسانے لگیں اب دل کو کیا کہہ کے سمجھاؤں۔

(۱۷۲۳) یہ دَئی ماری بدریا کاری کاری گھٹا جی لاگی گھٹاؤن

اس کالی گھٹا پر بجلی گرے یہ تو مجھے (غم میں) گھلائے دے رہی ہے۔

(۱۷۲۴) پیا گھر پائے تو ہے سُکھ ہے کاظم مُجھے لگے سُون بھونواں ڈراون

اے کاظم تم تو پیا کو گھر میں پا کر مگن ہو۔ مجھے تو میرا سُونا گھر کاٹے کھاتا ہے۔

وصال

(۱۷۲۵) سکھی ہمارا پیرؔوا آئیلا

بولت مور کوئلیا اَت سُکھ پَیلا

اے سکھی میرے پیا آ گئے۔ اب مور و کوئل کے بولوں سے میرے دل میں اُمنگیں اُمنڈ رہی ہیں۔

(۱۷۲۶) کیتو گھن گرجے چمکے بجلی ڈر نہیں ساون ما پیرؔوا پَیلا

کاظم دُکھوا مورا سَرب گئیلا

اب چاہے جتنا بادل کیوں نہ گرجے اور بجلی کیوں نہ تڑپے مجھے ڈر نہیں۔ میں نے پیا کو ساون میں پا لیا۔ اے کاظم میرے دُکھ درد کافور ہو گئے۔

فراق و رشک

(۱۷۲۷) مورے مندر نہیں آوے سنوروا اُنہو کاظم سنگ دن رین گنواوے

میرے من مندر میں ایک دن بھی وہ سانولا نہیں آتا اور کاظم کے ساتھ دن رات گنواتا ہے۔

(۱۷۲۸) کارے بن جھور جھور۔ نہیں کاری کاری بدریا کب موہے بھاوے

مجھے یہ کالے بادل خاک اچھے نہیں معلوم ہوتے۔ یہ میرے پیارے سانورے کے فراق میں کب کالے ہوئے ہیں۔

(۱۷۲۹) کبہوں نہ چھب چنچلا سی چمکے چنچلا چمکے اُدھک ڈراوے

وہ بجلی سی چھب کبھی میری آنکھوں کے سامنے نہیں چمکتی۔ اسی لیے بجلی چمک چمک کر مجھے ڈرا رہی ہے۔

(۱۷۳۰) نادھو ہیم کا مدھوا اکھیر بھر ہم کا نہیں اُنھیں کاں پیاوے

وہ محبوب ساقی شراب محبت کے پیالے بھر بھر کے ہم کو نہیں بلکہ انھیں کو (کاظم کو) پلا رہا ہے۔

(۱۷۳۱) جب دیکھوں اُنھیں سنگ پاؤں موہے سدا وہ آنکھ چُرا وے

جب دیکھو اُنھیں کے ساتھ مجھ راز و نیاز ہیں۔ ہم سے ہمیشہ کٹے کٹے رہتے ہیں۔

(۱۷۳۲) ایسے نموہی نند لال سوں کو نے جتن جی کو دُکھ جاوے

ایسے سنگدل محبوب سے کسی کے دکھ درد دور کرنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

وصل مجازی

(۱۷۳۳) اُجیاری بھئیں ہو رَاتیاں

اُدھک رہے گھٹ میں اُجیروا ہمرے مندر جب آیو سنوروا

میری راتیں روشن ہو گئیں۔ وہ، میرے گھر کیا آئے کہ میرا گھر جگمگا اُٹھا۔

(۱۷۳۴) سب دُکھ گئے آون سے پیکے اب دن دن سُکھ پاوے جیروا

اُن کے آنے سے سارے دُکھ تشریف لے گئے اب روز بروز دل کو آرام ہی آرام ہے۔

(۱۷۳۵) برسن بر رگھبر سے ملے ہم برسے چاہے جن برسے بدروا

مدتوں بعد اب "اُن" سے ملے ہیں۔ اب چاہے پانی برسے یا نہ برسے۔ (مجھے پرواہ نہیں)

(۱۷۳۶) تپن گئی رہے سیتل دیہی کاظم پی کے آوت مندروا

اے کاظم جیسے ہی "وہ" میرے گھر آگئے میرے جسم و جان کی جلن دور ہو گئی اور دل میں ٹھنڈک پڑ گئی۔

فراق

(۱۷۳۷) بیتو اساڑھ آئے نہیں پیتم بھئیں ساون کی بھاری رتیاں

اساڑھ تو بیت گیا لیکن پیتم نہ آنا تھا نہ آئے۔ ساون کی راتیں مجھ پر بھاری ہو رہی ہیں۔

(۱۷۳۸) کاری گھٹا گاڑھی بھئی جیا پر موہے ڈراوت کاری رتیاں

کاری گھٹا میرے دل پر کاری، لگ رہی ہے اور یہ اندھیری راتیں میرا دل دہلا رہی ہیں۔

(۱۷۳۹) آج جو پیتم ہوت مندر ما کاری ہوت پیاری رتیاں

آج اگر میرے پیتم میرے پاس ہوتے تو یہی اندھیری راتیں سُہانی معلوم ہوتیں

(۱۷۴۰) دِ نُو رہیں کاظم سنگ پیتم گنٹھ لگے رہیں ساری رتیاں

اور وہ ہیں کہ دن کبھی کاظم کے ساتھ گذارتے ہیں اور رات میں بھی انھیں کے گلے لگے رہتے ہیں

ہجر میں نالہ وزاری

(۱۷۴۱) اُبھو جرو جیرو اسنتے پیا نے اب کی بدیسے چھاون کی

اب تو یہ سُن کر دل میں آگ لگی ہے کہ پیا نے پردیس ہی میں رہنے کی ٹھان لی ہے۔

(۱۷۴۲) جون لکھی پاتی آون کی سو رہی بات چھلاون کی

وہ جو آنے کو لکھا تھا وہ بھی محض دم دلاسا دینے والی بات تھی۔

(۱۷۴۳) کیتے ماس سے آس لگائی آون سن من بھاون کی

نہ معلوم کتنے مہینوں سے اُن کے آنے کی آس لگائے بیٹھی تھی۔

(۱۷۴۴) سُون بھیو جیو جگ ہو بھیو سونا یہ سُنتے دُکھ پاون کی

یہ دُکھ بھری خبر سُنکر میرا دل مرجھا گیا اور سارا عالم میرے لیے بے کیف ہوگیا۔

(۱۷۴۵) کبھوں اٹا چڑھ کبھوں دوارے تک ہیری پیا آون کی

اُنکے انتظار میں کبھی کوٹھے پر چڑھ جاتی تھی اور کبھی دروازہ پر کھڑی راہ تکتی رہتی تھی۔

(۱۷۴۶) جیو مارن کی چال چلے پیا مورہی آس جیاون کی

مجھے اُن سے اُمید تھی کہ وہ اپنے جمال جاں بخش سے مجھ برہ کی ماری کو پھر سے زندگی دیں گے لیکن اُنھوں نے

تو وہ چال چلی کہ میری جان ہی لے لی۔

(۱۷۴۷) اب رُت بھاڑ پڑے پیتم بن آئی تو کا رُت ساون کی

پیا بغیر ساون کی رُت آئی بھی تو کیا۔ ایسی رُت بھاڑ میں جائے۔

(۱۷۴۸) بر سے چھوٹے گھن برسے تو کا کب بھاوے برساون کی

محبوب سے بچھڑ کر بادل اگر برسیں تو مجھے کیا۔ ایسے میں اُنکا برسنا مجھے کیسے اچھا معلوم ہو۔

(۱۷۴۹) آپ نہ آئے کی نین لگے کہوں پیا نے جو ہم سے چھپاون کی

نہ جانے پیا یوں ہی نہیں آئے یا کہیں آنکھ تو نہیں لگ گئی جو مجھ سے اس طرح کنارہ کش ہو گئے ہیں ۔

(۱۷۵۰) جگ پردیس ہے تج دے کاظم آسیں جی کے لگاون کی

اے کاظم یہ دنیا پردیس ہے۔ دل لگانے کے لائق نہیں ہے اسے ترک کر دے ۔

(۱۷۵۱) مُکت چھو کچھ ایسی جگت کرو ہیئے میں اُلکھ بساون کی

اگر چھٹکارا چاہتے ہو تو کچھ ایسی تدبیر کرو کہ دل میں وہی، اَن دیکھی، ذات بس جائے ۔

بعدِ وصل ہجر میں گریہ وزاری

(۱۷۵۲) پایا سنجوگ پیا کا کچھ دن پھیر ملو بیراگ

کچھ دنوں محبوب کا ساتھ نصیب ہوا تھا کہ فراق کا زمانہ آ پہنچا ۔

(۱۷۵۳) گیو اساڑھ تپکے پیتم بن ساون لاگی آگ

پیتم بغیر اساڑھ تپ تپ کے گزر گیا اور ساون آتے ہی ہمارے دل میں آگ لگ گئی

(۱۷۵۴) پیا بچھڑیں رُت آئی برکھا کی باؤ ہمارے بھاگ

پیا سے بچھڑنے کے بعد برسات آئی ہماری بھی کیا قسمت ہے ۔

(۱۷۵۵) بھاگ ابھاگی نہ جاگے ہمارے ہم پے موئیں نس جاگ

میرے پھوٹے کرم نہیں جاگے گو کہ میں محبوب کی جدائی میں جاگ جاگ کر مر مٹی ۔

(۱۷۵۶) ڈور لگی جب سے تیری کاظم ٹوٹو نہ ہت کو تاگ

اے کاظم جب سے تمہاری محبت کا رشتہ اُن سے قائم ہوا ہے کبھی اُس کا ایک تار بھی نہیں ٹوٹا۔

(۱۷۵۷) اب سو بسا آئے پیا تیرے گھر ہی دن دن باڑھے سہاگ

اب تو پیا تمہارے گھر میں بس گئے ہیں، تمہارا سہاگ دن دونا رات چوگنا بڑھتا رہے گا ۔

(ادلبر ہے بر میں الحمد للہ سب کچھ ہے گھر میں الحمد للہ)

امید وصال

(۱۷۵۸) پی کے آون سن کے سہاون لگو سکھ باون مور جیروا

پیا کی آمد آمد کی خوش خبری سے میرا دل راحت پا رہا ہے۔

(۱۷۵۹) جیسے سُنائی آون کی اِے دئی بیگ مِلا واب ویسے پیروا

اے مالک جس طرح اُن کے آنے کی خبر سُنائی ہے ویسے ہی اب جلدی اُن سے ملا بھی دے۔

(۱۷۶۰) بہیر بھئی نہیں آئے بالم ساون آئے پہنچو ہے نیروا

اُنھیں بڑی دیر لگ گئی۔ نہیں آئے۔ ساون تو اب قریب آگیا۔

(۱۷۶۱) بہت جرو ہیا پی کے بچھڑیں اب کر سیتل ہمرو ہیروا

بہت دنوں تک پیا کے فراق میں میرا دل جلتا رہا ہے۔ اب میرے دل میں ٹھنڈک پہنچا دے۔

(۱۷۶۲) دھُندھلیں انکھیاں تک ہیرت ات بر کھو نینن سے جھروا

راستہ تکتے تکتے آنکھوں سے اتنی آنسوؤں کی بارش ہوئی ہے کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھانے لگا۔

(۱۷۶۳) تیں کاظم کہہ کی تک ہیرے تیرو تو پیو رہے تیرے مندروا

اے کاظم تمھیں اب کس کا راستہ دیکھنا ہے۔ تمھارا محبوب تو تمھارے گھر میں رہتا ہے۔

ہجر میں آہ و نالے

آئے نہیں گھر پتیم مورے

(۱۷۶۴) برسن کو کہے دیو آئے درسن برسن ساون لاگو جھکولے

میرا پتیم اب تک میرے گھر نہیں آیا۔ وعدہ کیا تھا کہ میں برسات میں جلوہ دکھاؤں گا۔ اب تو برسات زوروں پر ہے۔ کوئی اُن سے کہدے۔

(۱۷۶۵) لکھ پٹھئی رُت لاگیں آون کی تک ہیری ہم سانجھو بھورے

انھوں نے لکھ بھیجا تھا کہ موسم آتے ہی میں آجاؤں گا۔ اسی ڈھارس میں راستہ تک رہی ہوں

(۱۷۶۶) پپیہا، مور ستاوت جی کوں کونی کھور مکھ ہم سے موڑے

پپیہا اور مور میرے دل کو ستا رہے ہیں۔ نہ معلوم کس قصور میں ہم سے یہ بے رخی کی جا رہی ہے۔

(۱۷۶۷) چونک اُٹھت جیو داہن چمکت پُن لرجت ہیا سُن گھنگھورے

بجلی کے چمکتے ہی میں چونک پڑتی ہوں اور بادل کی گرج سے میرا دل لرز اُٹھتا ہے۔

(۱۷۶۸) تیں کچھ کر کاظم پیا آوے پاؤں لگوں کر جوڑے نوڑے

اے کاظم تم ہی کچھ ایسی تدبیر بتاؤ کہ پیا میرے گھر آجائے میں ہاتھ جوڑتی ہوں اور پاؤں پڑتی ہوں۔

وصل محبوب

(۱۷۶۹) آئے لال ساون مامورے

بھلی سُدھ لی اَوَ دھے پر پیتم بلہاری آون پر تورے

میرا گل رو، ساون میں آگیا۔ وعدہ کے مطابق محبوب نے خوب وقت پر خبر لی۔ میں تیری آمد آمد کے قربان۔

(۱۷۷۰) مور کوئل پپیہا کی رٹن سن جیو سُکھ پاوے سانجھ بھورے

مور کوئل۔ پپیہا کی پیہم آوازیں سُن سُنکر میرا دل صبح و شام راحت پا رہا ہے۔

(۱۷۷۱) چپلا چمکے پاؤں سُکھ اگلا پیا گھر۔ کا ڈر سُن گھنگھورے

بجلی چمکتی ہے تو مجھے اور بھی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اب پیا گھر میں ہیں مجھے بادل کی گرج کا کیا ڈر۔

(۱۷۷۲) نیکی لگیں اب سب پیا سنگھ بھائے نہ جو پی کے بکھ موڑے

اب محبوب کے ہوتے ہوئے وہی سب چیزیں (مناظر) بھلی معلوم ہوتی ہیں جو اُن کی غیر موجودگی میں کاٹے کھاتی تھیں۔

(۱۷۷۳) کاظم تیرے سُکھن کے آگے کاہمرے سُکھ بھئے تھوڑے

اے کاظم تیرے سُکھوں کے آگے ہمارے سُکھ ہیچ ہیں۔

ایضاً

(۱۷۷۴) آئے رے سیام بھلے آئے رت لاگت کب سے تپت پران کارے بن

موسم شروع ہوتے ہی میرے شیام خوب آگئے۔ نہ معلوم کب سے میرا کلیجہ بغیر محبوب کے پھنک رہا تھا۔

(۱۷۷۵) ناہیں تو پیو پیو بول پپیہا کب چھانڈت جیو مارے بن

ورنہ پپیہے کی پیو پیو کی رٹن بغیر میری جان لیے نہ چھوڑتی۔

(۱۷۷۶) سوئی اب سب ہی سُہائے جی کوں جو نہ سُہائے پیارے بن

وہی سب چیزیں جو اُسکی جدائی میں بُری معلوم ہوتی تھیں وہ سب اب بھلی معلوم ہو رہی ہیں۔

(۱۷۷۷) کاظم بیگ آؤ ہے سُونی ۔ پیکی سبھا جو تمہارے بن

اے کاظم جلدی آؤ بغیر تمہارے پیا کی محفل سونی ہے۔

جھُولہ

اپنے محبوب سے قربت اور دوسروں کو انکی غفلت پر نصیحت

(۱۷۷۸) دور کہو جہہ پی کوں لوگوا سو سُٹھ نیرے آئے

جس محبوب کو لوگ دور بتاتے تھے وہ تو بہت ہی قریب آگیا ہے۔

(۱۷۷۹) اب سُکھ آیو جُگن جُگن کا دُکھ مار ہے بلائے۔

اب مجھے خوب راحت میسر ہے۔ اب میری بلا دُکھ میں رہے۔

(۱۷۸۰) تیں بوری بوڑی مایا ہیں پی کو دینھی بھلائے

تو دیوانی 'مایا' میں غرق ہے اور پیا کو بھُلائے بیٹھی ہے۔

(۱۷۸۱) کچرے کھائے دِن بہلائے لبسن پہ سوئی ہائے

مردار کھا کر دن گذارے اور نرم بستروں پہ سوئی۔ ہائے افسوس۔ (الدنیا جیفۃٌ الخ)

(۱۷۸۲) نا پیو تو ہے بُلاوے کبھوں اپنے نہ پاوَن جائے

نہ تو پیا تجکو کبھی بلاتا ہے اور نہ تو از خود جاتی ہے۔

(۱۷۸۳) اِدھر اُدھر مَن تیرو بھٹکے کب پیا مَن میں سمائے

اِدھر اُدھر تیرا دل بھٹک رہا ہے۔ ایسے میں پیا تیرے دل میں کیسے گھر کر سکتا ہے۔

(۱۷۸۴) آؤ بیٹھ سادھن کی سنگت گیان دِھیان چت لائے

گیان دِھیان میں لگ جا اور صاحب دلوں کی صحبت اختیار کر۔

(۱۷۸۵) جیوں کاظم پیو پاوے گھٹ ما ہیرت پی کے ہِرائے

(پھر تو) کاظم کی طرح پیا کو اپنے ہی میں پالو گے اور پیا کو دیکھتے ہی خود گم ہو جاؤ گے۔

مُلار

(۱۷۸۶) تنک تنک کا برست گھنوا ں

نکس کیں اُٹھ آویں آنگن پُن برسیں اُٹھ جائیں بھونوں

اے بادل یہ ہلکی ہلکی پھوار کیسی۔ (جب وہ) آنگن میں آکر بیٹھیں پھر خوب برسو تاکہ وہ اُٹھکر اندر چلے آئیں۔

(۱۷۸۷) گھر گھر آؤ اپنے گھمنڈ سے پی کے برس کرکے اُستھنوا

پہلے پیا کے گھر جا کر برسو۔ پھر یہاں اپنی قسمت پر اتراتے ہوئے آؤ۔

(۱۷۸۸) مَیہ نہیں کا تیری ونیہ ماں کھیہ اُڑت جو سگرے انگنوان

تمہارے دل میں کیا بالکل رحم نہیں ہے دیکھو سارے صحن میں دھول اُڑ رہی ہے۔

(۱۷۸۹) نیہہ کے مینہہ نت بھیجے کاظم پی کے درس سیتل رہے منواں

کاظم ہمیشہ محبت کی بارش میں شرابور رہتے ہیں اور پیا کے درشن سے انکا کلیجہ ٹھنڈا رہتا ہے۔

ایضاً

(۱۷۹۰) کچھ دن درس دکھائے چلے کا دُکھ ہم سے برسائے چلے
ہو پردیسی ہمارے

اے میرے پردیسی مجھ سے کیوں روٹھ گئے جو چند روز صورت دکھا کر چلا دیئے۔

(۱۷۹۱) کب بجھی اگن اگم بچھڑن کی جو تم اور لگائے چلے

ابھی اگلے فراق کی آگ ٹھنڈی نہیں ہونے پائی تھی کہ تم یہ نئی آگ لگا کر چل دیئے۔

(۱۷۹۲) لوگ رہیں برکھا گھر تم سو برکھا بھیلی اور برائے چلے

لوگ تو برسات میں آکر گھر پر رہتے ہیں اور تم ہو کہ ادھر برسات آئی اور تم کترا گئے

(۱۷۹۳) بادر اب لگے آوے پیو آگم نینن ہمرے برسائے چلے

بادل تو اب آرہے ہیں مگر تم پہلے ہی میری آنکھوں کی برسات بلا کر چل دیئے

(۱۷۹۴) دئی سے پیا آون ہم مانگی پیو نر دئی گھر آئے چلے

ہم نے تو پیا کے آنے کی دعا مانگی تھی لیکن وہ بے درد آتے آتے پلٹ گیا۔ (دعا نے اُلٹا اثر کیا)

(۱۷۹۵) ڈر مرٹھیوں دامن چمکے جو پیو گھون جی کے سہائے چلے

اگر اب بجلی چمکی تو میں ڈر کے مارے مر جاؤں گی کیونکہ میرے دل کو ڈھارس دینے والے تو چلے گئے۔

(۱۷۹۶) اب یہ اگن نہ بجھی کچھ بوجھیں کا ہیا ہم کا بجھائے چلے

اب یہ فراق کی آگ نہ بجھے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ، ہم ہی کو بجھا کر (ختم کرکے) چل دیئے۔

(۱۷۹۷) تیرے تو پیا گھرہی رہیں کاظم انہی کہوں بلائے چلے

اے کاظم تمھارے پیا تو تمھارے گھر ہی میں رہتے ہیں۔ تمھاری بلا کہیں جائے۔

ایضاً

(۱۷۹۸) ایک تو پیا بن گھر ہے اُبھاؤن دوجے بدروا آیو ستاوَن
اور دامن لگی اُدِ ھمک ڈراون

ایک طرف تو پیا بغیر گھر وحشت آگیں ہو رہا ہے، دوسری طرف بادل ستانے آگئے۔ اُس پر طرہ یہ کہ بجلی آنکھیں دکھا رہی ہے۔

(۱۷۹۹) چین نہ دن نا رین ہے ہم کا نیند۔ نہ نین جو ٹک سکھ پاؤن

ہم کو نہ تو دن کو چین ہے نہ رات کو قرار۔ نیند کبھی نہیں آتی جو ذرا دیر سکون ملے۔

(۱۸۰۰) پائے اکیل بَیرن آئے گھیرا کَون کَون دُکھ جی کے بتاؤن

اب دل کی کس کس کلفت کا حال بیان کروں۔ اکیلا پا کر دشمنوں نے گھیرا ہے۔

(۱۸۰۱) تو ہے کھبو ڈر کہہ کا ہوئے کاظم کھبون رہت تیرے تیرو من بھاؤن

اے کاظم تھیں کس کا ڈر اور خوف ہو سکتا ہے کیونکہ تیرا محبوب تو تیرے گھر میں رہتا ہے۔

جھولہ

(۱۸۰۲) آئے نہیں پیا مورے سکھی ری آئے پڑو سر ساون

اے سکھی میرے پیا نہیں آئے۔ ساون سر پر آگیا۔

(۱۸۰۳) بن من بھاون کچھ نہیں بھاوے بھون بھیو ہے اُبھاون

بغیر پیا آئے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ گھر میں وحشت ہو رہی ہے۔

(۱۸۰۴) لائے گون پیا کینھوں گون اب جیے دن کیسے گنواؤن

مجھے لاکر وہ خود چل دیئے اب یہ جدائی کی گھڑیاں ہائے کیسے گذریں گی۔

(۱۸۰۵) ناآدر سسرے ہے پیا بن نیھر سو کہاں پاؤن

پیا بغیر سسرال میں کوئی قدر نہیں۔ اور میکا اب کہاں سے لاؤں۔

(۱۸۰۶) ایک تو گھن برسے دُوجے دُو ؤ نین لگے جھر لاؤن
کیسے کٹے دِن رہن ہمارے

ایک تو مینھ برس رہا ہے دوسرے میری آنکھوں نے جھڑی لگا رکھی ہے۔ میرے دن رات کیسے کٹیں گے۔

(۱۸۰۷) تیجے پیو پیو کہت پپیہا کہہ بدھ من سمجھاؤن

تیسرے پپیہے نے 'پی پی' کی رٹ لگا رکھی ہے۔ آخر دل کو کس طرح بہلاؤں۔

(۱۸۰۸) ہوں برہن بچھڑی کہاں دھیرج بن پی کے گھر آؤن

بغیر پیا کے گھر آئے مجھ فرقت زدہ کو کہاں سکون میسر۔

(۱۸۰۹) کاظم کو پیو پاس رہے نت کبل لگے مندر سہاؤن

کاظم کے محبوب تو ہمیشہ انکے ساتھ ہی رہتے ہیں اسی لیے انکو اپنا گھر پیارا ہے۔

ایضاً

محبوب کا انتظار اور اُن چیزوں کی شکایت جن سے وصال کی یاد آئے اور ایسا وصال اچھا معلوم ہوتا ہے جسمیں جدائی کا خوف نہ ہو

(۱۸۱۰) یہی ٹک لاگ رہی جی کوں سجنی کب گھر آوے پیا مورے

اے میری پیاری سکھی میرا دل اسی انتظار میں رہتا ہے کہ دیکھیں وہ کب میرے گھر آتے ہیں۔

(۱۸۱۱) بر سن چھوٹے برس نا میگھا نہیں بھاوت گھنگھورے

ہم اپنے محبوب سے جدا ہیں اے "بادل اب نہ برس" مجھے تیرا گھر گھر کر آنا بالکل نہیں بھاتا۔

(۱۸۱۲) جائے برس جہہ دیس بسے پیا آوے جو من میں تورے

اگر تیرا دل چاہے تو وہیں جا کر برس جہاں میرے دلدار نے قیام فرمایا ہے۔

(۱۸۱۳) نہ گھبر سن بچھڑے برسن کال   نین بہے کچھ تھوڑے

محبوب سے جدا ہوئے بہ سہا برس ہوگئے۔ اس غم میں، آنکھیں کچھ کم روئی ہیں۔

(۱۸۱۴) جن کہو پیا پیا بیری پپیہا   نیہ کرت ہے جوڑے

اے دشمن پپیہے پیا پیا نہ کہہ۔ اس سے محبت کی آگ اور بھی بھڑک اٹھتی ہے۔

(۱۸۱۵) پیت جوڑ جگدیس سوں کاظم   جگ سے رہ ہت توڑے

اے کاظم اس مالک سے لو لگاؤ اور دنیا والوں کی محبت سے ہاتھ اٹھا لو۔

ذاتِ حق کی کمال توجہ اور بندہ کو اپنی طرف کھینچنا

(۱۸۱۶) میری چک لاگ گئی چک سوں پیکے   جب لاگے پیا دیکھن جھک جھک

پیا کی آنکھ سے میری آنکھ لڑ گئی۔ جب پیا جھک جھک کے دیکھنے لگے (توجہ سے)۔

(۱۸۱۷) نیہہ کو مینھ برکھت ہے بھل نس دن   تار لگو ٹوٹے نہیں رک رک

دن و رات خوب محبت کا مینھ برس رہا ہے۔ وہ تار بندھا ہے کہ ٹوٹتا ہی نہیں۔

(۱۸۱۸) چمکت چھب چمپلا سی جائیں   کرت جری مایا گئی بھنک بھنک

اسکی چھب بجلی کیطرح کوندرہی ہے جس سے ناموس کے پردے جل گئے اور مایا (ماسوا اللہ) بھنک کر بھسم ہوگئی۔

(۱۸۱۹) پی کی دیا کاظم پہ دیکھ کے   بیر اٹھے بیری کے ہوک ہوک

کاظم پر پیا کی عنایت دیکھ کر، غیر کے دل میں ہوک اٹھ رہی ہے اور اس کا دل کھٹک رہا ہے۔

(۱۸۲۰) سداں رہیں اب ورسن ان کال   پیو رہے کاہے کوں چھپ چھپ لک لک

اب اس کو ہمہ وقت دیدار میسر ہے۔ پیا کیوں اب اس سے حجاب کرے۔

فراق

(۱۸۲۱) چہوں اور بادر گھر آیو   پیو پیو پپیہا رٹن لگایو
ساون آیو پیو تو نہ آئے

چاروں طرف بادل چھائے ہیں اور پی پی کا شور مچا ہے۔ ساون آگیا۔ ہائے ہائے پیا نہیں آئے۔

(۱۸۲۲) کیسی پتنک آدن کی لِکھن اُن   کارہیں جھوٹی جو تپیاں لائے

اے قاصد انہوں نے کیا آنے کو لکھا تھا۔ کیا وہ خط جھوٹے تھے جو تم لائے تھے۔

(۱۸۲۳) مور کو شور کوئل کی کوکیں   سُن سُن جی میں اِلھٹت ہیں ہوکیں

مور کا شور اور کوئل کی کوکیں سُن سُن کر میرے دل میں ہوکیں اٹھ رہی ہیں۔

(۱۸۲۴) دئی کبتک تن من ہم پھونکیں   پیا بِچھڑن سُٹھہ دیت جرا ئے

اے مالک ہم کب تک اپنا تن من پھونکیں۔ پیا کی جدائی آگ لگائے ہے۔

(۱۸۲۵) جگ بھولا کا ظلم کب بھولیں   سب کاں ڈال بات اُنکا مولیں

ساری دنیا بھول گئی لیکن کا ظلم کب بھلا سکتے ہیں سکو تو فرو عات میں الجھا رکھا ہے اور انھیں اپنی ذات میں لگائے ہیں۔

(۱۸۲۶) وہ پیا سنگ ہنڈولا جھولیں   ہم کا پیا کا دیت جھلائے

وہ تو پیا کے ساتھ جھولے میں پینگیں لے رہے ہیں۔ ہمیں یہ مزے کہاں میسر۔

یارِ غمگسار کا فراق

(۱۸۲۷) پیا بن ہم کا کچھ نہ سُہادے
کاری بدریا پھر پھر آوت

پیا بغیر مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا۔ کالے بادل امنڈ امنڈ کر آرہے ہیں

(۱۸۲۸) جو برہن نِدِن نَینَن تیں   رُوٹے روئے اَنسُون نِیر بہادے

جو فرقت کی ماری رات دن آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہا رہی ہے

(۱۸۲۹) سُونے بھون واکو بن من بھاوَن   بھاوے کہاں جو ساون آوے

ساون میں بغیر من بھاون کے اس کو اپنا گھر کب اچھا معلوم ہو سکتا ہے۔

(۱۸۳۰) جاکے دِن بتیں نگ جُوہت   اوبرہ ساری رَین جگاوے

جس کے دن راستہ دیکھتے دیکھتے گزرتے ہیں اور فراق میں ساری رات جاگا کرتی ہے۔

(۱۸۳۱) کل نہ ملے پی کے دُکھ نِدِن   سُو دُکھ پی کاں کون سُنادے

ان کلفتوں میں اس کو ایک دم بھی چین نہیں ملتا۔ یہ مصیبت کون پیا کو جا سُنائے۔

(۱۸۳۲) گھنٹے سُکھن میں بھرا رہ کاظم   بہتر ہے بچن تیں من سُکھ پاوے

اے کاظم تم دعا کرو ، ہمیشہ چین و آرام میں رہو۔ تمہاری باتوں سے دل کو بہت تسکین ہوتی ہے۔

(۱۸۳۳) دُکھ نہ رہے سر گُن نرگُن کا   جو تیرے گیان پہ ٹک چت لاوے

جس کو تیرا گیان (معرفت) حاصل ہو جائے وہ ذات و صفات کے جھگڑوں سے نجات پا جائے۔

ہجر

(۱۸۳۴) چھُو اُو رہے تم کیوں چھائے بادر   آدر کچھ نہیں تیرو
جو من بھاون بھَون نہ آوے

اے بادلو چاروں طرف سے کیوں چھا رہے ہو جبتک پیا گھر میں نہ ہوں تمہاری کیا قدر و قیمت۔

(۱۸۳۵) بھاڑ پڑے جو ساون آیو   پیا آون بن کچھ نہ سُہائے

ایسا ساون بھاڑ میں جائے۔ بغیر اُن کے آئے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

(۱۸۳۶) پی کے بیوگن جری بیو گن   میہ آئے دیہ اور جرا وے

محبوب کی جدائی و فراق کی ماری جل رہی ہے بارش کے چھینٹے نے اور بھی آگ لگا دی۔

(۱۸۳۷) جو ہم کا پیا چت تیں بھولے   جت چاہے تت ہت کوں لگاوے

جب پیا نے ہم کو اپنے دل سے بھلا دیا تو (ہم کو کیا) جہاں جی چاہے دل لگائیں۔

(۱۸۳۸) بھاگ بھلے اُت کاظم کے سکھی   پیا سنگ اپنے نت سُکھ پاوے

اے سکھی کاظم کے بھاگ (خوش طالعی) کا کیا کہنا وہ تو ہمیشہ اپنے پیا کے ساتھ چین کیا کرتے ہیں۔

فراق مجازی

پیو تو اُجھوں ہمارے نہ آئے
کا پیو پیو رٹ لائے پپیہا   جھوٹے بول بہکائے

میرے پیا تو آج بھی نہ آئے۔ اے پپیہے پیا تو نے پی پی کی رٹ لگا رکھی ہے تو تو جھوٹے بول بول کے بہکاتا ہے۔

کارے پیرے بادر کھوں دیکھے   کارے پیارے بن بھائے

کالے پیلے بادل کہیں بغیر محبوب کے بھاتے ہیں۔؟

(۱۸۴۱) پیو تو تیو پردیس چھاؤنی تُمہُو رہو اُت چھائے

پیا نے تو پردیس میں ڈیرا ڈال رکھا ہے۔ تم بھی وہیں جا کر چھاؤ۔

(۱۸۴۲) مور کوئل بیری آئے کوکے کوئی دیو ان کاں سکھائے

بدبخت مور کوئل آکر کوک رہے ہیں۔ کوئی ان کو جا کر سمجھا آئے۔ کہ

(۱۸۴۳) ہمری کوکیں سکھ اُت جائے کوکیں جت پڑے پی کاں سنائے

میری کوکیں (نالۂ فراق) سن کر اور سیکھ کر ایسی جگہ جا کر بولیں جہاں سے میرے پیا

سن سکیں (اور میری ہجراں نصیبی انہیں یاد آ جائے)

(۱۸۴۴) گرجت گھن تڑپت دامن موہے ان سُٹھ دین ڈرائے

بادل گرج رہا ہے اور بجلی تڑپ رہی ہے جس سے مجھے ڈر معلوم ہو رہا ہے۔

(۱۸۴۵) ان کے مارے برہن رہے کہہ بدھ سونے بھون ڈر کھائے

ان کی وجہ سے فراق زدہ کیسے سونے گھر میں پڑی سہما کرے۔

(۱۸۴۶) ساون آیو بنا من بھاؤن نین اُگمے جھر لائے

ساون پیا کی عدم موجودگی میں آ گیا۔ آنکھیں پہلے ہی سے جھڑی لگائے ہیں۔

(۱۸۴۷) میں بل جاؤں کاظم کے بھاگ کے جب سے جگ اُٹھے پیا پائے

میں کاظم کی قسمت کے قربان جب سے انھوں نے آنکھیں کھولیں اپنے محبوب کی معیت انھیں حاصل ہے

ایضاً

(۱۸۴۸) جیوں جیوں یہ گھن گرجے تیوں تیوں لرجے مور جیرا
اجھوں نہ آئے مندر وا پیرا

جیسا جیسا یہ بادل گرجتا ہے ویسا ویسا میرا دل لرزتا ہے۔ ہائے پیا آج بھی نہ آئے۔

(۱۸۴۹) موہے ساون کب لاگے سُہاون بن من بھاؤن دہکے ہیرا

مجھے ساون کیسے اچھا لگے۔ میرا دل تو پیا کے فراق میں (انگارہ کی طرح) دہک رہا ہے۔

(۱۸۵۰) اَنسوُن کی جھر لاگ رہی ات تیں جا اُت ہی برس رہو دا

یہاں تو آنسوؤں کی جھڑی لگی ہے یہاں۔ اے بادل تو تم وہاں جاکر برسو جہاں وہ ہیں۔

(۱۸۵۱) تَیں کا ظم رِلبھائے راکھے پیا دُکھ کس لاگو تہے نہ رودا

اے کاظم تم نے تو پیا کو خوب لبھا لیا ہے۔ آخر وہ کیسے تمہاری طرف مائل ہو گئے۔

(۱۸۵۲) ہم بَرسن کے بچھڑے برسن نت ترسن نہیں آوے پیَردا

اور ہم برسوں کے بچھڑے پڑے ترس رہے ہیں لیکن وہ ہماری طرف رخ ہی نہیں کرتے۔

نغمۂ بہاگ

محبوبِ مطلق کو جہاں تلاش کرو موجود ہے لیکن چشمِ ظاہر سے پوشیدہ ہے اگر چشمِ باطن اُس کے فضل سے براہِ سلوک یا جذبہ روشن ہو جائے تو اس کا دیدار میسّر ہو۔

(۱۸۵۳) پیا پیارے چوری چوری بھل رہت منڈوا سمکھ نہ ہو بَل بَل جاؤں میں توری

پیارے پیا چوری چوری خوب میرے گھر میں رہتے ہو لیکن سامنے نہیں آتے میں تم پر قربان۔

(قدم بے باک تر نہ در حریم جانِ مشتاقاں تو صاحب خانۂ آخر چرا دزدانہ می آئی)

(۱۸۵۴) گھر مارہے سوجھے ناتِن کو درسن کوں ترسے جِند موری

درشن کو میرا دل ترس رہا ہے۔ گھر میں رہتے ہوئے بھی نظر نہیں آتے

(۱۸۵۵) کھول پیارے مکھ پیارا اپنا گھر پیا چھوڑ کہاں ہم دوڑی

میرے پیارے اپنا حسین مکھڑا بے نقاب کر دو۔ جب پیا گھر میں موجود ہیں تو ہم کہاں مارے مارے پھریں۔

(۱۸۵۶) پیارا سدا ہے سمکھ چِتوت رہی مورکھ چِت تہے نجوری

اے محبوب تم ہمیشہ سامنے رہے اور مجھے دیکھتے رہے میں انجان رہی۔ تم سے محبت نہ کی۔

(۱۸۵۷) کر کے دُبا چِتن کر کب تک ہم کا بھلاوے مایا بوری

ازراہ عنایت اب مجھے ہوش عطا کر دآخر یہ بے ہوشی اور علائق دنیاوی میں گرفتاری کب تک رہے گی۔

(۱۸۵۸) گیان دھیان ہت توہی سے پایا گھر سے کچھ ہم لائے تھوڑی

گیان دھیان اور محبت سب تیری ہی عنایت و کرم سے ہے ہم اپنے گھر سے تھوڑی ہی لائے رہا رہے پتے تھا ہی کیا۔

(۱۸۵۹) پیت جوڑی کاظم سے بھلی تیں اوگن دیکھ تنک ناہیں توڑی

کاظم کی خطاؤں اور کمزوریوں سے چشم پوشی کر کے خوب تم نے اس سے رشتہ محبت قائم رکھا ہے۔

جذبے سے نا امیدی اور اس کی طلب میں سلوک

(۱۸۶۰) اب تو گرے پڑی پیم کی پھانسی رہی تڑپن یہ بر ہو ماسی

اب تو محبت کا پھندا گلے میں پڑ ہی گیا۔ یہ بے چینی تو اب بارہوں ماس رہے گی۔

(۱۸۶۱) نا پتیم گھر آئے نہ یہ جیو پیا سنگ رہ سکے پائے کھلاسی

نہ تو پیارے گھر آتے ہیں نہ میں بغیر پیا کے ساتھ رہے چھٹکارا پا سکتی ہوں۔

(۱۸۶۲) کہا کروں کچھ بن نہیں آوت دیکھ کٹھن جیو ہوت نراسی

کیا کروں کچھ بنائے نہیں بنتی۔ یہ مشکلات دیکھ کر آس ٹوٹی جا رہی ہے۔

(۱۸۶۳) تلکھ تلکھ میں رووں بینے وہ سینت گیو جیو ہانسی ہانسی

میں تو بلک بلک کر رو رہی ہوں اور وہ میرے رونے پر ہنس رہے ہیں یہ ہنسی ہنسی میں مفت میری جان گئی

(۱۸۶۴) مارگ ملنکے کوئی بتا دے بیراگی جوگی سنیاسی

کوئی اسکے ملنے کی راہ بتائے۔ خواہ زاہد ہو یا عابد یا درویش تارک الدنیا۔

(۱۸۶۵) جو دھولوک کی ناس کرے سو کون ہے وہ پتیم ابناسی

جو ناموس عوالم کو فنا کر دے وہ میرا غیر فانی محبوب ہے۔

(۱۸۶۶) موجت ٹھور رہو نہیں تنکو گئی پراگ پھری ہم کاسی

میں کاشی و پراگ جا رنگا آئی لیکن دل کو کہیں بھی قرار نہ ملا۔

(۱۸۶۷) سن کے بچن نرہان کاظم کے چین بھئی گئی جی کی اداسی

کاظم کی الہامی باتیں سنکر اب میرے دل کو قرار آگیا اور اداسی دور ہو گئی۔

مُناجات

(۱۸۶۸) بنتی مان لے پیا مورے ‏ ‏ سیس دھرت ہوں تورے چرن پر

اے محبوب میری التجا مان لے میں تیرے قدموں پر سر رکھتی ہوں۔

(۱۸۶۹) گھونگھٹ کھول درس دے ہم کو ‏ ‏ میں بل جاؤں تیرے گھونگھٹ کھولن پر

ذرا گھونگھٹ کھول اور مجھے دیدار عطا فرما۔ میں تیرے گھونگھٹ کھولنے پر قربان۔

(۱۸۷۰) ہت سے ملت رہ موڑ نا مکھ کوں ‏ ‏ دوؤ جگ واروں ہت کے ملن پر

مجھ سے محبت سے ملا کر اور اپنا مکھڑا نہ چھپا۔ تیرے محبت سے ملنے پر دونوں عالم نثار۔

(۱۸۷۱) کہاں رہیں پھر پاپ پاچھے کے ‏ ‏ تیرے آگے سیس دھرن پر

جب تیرے قدموں پر سر رکھدیا تو پھر پچھلے گناہ کہاں باقی رہے ؟

(۱۸۷۲) بکس دیو اوگن کاظم کے ‏ ‏ کرپا نہ چھانڈو کھوٹے چلن پر

کاظم کے گناہوں سے درگذر فرما اور اس کے نقائص کی وجہ سے عنایت نہ چھوڑ۔

حق کیسا اپنی مشغولی اور گرفتارانِ مجاز کو نصیحت

(۱۸۷۳) سکھیو ہوں چرنن کی داسی

جو لے چرن نہ دیکھوں اُن کے ‏ ‏ تو لے جی کوں رہت اُداسی

اے ہم نفسو! میں انکی لونڈی ہوں جبتک ان کے قدموں کی زیارت نہیں ہوتی میں اداس رہتی ہوں۔

(۱۸۷۴) بھٹک بھٹک جن جاؤ کوئی تیرتھ ‏ ‏ سنت ہو رے جوگی سنیاسی

اے فقرا، بے بہرہ اور باہمہ۔ بھٹک بھٹک کے اب کہیں تیرتھ کو نہ جاؤ۔

(۱۸۷۵) مکھ پھیر و کروٹ لیو جگ سے ‏ ‏ کا لے کرہو کروٹ کاسی

ساری دنیا سے منہ موڑ اور تمام دنیا کی طرف سے کروٹ لے لو کاشی کی طرف منہ کرنے سے کیا فائدہ۔

(۱۸۷۶) کہا ہوت تیرتھ سے تمھرے ‏ ‏ گرے پڑی مایا کی پھانسی

تمہارے تیرتھ کو جانے سے کیا فائدہ تمہارے گلے میں تو مایا (خواہشات دنیاوی) کا پھندا پڑا ہے۔

(۱۸۷۷) اُن کی دیا سے دیکھے کاظم ٹھور ٹھور مورت اُبھٹ اسی

ان ہی کی عنایت و مہربانی سے کاظم ہر جگہ اُس بے نظیر فانی ذات کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

اِس امر کی تنبیہ کہ حق تم میں جلوہ گر ہے جو دیکھتا اور سُنتا اور بولتا ہے اور جتنے بھی تمہارے صفات ہیں وہ سب عین اُسکے صفات ہیں!

(۱۸۷۸) لاگن جھانکت تورے جھروکے
پیَس کیا بھرم سے بن بن ہیرت اے درسن کے پیاسے بھوکھے

وہ محبوب تیرے جھروکوں سے جھانک رہا ہے اے درشن کے پیاسے تو کیوں فریب میں مبتلا ہو کر جنگل جنگل پھر رہا ہے۔

(تو مرا مغربی از من برمن و در من بیں چند گوئی کہ ترا در دگراں می بینم)

(۱۸۷۹) سُب کے سنگ رہے وہ نسدن راکھے سب کال پالے پوکھے

رات دن وہ سب کے ساتھ رہتا ہے اور سب کی پرورش کرتا ہے۔

(۱۸۸۰) بید بتاوے تیرے گھٹ ما اُرتھ نہ جانے پڑھتا ٹوکھے

کلام الٰہی کی تعلیم تو یہ ہے کہ "وہ تجھ میں جلوہ گر ہے" مگر تو بھی عجیب پڑھنے والا ہے کہ مطلب نہیں سمجھتا۔ (و فی انفسکم افلا تبصرون)

(۱۸۸۱) تج مایا کے پھیکے رنگ کال لکھ وا کے رنگ چوکھے چوکھے

مایا کے پھیکے رنگ چھوڑ دے۔ اُس کی محبت کے (جو کھے چوکھے رنگ دیکھتا رہ۔

(۱۸۸۲) تو بے نام لے چھن چھن پل رے جو لے پیم مدھ نہیں چوکھے

اس وقت تک ہر لحظہ اور ہر ساعت اس کا نام جپتا رہ جب تک شراب محبت نہ چکھ لے۔

(۱۸۸۳) پھر آئے سیکھ بھگت کاظم سے سب ہی مٹیں تیرے جی کے دھوکھے

پھر آ کر کاظم سے وہ طریقہ سیکھ جس سے نفس کے سب دھوکے مٹ جائیں۔

اعیان ثابتہ میں میں تجھ میں ہی گم تھا اور صرف تو ہی تو تھا اس عالم میں بھی وہی کیفیت عطا فرما اور یہ غفلت جو بوجہ خامی استعداد ہے دور فرما

(۱۸۸۴) کاٹھ جیسے پیارہے بس
ویسے سدا بسیو جی

اے پیا جس طرح کل تم میرے یہاں رہے۔ کاش ویسے ہی ہمیشہ رہو۔

(۱۸۸۵) میٹھی میٹھی باتن ہت کی کے موہن   جیسے پھانس پھانس لیو ویسے پھنسیو

میرے دل کو محبت کی میٹھی میٹھی باتیں کرکے جس طرح پر جایا ہے (اللہ نے چاہا) ویسے ہی تم بھی پھنسو گے۔

(۱۸۸۶) ہنسو جات ہے وہو کاہو جو ہنست ہے   دیکھو لاگ دیکھ کوئی کاہو جن ہنسیو

جو کسی پر ہنستا ہے وہ بھی ہنسا جاتا ہے دیکھو خبردار کسی مبتلائے محبت کو دیکھ کر ہنسنا نہیں۔

(۱۸۸۷) نیکے ڈھنگ سیکھ وا کی سبھا میں ڈھنسیو   کاظم کاں سنگ لے رس رس ڈھنسیو

آداب محفل سیکھ کر اس کی محفل میں جانا۔ اور کاظم کو ساتھ لے کر آہستہ آہستہ داخل ہونا۔

(سنبھل کر ذرا تیز گام محبت   مقام ادب ہے مقام ادب ہے)

عارفِ کامل کے واسطے سے مناجات

(۱۸۸۸) اے ہو کرشن دوار کا باسی   اب سنکٹ میرے کرو ناسی

اے کرشن (عارفِ کامل) دوارکا میں بسنے والے (مقام اطلاق پر فائز) اب میری مصیبتیں دور کر دیجئے (مقام تقید سے نکالدیجئے)

(۱۸۸۹) میں رہوں دکھ دالدر میں کیسے   لچھمن کے ہوت تمہاری داسی

میں بے مائگی کی مصیبت میں کیسے گرفتار رہ سکتی ہوں جبکہ دھن و دولت (دولت معرفت) آپ کے گھر کی لونڈی ہے

(۱۸۹۰) مایا کی پھانسی چھٹت نہیں من سے   جاؤں پراگ کہ آؤں کاسی

مایا کی پھانسی سے کسی طرح گلو خلاصی نہیں ہوتی۔ چاہے پراگ جاؤں چاہے کاشی

(۱۸۹۱) اندرن کے پھندے من پڑگیو   ہے یہ پھند سے دیو کھلاسی

محسوسات کے پھندے میں دل پھنس گیا ہے۔ مجھے اس قید سے نجات دیجئے۔

(۱۸۹۲) دھرم کے گھر سکھ سے جائے بیٹھوں   بھرم کے بن سے جو پاؤں نکاسی

خودی کے جنگل سے مجھے نکال دیجئے تاکہ بے خودی کے کاشانہ میں اطمینان سے جا بیٹھوں

(۱۸۹۳) ان سنکٹ کے مارے موہن   موہن نپٹے رہت اداسی

اے موہن ان مصائب اور الجھنوں کی وجہ سے میرا دل ہمیشہ اداس رہتا ہے۔

(۱۸۹۴) کاظم لکھے سرگن نا رگن ہیں ہوں ویسئی درس پیاسی

کاظم تو تشبیہہ میں تنزیہہ کا مشاہدہ کر رہے ہیں کیا میں ایسی ہی درشن کی پیاسی رہوں گی۔

وہ نادان جو اپنے کو عشق سے بے تعلق سمجھکر دوسروں پر طعن کرتا تھا اب خود بھی عشق میں مبتلا ہو رہا ہے

(۱۸۹۵) کلہہ تیں ہم کو ہنست رہی
اری اے گوالن

کلہہ تک تو اے گوالن تم میری (عشق کی گرفتاری پر) ہنسی اڑاتی تھیں۔

(۱۸۹۶) آج تنک مرلی دھن سنتے پھرت ہے مدھ بن بہی بہی

اور آج صرف بانسری کی مدھر تان سنکر تو مدھ بن میں سرتن بنی سر پٹکتی پھر رہی ہے۔

(۱۸۹۷) مرلی سن بھو چپک بھئی بورہی مرلی والے کی کون کہی

اے پگلی مرلی کی تان سنکر ہی تیری مت پلٹ گئی اگر اس نے نواز کا جمال ہوشربا دیکھ لے تو کیا ہو۔

(۱۸۹۸) جب سجانوں موہن کے دیکھیں سدھ بدھ نا بھولے تو سہی

میں تو تیرے ظرف دل کی اسوقت قائل ہوں کہ موہن کا جمال ہوشربا دیکھ کر تیرے ہوش و حواس سلامت رہیں

(۱۸۹۹) ماکھن دودھ بھلائے گوالن لاگے پکارے دہی دہی

اری اے گوالن مکھن دودھ بیچتے ہوئے تو سہی کر تو دا سکے جلوہ سے) مدہوش کر دہی دہی، نہ پکارنے لگے

(۱۹۰۰) یہ موہن گوالن کے گھٹ میں کاظم دیکھے وہی وہی،

اس گوالن کے پردہ میں کاظم صرف اسی محبوب کو جلوہ گر دیکھتے ہیں۔ دسوا اسکے کسی کو نہیں دیکھتے)

ذات مطلق سے مناجات

(۱۹۰۱) اب مورے من کوں لیہہ سنبھال

پڑے نہ جائے اندرن کے بس مال من کو چھانڈ نہ دے گوپال

اب میرے دلکو سنبھال لے۔ کہیں محسوسات دخواہشات، کے پھندے میں نہ پڑ جائے اے گوپال میرے دل سے بے خبر نہ ہو۔

(۱۹۰۲) تیرے کھیال ہے سب جگ مو کو آپ مار اکھ چھٹائے کھیال

میرے نزدیک تمام عالم تیرا حلقۂ دام ہے. اس حلقہ سے علیحدہ رکھکر مجھے اپنی ذات کیطرف متوجہ رکھ۔

(دنیا کے مت فریب میں آجائیو اسد — عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے)

(۱۹۰۳) آس لگی تیری کاظم کال — کھبر لیہو وا کی ہر حال

کاظم کو تیرا ہی آسرا ہے۔ ہر حال میں اسکی خبرگیری فرماتا رہ۔

محبوبِ مجازی پھر ستانے لگا

(۱۹۰۴) سکھی پھیر ستاون لاگے پی

جھگر جھگر ہم سوں آئے لڑ لڑ — آئے بدیس سے اتیے دنن پر

اے سکھی وہ، پھر ہم کو ستانے لگے اتنے دنوں کے بعد کس مشکل سے لڑ جھگڑ کر تشریف لائے ہیں۔

(۱۹۰۵) گھر نہیں لاگت تنکو جی — نین آوت ہیں انسوون بھر بھر

(پھر بھی)، گھر میں جیتا نہیں لگتا۔ میری آنکھوں میں آنسو اُمڈے آتے ہیں۔

(۱۹۰۶) پورب دیس نہ بھولا پی کوں

ایسی نگری بل بل کی — گئی جت پی کی چت ہر ہر

(وہ) اپنا پورب دیس کیطرح نہیں بھولتے۔ ایسے اپنے دیس کے وارے پھیرے ہیں کہ انکا دھیان اسیطرف لگا رہتا ہے۔

(۱۹۰۷) یہ جگ سب ہی بدیس ہے لوگو — سہجے جی کوں اٹھا دو جی

ہر سے لگاؤ بنتی کر کر

اے لوگو یہ ساری دنیا پردیس ہے لہذا چپ چپاتے اس سے دل اٹھالو اور مالک سے خضوع و خشوع سے دل لگاؤ۔

(۱۹۰۸) گر کی دیا سے تیں تو کاظم — پیم کو مدھوا بھر بھر پی

امر بھئے دیکھے ہر گھر گھر

اے کاظم تم نے تو اپنے پیر مرشد کی عنایت سے شراب محبت کے پیالے بھر بھر کے پیے اور اب زندہ جاوید ہو کر اسی کا جلوہ ہر شے میں دیکھتے ہو۔

مرشدانِ رہنما سے راہِ حق کی طلب

(۱۹۰۹) باٹ محبوب کی کوئی جو ہے بتا دے
تن من دھن سب واروں ہیں واپر جو مجھے پنتھ لگا دے

کوئی مجھے محبوب کی راہ بتا دے۔ جو مجھے سیدھے راستہ پر لگا دے میں اس پر اپنا جسم و جان و مال قربان کر دوں۔

(۱۹۱۰) کوئی کہت ہے واکو نیرے دور کوئی بہکا دے

کوئی تو اس کو قریب بتاتا ہے اور کوئی دور بتا کر مجھے بہکاتا ہے۔

(۱۹۱۱) کہاں جاؤں کون ڈگر تاکوں کو یہ بھٹک مٹا دے

اب میں کہاں جاؤں اور کون راستہ ڈھونڈوں کون میری یہ بھٹک دور کرے۔

(۱۹۱۲) اور تو کو۔ کاظم سے پوچھو کاہو نہ وہ بھٹکا دے

اور کون بتانے والا ہے۔ آؤ کاظم سے پوچھو۔ وہ کسی کو بھٹکاتا نہیں ہے۔

(۱۹۱۳) وہ کہے ہے سوئی ڈگر سانچی چل دیکھے سو پا دے

وہ جو راستہ بتائے وہی صحیح ہے جو اس پر چلے گا اس کو دلی مقصد حاصل ہو جائے گا۔

عشق مجازی اور اس کی قدر

(۱۹۱۴) پنگھٹ چھوٹ سکھی اب ہم سوں کیسے جل بھر لاویں

اے سکھی اب ہم سے پنگھٹ چھوٹ گیا۔ پانی کہاں سے لائیں۔

(۱۹۱۵) نٹ ناگر مرلی دھر پھونکے گاگر بھریں کہ آگ بتاویں

وہاں تو وہ شعبدہ باز مرلی پھونکے ہا ہے جس سے قلب پھنکا جا رہا ہے ہم پانی بھریں یا لگی بجھائیں (ہائے کیا کریں)

(آگ لگی ہے قلب میں کیسے بجھاؤں کیا کروں آہ کروں فغاں کروں خاک اڑاؤں کیا کروں)

(۱۹۱۶) تھوڑے دن کا ایک چھوہرا کون کون چھل وا کے بتاویں

ہے تو ایسا کمسن لیکن اس کے چھل فریب کیا کیا گناؤں۔

(نظر پڑا ایک بت پری وش نرالی سج دھج نئی ادا کا

جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر و آفت غضب خدا کا)

(۱۹۱۷) گھاٹ پہ آوے گھات لگا دے سمجھو ہو نے چیت کو گنوا دیں

گھاٹ پر آکر گھات میں لگا رہتا ہے ہم اگر سامنے جائیں تو اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھیں

(۱۹۱۸) چتوت ہی چت من ہر لیت ہے آپ کو کیسے وا سے بچا دیں

نظر سے نظر ملاتے ہی دل چھین لیتا ہے۔ آخر کیسے ہم اپنا دل اس سے بچائیں۔

(ہم بچائے ہوئے دل جاتے تھے رستہ رستہ لے گئے بل کے بتاں چھین کے رستے رستے)

(۱۹۱۹) کوئی ہے ایسا چھلے جو وا کوں ایسے چھلیا پر بل بل جا دیں

ایسا کون ہے جو اُسے فریب دیکر قابو میں کر لے۔ ہیں ایسے فریب دینے والے پر قربان

(۱۹۲۰) نند کو بالک ہے سٹھ بالک کاظم سہجے وا کو چھلادیں

نند کا پالا پوسا بہت ہی بالی عمر کا ہے کاظم نے بڑی آسانی سے اس کو قبضہ میں کر لیا ہے۔

(۱۹۲۱) وہ من کیتو ہرے وے وا کوں چپکے گود جھٹ لیکے چرا دیں

وہ کتنی ہی دل ربائی کیوں نہ کرے لیکن وہ (کاظم) اسکو چپکے سے گود میں لیکر ہر لیتے ہیں۔

محبوب حقیقی کی شان استغنا وتجبُّر سے خوف اور گریہ وزاری

(۱۹۲۲) بہت کٹھن سوں بیتیں ہمری پیا بن بیرن رتیاں

بڑی مشکل سے میری غمگین راتیں پیا بغیر بسر ہوتی ہیں۔

(۱۹۲۳) نا آوے نا پٹھوے سندیسوا بیٹھ بدیسواں جارت چھتیاں

نہ خود آتا ہے اور نہ کوئی پیام ہی بھیجتا ہے۔ پردیس میں ٹھہر کر میرے سینے میں آگ لگا دی ہے۔

(۱۹۲۴) روگ بھیو جیو پی کے بیوگ ما بچھڑت ہی ہم لاگیں کھٹیاں

پیا کے فراق میں دل کو روگ لگ گیا ہے۔ ان سے بچھڑتے ہی ہیں پلنگ سے لگ گئی۔

(۱۹۲۵) کیتو جر ہی مری اُن کی ہت اُن پے نہ پوچھی کبھوں بتیاں

ان کی محبت میں میں جل مری لیکن انھوں نے کبھی بات بھی نہ پوچھی۔

(۱۹۲۶) سکھی ہیں اپنے پیا ہل کاظم ہم بچھڑیں جر جر بھیں ستیاں

کاظم تو اپنے پیا سے مل کر آرام میں ہیں ادھر ہم فراق میں جل جل کر ستی ہو رہے ہیں۔

محبوب حقیقی کی محبت

(۱۹۲۷) لگن لگی اب وَے پِیتم سُوں — جو رہے نیرے مُکھ نہ دکھاوے

اب ایسے محبوب سے میرا دل لگا ہے جو پاس رہ کر بھی صورت نہیں دکھاتا۔

(۱۹۲۸) بڑے بھاگ جگ آئے پائے ہم — مُومَن جو واسوں ہِت لاوے

خوش نصیب کہ دنیا میں آکر میرے دل کو اس سے لگاؤ پیدا ہو گیا ہے۔

(۱۹۲۹) ایسے تو گپت پرگھٹ ہیں آپہی — پیے مورے ہیئے نت ہے سماوے

یوں تو خود ہی پوشیدہ اور خود ہی آشکارا ہے لیکن میرے دل میں ہمیشہ جلوہ فرما رہتا ہے۔

(۱۹۳۰) کاظم بھگت کرو تم سانچی — مُکھ دکھلاوے چاہے چُراوے

اے کاظم تم سچی نیت سے معرفت حاصل کرتے رہو چاہے وہ اپنا دیدار عطا کرے یا نہ کرے۔

امیدِ وصال میں عاشق کی خوشی

(۱۹۳۱) اب سُکھ پاوَن لاگو رجی — پی کی آوَن سُن ساوَن ماس

یہ سُن کر کہ پیا ساون میں آنے والے ہیں میرے دل کی کلی کھل رہی ہے۔

(۱۹۳۲) کہاں سماؤں پھولی پھُو اور اب — مہکن لاگی پی کی باس

اب میں پھولے نہیں سماتی کیونکہ چاروں طرف خوشبوئے یار بکھری ہوئی ہے

(۱۹۳۳) جگ آئے کوئی پیا پائے سُکھی ہیں — کوئی ٹک رہیں ملن کی آس

دنیا میں آکر کوئی تو پیا کو پاکر خوش ہے اور کوئی اس کے ملنے کا آسرا لگائے ہے۔

(۱۹۳۴) کوئی بچھڑیں ٹوٹی آس مِلن کی — نین بہیں نت اُن کے آنس

کوئی ایسی بچھڑی ہے کہ اس کی پیا ملن کی آس ٹوٹ چکی ہے اور اس کی آنکھوں سے مستقل آنسوؤں کے چشمے جاری ہیں۔

(۱۹۳۵) کرو آنند اَمر ہوئے کاظم — سدا پائے رہیتم کال پاس

اے کاظم تم مزے کرو کہ حیات جاودانی پا گئے (بقاباللہ) تمہارے محبوب تو ہمیشہ تمہارے پاس رہتے ہیں۔

بوالہوس کی بےخبری باوجودیکہ باخبروں کے ساتھ رہا ہے

(۱۹۳۶) جگ مانگھو نہیں جائے وہ پیا کا کریں سجنی
پوچھ نہ کہیہ دکھ بات ہے رجنی!

دنیا میں پیا کا دیدار نہیں ہوتا۔ اے سجنی کیا جتن کریں۔ کچھ نہ پوچھو رات کس مصیبت میں کٹتی ہے

(۱۹۳۷) دِن دِن جَر جَر نَگ تاکت بیتنے   رَین جَرِیں جُگ جُگ جس دیا

دن تو چلتے چلتے اور راستہ تکتے تکتے گزر جاتا ہے اور رات شمع کی طرح آہستہ آہستہ جلتے گذرتی ہے

(۱۹۳۸) کیسی ہے آگ یہہ لاگ کی جو تَن   جَرت رہے نِت سُلگت ہیا

یہ محبت کی آگ کیسی ہے جس سے ہمیشہ جسم میں آگ لگی رہتی ہے اور دل سلگتا رہتا ہے۔

(۱۹۳۹) کہہ بُوجھ آیئں یہ آگ بُجھے   کچھ تیں ہم کا بجھائے نا دِیا

کون وہ ترکیب بتلائے جس سے یہ لگی بُجھے۔ کچھ تم نے بھی نہیں بتایا۔

(۱۹۴۰) بیٹھے سادھن سنگ گیان نہ آیو   سنگت پائے کچھ نا ہم کیا

(دوائے محرومی کہ) فقرا کی صحبت میں بیٹھے لیکن معرفت نہ حاصل ہوئی۔ اچھی سنگت ملنے کے بعد بھی ہم نے کچھ نہ کیا (افسوس)

(۱۹۴۱) پِیو ہے جیسے سمندر اُچل جگ   واہی میں اُپجا مرا مرجیا

پیا کی مثال سمندر کی ہے اور دنیا مثل بھاپ ہے کہ اسی میں پیدا ہوا اور اسی میں فنا ہوا اور پھر زندہ ہوا۔

(۱۹۴۲) مین مری پیاسی جل کھوجت   تا پر جل ہی ما جنم دِ بِن لیا

مچھلی پیاس میں پانی کی تلاش میں مر گئی۔ باوجودیکہ پانی میں ہی اس نے جنم لیا تھا۔

(۱۹۴۳) درسن کوں جل کب سُن کاظم   اپنے گرو کے پیا ہِن پیا

دیدار یار کا آب لقا نہ معلوم کب کا تم اپنے مرشد برحق کے پلانے سے پی چکے ہیں۔

مُناجات

وَلی مادر زاد کی تعریف و نیز مجذوب (غیر عارف) کا بیان

(۱۹۴۴) وُہی ہوت وا کے رَنگ رَاتا
جا کو آوت جگ ماٹنکو   دیس پیا کو بھول نہ جاتا

وہی اس کے رنگ میں رنگا ہوا ہے جو اس عالم میں آکر پیا کے دیس کو ذرا بھی نہیں بھولا۔

(۱۹۴۵) آئے بِدیس سُدھ رہے وہ دیس کی   ایسا سوچیت مورے ہیئے بھاتا

اس پردیس (دنیا) میں آکر اس دیس (وطن اصلی) کو جو نہ بھولے ایسا باہوش مجھے دل سے پسند ہے۔

(۱۹۴۶) اگیانی پیا پاس نہ ہیرے ادھر ادھر من کوں بھٹکاتا

نادان متلاشی پیا کو اپنے قریب نہیں ڈھونڈھتا ادھر ادھر دل کو بھٹکاتا پھرتا ہے۔

(۱۹۴۷) سو سو بار چتایو نہ چیتا ایسے مورن کا کوہی جگاتا

سو سو بار جگانے پر بھی نہیں جاگتا۔ ایسے غافل سونے والوں کو کوئی جگا دے۔

(۱۹۴۸) گیان دھیان کچھ پائیکے کاظم لاگ رہت جو واسے پاتا

مشغولی اور تفکر کی بدولت کاظم اس سے رابطہ قائم کئے ہے۔

(۱۹۴۹) بھول سو بھول اب نا ہوئے اس کرپا رکھ مورے داتا

ابتک جو بھول چوک ہوئی وہ ہو چکی کاش اب نہ بھول چوک ہوتی اے مالک ایسی عنایت رکھ۔

نغمہ بہاگ

طلب وصال اور محبوب حقیقی سے شکایت

(۱۹۵۰) اکنوں پردہ ز رخ بر دار رخ زیبا بنما مارا

توہی جو گھونگھٹ مکھ پر راکھے دیکھ سکے کونکھ پیارا

اے پیارے اب اپنے چہرے سے نقاب اٹھاکر رخ زیبا ہم کو دکھلا۔ جب تو خود اپنے چہرے پر نقاب رکھے تو کون تیرا روئے زیبا دیکھ سکے۔

(۱۹۵۱) چارہ وصلت از کہ بجویم نیست بدست کسے چارہ

چاروں اور سے ہار تھکا من۔ بانہہ گہو ہوں بے چارا

تیرے وصال کا ذریعہ کہاں اور کس سے ڈھونڈھوں ہر طرف کوشش کرکے دل تھک گیا اب تو ہی میری مدد فرما میں بے سہارا ہوں

(۱۹۵۲) سر و سامانم رفت بہ کویت کرد پریشاں گیسویت

سر تو پڑا آئے تورے پائن اب کہاں سوجھت ادھر و وارا

میرا ساز و سامان تیرے کوچہ کی نذر ہو گیا تیری زلفوں نے پریشان کر دیا میرا سر تیرے قدموں پر ہے مجھے در سرا نظر نہیں آتا۔

(۱۹۵۳) از زحمت دل شد افگار۔ تا ہم باز نیا ہم بار

جب تو کھلا تیرا دربار۔ بار نہ پایا ایکو بارا

تیری جدائی سے دل پارہ پارہ ہے پھر بھی بار محفل نصیب نہیں، حالانکہ تیرے دربار میں اذن عام ہے لیکن مجھے ایک بار بھی باریابی نہ ہوئی۔

(۱۹۵۴) کاظم را ہردم دیدار از ما پردہ چرا کردی

تیری دَیا سے رہیں وے نیرے۔ ہم سے رہت کاہے نیارا

کاظم کو تو ہر وقت نظارہ جمال حاصل ہے۔ آخر ہم سے کیوں پردہ ہے تیری عنایت سے وہ تو قریب رہتے ہیں ہم سے یہ دوری کیوں ہے۔

حقیقۃ الحقائق سے دوری کی شکایت جو وجودِ مجازی کیوجہ سے ہے

(۱۹۵۵) با من و تو بود وقتے اتحادے خوش بہم

تب رہے لاگے گرے نیارے رہے سب دُکھ سے ہم

یاد بخیر ایک زمانہ تھا کہ ہم سے تم سے بڑا یارانہ تھا۔ اُس وقت ہم تیرے گلے کا ہار تھے اور ہر طرح کے دُکھ درد سے کوسوں دور تھے۔

(۱۹۵۶) ناگہاں کردی جدا ہم خود شدی اندر حجاب

اب کہاں وہ سُکھ ہے۔ پایا بھرم کا جب جنم

یکایک تو نے ہمیں الگ ہٹا دیا اور خود پردہ میں چھپ گیا۔ اب اس زندگی کے ننگ و ناموس میں گرفتار ہونے کے بعد وہ چین کہاں نصیب۔

(۱۹۵۷) تو چناں ہستی کہ بودی من نماندم آں چناں

اب کچھ ایسی کھینچ کر جو چھوٹ جائے جنمن کا غم

تو تو اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ اُس وقت تھا لیکن میری حالت وہ نہ رہی۔ لہذا اب کچھ ایسی کوشش فرما کہ اِس ہستی کا غم دور ہو جائے۔

(۱۹۵۸) از کدامیں حیلہ یابم باز آں وصلِ نخست

آگمیں تیں لیو سُدھ جُرے نہ آوے سر پہ جم

اب کس طرح وہ عالم وصل حاصل ہو جس طرح پہلے میری خبر لیتا تھا اب بھی ویسی ہی خبر گیری رکھ جب تک موت نہ آجائے۔

(۱۹۵۹) ہستی موہوم ما یارب ہزاراں رنج داد
پھر ملاؤ ہستی سے ہستی اُس عدم سے یہ عدم

یارب میری ہستی موہوم نے مجکو بڑی تکلیفیں دیں۔ پھر میری ہستی کو ہستی اول سے ملادے اور اس عدم کو اُس عدم سے

(۱۹۶۰) یافت کاظم ہمتے تونے زخود۔ از جذبہ ات
جب سے اُس کی لاگی تجھسے ہے سُکھ دم بدم چھوٹا بھرم

کاظم نے جو ہمت پائی ہے وہ اُس کی نہیں ہے بلکہ تیرے دئے ہوئے جاذبہ کی بدولت ہے۔ جب سے اُس کا تجھ سے رابطہ قائم ہوا دنیا کے جنجال سے چھٹکارا مل گیا اب سُکھ ہی سُکھ حاصل ہے۔

نغمہ پیچ وسوہنی

جذبہ کی تعریف اور بغیر سلوک محبوب کی تجلی۔ سلوک کیلئے تنبیہ

(۱۹۶۱) پاپ گئے میرے بہتیرے — جب کرپا کر چِتون ہیرے

میرے بہتیرے گناہ دور ہو گئے جب وہ عنایت فرما کر میری طرف متوجہ ہوا۔

(۱۹۶۲) دُکھ گیو سُکھ آیو جگ جگ کا — تیرے آوت میرے ڈیرے

جب تو میرے گھر آگیا۔ میری مصیبت دور ہو گئی اور خوشی ہی خوشی نصیب ہو گئی۔

(۱۹۶۳) نام بھجے تیں پریم بڑھت ہے — مورکھ بھج لے نام سویرے

(محبوب حقیقی کے) نام رٹنے سے محبت بڑھتی ہے اس لیئے اے نادان جتنی جلد ہو یہ نام رٹنا شروع کردے۔

(۱۹۶۴) کہہ کی بھئی یہ مایا جہہ پہ — تن من دھن دھائے والے پھیرے

اس (مایا) نے کس کے ساتھ وفا کی جو تو اُس پر جی جان نچھاور کئے ہے۔

(۱۹۶۵) ہمت چیت سے بیٹھ دیکھ تو — کچھ دن اپنے ہیئے کے نیرے

ہوشیاری اور خبرداری کے ساتھ مشغول بحق ہو کر بیٹھ اور اپنے قلب میں تفکر کر۔

(۱۹۶۶) تُرت ہرائے نہ ہیرت ناہیں تو — کاظم کاں جو جہ کہہ لے رے

(تو) جلد سب ماسوا اللہ دور ہو سکتے ہیں مگر تو اس پر جمتا نہیں۔ کچھ عجلت ہیں کاظم کو جو چاہے کہہ لے۔

محبوب مطلق کے شہود میں قیام اور بعض اشغال کا ذکر اور عالم اور

اُسکے خواہشات سے علیحدہ ہونیکی ترغیب

(۱۹۶۷) بس گیو موری اُنکھین پیارا بَس کئے من کیو متوارا

محبوب میری آنکھوں میں بس گیا اور میرے دل کو مست کر کے اپنے قبضہ میں کر لیا۔

(۱۹۶۸) تئیں جو نہ دیکھے تو کیا کریں مُورکھ ہے پیتم سنمکھ ٹھارا

اے نادان تو اگر نہ دیکھے تو ہم کیا کریں۔ پیتم تو سامنے ہی کھڑا ہے۔

(۱۹۶۹) ہم نے تو پایا اُس کی دَیا سے نیرے جا کو کہیں نیارا

ہم نے تو اُسکو اُسی کی عنایت سے اپنے نزدیک پالیا جس کو لوگ دور بتاتے ہیں۔

(۱۹۷۰) آ رے لاگ واسوں جگ تج کے ہوئے جائے بھرم سے نستارا

دنیا کو ترک کر کے اُسی سے واسطہ قائم کر لے تاکہ ننگ و ناموس سے نجات مل جائے۔

(۱۹۷۱) جیب چہے تو مر آگے سیں امر بھئے جن من مارا

اگر زندگی چاہتا ہے تو موت سے پہلے موت اختیار کر جس نے اپنے نفس کو مارا وہ زندۂ جاوید ہو گیا۔

(۱۹۷۲) کان موند سُن ہو تو کھل جائے سُن پڑے اُنہد جھنکارا

کانوں کو ایسا بند کرے کہ سُن ہو جائیں (جیسا ذکر سلطان الاذکار میں کیا جاتا ہے) پھر ایسے کھل جائینگے کہ صوت سرمدی کی جھنکار سنائی دیگی۔

(۱۹۷۳) چک مُوندے سے دیکھے یہ اچرج اندھیاری میں اُجیارا

آنکھیں بند کر لینے سے یہ عجیب تماشہ نظر آ رے گا کہ اندھیرے میں روشنی (نور) نظر آئیگی۔

(۱۹۷۴) یہ اُنجن ہم کا دے کاظم چھوٹے نینن کو اندھیارا

اے کاظم ہم کو بھی وہ سُرمہ دو جس سے آنکھوں کا اندھیرا دور ہو۔

عالم بمنزلہ اُسکی زلف کے ہے جس نے تمام عالم کو اپنے حلقہ میں لے رکھا ہے اگر بنگاہ غور دیکھو تو وہ خود اپنے آپ میں گرفتار ہے اس لئے کہ اُس کے سوا کچھ ہے ہی نہیں

(۱۹۷۵) پھندے ڈارے زُلفن اُس کی   پھنس گے من نکسے کس کے

اُسکی زلفوں نے ایسا اپنے جال میں گرفتار کیا ہے کہ کوئی اُس سے نکل سکتا ہی نہیں۔

(۱۹۷۶) ڈِبّی ماریں پئے دُوؤ ناگنیں   جیونت نہ چھانڈا کھو ڈسکے

اِن دونوں ناگنوں پر خدا کی سنوار جس کو انھوں نے ڈسا زندہ نہ چھوڑا (دونوں عالم کا پھندا مراد ہے)

(۱۹۷۷) تا پر بان لگیں نینَن کے   سُورہ جائیں ہیئے میں دھنسکے

اُس پرستزاد یہ کہ آنکھوں کے تیر دل پر لگتے ہیں جو ترازو ہوکر رہجاتے ہیں۔

(۱۹۷۸) اِن چوٹن کے مارے ہمارو   کٹھور کٹھور ہیئرا اٹکے

ان چوٹوں کی وجہ سے میرے دل میں کسک اور ٹیس ہو رہی ہے۔

(۱۹۷۹) تارگ درس کی پوچھت بولا   کر کے دَیا مُہتن ہنس کے

اِن چوٹوں کا تدارک میں نے پوچھا تو بڑی مہربانی سے ہنسکر بولے۔

(۱۹۸۰) چوٹیں کھائے بچے اب کاظم   امر بھئے ہم کال بس کے

کاظم تو اب چوٹیں کھانے سے بچ گئے اور زندۂ جاوید ہو گئے۔ اس لیے کہ انھوں نے ہم کو اپنے بس میں کر لیا ہے (صرف ذات کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں)۔

بحالت شباب توبہ کر لو کیونکہ سانس کا اعتبار ہی کیا، آئے نہ آئے

(۱۹۸۱) دم کا بھروسہ کون ہے جگ ما   جونئیں جگ آئے بھولا رب سوں

دنیا میں زندگی کا کیا بھروسہ جو تونے دنیا میں آکر مالک کو بھلا دیا۔

(۱۹۸۲) کیا صورت پر اٹکا مورکھ   دل کوں اُٹھائے انکی چھب سوں

اے نادان تو صورت میں کیا اُلجھا ہے۔ دل کو اُنکی دلکشی سے علیحدہ کر لے۔

(۱۹۸۳) دیکھ سمجھ اُن کی بے وفائیاں   ہاہج ہاہج جی کھینچ لے سب سوں

اُن کی بیوفائیاں دیکھ اور غور کر۔ (یہ سب نمود بے بود ہے) آہستہ آہستہ اپنا دل اُٹھالے۔

(۱۹۸۴) مان کہا آخر پچھتائے گا   تجکو چِتایا کس کس ڈھب سوں

کہا مان لے ورنہ بعد کو پچھتائے گا۔ تجکو کس کس طرح ہم نے سمجھائی ہے۔

(۱۹۸۵) جیوں کاظم سب کوں تج دل کوں — رب سے لگاؤ تب سے نہیں اب سوں

کاظم کی طرح سب کو تج کر دل کو اپنے مالک سے لگا۔ اگر اب تک یہ نہیں کیا تو اب کرے۔

غفلت سے تنبیہ

(۱۹۸۶) چیت نام کوں اُہیں سبیرا

پھر نہ رہے گا چیت تیرا — جب جی کے آوے کوچ کی بیرا

خدا کی یاد کرے۔ ابھی سویرا ہے۔ جب موت کا وقت آجائے گا پھر موقع نہ ملے گا۔

(۱۹۸۷) اِدھر اُدھر مت جی بھٹکاوے — دیکھ تو جگ میں ہے کوئی تیرا

اِدھر اُدھر دل کو نہ بھٹکا اور غور کر کہ دنیا میں تیرا کوئی ہے بھی۔

(۱۹۸۸) ہار نہ جی سیں بھول نہ واکوں — آوے اَنبہ کی جائے ہیرا

اُسکی یاد سے ہار کر نہ بیٹھ۔ خواہ آم آویں خواہ درخت خشک ہو جاوے (خواہ مقصد حاصل ہو یا نہ ہو)

(حافظ وظیفہ تو دعا گفتن ست و بس — در بندِ آں مباش کہ نشنید یا شنید)

(۱۹۸۹) سُرت لگائے گھٹ ہی میں بیٹھ رہ — دور نہیں۔ ہے نپٹے نیرا

اپنے ہی میں دھیان سے غور کرو۔ وہ دور نہیں ہے بلکہ بہت ہی قریب ہے۔

(۱۹۹۰) ایسی جگت سے دیکھا کاظم — گیو ہرائے جن ہر کوں ہیرا

اے کاظم ہم نے یہی طریقہ دیکھا کہ جس نے خود کو کھویا اُس نے اُس کو پا لیا۔ (محبوب کو)

ہمارے اعمال و ریاضات بغیر امدادِ حق کوئی حقیقت نہیں رکھتے

(۱۹۹۱) بہت دِنن مَن باور بھٹکا

تجھے چھوڑ کہیں اور اٹکا — اب سو کہاں ملنا جھٹ پٹ کا

میرا باؤلا دل بہت دنوں بھٹکا کیا اور تجھے چھوڑ کر کہیں اور اٹک گیا۔ ایسے میں جلدی ملنا کیسے ممکن ہے

(۱۹۹۲) گیان دِھیان سے کچھ نہ ہوا — ہم بہت دِنن سر پٹکا

ذکر و فکر سے کچھ نہ ہوا۔ اگرچہ میں نے بہت کوشش کی۔

(۱۹۹۳) جبھی نِنگ کرپا بھئی تیری   گیو بھرم کاظم کے گھٹ کا

لیکن جب تیری ذراسی عنایت ہوگئی تو کاظم کے دل سے ننگ و ناموس کا پردہ اُٹھ گیا۔

شہانہ

(۱۹۹۴) تیرا بنرا آیو چھبیلرا   سگرے نگر کے من میں بھایو

تیرا چھیل چھبیلا بنرا آگیا۔ ساری بستی کو پسند آیا۔

(۱۹۹۵) بھلے بھلے سنگ براتی آئے   ناچ راگ نہیں جات بتایو

اچھے اچھے براتی ہمراہ آئے۔ ناچ رنگ کی دھوم دھام کیا بیان کی جائے۔

(۱۹۹۶) ایک اُور چھوٹے آتشبازی   ایک اُور کنیّیں دھوم مچایو

ایک طرف تو آتشبازی چھوٹ رہی ہے اور دوسری طرف (گھر کی) لڑکیوں نے دھماچوکڑی مچا رکھی ہے۔

(۱۹۹۷) کہی نہ جائے بہار پھولن کی   نِس کاری اُجیاری دکھایو

پھولوں کی بہار بیان میں نہیں آتی۔ اندھیری رات (پھولوں کی بہار سے) روشن ہوگئی۔

(۱۹۹۸) کاظم دیکھے رب کا ظہورا   سب ما۔ دُوسر کہاں سمایو

کاظم ہر چیز میں اپنے رب کا ظہور دیکھتا ہے غیر حق کی سمائی ہے ہی کہاں۔

محبوب حقیقی اور مجازی دونوں پر اطلاق کیا جاسکتا ہے

(۱۹۹۹) موئے جیا ارمان بھرے   تیرے میٹھ بولن کے
ارے نیکے بول رے

تیری میٹھی میٹھی باتیں سننے کے لیے میرے دل میں ارمان بھرے ہیں ذرا پیاری پیاری باتیں کرو۔

(۲۰۰۰) گھونگھٹ اُوٹ کا درسن دیت ہے   میت سے کاہوں لاج کرے
ارے مکھ کھول رے

گھونگھٹ کی آڑ سے کیا جلوہ دکھاتے ہو۔ اپنے چاہنے والوں سے بھی کوئی شرماتا ہے۔

(اٹھا دے برقعہ دکھا دے مکھڑا کریگا مجھ سے حجاب کبتک)

(۲۰۰۱) مان گمان نہ کرئیں ہم سے کھلی ہے ہم سے پریت گھری
اپنے جی میں تول لے

میرا کہا مان لو۔ مجھ سے بدگمان نہ ہو۔ مجھ سے زائد سچی اور گھری کس کی محبت ہے۔ اس کا اندازہ تمھارا دل کر سکتا ہے۔

(۲۰۰۲) تن من جیو جگ تھ پر واروں ٹک سنمکھ رہ مورے کھڑے
چھب دکھلا انمول رے

اپنا جسم و جان اور دنیا جہاں سب تم پر نثار ہے۔ ذرا میرے سامنے رہو اور اپنا انمول جلوہ دکھاتے رہو۔

(۲۰۰۳) جو لے پران ہیں گھٹ میں کاظم پریم کی بیں نہ تجوں نگری
کبھوں نہ جاؤں کہوں ڈول لے

اے کاظم جب تک جسم میں جان ہے محبت کا راستہ نہ چھوڑوں گا اور یہاں سے ہٹ کر نہ جاؤنگا۔

محبت اور فراقِ مجازی

(۲۰۰۴) موکوں بھون بھیو سُٹھ بھاری جب سے بچھڑے لال بہاری

جب سے وہ محبوب مجھ سے جدا ہوا مجھے سونے گھر میں وحشت ہو رہی ہے۔

(۲۰۰۵) من بھاون بن لاگت بھانک کاری بدریا نس اندھیاری

بغیر محبوب کے کالی بدلی اور اندھیری رات بھیانک معلوم ہوتی ہے۔

(۲۰۰۶) جی کو نہ دیتیوں مرتیوں سیام پہ بچھڑب جان پڑت جو اگاری

اگر جدائی کا حال پہلے معلوم ہو جاتا تو ہرگز اُسکو دل نہ دیتی۔

(۲۰۰۷) من گیو ہاتھ سے اب کا ہوت ہے ہاتھ ملے پچھتائے پچھاری

اب تو دل ہاتھ سے بے ہاتھ ہوگیا۔ اب پچھتانے اور ہاتھ ملنے سے کیا حاصل۔

(۲۰۰۸) کال بھئی رے پریت کارے کی برہ ناگن ڈس ڈس جیو ماری

سانولے محبوب کی محبت بڑی جان لیوا ہے۔ اُسکے فراق کی ناگن ڈس ڈس کے جان لیے لیتی ہے۔

(۲۰۰۹) نرگن ندن اوٹ سرگن کے من کیلے گیگے دلداری

تنزیہ (ذات) تشبیہ کے پردہ میں دل ربائی و دلداری کر رہی ہے۔

(۲۰۱۰) سنگ بنو رہے تیرے کاظم ایسی نہ دیکھی کا ہو سے یاری

اے کاظم یہ معیت تم کو ہی حاصل ہے۔ ایسی دوستی نہ کسی کے ساتھ دیکھی نہ سنی۔

معیت ہوتے ہوئے بھی مشاہدہ نہ ہونا جب تک کہ سلوک نہ کیا جائے یا جذبہ نہ آئے

(۲۰۱۱) اچرج دیکھ سکھی پیا سنگ ہے دیکھن کوں جیرا سہ کے

اے سکھی یہ عجیب بات دیکھو کہ محبوب ساتھ ہے مگر پھر بھی دل اُسے دیکھنے کے لیے بے چین ہے۔

(۲۰۱۲) پاس نہ کھوجا اپنے گھٹ ما ادھر اُدھر دوڑے نکلے

اسکو اپنے دل میں تلاش نہیں کیا۔ دھوکے میں پڑ کر ادھر اُدھر مارے مارے پھر لئے۔

(۲۰۱۳) اب جو بیوگی کا جیو چاہے پیا دیکھن کوں من لہکے

اب اگر ہجر کے مارے ہوئے کا دل پیا کے دیکھنے کو لہکے۔ تو

(۲۰۱۴) سُمت لے سادھن سنگ بیٹھے اپنی کُمت را کھے تھکے

عقل سلیم کے ساتھ فقیروں کی سنگت اختیار کرے اور اپنی خودی کو طاق پر رکھدے۔

(۲۰۱۵) نام بھجے ہیے سے چت لائیکے ستگر کی سنگت رہ کے

مرشد برحق کے ساتھ رہ کر دل سے متوجہ ہو کر اُسکی (حق کی) یاد کرے۔

(۲۰۱۶) من کی کلی پھولے چہو اُور سے باس لگے پی کی مہکے

(پھر تو) دل کی کلی کھل کر پھول ہو جائے گی اور محبوب کی خوشبو چاروں طرف مہک اُٹھے گی۔

(۲۰۱۷) چمکے جوت نرگن کی گھٹ ما پیم اگن لاگے دہکے

تنزیہ کی تجلی دل میں چمکنے لگے گی اور محبت کی آگ دہک اُٹھے گی۔

(۲۰۱۸) پرگھٹ گپت دیکھے واہی کوں جیوں کاظم پھر نا بہکے

کاظم کی طرح ظاہر و باطن اُسی کو دیکھنے لگے گا اور پھر کبھی ادھر اُدھر نہ بہکے گا۔

مناجات

(۲۰۱۹) کبھی کبھی آؤ مورے گھر کر پھیرا
جی ترسے ترے دیکھن کارن

کبھی کبھی میرے گھر کا بھی پھیرا کیا کرو۔ تمہارے دیدار کے لیے میرا دل ترس رہا ہے۔

(۲۰۲۰) تیرے گیان دھیان سمرن ہے تیرے جاپ ہے سانجھ سکیرا

تیرا ہی ذکر و فکر زبان پر ہے اور تیرے ہی نام کی رٹ صبح و شام رہتی ہے۔

(۲۰۲۱) کیا بھجن تج موہ مایا کوں بھرم کا اجہوں نہ چھوٹ پچھیرا

دنیا کو تج کر تیری یاد کی لیکن ننگ و ناموس نے اب تک پیچھا نہ چھوڑا۔

(۲۰۲۲) کہا ہوت ہرے سمرن سے جب تک کرم نہ ہووے تیرا

محض ہمارے نام رٹنے سے کیا ہوتا ہے تاوقتیکہ تیرا کرم شامل حال نہ ہو۔

(۲۰۲۳) دے درشن اپنے کاظم کاں تن من جیو سے ہے تیرا چیرا

اپنے کاظم کو اپنا دیدار عطا فرماوہ جسم و جان سے تیرا غلام ہے۔

(بحالت مناجات) قدرے قلیل تجلی ہونا جس سے عشاق کو سکون ہوتا ہے

(۲۰۲۴) آج بھلا کیے مورے گھر پھیرا
تن من یئے آون پر واروں

آج تم میرے گھر خوب آنکلے۔ میری جان و دل تمہارے اس آنے پر قربان

(۲۰۲۵) یا ہی جتن نت درس دیت رہ نئی نئی چھب سے بھلا پیا میرا

اے میرے پیارے اسی طرح نت نئے انداز سے مجھے جلوہ دکھاتے رہو۔

(۲۰۲۶) تیرے آوت ہم آپ گئے جب بھرم پاپ کب آوے نیرا

تیرے آتے ہی میری خودی رخصت ہوگئی۔ اب ننگ و ناموس کا خیال میرے قریب کہاں آسکتا ہے۔

(۲۰۲۷) گیان دھیان کر کر موہے نسدن کچھ نہ بھیا کیے جاپ گھنیرا

اگرچہ بہت دنوں اس کے نام کی رٹ لگائی لیکن ذکر و فکر رات و دن کرتے رہنے سے کچھ بھی نہ ہوا۔

(۲۰۲۸) دَیا کئے کاظم پر جب تب   تو ہے پا وت چھو اور سے گھیرا

(البتہ) جب تو نے کاظم پر کرم فرمایا تو اب وہ چاروں طرف تجھی کو محیط دیکھ رہا ہے (انہ بکل شیئ محیط)

عاشق و معشوق کے درمیان جو معاملت ہوتی ہے اُس کو لوگ بہت کم جانتے ہیں۔ ہاں اگر سلوک بالمحبت کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے

(۲۰۲۹) میں پیا تیرے ہاتھ بکائی
آدے سے میرو نیہہ لگو رے   کچھ دن جگ میں بھلانی

اے محبوب میں تو تیرے ہاتھ کبھی کی بک چکی تھی۔ ازل ہی سے میرا دل تیری محبت کے نذر ہو چکا تھا۔ اگرچہ دنیا میں آکر یہ پیمان وفا (الست بربکم قالوا بلیٰ) بھول گئی۔

(۲۰۳۰) تج کے مایا موہ لوبھ اب   تیرے نام بُھانی

دنیا اور اُسکے خواہشات کو چھوڑ کے اب تیرے ہی نام کی والہ و شیدا ہوں۔

(۲۰۳۱) جوگ تجا جی سب سے اٹھائیکے   میچ جو مَن میں ٹھانی

دل کو سب سے یکسو کر کے درویشی اختیار کر لی۔ اب منزل فنا حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔

(۲۰۳۲) جھٹ پٹ کھول کے پٹ کھُلی پر گھٹ   جوت رہی جو چھپانی

اُس نے پردے اُٹھا کے دروازے کھولدیئے جو نور پوشیدہ تھا وہ بے حجاب ہو گیا۔

(۲۰۳۳) تیرے نیہہ سے جو بیتت ہے   تیں وہ جانے کی میں جانی

تیری محبت سے جو مجھ پر گزرتی ہے اُس کو یا میں جانتی ہوں یا تو خوب جانتا ہے۔

(۲۰۳۴) اب کرتب کچھ ہم سے نہ پوچھو   جب پوچھو مورت پہچانی

اب مجھ سے میرے عمل کے بارہ میں نہ پوچھو بلکہ جب پوچھو محبوب ہی کے بارہ میں پوچھو

(۲۰۳۵) سب صورت میں پی کی صورت   کاظم پائی سمانی

کاظم نے ہر صورت میں محبوب کی صورت کو جلوہ گر پایا۔

توجہ الی المجاز سے پشیمانی

(۲۰۳۶) جاکے ہم جمنا پچھتانی   آگ لگی ہے بھرتے پانی

ہم تو جمنا جاکے پچھتائے۔ وہاں پانی کیا بھرا کہ دل میں آگ بھڑک اٹھی۔

(۲۰۳۷) گھاٹ پہ ٹھاڑ رہو من موہن   چتوت ہی سُدھ موری بھلانی

وہاں گھاٹ پر منموہن کھڑے تھے۔ انکو دیکھتے ہی میرے ہوش وحواس رخصت ہوگئے۔

(۲۰۳۸) اب تو گیو من ہاتھ سے مورے   موری چتون موری مونڈ بسانی

اب تو میرا دل ہاتھ سے بے ہاتھ ہو گیا۔ میری نظر بازی کا یہ لپکا میرے لیے عذاب جان بن گیا۔

(۲۰۳۹) لوگ کہت سب موکو باوری   موہن لکھ کو رہت سیانی

سب مجھے سڑی دیوانہ کہتے ہیں۔ بھلا اُس دلبر کو دیکھکر کسی کی عقل سلامت رہ سکتی ہے۔؟

(۲۰۴۰) جاکے لگے سوئی جانے کاظم   کا ہوکی ہیر کہو کب جانی

اے کاظم جس کے دل پر (محبت کی چوٹ) لگی ہو بس وہی جان سکتا ہے۔ پرایا درد کوئی کیا جانے۔

فراق میں آہ ونالے

(۲۰۴۱) مو پر نند ریا کبھی بھاری   بچھڑ گئے جب سے بنواری

میرا محبوب جب سے مجکو چھوڑ کر چلا گیا مجھ پر راتوں کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں۔

(۲۰۴۲) پوچھ نہ دن کیسے بیتت ہے   رین کو دکھ ہم کہو آگاڑی

رات کی مصیبت میں پہلے ہی بیان کر چکی۔ دن نہ پوچھ کیسے بسر ہوتے ہیں۔

(۲۰۴۳) نر موھیا چہے بھولے ہم کا   ہم کبھوں نہ بساری

وہ بے مروت چاہے مجھے بھول جائے لیکن میں کبھی اُسکو نہیں بھول سکتی۔

(۲۰۴۴) جو جو بیر لگت درسن کی   تو تو دکھ بڑھت ادھکاری

حصول دیدار میں جتنی دیر ہو رہی ہے اُتنی ہی میری کلفت و تکلیف بڑھ رہی ہے۔

(۲۰۴۵) ہم کا چھوڑ ملے کاظم سے   کا تقصیر ہماری

مجھے چھوڑ کر کاظم سے ملتے ہو۔ آخر ہمارا قصور؟

معشوق مجازی سے وصال کی طلب

(۲۰۴۶) دکھا دے موہن موہنی چھب پیاری ۔ یہ چھب پیاری پہ جیو بلہاری

اے موہن اپنا من موہنے والا انداز دکھا دو اس انداز پہ میری جان نثار ہے ۔

(۲۰۴۷) مُرلی سُنائے للچاوت کا رے ۔ سنمکھ آؤ بنواری

اے میرے کنھیا (محبوب) سامنے آؤ ۔ بانسری کی آواز سے آتش شوق کیوں بھڑکا رہے ہو ۔

(۲۰۴۸) دور کی ٹیر سُنت ہی جانو ۔ لاگت تیر مراری

دور کی آواز سُنکر یہ سمجھو کہ قلب پر اک تیر سا لگتا ہے ۔

(۲۰۴۹) بین مدھر ہے بین لگاوت ۔ یہ مُرلی دئی ماری

اس مُرلی سے خدا سمجھے اسکی مستانہ تانیں تیر کی طرح قلب میں پیوست ہو رہی ہیں ۔

(۲۰۵۰) کب تک ہم ترسیں درسن کوں ۔ ارے اے لال بہاری

اے لال بہاری (محبوب) آخر ہم کب تک دیدار کو ترستے رہیں ۔

(۲۰۵۱) کاظم سے نت نیہہ نبھو رہے ۔ ہم کیا تیری بگاری

کاظم سے تو تمھاری سدا کی یاری ہے ۔ میں نے تمھارا کیا بگاڑا ہے ۔

سوہنی

محبوب مجازی سے شکوہ

(۲۰۵۲) تیں میری سُدھ کیوں بساری ہو ۔ بانکے نینوں والے پیارے

اے بانکے نینوں والے محبوب تو نے میری یاد کیوں بُھلادی ۔

(۲۰۵۳) کب تک دُکھ بھرن کا سہیے ۔ نند کے لال دُلارے

اے نند کے جانِ جاں یہ جدائی کی مصیبت کب تک برداشت کی جائے ۔

(۲۰۵۴) ہمرو جی دیکھن کوں چاہت ۔ کبھوں تو آؤ ہمارے

میرا دل تمھارے دیکھنے کو بہت چاہتا ہے ۔ کبھی تو آجاؤ ۔

(۲۰۵۵) دیکھ تو کیسے کٹت ہے ہمری ۔ ندن سانجھ سکارے

دیکھ تو میری زندگی کے صبح و شام کیسی مصیبت سے بسر ہو رہے ہیں ۔

(۲۰۵۶) نت کا ظلم کے لاگے گرے رہو   وہی ہیں ہبیت تمہارے

ہمیشہ کاظم کے گلے لگے رہتے ہو۔ کیا بس وہی تنہا تمہارے دوست ہیں۔

(۲۰۵۷) بانٹ پڑے انہیں کے اکیلے   ہمری بھلائے کاٹے

بس انہیں کے ہو کے رہ گئے ہو۔ ہم کو بالکل ہی دل سے بھلا دیا ہے۔

محبوبِ مجازی کی دلربائی (پنجابی)

(۲۰۵۸) لیگئی لیگئی دل کوں لیگئی   جھنک سہانے والی ظالم

اس سہانے دلکش ظالم کی ادا دل کو اڑا لے گئی۔

(۲۰۵۹) ہنچل آئے چنپلا سی چمکی   دیگئے داگ برہ دی دیگئے

نازو انداز سے بجلی کی طرح آکر چمکی اور فراق کا داغ دے گئی۔

(۲۰۶۰) رانجھے ہست رل پچھا نڈا کھنڈا   ہے ہے گئی وہ ہے ہے گئی

رانجھا محبت میں ثابت قدم رہا اور ہیت کا کھیت (سیدائے عشق) نہ چھوڑا۔ ہائے فراق کا داغ دے گئی۔

(۲۰۶۱) ہیر دکھائے رانجھے تو ایک لے   گئے گئے جادو سو کے گئے

ہیر نے رانجھے کو اپنی ایک جھلک دکھلا کر جادو کر دیا۔

(۲۰۶۲) پھر وہ رے کہاں کاظم جو   دل سو لیگئے پہلے سو لیگئے

اب اس دلستاں کے لئے کیا باقی ہے متاع عقل و ہوش وہ پہلے ہی لے گئی۔

محبوبِ حقیقی کی تجلیٔ ذاتی برقی

(۲۰۶۳) دیگئے داگ برہ دی دیگئے   آئے چنپلا سے دل پر چمکے

میرے دل پر بجلی کی طرح چمکے اور مجھے جدائی کا داغ دے گئے۔

(۲۰۶۴) ٹنک نہ ٹھہرے ہمارے سنمکھ   دھیرج کب ہوئے دیکھن جھمکے

تھوڑی دیر بھی میرے سامنے نہ ٹھہرے بھر بھلا ایک آن کی جھمک دیکھکر دل کو کیسے تسکین ہو۔

(۲۰۶۵) اب نہیں بھاوت دل کو ہمارے   واکے آگے کوئی اٹکے ڈھکے

اب اُن کے سامنے بھلا کوئی دوسرا میری نگاہوں پر کیسے چڑھ سکتا ہے۔

(چڑھتے ہی نہیں میری نظر پر مہ و خورشید دیکھا تمھیں کیا ہیں نے کہ اتر اگئیں آنکھیں)

(۲۰۶۶) کیہو اُور اب ویکھ سکیں کب بُرحبت کاظم ڈے ٹے دھکے

اب کسی اور طرف کیسے دیکھ سکتے ہیں وہ کاظم کو دھمکیاں دے دے کر منع کر رہا ہے۔

محبت مجازی جس میں حقیقت کا شمول ہو۔ اس میں سوا درد اور کچھ حاصل نہیں ہوتا

(۲۰۶۷) درد ہمیں انعام ہوئی
لگت نہر وا تھسے پیسروا

اے محبوب تم سے محبت کر کے مجھے انعام میں درد ملا۔

(۲۰۶۸) تم نکلو نہیں گھر سے ہم کو صبح سے بیٹھے شام ہوئی

(۲۰۶۹) جاتا نکل عالم سے کروں کیا صورت تیری دام ہوئی

تم گھر سے نکلتے نہیں اور مجھے صبح سے بیٹھے بیٹھے شام ہوگئی۔ میں تو اس عالم سے نکل جاتا لیکن تیری صورت میرے لیے پھندا بن گئی ہے۔ (یعنے اگر مجاز میں گرفتاری نہ ہوتی تو مقام تعین سے نکل کر مقامِ لاتعین میں پہنچ جاتا)

(۲۰۷۰) مجرا کر ڈیوڑھی پہ کھڑے رہیں یہ کر ہم پہ مُدام ہوئی

ادب سے در دولت پر ہمیشہ حاضر رہنے کی خدمت میرے لیے مقرر ہوگئی ہے۔

(۲۰۷۱) ہم کو درد ملی کیا جانی اورں کی کیا انجام ہوئی

(۲۰۷۲) درد سوائے صورت میں نہ پائی صورت کس کوں رام ہوئی

اِس معاملت سے ہم کو تو صرف درد حاصل ہوا نہ معلوم اوروں کا کیا انجام ہوا۔ صورت میں گرفتاری سے سوا تکلیف کے کیا حاصل اور صورت کس کے قبضہ میں ہوئی ہے۔

(۲۰۷۳) سب خوش نام رہے۔ بدنامی خاص ہماری عام ہوئی

(۲۰۷۴) کاظم تجھ کوں تو ہر صورت سے یار ملا آرام ہوئی

اور سب تو نیک نام رہے ہم ہی سب میں خصوصاً بدنام ہوے۔ اے کاظم تم کو ہر صورت سے آرام ہے۔

اس لیے کہ تمھارا محبوب تم کو مل گیا۔

عاشق کے دردِ عشق کو کوئی نہیں سمجھتا

(۲۰۷۵) باتیں کا سُو کہیں موہن کی
بَید بِنھا مَن کی نہیں سمجھے دیت ہے اَوکھد تن کی

موہن کی باتیں کس سے کہوں۔ طبیب دل کا درد نہیں سمجھتا صرف جسم کے علاج میں سر کھپا رہا ہے۔

(۲۰۷۶) جِن مو دُکھ دِین سو نیکے سُنَت نہیں رہ گئی من میں مَن کی

جس نے مجھے دُکھ دیا وہ اچھی طرح میری بات کبھی نہیں سُنتا۔ میرے دل کی بات دل ہی میں رہ جاتی ہے۔

(۲۰۷۷) مَن کو ہریا ہرے دُکھ سوئی ھَر سمجھے ہر جَن کی

جس نے دل لیا ہے وہی دکھ دور کر سکتا ہے۔ غریبوں کی داد رسی اللہ ہی کرتا ہے۔

(بتِ ظالم نہیں سُنتا کسی کی غریبوں کا خدا فریاد رس ہے)

(۲۰۷۸) کاظم کے بس سیام ہے۔ اُن کچھ دھیرج کی مُہتن کی

کاظم کے بس میں تو اُن کے محبوب ہیں ہی۔ اُنھوں نے مجھے تسلی دی جس سے مجھے گونہ سکون ہوا۔

سوہنی

ذکرِ الٰہی سے بہتر دنیا میں کچھ نہیں

(۲۰۷۹) واہی کی آئے کا یا میں بنی جیں جیو ہر سُمرن کی ٹھنی

اس جسم میں آکر وہی کامیاب و بامراد رہا جو (حق کی) یاد میں مستعد رہا۔

(۲۰۸۰) صاحب واکو سنوارا ایسا جو وَیں سَنوارا نام دھنی

مالک نے اُسکو ایسا نوازا کہ اُس کا نام ہی دھنی مشہور ہو گیا۔ (یعنی عارف جسکو وصال حاصل ہو)

(۲۰۸۱) پھر کہاں کھائے گھاؤ مایا کے پھر کیتو چلا وے اَپنی گھنی

پھر، مایا، کے وار اُس پر کیا اثر کر سکتے ہیں۔ چاہے وہ کتنے ہی اُس (دھنی) پر سخت حملے کرے۔

(۲۰۸۲) کبھوں نہ اُٹکے وہ مورت سوں موہنی ہوئے کی اَنموہنی

اب کبھی وہ صورت (تعین) میں گرفتار نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ صورت دلفریب ہو یا نہ ہو۔

(۲۰۸۳) رُوپ اَرُوپ کے پاوے گھٹ میں ہوئے نہ وہ کب سب سے غنی

وہ جو صورت اور بے صورتی کا مشاہدہ اپنے ہی میں کرے۔ پھر کیوں نہ سب سے بے نیاز ہو جائے۔

(۲۰۸۴) اَیسو گیان تو ہے شو ہے کاظم دیکھے پی کی توُ ہی چھب سوہنی

اے کاظم ایسی معرفت بس تمھارے ہی شایان شان ہے۔ تم ہی پیا کا حسین جلوہ دیکھتے رہے

نغمہ بیرج

جب تک وصال نہ حاصل ہو اُس کے غم میں روتے رہنا چاہیئے

اور امید لگائے رہنا چاہیئے

(۲۰۸۵) بے وصلش چشمِ گریاں بر گو خوں بینی زہر انسکے

روئے تیں انکھیاں پی کو بھاویں پی کو رجھاو روئے روئے اَسکے

بغیر اُس کا وصال حاصل ہوئے آنکھوں کا روتے ہی رہنا بہتر ہے چاہیے ہر آنسو سے خونِ جگر ہی کیوں نہ

ٹپک پڑے۔ روتی آنکھ پیا کے پسند خاطر ہے لہٰذا رو رو کر ہی اُس کو اپنی طرف متوجہ کر لو۔

(۲۰۸۶) خوش چشمے کہ خوش آید اُو را شد ازیں چشم خوش چشمے

چار دِنا جو روئے بِرہوگن۔ رہے جوگن پیا پل ہنسکے

آنکھ وہی اچھی ہے جو اس کی نظر چڑھ جائے۔ اسی لئے مجھے اپنی چشم گریاں سے اچھی امید بندھی۔ جو

فرقت زدہ چار دن اُسکے فراق میں روئے وہ ہمیشہ اُس کے وصال سے شاداں شاد رہا کریگی۔

(۲۰۸۷) گر غم دل دلدار پسند د۔ خوشتر ازیں غم عیشے نیست

واہی ہیا بھاوت ہے پیا کاں برہ کی چوٹن جو کسکے

اگر غم دل محبوب کو پسند ہو تو ایسے غم سے زائد خوش گوار کوئی راحت نہیں ہے۔ محبوب کو وہی دل پسند

ہے جو فراق کی چوٹیں کھا کھا کر تڑپ رہا ہے (انا عند المنکسرۃ قلوبھم لاجلی)

(۲۰۸۸) مسکیں کے بر ہد از غمہا۔ تا نبود لطفش ہمراہ

نہ جال ایا تیں دِ یا بن نکس سکے پھر کو پھنسکے

بے چارہ غموں سے کیسے نکلے جب تک اُس کا کرم نہ شامل حال ہو۔ بہت بڑا پھندا
تو ماسوا اللہ کا ہے جس سے بغیر اس کی عنایت و مدد کے رہائی ناممکن ہے۔

(۲۰۸۹) در محفل کاظم ہم آئی۔ ہم در محفل خود طلبی
ہم کا بلاؤ کی آؤ ہمارے۔ درس دیو چاہو جیسے

کاظم کے یہاں تو تم خود بھی آتے ہو اور ان کو بھی اپنی محفل میں بلاتے ہو کبھی ہم
کو بلاؤ یا ہمارے یہاں آؤ۔ بہر حال جس طرح ہو اپنے دیدار سے شاد کام کرو

نغمہ دیس و سورٹھ و جاجونتی

مرشد برحق کی تعریف

(۲۰۹۰) پائی سبھی کچھ مُنہ مانگی
ستگر تیرے پائن سوں

اے مرشد برحق آپکے قدموں کے طفیل میں میری سب منہ مانگی مرادیں بر آئیں

(۲۰۹۱) پیتت پاؤن کے درس بنت پاون — کھات پیت سوئے جاگے

اس مالک کے مشاہدہ سے ہمیشہ دل آسودہ رہتا ہوں۔ ہر حال میں سوتے جاگتے اور کھاتے پیتے اسکی دید میسر ہے

(۲۰۹۲) جو سوئے سوئی پیا تیں رہے مل — جاگے رہیں وہی انگ لاگے

جب سوتا ہوں تو پیا سے ہم کنار رہتا ہوں اور جب جاگتا ہوں تو بھی اُسی سے لپٹا رہتا ہوں۔

(۲۰۹۳) گھٹ کے روگ بن جوگ کیے سب — اپنے پائن اُلٹے بھاگے

بغیر ریاضت کئے ہوئے (مرشد کی عنایت سے) میرے سب روگ اُلٹے پاؤں بھاگ گئے۔

(۲۰۹۴) نرگن کے گن لکھ سرگن میں — لکھ نہ پڑیں نیکے ناگے

تنزیہہ کے کیفیات تشبیہہ میں مشاہدہ ہوں تو اچھائی و برائی کا خیال نہ رہے۔

(۲۰۹۵) کوئی نہ پاوے برسن جے درسن — سو رہے پیو نینن آگے

جس کا دیدار برسوں اوروں کو حاصل نہیں ہوتا وہ میری نظروں کے سامنے رہتا ہے۔

(۲۰۹۶) بس گیو پیو رس بس تن من ما — کاظم پیا کے رس پاگے

وہ محبوب جسم و جان میں رفتہ رفتہ رچ بس گیا ہے۔ کاظم محبوب کے رنگ میں رنگ گئے ہیں۔

جسکو لوگ دُور بتاتے ہیں میں نے اُسی کی عنایت سے اُسے اپنے نزدیک پالیا

(۲۰۹۷) سو ہیو پایا اپنے گاؤں
دور بتاویں جا کو دِلسوا

محبوب کو میں نے اپنے گاؤں (دل) میں پالیا۔ جس کو لوگ دور بتاتے ہیں۔

(۲۰۹۸) تن من میں اب چھلکے دھوپی   دوڑ چھوٹی کہاں آؤں جاؤں

جسم و جان میں اب وہی جاری و ساری ہے۔ اب خواہ مخواہ کی دوڑ دھوپ سے نجات ملی۔

(۲۰۹۹) ناؤں نہ ٹھاؤں رہو کچھ پائے   گھنے ناؤں بہتیرے ٹھاؤں

اسکے لئے کوئی مخصوص نام یا جگہ قرار دینے سے کیا حاصل ہوگا کیونکہ اسکے بہت نام ہیں اور بہت ٹھکانے ہیں

(۲۱۰۰) پتت پاون کے پاون لاگی   بڑے بھاگ سے ٹھہرا پاؤں

ایک گناہ گار اس معاف کرنے والے کے قدموں پر پڑا ہوا ہے یہ اسکی خوش قسمتی ہے کہ ایسی جگہ پر وہ دھونی رما کر بیٹھ گیا۔

(۲۱۰۱) ہارت پیم کی باجی جیتی   مرے سے پایا اَمر کو ناؤں

مرنے سے محبت کی بازی جیت لی۔ مرنے سے حیات جاودانی حاصل ہو گئی۔ (اپنی ہستی کا شہود ہو جانے سے حق تعالیٰ کی ہستی کا یقین آیا۔ یہی محبت کی بازی جیتنا ہے)

(۲۱۰۲) اپنی اُلجھے اپنے روپ اب   جہاں تہاں جو میں الجھاؤں

وہ خود اپنی صورت پر فریفتہ ہو گئے اسی لئے میں بھی ہر ہر جگہ صورت میں گرفتار ہو جاتا ہوں (اسی کی صفت تلوین کا عکس مجھ پر پڑا ہے کہ سے

(ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں   اب دیکھئے ٹھہرتی ہے جاکر نظر کہاں)

(۲۱۰۳) ہلارہ پیا سے جگ جگ کاظم   جیتے تو درسن کا داؤں

اے کاظم تم کو ہمیشہ اپنے پیا سے وصال حاصل رہے کہ تم تو درشن کا داؤں جیت گئے۔

جس نے محبوب کو اپنے میں پالیا اسکو تیرتھ یاترا کی کیا حاجت

(۲۱۰۴) تیرتھ ہم کا جائے کریں   تیں جا کر اگیانی تیں

ہم تیرتھ کے لئے کیوں جائیں۔ اے احمقو یہ تم ہی کو مبارک۔ تم ہی جاؤ۔

(۲۱۰۵) پاس چھوڑ ابھناسی کاہیکوں کاسی جائے جائے بھٹکیں۔

جب وہ ذات غیر فانی اپنے پاس ہے تو ہم کیوں بلا ضرورت کاشی جاکر بھٹکیں۔

(۲۱۰۶) لاکھ بیر جا الکھ نہ لکھئے ہم وہ الکھ لاکھن مالکھیں

لاکھوں بار بھی اگر تم جاؤ دیرتھ کو تو اس ذات غیر مرئی کا مشاہدہ نہ ہوگا ہم اس ذات کو لاکھوں ہی جلوہ گر دیکھتے ہیں۔

(۲۱۰۷) دور دور تیں بھٹک مر ٹھور ٹھور پیا دیکھوں لیں

تم دور دور بھٹکتے رہو اور اپنی جان کھپاتے رہو میں تو ہر ہر جگہ محبوب کا جلوہ دیکھتا ہوں

۲۱۰۸ جن ستگر کا سنگ نہ پایا کاظم وے سب بھول مریں

اے کاظم جن کو مرشد برحق کی صحبت نہ حاصل ہوئی وہ اسی طرح بھول میں پڑے رہیں گے اور ہلاک ہو جائینگے

حق کا مشاہدہ اسی کی عنایت و مہربانی سے ہوتا ہے نہ کہ کوشش سے

(۲۱۰۹) آئے آئے آج پتیم وے بہت دنن ہم کا دکھ دے

بہت دنوں فراق کی مصیبت میں رکھ کر آج میرے پتیم آ گئے۔

(۲۱۱۰) گیان پائے کیا دھیان بہتیرا بیٹھے آس وا کے نام کوئے

علم حاصل کرکے بہتیرا تفکر کیا اور اس کے نام کا وظیفہ پڑھکر اس کے دیدار کی آس لگائے رہا۔

(۲۱۱۱) کچھ نہ بھیو کرتب سے ہارے ہارے جوگ جگت سب گئے

میرے اعمال سے کچھ بھی نہ ہوا۔ زہد و اتقا کی ساری تدبیریں کرکے تھک گیا۔

(۲۱۱۲) دیکھے جو ہے سو اُن کے دیئے ہے کرتب کچھ نہیں تا سے

جو کچھ تم کو نظر آ رہا ہے وہ سب اسی کی عنایت کا ظہور ہے۔ میرے اعمال کو اس میں ذرا بھی دخل نہیں۔

(۲۱۱۳) آس لگائی جب سے دیا پر تب جائے کچھ بن آئی پے

جب اس کے رحم و کرم کی آس لگائی تب جاکر کامیابی کی جھلک نظر آئی۔

(۲۱۱۴) کرکے دیا گھٹ ہی ما بولا کاظم دیکھ لے ہم ہیں یے

مہربانی و عنایت فرما کر میرے ہی خانۂ دل سے آواز دی کہ اے کاظم دیکھ لے ہم یہاں ہیں۔

(٢١١٥) بھٹک گئی تب سے بچھڑن کی ٹھور ٹھور اب سہئے سو ہے

اب جا کر فراق کی الجھن (تکلیف) سے نجات ملی۔ اب ہر مقام پر وہ خود ہی جلوہ فرما نظر آتا ہے۔

محبّتِ مجازی

(٢١١٦) مورے تو نینا لاگ گئے اب تم سے بہاری لال

اے بہاری لال (محبوب) اب تو میری آنکھ تم سے لڑ گئی۔

(٢١١٧) چھانڈ و کچال بچھڑن کی ہم سے سو وہی چلو درشن کی چال

اپنے انداز فراق کی کج روی چھوڑ دو۔ اور شیوہ جلوہ نمائی اختیار کرو۔

(بے حجابانہ در آ روح کو مضطر کر دے ایک ہنگامہ سر بالش و بستر کر دے)

(٢١١٨) جب لاگی تب جان پڑ و نہیں اب سو بھئی جی کے جنجال

جس وقت لگی تھی اُس وقت تو تکلیف کا اندازہ نہ ہوا۔ اب وہی (آنکھ لگنا) جی کا جنجال بن گیا ہے۔

(٢١١٩) کہاں پاؤں تو ہے دیکھن موہن رہوں بن درسن نپٹ بے حال

اے جان تمنا تجکو کہاں پاؤں کہ تیرے مکھڑے کا دیدار میسر ہو۔ تیرے دیدار جمال سے محروم ہو کر حال سے بے حال ہوں

(٢١٢٠) تم سے کوئی دُکھ پاوے کبہوں اے سکھدائی دین دیال

اے جانِ راحت بھلا تم سے کوئی دُکھ بھی پا سکتا ہے۔

(٢١٢١) دُکھ ہے دُکھ ہم رے کرمن کا دُکھ کی ریکھ کرمن سے مٹال

دُکھ تو ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ دُکھ کی تحریر میری قسمت سے مٹا دے۔

(٢١٢٢) دے درشن بچھڑن کی بپت سوں جی کوں ہمارے راکھ سنبھال

اپنا درشن عطا کر۔ میرے دل کو سنبھالے رہ اور جدائی کے آزار سے نجات دے۔

(٢١٢٣) جیوں کاظم میں واہی اُروپ کوں روپ مالکھ لکھ رہوں نہال

کاش میں بھی کاظم کی طرح اس بے صورتی کو صورت میں پا کر محو جلوہ رہوں اور دن شادمانی سے بسر ہوں۔

عشق کا شغل بہتر ہے حقیقی ہو خواہ مجازی۔ ترک نہیں کرنا چاہیے

(۲۱۲۴) کس لاگی پچھتائے
نین لگے جب سے تیرے سیام سوں

جب سے تیری آنکھ شیام (محبوب) سے لگی کیسی ہاتھ مل رہی ہے (متاسف ہے)

(۲۱۲۵) کا کبھوں گھر تیرے نہ آوے — نا کبھوں تو ہے لئے بُلائے

کیا وہ کبھی تیرے گھر نہیں آتا اور نہ تجھے اپنے یہاں بلاتا ہے۔

(۲۱۲۶) کا بھیُو جو نہ ملے وُہ کچھ دن — پیت نہ چھانڈری رہ غم کھائے

اگر وہ چند روز نہ ملا تو غم نہ کر اور محبت نہ چھوڑ صبر سے کام لے۔

(۲۱۲۷) سو دانوں وہ چہے کاظم واکوں — ایک داؤں جو چاہے بن لے

اے کاظم جو اس کو ایک بار دل سے چاہے تو وہ اُس کو سو بار چاہے گا۔

محبوب مجازی کے اعضا کی تعریف

(۲۱۲۸) کاری انکھیاں چت لیندری آئیں پیہو راج — جی کو ہمارے سُہاؤنیاں سی لاگیں ۔ ہو

اے راجہ تیری کالی ہوش ربا آنکھیں میرے دل کو بڑی پیاری معلوم ہوتی ہیں۔

(۲۱۲۹) برنیں نہ جات ہیں تِن سکو کاظم — کھنجن درگن کی لجاونیاں سی لاگیں ہو

اے کاظم ان آنکھوں کی تعریف بیان میں نہیں آسکتی وہ آنکھیں تو کھنجن (ایک چڑیا ہے ممولا نام) کی آنکھوں کو شرمانے والی ہیں

ایضاً

(۲۱۳۰) تہاری اُلکیں دُکھ دیندری — آئیں پیہے ہو راج
(۲۱۳۱) چھوٹی مکھ پر ناگنیاں سی لاگیں۔ہو — پھیر پھانڈ جِن کھول
(۲۱۳۲) کاظم کے رُس رُس مَن کی — پھنساونیاں سی لاگیں ہو

اے راجہ۔ تیری دُکھ دینے والی زلفیں معلوم ہوتا ہے کہ مکھڑے پر ناگنیں بڑی لہرا رہی ہیں
للہ اب اپنی زلفوں کو پریشان نہ کرو۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ کاظم کے دلکو الجھائینگی۔

دردِ عشق کی طبیب کو کیا خبر

(۲۱۳۳) بَید نہیں جانے میڈی درد
ناڑی دیکھ وہ ہم کو اَوکھد گرم بتاوے کبھیں سرد
طبیب میرے مرض کو نہیں سمجھتا۔ نبض دیکھ کر کبھی ٹھنڈی دوا تجویز کرتا ہے اور کبھی گرم۔

(۲۱۳۴) پیرا بدن دیکھ کے پوچھے کوئی چوٹ لگائی ہرد
میرے بدن کی زردی دیکھ کر پوچھتا ہے کہ کیا کہیں چوٹ لگی ہے جو ہلدی تھوپ رکھی ہے۔

(۲۱۳۵) مکھ ناڑی اُس چینھے اُناڑی بَید ہے بھل بڈ یا کو مرد
نبض و چہرہ سے وہ اناڑی دل کا حال معلوم کرنا چاہتا ہے اور اپنے کو بہت قابل سمجھتا ہے۔

(۲۱۳۶) ہم رہے ٹھور سنمکھ تورے ہوتے اُس تیرے نینن مارے گرد
سامنے جاتے ہی تیری نظروں نے ایسا کاری زخم لگایا کہ ہم جگہ سے ہل بھی نہ سکے۔

(۲۱۳۷) اُٹھ کے جائیں کہاں ہم کاظم اُن تو کیا ہے ہم کو گرد
اے کاظم ہم اُٹھ کے کہاں جا سکتے ہیں انھوں نے تو ہم کو خاک کر دیا۔

عین بے طاقتی میں بحالتِ مراقبہ یکایک تجلّی ہونا اور اسمیں محو ہو جانا

(۲۱۳۸) اب نہیں رہت سنبھارو میرو مَن
جب سے سُنی پی کے آون کی

جب سے پیا کے آنے کی خبر سنی ہے اب میرا دل ایسا بے قابو ہے کہ سنبھالے نہیں سنبھلتا۔

(۲۱۳۹) رہی ہیرت میں باٹ پیا کی رین دن سانجھ سکارو
میں رات دن اور صبح و شام پیا کا راستہ تکا کرتی تھی۔

(۲۱۴۰) آئیو اُچانک یہہ آون پر تن من جیو سب وارو
اچانک وہ آ پہنچے (خلافِ امید) ان کی ایسی تشریف آوری پر میرا جسم و جان قربان۔

(۲۱۴۱) کاظم پی کے پیم کی مدھ سُوں ہینٹ رہے متوارو
کاظم شراب محبت پی کر اس کے نشہ میں مست اَلَست رہتے ہیں۔

(۲۱۴۲) سب سکھی ترسیں درسن کوں بیٹو اب نہیں چھانڈت سنگ ہمارو

سب سکھیاں اس کے درشن کو ترستی ہیں اور پیا اب ہمارا ساتھ نہیں چھوڑتے

عشق مجازی اور اُسکی قید

(۲۱۴۳) موہے چھب سنورے کی لگی پیاری
بن دیکھے رہیو نہ جائے موسے چتون برچھی کریجے لگی کاری

مجھے سانولے محبوب کی چھب بڑی پیاری معلوم ہوتی ہے۔ مجھ سے بے دیکھے رہا نہیں جاتا اور دیکھنے سے ان کے نگاہوں کی برچھی کلیجہ کے پار ہوتی ہے۔

(۲۱۴۴) گھائل کرے چتوت ہی موکو کیسے سہوں دی سہلو نہ جائے موسے
رنت کے گھاؤ اب کون سنبھاری

دیکھتے ہی مجھے گھائل کرتا ہے۔ اے خدا یہ چوٹیں کیسے برداشت کروں یہ آئے دن کے چرکے برداشت سے باہر ہیں۔

(۲۱۴۵) کو برنے روپ چھب واکی کاظم کا کہوں میں کچھ کہلو نہ جائے موسے
لاکھن رجیو وا پر بلہاری

اے کاظم اُسکی چھب کی کون تعریف کرسکتا ہے کیا کہوں مجھسے کہتے نہیں بنتا۔ لاکھ جانیں ہوں تو اس پر سے تصدق کردوں۔

اشتیاقِ ملاقات

(۲۱۴۶) بالم آئے جا کبھوں مورے گھر
آؤ نٹھر نردئی میں تورے کارن تڑپ تڑپ نس جاگی
سب کال تج چت تم سے لگائی

اے بالم کبھی میرے گھر بھی آتے رہو۔ اے جفا کار بیرحم تیرے کارن تڑپ تڑپ کر رات گذاری ہر سب کو چھوڑ کر تجھ سی محبت کی ہے۔

(۲۱۴۷) نس دن تھری باٹ نہارن ساجن تیری کہاں چت لاگی
ہم تو سدا تو ہی کوں چہت ہیں

رات دن تیرا راستہ تکتی رہتی ہوں۔ اے ساجن تیرا دل کہاں اٹکا ہے میں تو ہمیشہ سے تجھ کو ہی چاہتی ہوں۔

(۲۱۴۸) گھڑی پل چھن کبھوں نہ بسارن کاظم درسن کے بیراگی

کاظم درشن کے بیراگی ہیں وہ ایک پل اور ایک گھڑی بھی تجھ کو نہیں بھولتے۔

ایضاً

(۲۱۴۹) چھوت ہی موہے اس بورائے
گئی سُدھ جا سے ڈگر نگر کی درسن دے مکھ کاہے چھپلئے

نظر ڈالتے ہی مجھے ایسا دیوانہ کیا کہ میں اپنے گھر کا راستہ ہی بھول گئی۔ دیدار دیکر اب کیوں منہ چھپایا ہے

(۲۱۵۰) ٹھور ٹھور سوئی چھائے رہت ہو کاظم سے نیکے مکھ کھولو
کون گُنن ہمری بسرائے

تم ہر جگہ موجود ہو۔ کاظم سے تو بے نقاب ملتے ہو۔ ہمیں کس خطا میں بھلا دیا ہے۔

محبوبِ حقیقی سے شکوہ شیریں

(۲۱۵۱) میں جانوں یہی اِیکے بات
جا سے رہیں نِت درسن تیرے واہی بتا دے موکو گھات

میں تو یہی ایک بات جانتی ہوں مجھے ایسا طریقہ بتا دے جس سے تیرے درشن ہوتے رہیں۔

(۲۱۵۲) سووت جاگت موے جیت میں سنگ رہوں دیکھوں دن رات

سوتے جاگتے اور مرتے جیتے ہمیشہ میں تیرے ساتھ رہوں اور تجھ کو دن رات دیکھوں یہی تمنا ہے۔

(۲۱۵۳) تیں تو کہے موے ہاتھ بکانا جو کوئی سُنت کے ہاتھ بکات

تو نے کہا کہ وہ میرے ہاتھ بک گیا جو کسی عارف کے ہاتھ پر بیعت ہوا

(۲۱۵۴) اُودہم سے جو مانگے سو پاوے مانگن ہار کاہے گھبرات

اُور ہم سے جو مانگے سو پائے" اے مانگنے والے کیوں گھبراتا ہے۔ ادعونی استجب لکم

(۲۱۵۵) کب کی بکی مانگا بہترا بنتی کری کوؤ ناہی اُنات

میں تو بہت دن ہوئے (تیرے ہاتھ) بک چکی۔ نہ معلوم کتنے عرصہ سے اپنی مراد مانگ رہی ہوں لیکن کوئی سنتا ہی نہیں۔

(۲۱۵۶) جان بوجھ کے یہ من چنچل تیری اُور نہیں ٹھہرات

جانتے بوجھتے ہوئے بھی یہ بے قرار دل کسی طرح تیری طرف قائم نہیں رہتا۔

(۲۱۵۷) ناتیں کھینچ کرے ناموسے   چلو جات نار ہو جات

تو نہ تو اپنی طرف کھینچتا ہے اور مجھ سے نہ تو چلا جاتا ہے نہ رُکا جاتا ہے۔

(۲۱۵۸) دیہہ تو ہی سے پران تو ہی سے   آگم ہو جی کہت ڈرات

جسم تجھ سے ہو اور جان بھی تجھ سے ہی ہے۔ اس سے آگے کہتے ڈر معلوم ہوتا ہے

چنچل تیں مو مَن نہیں چنچل   تو ہی اپنی مایا ما بھات

(۲۱۵۹) تو ہرجائی ہے میرا دل ہرجائی نہیں ہے۔ تو خود اپنے مظاہر پر فدا ہے۔

(۲۱۶۰) مَن مایا جگ اُرجھا جگ ما   تو ہی ہے کاظم کہاں سمات

دل دنیا کی مایا میں الجھا ہے۔ دنیا میں تو ہی تو ہے کاظم کی سمائی کہاں ہے۔

مناجات

(۲۱۶۱) تم بن پاپ مورے کو کھووے

چیت سدا دے موہے نام کی   نام تیرے بن میل کو دھووے

تیرے سوا کون میرے گناہ بخشنے والا ہے۔ ہمیشہ مجھے اپنا نام جپنے کی توفیق عطا فرماتا رہ۔ سوا تیرے نام کے اور کون میرا دل صاف کر سکتا ہے۔

(۲۱۶۲) کرتب کے بندھن جگ بندھا   وہ جگ تولے جو یہ جگ بووے

یہ دنیا تو دار العمل ہے یہاں جو تو بووے اُس دنیا میں کاٹے (الدنیا مزرعۃ الآخرۃ)

(۲۱۶۳) اِن کرتب سے کہاں نستارا   بھر بھر کھائے اور نِسدن سووے

ان اعمال سے کہاں نجات مل سکتی ہے جو تو شکم سیر ہو کر کھائے اور رات و دن سوئے۔

(۲۱۶۴) بھگت کہا یہ سُن گت موری   کہاں تلک دُکھ اپنا رووے

زاہد نے میری یہ حالت سن کر کہا کہ اپنے مصائب کا کہاں تک دکھڑا روؤ گے۔

(۲۱۶۵) تم رکھوں کاظم کاں نہ بھولو   کاج نہیں پھر ہوئے سو ہووے

تم داے مالک، کہیں کاظم کو نہ بھولنا۔ جو کچھ ہونا ہوگا وہ تو ہوگا ہی اس سے کوئی سروکار نہیں۔

مناجات

(۲۱۶۶) جگ ما آئے جن تو ہے بھلایا   سوئی اگیانی نرکھ پڑے
تم بن کو دکھ مورے ہرے

تیرے سوا میرے دکھ کون دور کر سکتا ہے دنیا میں آکر جنھوں نے تجھکو بھلا دیا وہی نادان دوزخ میں پڑے

(۲۱۶۷) تیری استت سات سمندر سے   لاکھ لکھیں لکھ نا سپرے

تیری حمد خواہ سات سمندروں سے بھی کوئی لکھے پھر بھی ناممکن ہو (لو کان البحر مداد الکلمات ربی الخ)

(۲۱۶۸) اس صاحب جو جگ کا چاہے   چھن ما بنے چھن ما بگڑے

ایسا خالق جو چاہے تو دنیا کو چشم زدن میں پیدا کر دے اور چاہے تو لمحہ بھر میں نیست و نابود کر دے۔

(۲۱۶۹) چھن پل کا ہو نہ بھولے تہکا   کون بھلا دے باٹ پڑے

کسی دم کوئی تجھ کو نہ بھولے۔ راہ سلوک میں تجھکو کون بھول سکتا ہے۔

(۲۱۷۰) تیں سکھدائی اودکھ کے بھنجن   ہمرے دکھ ابتک ہے دھرے

تو ہی سکھ دینے والا اور دکھ دور کرنے والا ہے۔ میری مشکلیں ابھی تک آسان نہیں ہوئیں۔

(۲۱۷۱) کا دکھ من جو پھنسا اندرن ما   نکسے جو اہی کھنچ کرے

علائق میں اگر دل پھنس گیا ہے تو کیا غم تو اگر چاہے تو ابھی ان الجھنوں سے نجات دے سکتا ہے۔

(۲۱۷۲) مہا جال مایا کے پھند سے   تمھری دیا بن کو نسرے

مایا کے پھندے اور جال سے تمہاری عنایت کے بغیر کون نکل سکتا ہے۔

(۲۱۷۳) کاظم چرن لگو گہہ داکوں   سب سنگت ہل جیت ترے

اے کاظم مضبوطی سے اُس کے قدم پکڑ لو۔ سب ساتھیوں سمیت پار اتر جاؤ گے۔

شکایت مجازی

(۲۱۷۴) باتیں ہم جی کی کہکے پچھتائی   منھ سے نکس بھئی بات پرائی

ہم اپنا حال دل کہہ کے بہت پچھتائے۔ ہونٹوں اڑی کوٹھوں چڑھی۔

(۲۱۷۵) جو باتیں کہبے کی ناہیں   کہی تو جگ ماہوے ہنسائی

جو کہنے والی باتیں نہیں ہیں انکو کہہ کر جیسی ہی جگ ہنسائی ہوتی ہے۔

(۲۱۷۶) کاہٗ سُو لوگن بیٹھ بکھانی   پھر کاکہی ہم کاں لگائی

وہ محبوب خود تو سب میں بیٹھ کر ساری رام کہانی (میری محبت کی) کہہ گئے اور اب ہمیں پر الزام رکھ کر شہرت دی ہے۔

(۲۱۷۷) تھوڑے دِنَن کا چھوہر وا موہن   نیہ کی بات کہاں وے پائی

موہن تو ابھی بالی عمر کا ہے وہ محبت کی باتیں کیا سمجھے (کمسنی کی وجہ سے وہ محبت کے نازک معاملات نہیں سمجھتا)

(۲۱۷۸) جاکو گئیاں چرا وت بیتی   کوڑ گوال کی کا سُگھڑائی

جس کی عمر گئیاں چراتے گذری ہو ایسے الھڑ کو محبت کا کیا شعور۔

(۲۱۷۹) ذرد پیر سُن سُن نِر دَئیا   کھیل مانہس ہنس دیت اڑائی

میرے درد و تڑپ کا حال سُن سُن کر وہ بے درد مجھے چٹکیوں میں اڑا رہا ہے۔

(۲۱۸۰) پریت کی ریت وہ کا جانے رے   چکئی[لہ] بھنورا دیہہ سکھائی

محبت کی ریت و رسم وہ کیا جانے وہ تو چکئی بھنورا جانتا ہے وہی سکھا دے گا۔

(۲۱۸۱) نپٹ کٹھور اُلجھے پئے نینا   دیکھیں دئی کیسے بن آئی

بڑے ظالم سے میری نگاہیں لڑی ہیں یا اللہ دیکھیں کیسے نبھتی ہے۔

(۲۱۸۲) منھ سے نہ کہو تو ہو کا ظلم   باتیں ہم جی کی کہہ کے پچھتائی

اے ظالم تم ایسی باتیں زبان سے نہ نکالو۔ ہم اپنے دل کی بپتا کہہ کے بھگت چکے ہیں۔

ایضاً

(۲۱۸۳) آج پیا جانو رُوسے رُوسے   رُوکھی روکھی کرت ہیں باتیں

آج پیا کچھ روٹھے روٹھے سے نظر آتے ہیں اور اکھڑی اکھڑی باتیں کر رہے ہیں۔

(۲۱۸۴) گھنڈی کھولو نیکے بولو   جیو گھبرات ہے مورا یا رتیں

میرے دل کی گرہ کھول دو اور ذرا سیدھے منھ بات کرو۔ تمھارے اس روکھے پن سے میرا دل الٹ رہا ہے۔

(۲۱۸۵) بات ہیرت گئے دن گئیں دیئے   کالھ پرُوں کی دُو دُو راتیں

آج سارا دن انتظار میں گزر گیا اور کل پرسوں کی راتیں بھی آنکھوں ہی آنکھوں میں کٹیں۔

لہ ایک کھیل ہوتا ہے جس میں لڑکے ہاتھ [illegible] اور ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

(۲۱۸۶) راتیں گنوائے آئے سو ڈرسائے آج کی رین گئی ہائے گم کھائیں

راتوں کو ادھر ادھر اوروں کے ساتھ خوب گلچھرے اڑائے اب یہاں آئے ہیں تو الٹے مجھی سے کھنچے کھنچے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج کی رات بھی مجھے تڑپتے ہی بسر ہوگی۔

(خدارا داد من بستان از وائے شحنۂ مجلس کہ مئے با دیگراں خوردست و با من سرگراں دارد)

(۲۱۸۷) سو نہ بھئیو جو جھک جھک دیکھیں ایسی نہ پائیں ہم لے گھاتیں

کبھی ایسا نہ ہوا کہ ہم جی بھر کے دیکھ سکتے۔ ایسا موقع ہم کو کبھی نہ ملا۔

(۲۱۸۸) کنٹھ لگے کبوں کاظم ہمرے کبھوں اُدارت ہے جی یں اُچاٹیں

اے کاظم کبھی تو وہ میرے گلے لگ جاتا ہے اور کبھی میرا دل (اپنی بے رخی سے) اچاٹ کر دیتا ہے۔

محبتِ حقیقی

(۲۱۸۹) اری میں برہ کی جاری جری کچھ نہیں بوجھت بید اناری
اے دئی درد کی ماری مری

اری میں فراق کی ماری جلی! اناڑی حکیم میرے دل کا روگ نہیں پاتے۔ اے خدا میں درد کی ماری مری جاتی ہوں۔

(۲۱۹۰) کاظم درس بھکاری کب کو عرض کرت ہے درد بھری

درشن کا بھکاری کاظم نہ معلوم کب سے اپنی دکھ بھری بپتا سنا رہا ہے۔

(۲۱۹۱) اَو کھد کام نہ آئے درسن دے بن درس کو پیر ہری

دوا کا یہاں کام نہیں۔ دیدار عطا فرما۔ سوا تیرے دیدار کے) اس درد کی کوئی دوا نہیں۔

محبتِ مجازی

جہاں مورے نینواں ارجھے آئے اس مورت نہیں پڑت لکھائے

جس سے میری آنکھیں لڑی ہیں اسکی ایسی صورت اور کہیں نہیں نظر پڑتی۔

(۲۱۹۳) جس کاگد مس لاگ گئی ہیے چھن پل تنکو سرک نہ جائے

جس طرح کاغذ میں روشنائی جذب ہو جاتی ہے اسی طرح وہ صورت میرے دل میں نقش ہو گئی ہے

اور ایک پل کے لئے بھی اوجھل نہیں ہوتی۔

(۲۱۹۴) لگت ڈرا جو مورت والے سوں　　　چھوٹ نہ جاؤں کہوں مورت لاگے

میرا دل مورت والے پر آتے ڈرا کہ کہیں دل لگا کر اس سے بچھڑ نہ جاؤں۔

(۲۱۹۵) پھر دیکھا وہی مورت والا　　　نہ ہُو مورت ما آپ سمائے

پھر جو دیکھا تو اُس مورت کے پردہ میں حُسنِ ازل جھلک رہا تھا۔

(۲۱۹۶) یہ بدھ جو لُو بھی ہے کا ہُو کا　　　میں جانوں وہی لین لُبھائے

اس انداز سے جو بھی کسی پر فریفتہ ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہی ہر حسین شکل میں جلوہ گر ہو کر لبھا رہا ہے۔

(۲۱۹۷) دُوسر ہے کہاں کاظم آپ ہے　　　اپنے روپ رہو اُرجھائے

اے کاظم دوسرا اور ہے کون۔ وہ خود اپنے حُسن پر ریجھا ہوا ہے۔

بیانِ حقیقت

(۲۱۹۸) کوئی مور پیر وا دیو بتائے　　　کس مَن لے مُکھ لین چھپائے

کوئی میرے محبوب کا پتہ مجھے بتا دے کس طرح اس نے میرا دل لے کر منہ چھپا لیا ہے۔

(۲۱۹۹) اب نہ درس نہ سندلیس نہ پاتی　　　کہاں تلک مرے غم کھائے

اب "نہ پیام ہو نہ سلام ہے نہ نظر کو جلوہ عام ہے" کہاں تک غم کھا کھا کر میں اپنی جان ہلکان کروں۔

(۲۲۰۰) کوئی نیرے بتاوت پی کوں　　　کوئی کہت ہے دُور بنائے

کوئی تو کہتا ہے کہ پیا بہت نزدیک ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ کالے کوسوں ہیں۔ (بہت دور)

(۲۲۰۱) دُور چلے کی گوں کہاں پاؤں　　　نیرے سوں موسے ٹھہر و نہ جائے

دور جانے کی مجھ میں سکت نہیں ہے اور قریب مجھ سے رُکا نہیں جاتا۔

(۲۲۰۲) یوں نہ نبے ناؤوں پھر چیوں تیوں　　　کاظم آپ ہے گیُو ہرائے

نہ نزدیک چین ہے نہ دور قرار ہے۔ کاظم خود ہی گم ہو گیا۔

حق سے مُناجات

(۲۲۰۳) اے پردیسی مورے پیروا
کبھوں ملن تم سے پھر ہوئی
(۲۲۰۴) سات سمندر پار رہے جائے پہنچ سکے کو تورے نیروا

اے میرے پردیسی پیا پھر تم سے ملنے کا کوئی آسرا ہے؟ تم تو سات سمندر پار جا کر بسے ہو کس کی تم تک رسائی ہے۔

(۲۲۰۵) سُدھ آوت آگم کے ملن کی یا سے اُدھک جرت ہیروا

جس وقت مجھے اگلا ربط و ضبط یاد آتا ہے تو دل میں اور بھی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

(۲۲۰۶) ویسے ملب پھر چاہے تو کاظم سب تج ہیئے رکھ واکو نہروا

اے کاظم اگر تم اس سے پہلے در دزاں کی طرح ملنا چاہتے ہو تو ماسوا کو چھوڑ کر اُسی سے لَو لگاؤ۔

شہانہ

(۲۲۰۷) اری تیرا پیارا بنرا مورے من بھایو باتو
لال چیرا سونے کا سہرا چبھ چبھ انکھین ماںھ سمایو

اے دولھن تیرا پیارا بنرا مجھے دل سے بھا گیا۔ لال پگڑی اور اس پر زرکار سہرا (اسکا ہر سر تار) میری آنکھوں میں چبھ چبھ کر سما گیا ہے

(۲۲۰۸) چھب پیارے محبوب بنے کی رب نے اپنے ہاتھ بنایو

پیارے بنے کی چھب قدرت نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔

(۲۲۰۹) سُوبھل بھیو نا جو تیرا بنرا دُھن کے آوت سسرے دھن آیو

اے دولہن کیا ہی پیارا تیرا دولہا ہے۔ اے دولھن تیرے آتے ہی سسرال میں لچھمی کے قدم آ گئے۔

(۲۲۱۰) سُکھی رہیں دُو جگ مادو جن دولھن دولھا کال جایو

دولھا اور دولھن کے ماں باپ دونوں جہان میں خوش رہیں۔

(۲۲۱۱) یہ بھانت رب اپنا ظہورا کاظم کال دکھلائے رجھایو

اس طرح رب نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا کر کاظم کو فریفتہ کر لیا۔

معرفت

(۲۲۱۲) دیکھی ہر ہر ہم سب گھر گھر — جب کرپا بھئی ہر کی ہم پر

جب حق کی عنایت دمہربانی ہم پر ہوئی تو ہم نے ہر چیز میں اُسی کے جلوہ کا نظارا کیا۔

(۲۲۱۳) ٹر ٹر جات رہو من چنچل — ہاری بہت جُگتیں سب کر کر

میرے بےچین دل کو ایک جگہ قرار نہیں تھا۔ میں سب جتن کر کے تھک گئی۔

(۲۲۱۴) صاحب کا در چھانڈ کے بورا — پھرا یوں ہی سب در در

مالک کا در چھوڑ کے دیوانہ در بدر گھومتا پھرا۔

(۲۲۱۵) ڈر ڈر دھڑکو کریجوا دھڑ دھڑ — گُرسے عرض کے کیے پائن پڑ پڑ

خوف سے میرا دل بلیّوں اُچھل رہا تھا۔ میں نے مرشد کے پاؤں پڑ کر عرض حال کیا۔

(۲۲۱۶) کہا دیکھ جا ہر کوں ہر میں — سب کا ہر ہر دم کہہ ہر ہر

ارشاد ہوا کہ جا، ہر ایک میں اُس ذات واحد کو دیکھ (کثرت میں وحدت)

اس مقام پر پہنچ کر ہر ایک کو حق سے غیر نہ سمجھ۔

(۲۲۱۷) جُھر جُھر جیو آنسوؤ بہے تر تر — ایک داؤں نہیں سو داؤں مرمر

میرا کلیجہ پھنک رہا ہے اور آنسوؤں کا تار بندھا ہے ایک بار نہیں سینکڑوں بار جان ہلکان کر چکی ہوں۔

(۲۲۱۸) کاظم چڑھ چڑھ برہم لوک پر — اب مدھ پیم کا پیویں بھر بھر

اب کاظم منتہائے عروج روحانی پر پہنچکر شراب محبت کے جام پر جام چڑھا رہے ہیں۔

محبتِ مجاز

(۲۲۱۹) مورا من موہنواں ناہیں آئے — پڑ گیو کہو کے بس موری مائی

میرا دل موہ لینے والا پیارا نہ آنا تھا نہ آیا۔ اے میری ماں نہ معلوم وہ کس کے بس میں ہو گیا ہے۔

(۲۲۲۰) رین گئی سو گئی نگ ہیرت — دِہنو جات رَین آئی نیرائی

گذشتہ رات تو خیر انتظار میں گذر گئی اب دن بھی ڈھلنے پر ہے اور پھر شب فراق آرہی ہے۔

(۲۲۲۱) کِیں ایسا بلمہائے راکھو ہے — جو ہمری شدھ بھولو بنائی

کس نے اسکو ایسی طرفہ دلچسپیوں میں لگا لیا ہے جسکی وجہ سے اُس نے ہمیں بالکل دل سے بھلا دیا ہے۔

(۲۲۲۲) سُو تَن سُکھ ہم کا دُکھ لے دئی　یاہی لکھی کرمن ما ہائی

(ہائے کیا ستم ہے) ہماری سوتن تو سکھ میں ہیں اور ہم دکھ میں کیا ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا؟

(۲۲۲۳) کاظم تیر دمیت سُنُورُ دُوا　کچھ نہیں جانت پیر پرائی

اے کاظم تیرا اور ملامت دوست دوسروں کے دُکھ درد سے بالکل نا آشنا ہے۔

فراقِ محبوبِ مجازی

(۲۲۲۴) بچھڑت ہی کسکت ہیا کرکت　رکت اُبل انکھین دھڑکے

انکے بچھڑتے ہی دل میں چمک سی اٹھ رہی ہے اور چشمہ چشم سے خون کے آنسو ابل کے بہہ رہے ہیں۔

(۲۲۲۵) تنک چہت دُکھ پایا گھنیرا　نوج چہے کوئی جیو بھر کے

ذرا سی محبت کر کے کیا کچھ غم اٹھایا ہے۔ خدا نہ کرے کوئی جی بھر کے محبت کرے۔

(۲۲۲۶) جات رہی جمنا جل بھرن کوں　تب رہو سیام کہوں لڑکے

جس زمانہ میں میں جمنا سے پانی لینے جایا کرتی تھی اس وقت تو شیام کا بچپن ہی تھا۔

(۲۲۲۷) جوہی سدھارو دوار کا سوئی　لاگی اُگن ہیے کی بھڑکے

جیسے ہی وہ دوار کا باشی ہوئے میرے دل کی آگ بھڑک اٹھی۔

(۲۲۲۸) تب کچھ جان پڑو نا تنکو　اب من مانت اُٹھ کھڑکے

اس وقت تو کچھ پتہ نہ چلا (تازہ چوٹ تھی) اب ہمہ وقت دل میں کھٹک ہوتی رہتی ہے۔

(۲۲۲۹) اب مو درس کہاں ملے جیتے　جو کہوں ہوئے جنم مر کے

اب جیتے جی دیدار کی امید کہاں۔ شاید مرنے کے بعد دیدار ہو تو ہو۔

(۲۲۳۰) دھیان سے دیکھے چھکت ہیے کب جیو　دیکھوں جو سُرت کہوں ڈھر کے

اگر میں مشقِ تصور کروں بھی تو تصور میں دیکھنے سے کب دل آسودہ ہو سکتا ہوں۔

(۲۲۳۱) تیرو تو پیو نت سنگ ہے کاظم　کہاں وہ جائے کہاں سر کے

اے کاظم تیرا پیا تو ہمیشہ تیرے ساتھ رہتا ہے۔ اب وہ تجھے چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہے

شکایت مجازی

(۲۲۳۲) کیل کُنجن ما کیسے کرت ہے — گانٹھ کُنور برج چھیل

کُنور کنھیّا برج کا چھیلا، کُنجوں میں کیسی کیسی چہلیں کر رہا ہے

(۲۲۳۳) برج کے لوگ لُگائن کے سنگ — نیکے کھیلت پھیل پھیل

برج والوں کے ساتھ خوب ہی خوب بلا جھجک کھیل رہا ہے۔

(۲۲۳۴) رس کو کہاں کونے رس پاگا — جو نہیں آیو ہماری گیل

(معلوم نہیں) وہاں کن رنگ رلیوں میں پڑ گیا ہے کہ ہماری طرف کا راستہ ہی بھول گیا۔

(۲۲۳۵) سوئی سب کی گھات راکھت ہے — ہمری پوچھت ناہیں اکیل

وہ سب کی تو دلجوئی کر رہا ہے۔ ایک ہم ہی ہیں کہ ہماری طرف سے اتنی بے خبری ہے۔

(۲۲۳۶) کاظم اپنے میت سے کہہ جائے — اپنا نہ راکھے من میں میل

اے کاظم تم اپنے دوست (کنھیا) سے ذرا اتنا پیام پہنچا دو کہ کسی کی طرف سے دل میں اتنا میل نہ رکھنا چاہیے

تعریف مجاز

(۲۲۳۷) کاری انکھیاں لال کُھماری — متواری ظالم ہیں شیام کی

شیام کی قاتل اور ظالم آنکھیں کالی نشیلی اور متوالی ہیں۔

(۲۲۳۸) چتوت ماریں بان کٹاری — کیسے جیت گوکل کی ناری
دیکھ دیکھ چھب واکی پیاری

دیکھتے ہی بان اور کٹاری مارتی ہیں۔ اُس کی پیاری چھب دیکھکر گوکل والے کیسے جی رہے ہیں۔

(۲۲۳۹) ہوں سو ایک چتون کی ماری — لوک لاج سدھ سگری بساری

میں تو ایک نگاہ کی ماری ہوئی ہوں (اسی ایک نگاہ کے اثر سے) سارے عالم کا خیال میرے صفحۂ دل سے محو ہو گیا

(۲۲۴۰) کاظم میت تیرو بنواری — سب سے بنی چھب واکی نیاری

اے کاظم تیرے دوست بنواری کی چھب سارے عالم سے انوکھی اور نرالی ہے۔

(۲۲۴۱) ہے وہ دئی کے ہاتھ سنواری وئی پر واری واری بلہاری

اُس کو مشاطۂ ازل نے اپنے ہاتھ سے سنوارا اور سجایا ہے۔ میں جی جان سے اس پر قربان۔

فراق میں آہ و نالے

(۲۲۴۲) شیام پیارے کے بچھڑت ہی میرو من تو بورائے گیو

پیارے شیام کے بچھڑتے ہی میرا دل ہوش و حواس کھو بیٹھا۔

(۲۲۴۳) کر کے کیل مدھ بن کے کنجن جائے دوار کا گون کیو

مدھ بن کے کنجوں میں دھومیں مچا کر اب جا کر دوارکا بیراجے ہیں۔

(۲۲۴۴) پریت لگائے سدھارو موہن سب کاں مار جس کون لیو

دل میں محبت کی آگ لگا کر موہن (تم) چل دیے۔ سب کو (بے موت) مار کے تم نے کیا ثواب کمایا۔

(۲۲۴۵) یاہی سبھاؤ ہے کارے رنگ کا کہوں کاریو کا ہوت میو

کالے رنگ (ملاحت یعنی شانِ تنزیہی) کے یہی گُن ہیں۔ بھلا کہیں کالے رنگ والے میں ترس بھی ہوتا ہے

(۲۲۴۶) اِتنے دِن رنگ رس کا تماسا ایکے چھن ماسپن بھیو

اتنے دنوں کی عیش و عشرت کا تماشا گھڑی بھر میں خواب و خیال ہو گیا۔

(۲۲۴۷) ہت والیں گئیں جی سے بچھڑتے کاہیو چلتے جو جیو نہ دِیو

محبت کرنے والیاں اُس سے بچھڑ کر جی جان سے گئیں۔ جان دینا تھی تو اُسکی روانگی کے وقت دیتیں

(تب مزہ بھی تھا۔)

(۲۲۴۸) تج مورت پیا پائے امورت پریم کو مدھ کاظم ہے پیو

صورت کو چھوڑ کر اور بے صورتی میں پیا کو پا کر کاظم شرابِ محبت کے جام پر جام چڑھا رہے ہیں۔

(زمان نشہ، مکان نشہ، وہ سر سے پا تک تمام نشہ

چھلک رہی ہے اُچھل رہی ہے پیے ہوئے ہیں پلا رہے ہیں)

دلِ ناداں کی شکایت

(۲۲۴۹) جگ ماہی مَن بیری کھلے   کہاں بَس ہوئے جو ہوت کچلے

دنیا میں یہی دشمنِ جاں دل ہے جو زندگی ایک مستقل وَبال بنا ہوئے ہے۔ اپنے بس کا روگ کہاں کہ اسکو راستہ پر لگائے

(۲۲۵۰) کون بیری کیو ساتھ دئی نے   جن کھوئی سب جی کی گلے

نہ جانے اللہ نے یہ کیسا دشمن میرے ساتھ لگا دیا ہے جسنے سب چین و آرام مجھ پر حرام کر رکھا ہے۔

(سکھا کے شیوۂ تسلیم۔ دل کیا ہے عطا   کہ اختیار یہ کبھی کوئی اختیار نہ ہو)

(۲۲۵۱) جا کو آد اَنت نہیں سوجھے   ٹھور کٹھور گرے بچلے

یہ دل وہ ہے کہ جو آغاز و انجام نہیں دیکھتا اسی لیے جگہ بے جگہ اُلجھتا اور پھسلتا ہے۔

(۲۲۵۲) تنک سنتو کھ نہ راکھے پاپی   جو دیکھے مانگے اگلے

یہ پاپی (دل) شمّہ بھر بھی صبر و قناعت نہیں رکھتا۔ ادھر کوئی اچھی چیز دیکھی اور مانگنے لگا۔

(۲۲۵۳) اِنچھا پور بھئیں سکھ۔ ناہیں تو   مرے بچھتا وے ہاتھ ملے

اگر مَن مانی پوری ہو گئی تو باغ باغ ہے ورنہ (تمنا میں) مرا جاتا ہے اور بے حصولی پر کف افسوس مل رہا ہے۔

(۲۲۵۴) دوش دیں کہکا ہم دکھ ما   اپنی اگن ہیا آپ جلے

اپنے دُکھ کا الزام ہم کس پر رکھیں۔ ہم اپنی آگ میں خود ہی جلے جا رہے ہیں۔

(۲۲۵۵) کھبر لیھ صاحب کاظم کی   سو نہ ہوئے کوئی روپ چھلے

اے مالک اپنے کاظم کی خبر لے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی اور کے بہلاوے میں آجائے۔

تعریفِ دلربائی

(۲۲۵۶) پیاری پیاری انکھین والا موہن   لے گیو رے مو مَن بس کے

میرا پیاری پیاری آنکھوں والا موہن دل میں بس کر میرا دل اُڑا لے گیا۔

(۲۲۵۷) اور ڈارو پھند ازلفن کا   اب نکسب کب ہوئے پھنس کے

اُس نے اپنی زلفوں کا پھندا ڈال کر مجھے گرفتار کر لیا۔ اب اس گرفتاری سے دل کیسے رہائی پا سکتا ہے

(۲۲۵۸) بکھ بھری گانسی لگی چتون کی   رہ گئی شو ہیا میں دھنس کے

اُس کی نگاہوں کے زہر میں بجھے ہوئے تیر میرے دل میں تراز و ہو گئے۔

(۲۲۵۹) کہی نہیں جات پیر ہر دے کی جو نت اُٹھ ہیا میں کسکے

دل کی ٹیس بیان سے باہر ہے۔ جو ہر وقت اُٹھتی ہے اور جس سے دل میں کھٹک ہوا کرتی ہے۔

(۲۲۶۰) پیر نہ جائے منتر جنتر سے نا اَوکھد لائیں کھسکے

یہ درد (دردِ محبت) نہ تو جادو ٹونے سے جاتا ہے نہ دوا دارو سے۔

(۲۲۶۱) سُکھ تب پاوے جیروا جو گھر سانورو آ رہے آئے بسکے

(اس کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ) دل کو اُسی وقت چین و آرام مل سکتا ہے جب وہ سانولا سلونا، میرے گھر میں آکر بس جائے۔

(۲۲۶۲) سو سو اَنسوئن رووَیں انکھیاں جو جو وہ چِتوے ہنسکے

جیسے جیسے وہ ہنس ہنس کے میری طرف دیکھتا ہے۔ ویسے ہی ویسے میری آنکھیں (آٹھ آٹھ آنسو نہیں بلکہ) سو سو آنسو رو رہی ہیں۔

(۲۲۶۳) سوموہن کاں بس کینو کاظم ہم کا جانی دُنھ کس کے

ہم کیا جانیں کہ کس طرح اُس موہن کو کاظم نے اپنے بس میں کر لیا ہے۔

محبوبِ حقیقی سے شکوہ

(۲۲۶۴) لائے بدیس مکھ کا ہے چھپائے اب دیکھن کوں جیو ترسے۔ ہر پیا نرموہی

اے بے رحم پیا ہمیں پردیس میں لا کر ڈال دیا اور خود مُنھ چھپا لیا۔ اب تیرے دیکھنے کو دل ترس رہا ہے۔

(۲۲۶۵) جی کی ترسن ہمری اُن سے اُس کو جا کہے بیر بٹوہی

اے مُسافر کون ہے جو اُسے جا سُنائے کہ ہم کیسے ترس رہے ہیں۔

(۲۲۶۶) اگم جب رہو جیو تو ہے دیکھت وَس کبہوں پھر دیکھب تو ہی

جس طرح میرے دل نے پہلے (روزِ ازل) تجھے بے محابا دیکھ کر تسکین پائی تھی کیا وہ زمانہ پھر آسکتا ہے؟

(۲۲۶۷) دَرس کی آس لگائے رَین دن نام سُمر کیتی تک جو ہی

دیدار کی آس لگائے رات دن تیرا نام رٹتے رٹتے انتظار میں کٹ گئے۔

(۲۲۶۸) تیں ہے سنگ نیکے جانوں رے جان بوجھ کس ہوت نچو ہی

یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو میرے قریب ہی ہے۔ پھر آخر یہ تغافل کیسا۔

(۲۲۶۹) ہت لگی جب ہمری تہہ سے پھر جگ ماکب دُوسر سُوہی

جب میرا دل تجھ سے لگ گیا پھر دوسرا میری نظروں پر کہاں چڑھ سکتا ہے۔

(نورِ سحر کی روشنی دہر میں ہو ہوا کرے مجکو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں)

(۲۲۷۰) کھولدے مکھ ٹک دیکھے جا کے سُمرن تو ربسر جائے موہی

ذرا اپنے مُکھڑے سے نقاب اُٹھادے تاکہ میں تجھے دیکھ سکوں اور یہ یاد کی تسبیح کھڑکا نا ختم ہو (مستانہ ہو) میں غرق ہو جاؤں)

(۲۲۷۱) ہم کا درس کٹھن بھئے کاظم تم کا ٹھور ٹھور ہے اُو ہی

مجھے تو دیدار حاصل کرنا بہت کٹھن ہو گیا۔ اے کاظم تم کو تو ہر جگہ وہی وہ نظر آتا ہے۔

اشتیاق

(۲۲۷۲) تَیں آئے جا مور مندر روا میں تہہ پر بلہاری

اے سانولے (محبوب) میں تجھ پر قربان۔ میرے خانۂ دل میں آجا۔

(۲۲۷۳) مگ ہیرت کیتے دِن بیتے اب نہیں مو کو سنبھار کی

انتظار کرتے کرتے کتنے دن بیت گئے۔ اب صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے۔

(۲۲۷۴) کا نہیں پہنچت کا نھ کے کانن صدا یہ ہمری پکار کی

کیا یہ ہماری نالہ و فریاد محبوب کے کانوں تک نہیں پہنچتی۔

(۲۲۷۵) گھائل کین کریجوا ہمارو چتون ترچھی مُرار کی

محبوب کی ترچھی نظروں نے میرا کلیجہ چھلنی کر دیا۔

(۲۲۷۶) واری واری یہ وار سہے کو سہی جائے برچھی کٹار کی

میں قربان۔ برچھی اور کٹاری کے گھاؤ تو سہے جا سکتے ہیں لیکن (یہ ترچھی نظروں کے) وار کون سہ سکتا ہے

(۲۲۷۷) بھلا تَیں سُکھ مارہت ہے کاظم چھب دیکھ اپنے یار کی

اپنے یار کی چھب دیکھ کر اے کاظم تم تو چین اُڑار ہے ہو۔

(۲۲۷۸) آپ ملے صاحب سے ہار یو   کچھ سُدھ ہے نستار کی

تم خود تو فنا فی المحبوب ہو گئے۔ میری نجات کی بھی تمھیں کچھ فکر ہے؟

آدابِ طریقت

(۲۲۷۹) اُگم گیان گورن سے لیجے   پاچھے کریئے ہت توں دھیان

اول مرشدوں سے معرفت سیکھو اُسکے بعد سچے دل سے لَو لگاؤ۔

(۲۲۸۰) یہ بدھ جو وا کی مگ چلیئے   ہیم کو مدھ تو دن دن پیجے

اُو ہوئے صاحب سے پہچان

اس انداز سے اگر راہِ حقیقت پر چلوگے تو پھر شراب محبت ہر روز پیتے رہوگے اور مالک سے جان پہچان ہو جائیگی (عرفان حاصل ہو جائے گا)۔

(۲۲۸۱) پر گھٹ گپت وہی کو دیکھے   رُوم رُوم پی کے رس بھیجے

دیکھ تماسا ہوئے حیران

(پھر تو یہ عالم نظر آئے گا کہ) ظاہر و باطن وہی نظر آئے گا اور رُو یاں رُو یاں محبوب کے رنگ میں رچ جائیگا۔ یہ تماشہ دیکھ دیکھ کر حیران رہ جاؤ گے۔

(اک عالمِ حیرت ہے فنا ہے نہ بقا ہے   حیرت کو بھی حیرت ہے کہ کیا جانیئے کیا ہے)

(۲۲۸۲) اُو جو چلے کوئی بن گُر یہ مگ   روگ بڑھے اُوکا یا چھیجے

گیانی ہوئے کے ہوئے اگیان

اگر کوئی (خدانخواستہ) بغیر مرشد کے اس راستہ پر چلے تو (بجائے فائدہ کے) نقصان ہوگا۔ بلا وجہ اپنے جسم کو تکلیف پہنچائے گا۔ باوصف عالم ہونے کے رہے گا نرا جاہل۔ (معاذ اللہ)

(۲۲۸۳) جو تیں پائے گورن سے کاظم   کچھ وے گیان سے ہم کاں دیجے

تن من ہے تجھ پر قربان

اے کاظم جو معرفت تم نے اپنے مرشدین سے حاصل کی ہے اُس میں سے کچھ ہم کو بھی عنایت کرو۔ میں تم پر قربان

(گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی   اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی)

تعریف

(۲۲۸۴) کو پہچانے جو ہے یہ کا مُکھ — تیں کاظم بھلی واکو جانے

اُس کنھیا کو کون پہچان سکتا ہے ہاں اے کاظم تم خوب اُس کو پہچانتے ہو۔

(۲۲۸۵) گوالن پاوے اُٹھارہ برس کو — جسمت دیکھے بالک ماتھ
یہ اچرج کوئی برلے مانے

(بیک وقت) گوالنوں کو اُٹھارہ سال (شباب) کا نظر آیا اور جسمت کو بچہ دکھائی دیا۔ یہ کرشمہ سنجیاں شاید ہی کوئی یقین کرے۔

نصیحت اور مشاہدات حقیقی پر ترغیب

(۲۲۸۶) بالم سب ٹھیّاں لکھ مورکھ — ہیئے کے نینوا اُگھار

اے ناسمجھ دل کی آنکھیں کھول اور محبوب کو ہر جگہ جلوہ فرما دیکھ۔

(۲۲۸۷) کب رہو دوسر آگم جواب — دوسر دیکھت ہے سنسار

پہلے بھی سوا اُس ذات کے اور کیا تھا جواب دنیا والے دوئی میں گرفتار رہیں۔

(۲۲۸۸) گھٹ گھٹ بن پیتم کے پائے — گھٹ ہی گھٹ کوئی پاوے اُو بار

جب تک کہ ہر ایک میں محبوب کو جلوہ گر نہ دیکھ لے شاید ہی کوئی نجات پا سکے۔

(۲۲۸۹) ہیئے سے لکھ وہ الکھ کا نام ئے — نِردن مورکھ کاہے کرت گُہار

دل کی آنکھ سے اُس الکھ (ذات غیر مرئی) کو دیکھ۔ اے احمق (خالی) نام لے لے کر کیا رات دن غل مچا رہا ہے۔

(۲۲۹۰) من اُبجے جو جانے واکوں — کاہے کو کوئی کرے پُکار

جو اُس کو جان لے اُس کا دل روشن ہو جائے، پھر اُسے ذکر واذکار کے شور و غل سے کیا واسطہ

(۲۲۹۱) کر بچار من میں اگیانی — سُن سُن گیان کی بات ہمار

اے ناسمجھ میری معرفت کی باتیں سنکر دل میں غور کر۔

(۲۲۹۲) بھجن کرو لکھ الکھ تجو سب — کاظم تم کا نہیں کچھ آڑ

اے کاظم صورت و بے صورتی سے ماورا ہوکر اُسکے گُن گاؤ۔ تمہارے تو سب حجاباتِ نظر اُٹھ چکے ہیں۔

پہلے وہ متوجہ تھا اب لاپرواہ ہے

(۲۲۹۳) کون گُنن پیا ہم کا بُلائے کہو اوگُن ہمری بسرائے
ہو ہو نرموہی بڑے

میرے کن اوصاف کی وجہ سے مجھے بُلایا اور اب نہ معلوم کن خطاؤں کی وجہ سے مجھے بھُلا دیا تم بڑے بے درد ہو۔

(۲۲۹۴) نیہہ لگائے کہاں اب جاؤں کاظم ٹھور نہیں کہوں پڑت دِکھائی
جان بوجھ کا کرت نِچوہی

کاظم اب محبت کرکے کہاں جائے اُسکو کوئی دوسرا ٹھکانا نہیں نظر آتا۔ جان بوجھکر انجان بنتے ہو اور فراق کی تکلیف دے رہے ہو۔

طرح طرح کی تجلّیاں

(۲۲۹۵) چھبیں نئی نئی دکھلائے دکھلائیکے نئی نئی چوٹ لگاوت جی کوں

نئے نئے روپ بدل کے وہ دل کو نئی نئی چوٹوں کی دعوت دے رہے ہیں۔

(۲۲۹۶) نئی نئی چوٹ لگائے لگائے کے نئی نئی پریت بڑھاوت جی کوں

نئی نئی چوٹیں لگا لگا کر میرے دل میں نِت نئی محبت بڑھا رہے ہیں۔

(۲۲۹۷) ناگھٹے پریت گھٹیں نہ یے چوٹیں مارت پھیر جیاوت جی کوں

نہ تو محبت گھٹتی ہے اور نہ یہ چوٹیں کم ہوتی ہیں۔ دل کو مار مار کے پھر زندہ کر رہے ہیں۔

(۲۲۹۸) نامیں مروں نہ جیوں کہوں کا کھوئے کھوئے کا پاوت جی کوں

نہ میں مرتی ہوں نہ جیتی ہوں کیا بتاؤں کہ اپنا جی ہلکان کرکے مجھے کیا ملتا ہے۔

(۲۲۹۹) رہے بڑھنی تیرے گھر۔ ہم تو بل کیا تیرے آوت جی کوں

'خانہ آباد دولت زیادہ' (اللّٰھمّ زد فزد) میں نے تو تیرے سامنے آتے ہی تجھ پہ اپنا جی جان قربان کردیا۔

(۲۳۰۰) جیو کہاں آوت جات ہے کاظم کوئی نہیں انت بناوت جی کول

اے کاظم روح کہاں سے آتی ہے اور کہاں جاتی ہے۔ کوئی مجھے اس راز کی ماہیت سے آگاہ نہیں کرتا

محبوب کا تغافل

(۲۳۰۱) جانو رُوسے سُر جنوں۔ ہو تم کاہے آئے نہ ہمرے مندر ما

اے ساجن تم کچھ کھنچے کھنچے سے معلوم ہوتے ہو۔ آخر تم ہمارے مندر (دل) میں کیوں نہیں آئے۔

(۲۳۰۲) ہم درسن کو ترسن نیدن تم رہو یا ہی نگر ما

ہماری آنکھیں رات و دن تمہارے دیکھنے کو ترس رہی ہیں۔ (اندھیر یہ ہے) کہ ہم تم ایک ہی شہر میں رہتے ہیں۔

(۲۳۰۳) کاہو بلاوت پاس کاہو کاں لیت ہو آئے ڈگر ما

کسی کو تو اپنے پاس بلا لیتے ہو اور کسی کو آکر راستہ ہی سے لے جاتے ہو۔

(۲۳۰۴) ہمری بئیس گئی مگ ہیرت اے ہو کہہ اوسر ما

ہماری عمر تو انتظار میں گذر گئی۔ ہائے افسوس "مفت ہماری جان گئی"

(۲۳۰۵) لُو تو لگی سر سے کا چھوٹے ہے جو لو سر دھڑ ما

جب تک شانوں پر سر سلامت ہے۔ تمھارا سودا نہیں نکل سکتا۔

(۲۳۰۶) ہلب چھوٹب جیو مارا۔ ہم تو فر گئے یا ہی رگڑ ما

تمھارے ہل ہل کر بچھڑنے کی ریت نے تو ہمارے دل کو مٹا دیا۔ ہم تو اس ہجر و فراق کی کشمکش میں ختم ہو گئے۔

(۲۳۰۷) جاکو کہیں نیارا سو پیو کوں کاظم پاوے سگر ما

جس محبوب کو لوگ نیارا اور یکتا کہتے ہیں کاظم اُسے ہر ایک شے میں جلوہ گر دیکھ رہا ہے۔

بغیر یادِ الٰہی کے سب ہیچ ہے

(۲۳۰۸) جیب بھلا جب تو رجھن ہوے نا ہی تو ہے جیو نا جنجال

زندگی اُسی وقت شوارت ہے جب یہ دل تیری یاد سے زندہ کیا جائے ورنہ زندگی وبال جان ہے۔

(بھر عمر تم اب اُسکی اطاعت میں جو گذرے پھر تو کوئی نعمت نہیں جینے کے برابر)

(۲۳۰۹) آج مَریں کی کال مَریں سب انت لگو ہے پاچھے کال

آج مریں یا کل۔ موت سب کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہے۔

(۲۳۱۰) کرتا ہوئے کہے یہ نہیں وہ گر تم بن کا کرے سُونی کھال

اگر تو مجھ میں جلوہ گر ہو جائے تو میں سب کچھ کر سکتا ہوں ورنہ بغیر تیرے یہ سُونی کھال کیا کر سکتی ہے۔

(۲۳۱۱) تن مَن جیو ہے ہاتھ میں تیرے کر جو چاہ سو میرے لال

میرا جسم و جان تیرے اختیار میں ہے۔ اے میرے محبوب جو چاہے کر۔

(۲۳۱۲) گُپت رہے تب تو نہ رہے کچھ اب پرگھٹ سو خواب خیال

جب تک پوشیدہ رہے تب تک تو خیر کوئی بات نہ تھی۔ اب جب ظاہر ہوے تو بھی خواب و خیال ہو گئے

(۲۳۱۳) اِچھا تیری ہم کا چلاوے پرگھٹ گُپت ہماری چال

تیری ہی مرضی ہم کو چلا رہی ہے خواہ ہمارا ظاہری حال ہو یا باطنی۔

(ما ہیم گوئے چوگاں او ہیم بدست یار است او می بردھر سو مارا چہ اختیار است)

(۲۳۱۴) تُیں داتا ہم دَرس بھِکاری ہاتھ پسارے نِت کنگال

تو سخی داتا ہے اور ہم درشن کے بھکاری ہیں کنگال (مفلس) ہمیشہ (سخی کے سامنے) ہاتھ پھیلاتا ہے۔

(۲۳۱۵) بن کرپا تیری کون بھجے تو ہے کہکا مُنھ ہے کہہ کی مجال

بغیر تیری عنایت شامل حال ہوے کون تجھے یاد کر سکتا ہے۔ کس کا مُنھ ہے اور کس میں اسکی طاقت ہے۔

(۲۳۱۶) پھین مچائے مچلائے لُوٹ کے کر انسوں سے آنکھیں لال

مچل مچل کے ضدیں کر کے اور رو رو کے آنکھیں لال کر کے۔

(۲۳۱۷) عَرَض یہی رِلکھت ہے کاظم درسن دے دے کرو نہال

کاظم منت و سماجت سے عرض کرتا ہے کہ اسکو اپنا دیدار عطا کر کے باغ باغ کر دے۔

نہ ممکن واجب ہوتا ہے نہ واجب ممکن

وے نہ بھئے وے کبھی نہ ہے ہم جو ہیں سُو نہیں بُنت کہے

(لایا ہے مرا شوق مجھے پردہ سے باہر — ورنہ میں وہی خلوتیِ رازِ نہاں ہوں)

(۲۳۱۹) اَگم اَتھاہ جہہ وار نہ پایا — تو نے سمندر جائے بہے۔

ہم ایسے بحرِ ناپیدا کنار میں غرق ہو گئے جس کا عبور کرنا ناممکن ہے اور جس کی گہرائی کی انتہا نہیں نہ اُس کا اُور چھور ہے

(۲۳۲۰) برھم لوک سے آئے بھولوک میں — کون نہیں جھنک جھور سہے

عالمِ ارواح سے عالمِ ناسوت میں آکر ہم نے کیا کچھ مصیبتیں نہیں اُٹھائیں۔

(۲۳۲۱) کبھوں اُدھر گئے کبھوں اِدھر — اب اِدھر اُدھر کدھر و نہ رہے

کبھی اُدھر (عالمِ آخرت کی طرف) گئے اور کبھی اِدھر (دنیا کی طرف) نتیجہ یہ کہ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے۔

(۲۳۲۲) جو تم چاہو سوئی ہوت ہے — کچھ نہیں ہوت کہو کے چہے

جو تم چاہتے ہو وہی ہوتا ہے کسی اور کے چاہے کچھ نہیں ہوتا۔

(۲۳۲۳) گپت رہو چاہو پرگھٹ ہو — رہو کاظم کی بانھ گہے

چاہے عیاں رہو چاہے پوشیدہ رہو۔ کاظم کو سہارا دیئے رہو۔

راہِ سلوک کی سختیاں اور بعض حقائق

(۲۳۲۴) پگ دھرتے جگ چھانڈا سادھو — تگ ما بہت جھنک جھور سہے

اے سادھو ہم نے راہِ سلوک میں قدم رکھتے ہی دنیا کو ترک کر دیا اور راستہ میں بڑی مصیبتیں جھیلیں۔

(۲۳۲۵) بیم اگن سے جرو یہ تن من — سگرے پُن اور پاپ ڈہے

یہ جسم و جان محبت کی آگ میں جھنک رہے ہیں۔ سب پُن اور پاپ اِسی (آتشِ محبت) میں بھسم ہو گئے۔

(۲۳۲۶) بھو ساگر مایا سے نکس کے — پوچھ نہ کون سمندر بہے

مایا (سوا اللہ) کے خوفناک تالاب سے نکل کر یہ نہ پوچھو کہ ہم کس سمندر میں بہہ گئے۔

(۲۳۲۷) ہے، ناہیں، کے پار گئے ہم — جہاں کی کچھ نہیں بنت کہے

ہست و نیست، کی کشمکش سے ہم کہیں آگے نکل گئے۔ یہ وہ عالم ہے جو بیان میں نہیں آسکتا۔

(۲۳۲۸) یہ بدھ بہت گئے آئے پئے — آپ سے ناہیں وہی کے چہے

اِس عالم میں ہم بہت بار آئے اور گئے لیکن از خود نہیں بلکہ اُسی کی مرضی سے۔

(۲۳۲۹) وے نہ بھٹے جس وے رہے ہیتیم ہم ہوں پھر ویسے نہ رہے

(من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری)

(۲۳۳۰) نیں کا ظم بھلے یہ جگ آئے کے الکھ کے نینن الکھ لکھے

اے کاظم تم خوب اس دنیا میں آکر اُسی کی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہے ہو۔

(۲۳۳۱) آپ میں آپ کوں پاوے نسدن آپ رہے تیری با نٹھ گہے

رات و دن، اپنے ہی میں اُسکو جلوہ گر دیکھتے رہو وہ خود تمھاری بانہیں تھامے ہے۔

بے صورتی سے صورت میں آنا

(۲۳۳۲) مورت آئی اروپ نگر سوں انمورت صاحب کی بنائی

صورت بے صورتی کے ملک سے آئی ایسے کی بنائی ہوئی ہے کہ جو خود بے صورت ہے۔

(۲۳۳۳) کچھ دن رہ کے روپ نگر یوں جہاں سے آئی تھیں کا جائی

کچھ دن روپ نگر (عالم جسمانی) میں رہ کر جہاں سے آئی ہے وہیں واپس چلی جائے گی۔

(۲۳۳۴) ہے کچھ دن اٹکاؤ مایا کا دُنھ کب تک جی کاں ارجھائی

یہ مایا جال کا پھندا تو چند روز کا ہے۔ کب تک ہم اس میں اُلجھے رہیں گے۔

(۲۳۳۵) جو نہ ہوت ارجھاؤ مایا کا صاحب کبھو نہ بھولت بھائی

اگر مایا، کے فریب (قدم قدم پر) نہ ہوتے تو اے بھائی مالک کی یاد کبھی فراموش نہ ہوتی۔

(۲۳۳۶) تیں مُلّا ہم سے وے نگر گی لاکھن جوجن باٹ سُنائی

اے مُلّا تو نے ہم کو دھوکا دیا کہ وہ نگر (مقام محبوب) لاکھوں کوس دور ہے۔

(۲۳۳۷) نت رہے سنگ ہمارے صاحب بھید تو ہم کا یا ہی بتائی

کلام الٰہی نے تو ہم کو یہ بتایا ہے کہ ہمیشہ ہمارا مالک ہمارے ساتھ رہتا ہے۔

(۲۳۳۸) آج تلک اگیان رہا تیں نکلے پڑھ پڑھ عمر گنوائی

تو آج تک جاہل ہی رہا ناحق علم و اکتساب علم کے چکر میں پھنسکر عمر ضائع کی۔

(۲۳۳۹) جو بدھ ایسی بنائے تیری بُدھ   پھر کا بوجھی کو سمجھائی

جب تیری عقل تجھے ایسے اُلٹے سبق پڑھائے تو پھر تو کیا سمجھے گا اور کون تجھے سمجھا سکے گا۔

(۲۳۴۰) گیان لے آؤ ہمت کے کاظم سے   صاحب سنگے پڑے دکھائی

آ۔ کاظم سے رموزِ محبت و معرفت سیکھ لے۔ پھر وہ محبوب تجھے اپنے ساتھ ہی دکھائی دیگا۔

غفلت پر تنبیہ اور معیّت کا بیان

(۲۳۴۱) کون کہت ہے جگ سوں نیارا   نیرا تو ہے وہ ہمارا پیارا

کون کہتا ہے کہ' وہ، جگ سے علیحدہ ہے۔ میرا محبوب تو قریب ہی ہے۔

(۲۳۴۲) یہ ناہیں جانت اگیانی   کام کرودھ لوبھ کا مارا

لیکن وہ جاہل ناسمجھ جو نفس کا بندہ اور جذباتِ نفسانی کا غلام ہے وہ یہ باتیں نہیں سمجھ سکتا۔

(۲۳۴۳) ٹھور ٹھور کو مورت بنادے   دور جو ہوئے بنا ونہارا

یہ جگہ جگہ صورتیں کس نے ڈھالی ہیں اگر وہ کالے کوسوں دور ہوتا تو یہ کیسے کرتا۔

(۲۳۴۴) بیہم بھگت بن ملّا پانڈے   دیکھے دو و نپٹ گنوارا

بغیر محبت و معرفت حاصل کئے ملّا اور پنڈت دونوں کُندۂ ناتراش ہیں۔

(۲۳۴۵) یہ باتیں کب جانیں بچارے   گیان کیتے کیوُ نہ سانجھ سکارا

یہ (حقائق و معارف کی) باتیں وہ کیا جانیں۔ چاہے صبح و شام جتنی بھی عبادت کیوں نہ کریں (ظاہری بے خلوص)

(۲۳۴۶) صاحب جہہ پر کین دیا او   اپنی جوت سے من اُجیارا

مالک نے جس پر فیضان کرم کیا اور اپنے نور سے اُس کا دل اُجاگر کر دیا۔

(۲۳۴۷) وہی جگ جان صاحب پہچانے   سُو ہے کاظم گرو ہمارا

وہ (جس پر حق نے کرم کیا ہے) جو حقیقتِ دنیا اور خالقِ کائنات کو پہچانتا ہے اے کاظم وہ ہمارا گرو ہے۔

معشوق مجازی کو سفر سے روکنا

(۲۳۴۸) پیّاں پڑوں پردیس نہ جائے

ہاں ہاں نہ جائیں پیّاں پڑوں گی ناہیں تیرے پلنگا نہ چڑھوں گی

میں تیرے پاؤں پڑوں پردیس نہ جا۔ ہاں ہاں اللہ نہ جائیں تیرے پیروں پڑوں گی۔ اگر نہیں مانتا اور چلا گیا تو (یاد رکھ کہ) پھر کبھی تیرے پاس بھی نہ پھٹکونگی۔

گل نہ کروں گی کھاٹ پڑوں گی

(۲۳۴۹) میرو کہا جو مانت ناہیں تیرو کہا ئیں ناہیں کروں گی

ایک منٹ کے لیے بھی قرار سے نہ بیٹھوں گی اور (خفا ہوکر) اَٹوا ٹی کھٹواٹی لے کر پڑ رہوں گی۔ اگر تم میرا کہا نہیں مانتے تو میں بھی (آئندہ کبھی) تمہارا کہا نہیں کروں گی۔

(۲۳۵۰) جب ہی چلے نر موہیا تب ہی سیس کاٹ تیرے آگے دھرونگی

اگر تم نے چلنے کے لیے قدم اُٹھایا تو میں اپنا سر کاٹ کر تمہارے آگے ڈال دونگی۔

(۲۳۵۱) چار دنا جگ ماہل ہل رہ انت بچھڑیو جب ہی مروں گی

میری چار دن کی زندگی ہے پیار و محبت سے گذار دو جب میں جی سے گذر جاؤں گی پھر تو بچھڑنا ہے ہی۔

(۲۳۵۲) بچھ کھیّھوں کا نظم پیا اُو پہ پھر جو کہوں چلبے کی سُنوں گی

اے کاظم اب اگر انھوں نے چلنے کا نام لیا تو اُن ہی کے نام پر کچھ کھا کر سو رہوں گی۔

عشق مجازی

(۲۳۵۳) دن دن کیوں پیرات سکھی ری کچھ اپنی بتھا ئیں موسے بتاؤ

اے سکھی تو کیوں روز بروز پیلی پڑتی جاتی ہے۔ کچھ اپنی رام کہانی مجھ سے تو بیان کر۔

(۲۳۵۴) اور بتھا جو ہوئے تو مُو سے اَو کھد لے جائے کھوئے بہاؤ

اور اگر کوئی روگ لگ گیا ہے تو مجھ سے دوا لے اور اُسکو دور کر۔

(۲۳۵۵) بان مارا۔ کہوں موہنی انکھین یا کو نہیں مورے تیر اُپاؤ

ہاں اگر (خدانخواستہ) موہنی آنکھوں کے تیروں کی گھائل ہے تو اس کی دوا میرے پاس نہیں ہے

(۲۳۵۶) ٹھور رہے جہہ ہیرے اَہیر وا وے چتون کا ہے یا ہی سُبھاؤ

وہ محبوب جس کو دیکھ لیتا ہے اُس کا گویا اُسی جگہ پڑ جاتا ہے۔ اُس کی نگاہوں میں یہی اثر ہے۔

(۲۳۵۷) بِکھ بھری اَنکھیاں کاری سی زُلفیں دوؤ کارن سے کہاں بچاؤ

زہریلی کالی آنکھیں اور کالی زُلفیں۔ اِن دونوں کالوں کا ڈسا کہاں بچ سکتا ہے

(۲۳۵۸) مورت بمورت بس ہیں کاظم کے اُن سے ملے۔ ہوئے سب سے بَناؤ

صورت اور بے صورتی دونوں حالتوں میں وہ کاظم کے بس میں ہیں۔ جو اُن سے (کاظم سے) دوستی کرے تو پھر سب سے نبھی رہے گی۔

غیرتِ عاشق

(۲۳۵۹) جاؤ جاؤ واہی کے موہن جہاں بھیو اب جی اُرجھاؤ

جاؤ جاؤ اے موہن وہیں جاؤ جہاں تم نے اب دل لگایا ہے۔

(۲۳۶۰) چھانڈ ہماری بانھ سرک جا جا کہو اور کوں گرے لگاؤ

ہماری بانھ چھوڑ دو۔ ہٹو جاؤ کسی اور کو گلے لگاؤ۔

(۲۳۶۱) جنم کے ہم تم۔ سو رہو وا کے جا سے بھیو ہے آج بَناؤ

ہماری تمہاری تو ازلی دوستی ہے اور تم اب اُس کے ساتھ رہتے ہو جس سے ابھی آج ہی دوستی ہوئی ہے۔

(۲۳۶۲) کارو ہوت ہے کا ہو کارے کارے رنگ کا ہے یاہی سُبھاؤ

کالے رنگ والا (یعنی) کبھی کسی کا ہوا بھی ہے۔ اس رنگ کی یہی شان و تعریف ہے (بے نیازی)

(۲۳۶۳) ہم ترسیں تم جاؤ کاظم کے ہت سے نیکے گرے لپٹاؤ

ہم ترس رہے ہیں اور تم ہو کہ کاظم کے یہاں جا کر محبت سے اُن کو گلے لگا رہے ہو۔

بعض حقیقی صفات

(۲۳۶۴) پیا ہت لگائے مکھونا کھولے کب سکھ میت کو پاوے ہیا

پیا محبت کر کے اگر مُنھ چھپالے تو عاشق کے دل کو کیسے قرار آ سکتا ہے۔

(۲۳۶۵) نپٹ نکٹ پیا درس بکٹ ہوئے ایسی بپت کوئی میت جیا

پیا بہت ہی قریب ہے لیکن پھر بھی اُس کا دیدار بہت مشکل ہے۔ ایسی مصیبت میں بھلا عاشق کیسے زندہ رہے

(۲۳۶۶) گئے باسر ہیکل یہی کھوج میں   نِس بیتیں جس جلیسے دِیا

پیا کے کھوج میں سارا دن بیقراری سے گذرتا ہے اور راتیں چراغ کی طرح جل جل کے بسر ہوتی ہیں۔

(۲۳۶۷) نیھ ہمارے کچھ نہ رہو تو   آج تلک درشن نہ دِیا

ہماری محبت کی (اُن کی نگاہ میں) کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اسی لیے آج تک درشن نہیں دیا۔

(۲۳۶۸) پیا سانچا ہم ہی ہیں جھوٹے   سانچا کہاں ہم نیھ کیا

پیا سچے اور ہم جھوٹے۔ ہم نے بھلا سچی محبت کہاں کی۔

(۲۳۶۹) کب گھونگھٹ پیا رَکھے سانچے سوں   ٹھور ٹھور لکھے سانچا۔ پیا

پیا سچے سے کب گھونگھٹ کاڑھتا ہے۔ جو (محبت میں) سچا ہے وہ ہر جگہ اُسکو جلوہ نما دیکھتا ہے۔

(۲۳۷۰) کاظم پر کچھ ایسی دَیا ہے   جب سے گورن سے گیان لیا

کاظم نے جب سے اپنے مرشد دین سے معرفت حاصل کی اُس پر ایسی عنایت و مہربانی ہوئی کہ

(۲۳۷۱) دَرس کو مدھ پیوے چھک چھک اَوروں   دیئے پیائے جو ہوئے اَگیا

وہ شربت دیدار چھک چھک کے پی رہا ہے اور اُن کی اجازت سے دوسروں کو بھی پلا رہا ہے۔

سورٹھ

محبوب کی دلربائی

(۲۳۷۲) تان کے بھونھیں کمان سپاہی نَینا   چتوت ماریں بان

سپاہی نینا ابروؤں کی کڑی کمان تان کر دیکھتے ہی تیر مارتے ہیں۔

(۲۳۷۳) پلک مارت بھئے گھائل کیتے   سنمکھ کیسے جان

پلک مارتے ہی نہ معلوم کتنے گھائل ہوگئے۔ کیسے اُس کے سامنے جائیں۔

(۲۳۷۴) موہنی مورت بتیں مرلی والیں   لوٹ لیو میری جان

مرلی والے نے اپنی موہنی صورت دکھا کر میری جان نکال لی۔

(۲۳۷۵) مورت اُوٹ کیں دھوم مچائی   کا ہو کاں ہے پہچان

صورت کے پردہ میں کس نے یہ دھومیں مچا رکھی ہیں۔ کہاں کسی کو اس کا عرفان ہے۔

(۲۳۷۶) سرگن۔تن ہیں جانوں نہیں اوہی نرگن ہوئے پران

(اس ٹھمری ہیں) سرگن سے مراد جسم ہے اور نرگن سے مراد روح ہے۔

(۲۳۷۷) اپنے روپ پہ آپئے موہے مجھے دیو یہی گیان

اپنی صورت (مظاہر) پر آپ ہی فریفتہ ہو گیا ہے۔ مجھے تو یہی معرفت عطا کی گئی ہے۔

(۲۳۷۸) پھر دھر روپ کا ظم کا اوہی دیکھے اپنی آن

پھر کاظم ہیں جلوہ گر ہو کر اپنی ہی آن بان کا تماشائی ہے۔

ایضاً سورٹھ

سوز مناجات

(۲۳۷۹) جو جگ یوں ہی جات تو نیہہ نہ لگاؤ بورے

دنیا تو اسی طرح چلتی رہے گی۔ اے دیوانے اس سے لو نہ لگا۔

(۲۳۸۰) کونی کھور پھنسے آئے جگ ہیں اے من بیری مورے

اے دشمن دل تیری بد دولت دنیا میں آکر ہم کس جنجال میں پھنس گئے۔

(۲۳۸۱) ہیر پھیر بیرن ارجھا رہے جان بوجھ جھک جھورے

ہر پھیر کے دشمنوں میں الجھا رہتا ہے جانتے بوجھتے ہوے اپنے سر آفت مول لی۔

(۲۳۸۲) سادھن کے ملے ہوئے نستارا سو اُن نیں مکھ موڑے

فقرا کی صحبت سے نجات ملتی ہے لیکن وہ (دل) اُدھر متوجہ ہی نہیں ہوتا۔

(۲۳۸۳) پریت جوڑ ایسے پیتم سوں جو رہے نت سنگ تورے

ایسے محبوب سے پریم کا ناطہ قائم کر جو ہمیشہ تیرے ساتھ رہے۔

(۲۳۸۴) آدسے نیہہ جوڑے رہے واسوں اب کیوں جوڑ کے توڑے

ازل سے تو محبت کا رشتہ اُس محبوب سے قائم ہے اب جوڑ کے توڑنے کا کیا سوال۔

(۲۳۸۵) جگ کے رچیا سدھ کے لویا کا سدھ ہمری چھوڑے

وہ تو سارے عالم کا سنوارنے والا ہے اور سب کا خبر گیر ہے۔ ہماری خبر گیری کیسے چھوڑ دیگا۔

(۲۳۸۶) من کاظم کا لگاؤ اور اپنے کرکے اپنے نہورے

احسان وکرم فرماکر کاظم کے دل کو اپنی ہی طرف متوجہ رکھ ۔

ایضاً سورٹھ

یکایک جذبہ ناتمام آیا اور عقل و ہوش گم کر دیئے اور دل کو ویران کرکے چلدیا

(۲۳۸۷) جو سُدھ ہمری بھلائی ارے ویں چتوت ہی کا کینہیو

ارے اُس نے کیسی نظر ڈالی کہ پہلی ہی نظر میں میرے ہوش و حواس گم کر دیے ۔

(۲۳۸۸) من میں رہی نہ کاہو کی سمائی جو رہی سو ہر لینہیو ل

اب میرے دل میں کسی اور کی تمنا باقی نہیں رہی ۔ جو تھی بھی وہ اس نے نکال دی ۔

(۲۳۸۹) بن بن میں پھروں اوبھی اکلائی پریت لگائے گھر چھینیوں

اب میں جنگل جنگل حیران و سراسیمہ گھوم رہی ہوں ۔ محبت کرکے مجھے گھر سے بے گھر کر دیا ۔

(۲۳۹۰) یا ہو پہ موسے کیو نٹھرائی نیکے درس نہ دینہیوں

اس پہ بھی میرے ساتھ یہ کج ادائی ہے کہ اچھی طرح صورت بھی نہیں دکھاتا ۔

(۲۳۹۱) وہ چھون پھر ہم سے چرائی موہت پائیو ہینیو ل

میری محبت کو اپنی نظروں سے گرا کر پھر مجھ سے نظریں چرالیں ۔

(۲۳۹۲) کاظم کے بھاگن کی نیکائی رل کے وہی رنگ بھینیوں

کاظم کی خوش قسمتی کا کیا کہنا وہ تو، اُسی کے رنگ میں رنگ گئے ہیں ۔

(۲۳۹۳) ان سے اُن سے بھلی بن آئی ان بھل اُن کال چینہیوں

ان سے (کاظم سے) اور اُن سے خوب گاڑھی چھنتی ہے ۔ انھوں نے اُنکو خوب پہچانا ہے ۔

ایضاً

(۲۳۹۴) تیری باٹ ہیرت تھک ہاری کبھوں نہ آئے بلہاری تہاری

تنک دکھاؤ چھب پیاری ہیں واری

تمھارا انتظار کرتے کرتے میں تھک کے ہار بیٹھی لیکن تم پھر کبھی نہ آئے۔ میں قربان۔ ذرا اپنی پیاری جھلک دکھلاؤ۔

(۲۳۹۵) روپ دھنی جہہ بست گھنی ہیں سو نہیں پاوے مانگے بھکھاری

تم دولتِ حسن کے مالک ہو اور یہ بے بہا شئے مانگے سے بھکاری کو نہیں ملتی۔

(۲۳۹۶) مکھ دکھاؤ بھیکھ کا را کھت درس بھیک دے کب کی ہوں ٹھاڑی

ذرا محروم دید کو اپنا رخ زیبا دکھا دو ورنہ معلوم کب سے آس لگائے کھڑی ہوں۔ درشن کی بھیک عطا کرو۔

(۲۳۹۷) جن ترساؤ بھکھاری ایتا یہ ترسن نہیں جات سنبھاری

بھکاری کو اتنا نہ ترساؤ۔ اب یہ حسرتِ دیدار اٹھائے نہیں اٹھتی۔

(۲۳۹۸) نت دیکھے مکھ پیارا کاظم ہم نہیں۔ کا تقصیر ہماری

کاظم تو ہمیشہ تمھارا پیارا مکھڑا دیکھتے رہتے ہیں۔ ہم محروم ہیں۔ آخر ہمارا قصور۔

ایضاً

(۲۳۹۹) منموہن ہو کہاں جائے بسے کیل کرت رہے جو ان کنجن
بچھڑے پھر نہ ملے درشن

میرا دل موہنے والے جوان کنجوں میں چہلیں کیا کرتے تھے کہاں جا کے بسے ہو بچھڑنے کے بعد سے آجتک
اُس پیارے مکھڑے کی زیارت نہ نصیب ہوئی۔

(۲۴۰۰) دھیر دھرے من برہن کو کب ہوئے بچھڑ ب برسن برسن

فرقت کی ماری ہوئی کو کیسے قرار آسکتا ہے۔ محبوب سے بچھڑے مدتیں گذر گئیں۔

(۲۴۰۱) بہت دنن اُن کے سنگ کھیلے جو سکھ پایو رکھبر سن

بہت دنوں اُن کے ساتھ کھیلے ہیں (کیا بتائیں) اُس محبوب کے ساتھ کیا کیا مزے لوٹے ہیں۔

(۲۴۰۲) مدھ بن دیکھ جرے ہیا ہمرو رکت لگے انکھین برسن

اب مدھو بن دیکھ دیکھ کر میرے دل میں شعلے اُٹھتے ہیں اور آنکھوں سے خون کی برکھا لگی ہے۔

(۲۴۰۳) بن جائیں نہ بنتے بنواری پن کت جائیں اُو بھے گھر سن

اے محبوب (وحشت کے عالم میں) بغیر جنگل (یدھ بن) گئے بن نہیں پڑتا جب گھر میں دل نہ لگے تو کیا کریں۔

(۲۴۰۴) ٹھور ٹھور تیری سُدھ آوت موہی دُکھ پاوت سرسن

(جنگل میں) چپہ چپہ (جہاں جہاں تمھاری یادیں وابستہ ہیں) تمھاری یاد دلاتا ہے جس سے میرے دل میں درد والم کے طوفان اُٹھنے لگتے ہیں۔

(۲۴۰۵) اُودھو کچھ موہن جانت ہے یہ ہمری جی کی ترسن

اے قاصد کچھ موہن کو ہمارے اس حال (ترسنے) کی خبر ہے کہ نہیں۔

(۲۴۰۶) اِنہاں اُتہاں تو ہو کاظم ایک ہے سیام نہ چھوٹ تیرے گرسن

اے کاظم تمھارے لیے تو یہاں (گھر) اور وہاں (جنگل) یکساں ہے اس لیے کہ تمھارا محبوب ہمیشہ تمھارے گلے لگا رہتا ہے۔

محبوب مجازی کے فراق میں آہ ونالے

(۲۴۰۷) آنکھ لگت پھر آنکھ نہ لاگی گیو جو سُکھ کو سونا تھا

آنکھ لگنے کے بعد کبھی میٹھی نیند نہ نصیب ہوئی۔ سُکھ کی نیندیں اُڑ گئیں۔

(۲۴۰۸) گل گھوئی مورت نے من کی کیا مورت میں ٹونا تھا

نہ معلوم اُس صورت میں کیا جادو تھا کہ اُس نے میرے دل کا چین وآرام لوٹ لیا۔

(۲۴۰۹) ایک ٹھور کب جگ میں رہا ہے جیستم جا کو سلونا تھا

جس کا محبوب سانولا سلونا ہوتا ہے اُس کے دل کو ایک جگہ کیسے قرار آسکتا ہے۔

(۲۴۱۰) جے ارجھے مورت سوں اُن کوں ہیں آکارت کھونا تھا

جو بھی صورت میں اُلجھے رہے اُنھوں نے اپنی ساری زندگی یونہیں گنوادی۔

(۲۴۱۱) کچھ دن ہنسے سنیہی ہل مل پاچھے پھر دُکھ رونا تھا

کچھ دن تو دوست احباب (دنیا میں) ہل جل کر ہنسے بولے آخر کار جدائی کے غم میں آٹھ آٹھ آنسو رونا پڑا۔

(۲۴۱۲) کاظم پیا پارے امورت تہے جُگ جُگ سکھ ہونا تھا

اے کاظم پیا کو بے صورتی میں پاکر تمھیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آرام ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔

ایضاً نغمۂ سورٹھ

وادیٔ حیرت

(۲۴۱۳) سووت چت موری کا ہوں ہری روئے اُٹھی جو جاگ پڑی

سوتے ہیں یہ کس نے میرے ہوش اُڑا دیے۔ جب جاگی تو رو پڑی۔

(۲۴۱۴) موسے تو برنی نہ جائے وہ مورت کچھ سُدھ ہے کچھ بسری

اسکے خط وخال کیا بیان کروں کچھ یاد ہے اور کچھ میں بھول گئی۔

(۲۴۱۵) کا کہوں میں ڈھنگ کس رہے پریتم جِنھیں سُدھ لین موری سگری

میں کیا بتاؤں وہ پریتم کیسے تھے جنھوں نے میرے ہوش وحواس اُڑا دیئے۔

(۲۴۱۶) گوُنے دیس اب کھوجوں سکھی ری جو ن بتاؤ اب تو ن کری

اے سکھی میں اب کس دیس میں اُسے ڈھونڈھوں۔ جو بتاؤ وہ کروں۔

(۲۴۱۷) کاج چھوٹا اب دوؤ جگت کا جگ ہے کا جو چت پہ دھری

اب دونوں عالم کے بکھیڑوں سے مجھے نجات مل گئی۔ عالم کی قیمت ہے ہی کیا جس کی میں فکر کروں

(دلوں کو فکرِ دو عالم سے کر دیا آزاد خدا جنوں کا ترے سلسلہ دراز کرے)

(۲۴۱۸) جلندھر کی جل جل انکھیئن سوں ہوں درسن کی پیاسی مری

میں دانکی، نظروں کی ماری درشن کی پیاس میں جل جل کر مر رہی ہوں حالانکہ وہ آب حیات کے مالک ہیں۔

(۲۴۱۹) انمورت بالم ہے ویسے انمورت واکی نگری

وہ بالم خود بے صورت ہیں اور عالم بے صورتی ہی میں بستے ہیں۔

(۲۴۲۰) انمورت کی سُنی تو ہے مورت کاظم سنمکھ رہت گھڑی

بے صورتی کی ہیئت ہم نے تو صرف دوسروں سے سُنی ہی ہے لیکن کاظم کی نظروں کے سامنے ہر وقت رہتی ہے۔

ایضاً

عاشق کا اپنے معشوق سے رشک

(۲۴۲۱) پیا نہ موہیا تو سے نا بولوں چل جاتیں مور جرائے ہیا

اے ستمگر میں تجھ سے نہیں بولونگی۔ جاؤ ہٹو۔ تو نے تو میرا دل جلا کر خاک کر دیا۔

(۲۴۲۲) اب لگے موہن انکھیں چرادن تب کیوں مومن چھل کے لیا

اب موہن مجھ سے آنکھیں چرانے لگا۔ آخر پہلے کیوں ہزار وں چھل فریب کر کے میرا دل چھینیا تھا۔

(تو ہزار کرتا لگاوٹیں میں کبھی نہ آتا فریب میں مجھے پہلے اسکی نہ تھی خبر تیرا دو ہی دن کا یہ پیار ہے)

(۲۴۲۳) نس کاریں تگ ہیرت سگری رین جبرت رہیں جیسے دیا

کالی راتیں تیرے انتظار میں چراغ کی طرح جل جل کر گذار رہی ہوں۔

(۲۴۲۴) ہم جل جل مرے درس پیا سے نیکے نہ جل درسن کا پیا

ہم درشن کے پیاسے آتش فراق میں جل جل کر جان دے رہے ہیں اس لیے کہ کبھی بھی اس نے اپنے شربت دیدار سے سیراب نہ کیا۔

(۲۴۲۵) تیر نہ آؤ اہیر سرک جا دور سے جائے سناؤ مرلیا

اے اہیر میرے قریب نہ آنا۔ دور ہٹو۔ دور سے جاکر مرلی سناؤ۔

(۲۴۲۶) سب کوں تجوں نہ تجوں مرلی ہیں کب چھوٹے اندھے سوں لکڑیا

میں ہر چیز چھوڑنے کو تیار ہوں سوا مرلی کے اسلیے کہ اندھے کا سب سے بڑا سہارا اسکی لاٹھی ہے۔

(۲۴۲۷) چین سے ایکو رین نہ پائی ہت سے نہ کبھوں درس دیا

میری ایک رات بھی چین سے بسر نہ ہوئی۔ کبھی بھی اس نے محبت سے درشن نہ دیا۔

(۲۴۲۸) جاگرے لاگ موہن کاظم کے جیں تہے اپنے بس میں کیا

جاؤ جاؤ موہن کاظم کے گلے لگو جنھوں نے تجھے اپنے بس میں کر رکھا ہے۔

طلب و مناجات میں عجز و نیاز

(۲۴۲۹) وصل ترا شایاں چو نہ باشم بر من ہم مگزار مرا

(۲۴۳۰) کاج نہ آویں جو ہم درسن کے   دوار نہ چھوٹے موسے تیرا

اگر میں تیرے وصال کے قابل نہیں ہوں تو مجھے میری حالت پہ نہ چھوڑ۔ اور اگر میں درشن کا اہل نہیں ہوں تب بھی کم از کم اپنے دروازہ پر تو پڑا رہنے دے۔

(۲۴۳۱) از قسمت گر آں نہ شود ہم ایں نشود   حیف و صد حیف

(۲۴۳۲) جنم بلا پشُو ہوا پتیں بُرا   کہہ کاج جیا کا ایسا مرا

اگر قسمت میں نہ یہ ہے اور نہ وہ ہے تو وائے قسمت کیا مجکو چوپایوں (جانوروں) سے بھی بدتر زندگی ملی ہے۔ کس کام کا ایسا جینا اور کس کام کا ایسا مرنا۔

(۲۴۳۳) پردہ مکن اے یار خدا را   دیگر چہ بجو اہی کن

(۲۴۳۴) جگ میں سہوں میں سب کچھ   جو نیں سنمکھ میرے رہے کھڑا

اے دوست خدا کے لئے مجھ سے پردہ نہ کر اور جو چاہے کر۔ میں دنیا میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں اگر تو میری نگاہوں سے اوجھل نہ ہو۔

(۲۴۳۵) رنج فراق از بس کہ کشیدم   اکنوں مارا طاقت نیست

(۲۴۳۶) ابتو بل جاؤں درسن آئے دے   کب لو دوارے رہوں پڑا

فراق کی اتنی تکلیفیں اور مصیبتیں میں نے جھیلی ہیں کہ اب مجھ میں برداشت کی قوت باقی نہیں رہی اب تو قربان جاؤں آ اپنا جلوہ دکھا۔ آخر کب تک دروازہ پر پڑا رہوں۔

(۲۴۳۷) گرچہ گنہ بسیار شد از من   شرم مکن از آمدنت

(۲۴۳۸) ہے یہ بگڑا او رے سنوارا   تو رو سنوارا کہوں بگڑا

اگرچہ مجھ سے ہزاروں خطائیں سرزد ہوئی ہیں لیکن تو میرے پاس آتے ہوئے نہ شرما۔ یہ بگڑا تیرا ہی سنوارا ہے۔ جسے تو نے سنوارا ہو وہ بھلا کیسے بگڑ سکتا ہے۔

(۲۴۳۹) محو شدہ کاظم بہ جمالت   ظاہر و باطن دید کمالت

(۲۴۴۰) ہوں نہ مرا نہ جیا تیرے ہت میں   رہا کنواڑے تیر کھڑا

کاظم تو تیرے جمال میں محو ہو گیا ہے اور ظاہر و باطن میں تیرے کمالات کا نظارہ کر رہا ہے اور میں تیری محبت میں نہ مر رہا ہوں نہ جی رہا ہوں (بسمل کی طرح تڑپ رہا ہوں) تیرے انتظار میں دروازہ

کے قریب کھڑا ہوں

(۲۴۴۱) بر در تو کہ کریم و رحیمی   چونکہ غریب اُفتاد اُفتاد

(۲۴۴۲) بھیکھ پاوے درشن کی بھکھاری   کاہے بھکھاری ناؤں دھرا

اللہ غنی وانتم الفقراء

تیرے در پر کہ تو رحیم و کریم ہے جب غریب آپڑا تو پھر آپڑا۔ بھکھاری کو درشن کی بھیک ملے۔ آخر اُس کا نام بھکھاری[ف۱] کیوں رکھا۔

سورٹھ

(۲۴۴۳) پپیہا پیو پیو کہہ جن موہے جرا دٔ
ہمرے تو ہوک اُٹھت مُسن کو کیں   لاگت ہیاپیں گھاؤ پہ گھاؤ

اے پپیہا پیا پیا کہہ کے مجھے نہ جلا۔ تیری کُوکوں سے میرے دل میں اک ہوک اُٹھتی ہے۔ اور گھاؤ پر گھاؤ لگتے ہیں۔ (چوٹ پہ چوٹ لگتی ہے)

(۲۴۴۴) جو تیں پیر نہ جانے کھوسی   نیہہ سے کچھ نہیں تہہ سے لگاؤ

جب تو کسی کے درد (دل) سے واقف نہیں تو پھر محبت سے تجکو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

(۲۴۴۵) ایسے ہے تو مور کوئل لے   نگر تجو بن کال اُڑ جاؤ

ایسا ہی ہے تو مور و کوئل کو ساتھ لے کر اس بستی سے جنگل چلے جاؤ۔

(۲۴۴۶) ہم مانا تمھرے تو ہے لاگی   برہ کیو سب ہی پہ جھلاؤ

یہ ہم مانتے ہیں کہ تیرے دل پہ کبھی (محبت کی چوٹ) لگی ہے۔ فراق نے سب ہی پر ظلم ڈھایا ہے

(۲۴۴۷) سر نہ کھاؤ کاہو برہن کا   نگر رہو چپ ہوئے غم کھاؤ

کسی فرقت کی ماری کا سر نہ کھاؤ۔ اگر یہاں رہنا ہے تو خاموش رہو اور صبر کرو۔

(۲۴۴۸) تیری تو پیا تیں بھلی بنی کاظم   اور سدا رہے تہہ سے بناؤ

اے کاظم تم سے اور تمھارے پیا سے خوب نبھ رہی ہے۔ خدا کرے اسی طرح نبھتی رہے۔

ف۱ آپکی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام بھکاری رکھا تھا۔

(۲۴۴۹) چھپ چھپ رہ چھپ سم بچن کہہ کا ہو سنیہی کا من سمجھاؤ
چاہے چپ رہو اور چاہے محبت کے میٹھے بولوں سے عاشق کے دل کو تسلی دو۔

اقسام کا نمبر ۱

محبوب حقیقی کے ذات و صفات کی تعریف

(۲۴۵۰) گن صاحب کے سُن ہم سے ری جاگ مایا کی نیند یا گھیری
اے مایا کی نیند کی ماتی ہوشیار رہو اور ہم سے صاحب کے اوصاف سُن۔

(۲۴۵۱) بن جیبھا بولے سب بانی بن سرون سُن لے بہتیری
بلا زبان کے ہزاروں زبانیں بولتا ہے اور بغیر کانوں کے ہزاروں آوازیں سُنتا ہے۔

(۲۴۵۲) بن آنکھن گھٹ باہر دیکھے چھن پل بھولے نہ میری تیری
بغیر آنکھوں کے ظاہر و پنہاں سب دیکھتا ہے۔ ایک لحظہ بھی میری اور تمہاری خبرگیری سے غافل نہیں ہے

(۲۴۵۳) بن کر گڑھے صورت۔ یہ کدرت میں بل ہاری واری پھیری
ایسی قدرت ہے کہ بغیر ہاتھوں کے صورت گری کرتا ہے۔ میں اُس پر صدقے قربان۔

(۲۴۵۴) نام لیت تارے پاپن کاں اُس راجا کی نہ ہوئی کو چیری
نام لیتے گناہگاروں کو بخش دیتا ہے ایسے مالک الملک کی لونڈی بننے میں کون اپنے لئے فخر نہ سمجھے۔

(۲۴۵۵) نام کوں بُجھ بن جیبھ پیت سوں نئی نئی چھب دِن دِن لکھ لیری
اُس کا نام محبت سے بلا وساطت زبان جپتی رہ۔ پھر اُس کی نئی نئی چھبیں دن بدن دیکھ۔

(۲۴۵۶) کاظم تم کا نہ بھولے چھن پل عرض مان لے اتنی میری
اتنی التجا مان لے کہ کاظم تجکو کسی لمحہ اور کوئی دم نہ بھولے۔

عاشق کا اپنے معشوق سے ناز

(۲۴۵۷) موہنواں پھیر دے مورا منواں کچھ نہیں مانگوں تُجھ سے اور
اے میرا دل چھین لے جانے والے میرا دل واپس کر دے۔ میں تجھ سے کچھ اور نہیں مانگتی۔

(اے ساقیٔ مستانہ رَوآں یار را آواز دہ ۔ گر او نمی آید بگو آں دل کہ بردی باز دہ)

(۲۴۵۸) گرہ نہ باندھ بست پرائی ۔ تیری گرہ کی مانگوں تھوڑ

پرائی چیز اپنی گرہ میں نہ باندھ بیٹھ (اپنی چیز واپس مانگ رہی ہوں) کوئی تیری چیز تو نہیں مانگ رہی ہوں۔

(۲۴۵۹) ہمرے من کا بھید سہج نہیں ۔ کہاں سمائے کو منھ کا کور

ہمارے دل کا لے جانا ہنسی کھیل نہیں ہے۔ یہ منھ کا نوالہ نہیں ہے کہ نگل جاؤ۔

(۲۴۶۰) تیں چوری کر من لیے ہم پے ۔ بر جوری یہ موربت تور

تو نے چوری چوری میرا دل چُرا لیا۔ اے بُتِ عیار یہ تیری زبردستی (اور سینہ زوری) ہے

(۲۴۶۱) سات دیپ نو کھنڈ کھلک ہے ۔ لکھے الکھ کا ظم سب ٹھور

ساری کائنات جس نے پیدا کی ہے کا ظم اسی ذاتِ غیر مرئی (نہ دکھائی دینے والی) کا مشاہدہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں کر رہا ہے۔

پند و نصیحت اور سلوک کے لیے ہمت افزائی

(۲۴۶۲) یہی گھٹ مالکھ بوری ۔ پیرواِدھر اُدھر کیوں بھٹکت دوری

اے دیوانی اِدھر اُدھر (محبوب کی تلاش میں) کیوں دوڑی دوڑی پھر رہی ہے۔ محبوب کو اپنے ہی میں تلاش کر لے۔

(۲۴۶۳) پاس ٹھاڑھ ہے پیتم تورے ۔ سنگ بنار ہے چوری چوری

تیرا پیتم تو تیرے پاس ہی ہے لیکن آنکھوں سے اوجھل رہتا ہے۔

(۲۴۶۴) سب جگ تج کے وہی اور ہو ۔ کچھ دن بھول جا توری موری

سارے عالم کو تج کے اسی کی ہو رہ اور تھوڑے دنوں کے لیے من و تو کا قصہ ہی بھول جا۔

(۲۴۶۵) لال جواہر لے سادھن سے ۔ کا سر پر لادے ہے گوڑی

فقراسے (معرفت کے) لعل و جواہر حاصل کر۔ کیا سر پر کوڑیاں (خواہشات دنیاوی یا مال و منال دنیاوی) لادے گھوم رہی ہے۔

(۲۴۶۶) جگ ماآئے جو لال بلت ہوئے ۔ کوڑا گاہے کوڑ بٹوری

جب اِس عالم میں آ کر لعل و گُہر مل سکتے ہیں تو اے نادان کُوڑا کرکٹ کیوں ٹٹورتی پھرتی ہے۔

(۲۴۶۷) بن کرپا کو پیت لگاوُے داکے اُور انکھیاں کو جوڑی

بغیر اُسی کی عنایت و توجہ کے کون اُس کی محبت کا دم بھر سکتا ہے اور کون اُسکی آنکھ سے آنکھ ملا سکتا ہے۔

(۲۴۶۸) ٹھُور ٹھُور تھے کاظم دیکھے پیا اپنا بَل جاؤں میں توری

ہر جگہ کاظم تجھے جلوہ گر دیکھ رہا ہے۔ اے میرے پیارے پیا میں قربان۔

فراق محبوب مجازی

(۲۴۶۹) کہاں گیو کنور کنھائی میرو مَن چھل چھل
پھر نہیں پڑت دِکھائی

ہائے میرا کنور کنھائی کہاں چلا گیا۔ میرے دل کو (سیکڑوں فریب دیکر) چھین لیا اور اب صورت بھی نہیں دکھاتا۔

(۲۴۷۰) چھُپ چھُپ بیٹھ کونے کُنجن ما کاہے کو آنکھ چرائی

خدا معلوم کس کنج میں چھُپ کر بیٹھا ہے اور نہ جانے کیوں مجھ سے آنکھ چرائے ہے۔

(۲۴۷۱) من لے کے کوُ ایسی کرت ہے اپنے سَنیہی سوں نٹھرائی

دل لے کے کوئی بھلا اپنے عاشق سے ایسی بے مُروتی اور بے توجہی کرتا ہے۔

(۲۴۷۲) ہے نِردئی جسمت کو بالک جانت ناہیں پیر پرائی

وہ بے درد تو جسمت کا بالک ہے وہ دوسروں کا دُکھ درد نہیں جانتا۔

(۲۴۷۳) بھل بس ماں کئے واکوں کاظم تیرے بس کرنے پہ ہم بَل جائی

اے کاظم تم نے خوب اُس کو اپنے بس میں کر لیا ہے۔ میں تمھارے اِس قابو پانے پر قربان۔

(۲۴۷۴) کا موہنی پڑھ ڈاری موہن پر ہم ہوں کا دے وہ موہنی سکھائی

(اے کاظم) تم نے کون سی موہنی اُس پر پڑھ ڈالی ہے۔ مجکو بھی وہی موہنی سکھا دو۔

اس امر کی تنبیہ کہ بغیر مرشد کے یافت محال ہے

(۲۴۷۵) کیوں تیری مت جگ آئے بھلائی کن تو کو بورا یا بتا وری

آخر دنیا میں آکر کیوں تیری مت پلٹ گئی۔ بتا کس نے تجھے بہکا دیا ہے۔

(۲۴۷۶) اندرن کے بس ماں کس پڑ گئی کیں تو ہے پھانسا کیسا پھنسا وری

محسوسات کے جال میں کیسے گرفتار ہو گئی۔ کس نے تجھے گرفتار کیا۔

(۲۴۷۷) آدر ہوتیں سنگ واہی کے تب رہو کب دوسر کا سا وری

ابتدا (ازل) سے تو تو اُسکے ساتھ رہی۔ اُس وقت کسی دوسرے کا سوال ہی کیا تھا۔

(۲۴۷۸) انت اب اور کہاں سے آوا بھلی بھانت موکو سمجھا وری

اب آخر غیر کہاں سے آگیا (یعنی دوئی کیوں پیدا ہوئی) مجھے اچھی طرح یہ بات سمجھا دے

(۲۴۷۹) نہیں سمجھت آؤ ہم سے گیان لے کچھ دن ہمرے بچن چت لا وری

اگر نہیں سمجھتی ہو تو آؤ ہم سے سمجھو اور کچھ دنوں ہماری باتوں پر دھیان دو۔

(۲۴۸۰) دن دن ہو ہنہ آنند یں جی کوں جیوں کاظم جگ جگ سکھ پاوری

(پھر تو) روز بروز دل کا سکون واطمینان بڑھتا رہے گا اور کاظم کی طرح ہمیشہ سکھ حاصل رہے گا۔

صورت میں ابتلا اور ثنائے الٰہی کی طرف رجوع

(۲۴۸۱) موئے من مانہہ سمائی جسودا تیر لال کی سانوری سلونی موہنی چھب پیاری

اے جسودا تیرے لال کی پیاری سانولی اور موہنی چھب دل میں ایسی کھب گئی ہے کہ

(۲۴۸۲) گھڑی پل چھن سرکت نہیں ہیا سوں سووت جگت رہے ٹھاری

ایک گھڑی اور ایک پل کے لیے بھی دل سے ہٹائے نہیں ہٹتی۔ سوتے جاگتے ہر وقت ستاتی رہتی ہے۔

(۲۴۸۳) کو و نا لکھے کلم مس کاغذ دئی مورت کہہ بدھ سے سنواری

کسی مصور نے آج تک ایسی تصویر نہ کھینچی ہوگی۔ خدا نے کس حکمت سے یہ صورت سنواری ہے۔

(۲۴۸۴) ایسے بناونہارے پہ کاظم لاکھ داؤں جیو بل کے ڈاری

اے کاظم ایسے بنانے والے (صانع ازل) پر لاکھوں جانیں قربان۔

محبوب مجازی کی تعریف

(۲۴۸۵) مورے مَن بھائی یہ چھب پیاری بُھول گئی شُدھ دیکھ سانوری

میرے دل میں یہ پیاری چھب نقش ہو گئی۔ سانولی صورت دیکھکر میرے حواس بجا نہ رہے۔

(۲۴۸۶) تیری مورت بنواری کاری کاری پیاری انکھیاں چنچل تیری
کھنجن درگن کی نجاوہاری

اے محبوب تیری سانولی صورت اور اُس پر ایسی چنچل آنکھیں جو مولے کی آنکھوں کو بھی شرمانیوالی ہیں۔

(۲۴۸۷) جاکی اُور ٹک ہیریں سو ٹھاؤیں آپن جیو بل بل کے ڈاری

(وہ آنکھیں) جس کی طرف ایک نگاہ بھی ڈال دیں وہ وہیں اپنی جان نثار کر دے۔ (یعنی ایسا کاری زخم لگتا ہے کہ شکار اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا)

(۲۴۸۸) نیکے گن سب ہیں برج لال کے ہیت کی ریت نہ جانے مراری

یوں تو اُس شہر یار حسن میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں ہاں صرف محبت کی رسم و راہ سے البتہ انجان ہے

(ناز و کرشمہ و ادا حسن و جمال کیا نہیں آپ میں خوبیاں ہیں سب عیب یہ ہے وفا نہیں)

(۲۴۸۹) کاظم کے نت لاگ گرے رہے ہرے نہ آوے کبوں بٹ پاری

وہ ہمیشہ کاظم کے گلے لگا رہتا ہے لیکن میرے راستہ سے ہوکر بھی کبھی وہ راہزن تمکین و ہوش نہیں گذرتا

فراق میں گریہ وزاری

(۲۴۹۰) کیسے کہ مانے من مورا جائے کہت پر دیسواں پی

پیا پردیس جانے کو کہہ رہے ہیں۔ کیسے میرا دل قابو میں آئے۔

(۲۴۹۱) سوُن بھوَن ماربہب ہم کیسے بڑے سوچ موہے آوت ری

مجھے یہی فکر کھائے جاتی ہے کہ سُونے گھر میں میں کیسے رہوں گی۔

(۲۴۹۲) پائن پر۔ کر جور جور کے یہ بھاتن ہم بنتی کی

اُس کے قدموں پر گر کر اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر میں نے اُس کی منت و سماجت کی۔

(۲۴۹۳) نر موہی مانت نہیں کاظم دھیرج ہوئے کونے بدھ جی

لیکن اے کاظم وہ بیدرد کسی طرح نہیں مانتا۔ کیسے میرے دل کو قرار آئے۔

اصطلاحاتِ تصوف (ہندی)

(الف)

اُٹریا پر چڑھنا - سالک کی سیر عروجی بعض جگہ محلِ تجلیات کو کہتے ہیں۔ عرش سے بھی مراد لے سکتے ہیں۔

اروپ نگر (مقام بے صورتی) جہاں کوئی رنگ نہ ہو۔ نہ کوئی نقشہ ہو۔ عالم تنزیہ۔

اُدھا دُھند اندھیارہ - حجاب وجود سالک کو کہتے ہیں۔ اس سے تعینات بھی مراد ہیں اور مرادفِ زلف) کیونکہ تعینات وجہ حق کی رویت کے حاجب ہیں۔ سالک کے لیے اپنے وجود کا احساس ہی حجاب ہے۔

اَجپّا جاپ - ذکرِ حق بلا حرکت زبان یعنی ذکرِ پاس انفاس۔

آد (ازل) جس کی کوئی ابتدا نہیں۔ اس کے دو مرتبے ہیں اول مرتبۂ ذات بلا صفات ہے جس کو مرتبۂ لاتعین اور احدیت اور واجب الوجود کہتے ہیں جو خود بخود موجود ہے اور اپنی موجودیت میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔ دوم تعینِ ثانی جس میں تفصیلِ صفات اور حقائقِ الٰہی وغیرہ ہیں۔ علمِ الٰہی و تقدیر الٰہی کو بھی کہتے ہیں۔

اَلکن - زلفیں اور گھونگھریالے بال) وہ پیچ جو عشاق کی کار برآری میں پیچیدگی پیدا کریں۔ وبہ حق پر تجلیاتِ صفات کا اجتماع جو طالبِ ذات کے لیے حجابات ہیں بعض جگہ عالم امکان (آفاق) مراد ہے تعینات سے بھی مراد ہے انفس میں مراد ادائیں ہیں۔ تجلی جلالی اور جذبۂ عشق نیز مقام ہویت کو کہتے ہیں۔ یہی حبل المتین ہے

اَنگے ڈھکے - اپنے و بیگانے۔ اپنے سے مراد عقل و نفس و طبیعت ہیں اور بیگانہ سے مراد شیطان ہے۔

آنگن - فضائے قلب، عالمِ شہادت کو بھی کہہ سکتے ہیں۔

انگنائی جھاڑنا - قلب کو خطرۂ غیر سے خالی کرنا۔

آنجن - (سرمہ) اگر سالک کے لیے استعمال ہو تو کسبِ فیض مراد ہے اور اگر محبوب کی طرف منسوب کریں تو ذات کا اپنی صفتِ حُسن میں جلوہ گر ہونا مراد ہے۔

آن - (ادا) تجلیاتِ اسمائی و صفاتی میں ذات کی بے کیفی کا انعکاس ہونا جس کو شوق خود بینی خود نمائی کہتے ہیں۔ اسی لیے ادا میں ایک خاص کشش ہے جو بیان میں آسکتی ہی نہیں۔ کیونکہ یہ حسن و عشق دونوں کی جامع ہے حسن کی اس لئے

کہ محبوبِ حقیقی کنزِ مخفی تھا یعنے تمام اسماء و صفات کنزیت ذات میں باعتدال موجود تھے۔ اسی عدال کا نام حُسن ہے جو فطرتاً گمنامی و معدومیت میں رہ سکتا ہی نہیں۔ اَللّٰہُ جَمِیْلٌ کا مقتضا ہی یہی ہے کہ یُحِبُّ الْجَمَال ہو۔

اِندرِن۔ حواسِ خمسہ۔

اُودھو۔ (کرشن جی کے قاصد کا نام) اَلنفس میں اِس سے مراد نفس ہے جو بحالتِ مطمئنگی ہو جس کے عرفان سے عرفانِ حق حاصل ہوتا ہے۔

اُہیر۔ ایک قوم ہے جو بے مروت اور اکھڑ کہی جاتی ہے مجازاً کرشن جی مراد ہیں۔ دراصل اس سے مراد ذاتِ حق کا مرتبۂ استغنا و شانِ بے نیازی ہے۔

(ب)

بالم۔ وہ معشوق جس میں صفتِ تشبیہی غالب ہو اسی کو صباحت کہتے ہیں۔

بابُل۔ اُس قلقِ فراق کو کہتے ہیں جو دولھن کو اپنے باپ کے گھر سے رخصت ہوتے وقت ہوتا ہے ایسا ہی رنج انسان کو موت کے وقت اس عالم کے دوستوں کے فراق کے وقت ہوتا ہے۔ نیز سالک کو سلوک میں عروج کے بعد بلا اختیار نزول ہوتا ہے جس سے وہ اُس حالت کی طلب میں بے قرار رہتا ہے یا عاشق معشوق کے فراق میں یا عارف عدمِ حصولِ عرفانِ ذات سے اس کو حالتِ قبض سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

بادل چھا جانا۔ اس سے مراد سالک کا تعینات میں مقید ہو جانا ہے اور حالتِ قبض بھی مراد ہے۔

بالک۔ (امرد) معشوقِ کمسن جس میں مظاہر تشبیہی کی کثرت ہو۔ چونکہ مظاہر تشبیہی قدیم نہیں ہیں اس لئے محبوب کو کمسن کہتے ہیں۔

بٹوہیا بیر۔ اس سے مراد اپنا خیال ہے جس سے زائد تیز رو کوئی چیز نہیں ہے۔

برھمہ۔ حقیقتِ حقہ کا عرفان۔

برھمن۔ عارف جو ہر شئے میں حق کا مشاہدہ کرے

برج۔ اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں کرشن جی رہتے تھے۔ اس سے مراد قلب ہے جو عرش اللہ ہے۔

برچھی۔ اس سے مراد سرسری نظر ہے جس کو نگاہِ غلط انداز بھی کہتے ہیں۔ نگاہ کی تشبیہ برچھی سے اس وجہ سے دیتے ہیں کہ جس طرح برچھی جسم میں پیوست ہو جاتی ہے اُسی طرح محبوب کا تیر نگاہ قلب عاشق میں پیوست ہو جاتا ہے۔

بدر روا۔ اُس حجاب کو کہتے ہیں جو حصولِ شہود کا مانع ہو مگر بوجہ اپنی لطافت کے لطف انگیز ہو۔

بِسرنا۔ (بھولنا) یاد کی اتنی مزاولت ہونا کہ یاد کرنا ہی بھول جائے۔ کبیر داس کہتے ہیں۔

ع۔ کبیر ابھلا بھیو ہر بسرے مورے سر سے ٹلی بلائے

یہی مرتبۂ عین الیقین ہے۔

برہا۔ (فراق) حالتِ قبض اُن واردات کو کہتے

ہیں جن کے سبب سے سالک کو توحش اور ہجران
اور انقباض پیدا ہوتا ہے۔

بڑکش۔ (بچھو) اس سے مراد نفسِ امارہ ہے
جو بلا سبب ہر وقت ڈنک مارتا رہتا ہے۔

بنواری۔ (جنگل میں رہنے والا) جو مقامِ ہویت
پر فائض ہو جس کو صرف تنزیہ میں چین و سکون ملتا ہو

بنسی والا۔ کرشن جی کو کہتے ہیں لیکن حقیقتاً ذاتِ
حق مراد ہے۔ بانسری کی آواز سے صوت سرمدی
مراد ہے۔ مرشدِ کامل بھی مراد لے سکتے ہیں اور بنسی
بجانے سے مراد فیض دنیا بھی ہے۔

بن۔ (جنگل) عالمِ تنزیہ۔ مقامِ ہویتِ غیب
اول یعنی مرتبہ وحدت کو کہتے ہیں۔

بھاری گاگر۔ عالمِ ناسوت کے علائق۔
بعض جگہ نفسِ امارہ سے بھی مراد لیا ہے۔ بھاری
گاگر سے معرفت بھی مراد لے سکتے ہیں کیونکہ منتہیین
و مقربین پر بعض اوقات اُس کا بوجھ بھی بہت ہوتا ہے
جس کے پیہم ورود سے سالک بدحواس ہو جاتا
ہے ایسے ہی مقام سے شطحیات کا ورود ہونے لگتا
ہے بعض جگہ استعداد بھی مراد لے سکتے ہیں۔

بھگت۔ (فقر) اس سے مراد عبودیت ہے

بھنویں۔ (ابرو) الہام غیبی اور شانِ محبوبیت
جو سالک کے دل پر بطور تجلی الہامی وارد ہوتی ہے
اور اُس کے سبب سے سالک مقامِ قرب پر پہنچتا ہے۔

صفات بھی مراد لے سکتے ہیں اور مقامِ قاب قوسین
بھی جس کو دائرۃ الوجود کہتے ہیں۔

بھور ہونا۔ (طلوعِ صبح) تنزیہ سے تشبیہ میں
نزول۔ انکشافِ حقائق اور قرب وصال بھی مراد
لے سکتے ہیں۔ شمسِ حقیقت کا طلوع اور حق کا اپنے
مظاہر میں جلوہ گر ہونا۔ موہومات کا فنا ہونا۔ وقتِ
آخر بھی مراد لے سکتے ہیں۔

بیڑ کھویا۔ مجازاً ملاح کو کہتے ہیں۔ دراصل مرشدِ
کامل مراد ہے۔ ہمت و ارادہ کو بھی کہہ سکتے ہیں۔

بیوگ۔ اس سے مراد وہ آتشِ فراق ہے جس سے
اندر ہی اندر سب سوختہ ہو جاتا ہے۔

بے رنگ ہونا۔ مقامِ احدیت پر فائض
ہونا اور شہودِ ذات میں مستغرق ہو جانا۔

بید۔ (طبیب) طبیبِ روحانی یعنی مرشدِ کامل
جو سالک کو تمام اُلجھاؤوں سے نکالتا ہے اور
اُس کی صحتِ روحانی پر ہر وقت نظر رکھے۔

پاؤں پسار کر سونا۔ پیر پھیلا کر سونا یعنی نفس
سے علیحدہ ہونا اور تمام علائق سے اپنے کو منقطع کرنا

پنجرا۔ قالبِ خاکی۔

پنچھی۔ اس سے مراد روح ہے جس کی مفارقت
سے تمام قالبی قوتیں فنا ہو جاتی ہیں اور جسم بغیر روح
کے ایک بیکار شے ہے۔

پیتم۔ اُس معشوق کو کہتے ہیں جس میں صفتِ

تنزیہی کا غلبہ ہو اسی کو ملاحت کہتے ہیں۔

پردیس۔ عالم ناسوت۔ بعض جگہ اس کے معنی برعکس بھی لیے جاتے ہیں۔ اگر محبوب کی طرف منسوب کریں تو مرتبۂ لاتعین مراد لے سکتے ہیں۔

پیا سے ملنا۔ یعنی حق الیقین حاصل ہونا۔

پیا۔ (باپ) اس سے مراد عقل ہے۔

پنکوا۔ (قاصد) اس سے مراد جاذبۂ قلبی ہے اور وجودِ عاشق کو بھی کہتے ہیں۔

پاتی۔ رابطۂ قلبی اور وہ جاذبات جبی جو من جانب حقیقت سالک کے قلب پر وارد ہوتے ہیں اور اسکو بے خود کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سالک کے قلب سے جو جاذبات حقیقۃ الحقائق کی طرف رجوع ہوتے ہیں اُن کو بھی کہتے ہیں۔

پگ چلنا۔ (قدم بڑھانا) تلاشِ حق میں سالک کا قدم بڑھانا اور مستعد ہونا۔

پورب دیس۔ حضراتِ نقشبندیہ کے سلوک میں مقامِ روح قرب جگر ہے۔ تکمیل کے بعد ایک جاذبہ سالک کے قلب پر مستولی ہو جاتا ہے جس کو عنقائے مُشرق کہتے ہیں۔ وہ مقامِ روح سے چلتا ہے اور تمام جسم میں ساری وطاری ہو جاتا ہے۔ اسی سے مبدأ کی طرف رجعت میں اتنی ترقی ہو جاتی ہے کہ پھر اس عالم میں قیام بہت دشوار ہو جاتا ہے روحِ جزوی کا انجذاب روحِ کلی کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ اس عالم کی ہر محبوب شے غیر مانوس محسوس ہوتی ہے۔ اس جاذبہ کا اثر جوارح پر بہت ہوتا ہے اور خصوصاً آنکھوں سے تو ہر وقت ظاہر ہوتا ہے۔ دیگر اہلِ دل حضرات اس کیفیت کو دیکھکر محسوس بھی کر لیتے ہیں۔ ایسی حالت میں کامل مکمل انقطاع کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اتصال کلی کا جویاں رہتا ہے۔ ؎

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم
جسم بگزارم سراسر جاں شوم

پورُوائی۔ اُن نفحاتِ رحمانیہ کو کہتے ہیں جو مرشد کی مشرقِ روحانیت سے سالک کے فضاء قلب پر آتے ہیں اور اُس کو مستی عطا فرماتے ہیں۔ ؎

اے صبا نکہتِ از کوئے فلانے بمن آر
زار و بیمار غمم راحتِ جانے بمن آر

پین سین۔ (دھاردار آلے) اس سے مراد نورِ عزت کی نظار سوز شعاعیں ہیں جو عاشق کو معشوقِ حقیقی کے مقابل ہونے کی جسارت سے باز رکھتی ہیں اور خود اپنی نورانیت و محبوبیت سے جگرِ عاشق میں پیوست ہو جاتی ہیں۔

پچکاری۔ مخزنِ فیض۔

پنگھٹ (پانی بھرنے کی جگہ) مبدا فیض رحیمی جہاں سے ہر ایک کو فیض حاصل ہوتا ہے۔

(ت)

تربینی ۔ پریاگ جہاں تین دریا ملتے ہیں ۔ دراصل اس سے مراد قلب انسانی ہے جس میں خطراتِ رحمانی ونفسانی وشیطانی وارد ہوتے ہیں ۔

تیرتھ ۔ سلوک اور لطائف ستہ کی سیر ۔

تینوں لوک ۔ عالم ناسوت ۔ عالم جبروت عالم لاہوت ۔

ترچھی چتون ۔ غمزہ وناز ۔ محبوب کی ترچھی نظر جو بالارادہ ہو ۔

تیر ۔ اس سے مراد تجلّی حبی ہے جو عاشق کے دل وجگر میں پیوست ہوجاتی ہے اور عاشق کو ماسوا معشوق سے بے خبر کردیتی ہے ۔ معشوق کے حرکات وسکنات کو بھی کہتے ہیں ۔

تلوار ۔ اس سے مراد صفتِ جلالی ہے مجاہدہ وریاضتِ شاقہ کو بھی کہتے ہیں ۔

تارہ ۔ اس سے مراد کرشمۂ معشوق ہے اور تجلّی محض کو بھی کہتے ہیں ۔

تیراک ۔ اس سے مراد غواصِ معرفت ہے جو ہر وقت بحرِ معرفت میں تیرا کرتا ہے ۔

(ج)

جیون مکت اس سے مراد مُوتُوا قبلَ اَن تَمُوتُوا یعنی قالبِ خاکی کے فنا ہونے سے قبل تمام خواہشات سے (خواہ اچھی ہوں یا بری) یکسوئی حاصل کرنا ۔

جَل ۔ اس سے مراد ذوق وشوق ہے ۔ اُس فیض کو کہتے ہیں جو اُن لوگوں کے لیے ہے جنھوں نے اپنی ہستی جزوی کو فنا کردیا ہے ۔

جوبن ۔ (شباب) بعض جگہ اس سے مراد ہمت ہے ۔ حضرت عارف باللہ فرماتے ہیں

گھر ما کھوج آوُ کچھ نہ گیو ہے
آئے تو کیا جب جوبن جائے

یعنی اپنے ہی اندر ڈھونڈو ابھی کچھ نہیں گیا ہے اگر اس وقت متوجہ ہوئے جب ہمت وطاقت نہ رہی تو کیا فائدہ ۔ حالتِ شباب میں معشوق سے ملنے کی کوشش وخواہش اولیٰ وافضل ہے کیونکہ وہی زمانہ جوش ومستی کا ہوتا ہے ۔ اور اُس وقت جو جاذبات آتے ہیں وہ خود موصل الی المطلوب ہوتے ہیں اور اگر جوبن سے جسم مراد لیا جائے جو روح کے لیے زنگار ہے تو یہ مطلب ہوگا کہ اسی عالم ناسوت میں شہود حاصل کرنا مقصدِ حیات ہے کیونکہ ارشاد ہے مَن کان فی ھٰذہٖ اَعمٰی فَھُوَ فِی الاٰخِرۃِ اَعمٰی ۔

جوگ ۔ عبادت ۔ تفکر الی اللہ ۔ یکسوئی حاصل کرنا وہ امورِ عاشقی جو ہجر وفراق کو مشتمل ہوں ۔

جھروکہ ۔ اِن سے مراد صفاتِ جمالی ہیں جن سے عرفانِ ذات حاصل ہوتا ہے ۔

جوت اس سے مراد نورِ محض ہے جس کی روشنی

بہت تیز و لطیف ہوتی ہے جس کے مشاہدہ سے عاشق
کے قلبِ محرور میں ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ اور اضطرابی
کیفیت میں تسکین ہو جاتی ہے۔ لیکن محبوب کی طرف
سے یہ کیفیت وقتی القا ہوتی ہے۔ جس طرح تیز آنچ پر
پانی کا چھینٹا دینے سے ذرا دیر کے لیے آنچ کی تیزی
میں کمی ہو جاتی ہے اور لکڑی دیر تک جلا کرتی ہے
وہی کیفیت اس میں ہوتی ہے۔

جنیو باندھنا۔ خدمت و طاعت کے لیے
مستعد ہونا۔ صاحبِ یقین ہو کر کثرت کو گم کر کے
مقامِ وحدت پر فائض ہونا۔ اور بعض جگہ زلفِ محبوب
کی طرف بھی اشارہ ہے۔

جھمک۔ جلوہ مشاہدۂ انوارِ ذاتی و صفاتی۔

جمنا۔ انفس۔ بعض جگہ اس کے برعکس معنی میں
بھی مستعمل ہے۔

جھولہ جھولنا۔ وادیِ استغنا میں جب سالک
ناسوت سے ملکوت پر پہنچتا ہے تو وہاں اُس پر تجلی کا
ورود ہوتا ہے۔ تجلی کے استتار کے وقت جو حالت
ظاہر ہوتی ہے اُس کو استغنا کہتے ہیں۔ اگرچہ عاشق
معشوق سے مستغنی نہیں ہے لیکن اس استتار
و اخفا سے جو دوسری فنا کا باعث ہوتا ہے وہ تجلی
مورثِ بقا ہے اور یہی کمالِ وصال ہے۔ بعض جگہ
انوارِ صفاتی میں مستغرق ہونے کو بھی کہتے ہیں۔

(چ)

چھب۔ اس سے مراد جلوۂ محبوب ہے جو
باعثِ حیاتِ عاشقاں ہے۔ اس کیفیت کی دید میں
فرحت و انبساط ہوتا ہے یعنی صرف ساز ہے۔ سوز
کا وجود نہیں ہوتا۔

چتون۔ اس سے مراد چشم و ابرو کا اشارہ ہے
جو مجہول الکیفیت و معلوم الحقیقت ہے جس کی
کیفیت بیان میں نہیں آسکتی۔ یہ نظر بالارادہ ہے
جو توجہ کے ساتھ ہو۔

چوتر۔ اس سے مراد اخلاق و اعمالِ حسنہ ہیں
نیز لطائفِ ستہ مراد لے سکتے ہیں۔

چور۔ اس سے مراد خطرات و وساوس ہیں۔
معشوقِ عیار کو بھی کہتے ہیں۔

چاند نکلنا۔ ذاتِ حق کا مرتبۂ لاہوتیت
سے مقامِ احدیت پر مع اسما و صفات نزول فرمانا۔
روح کو بھی کہتے ہیں۔ نورِ محض بھی مراد ہے۔

چُلمبک۔ (کہربا) اس سے مراد قوتِ جذب
باطن ہے۔

چھک چھک درشن کرنا۔ اس سے
مراد تجلیِ ذات کا مشاہدہ اور اتصالِ کامل ہے
جس سے سالک کو فنار کامل حاصل ہوتی ہے۔
تجلیاتِ صفاتی آنی فانی ہیں اس سے سالک کو
سکون و انبساط ضرور حاصل ہوتا ہے لیکن صرف تھوڑی
دیر کے لیے جس سے اُس کی تشنگی میں اور اضافہ

ہو جاتا ہے اور بے قراری وطلب میں زیادتی ہو جاتی ہے مع ۔ ہر دم از چشم تو دیگر نگہے می خواہم ۔ کا نعرہ مارا کرتا ہے اور جب اُس کے ورود میں دیر ہوتی ہے تو اپنے وجود سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اسی کو حالتِ قبض کہتے ہیں ۔

چھیر ۔ (دوپٹہ) مجازاً دوپٹہ کا وہ پلّو جس سے سینہ چھپا رہتا ہے ۔ عالم آفاق میں جسم مراد ہے جو روح کو اپنے میں چھپائے ہے اور انفس میں صفات مراد لے سکتے ہیں جن سے محبوب حقیقی اپنی ذات کو چھپائے ہے ۔

چترائیں ۔ محبوب کے چھل فریب عیاری وطراری

(د)

دّرواجہ ۔ اس سے مراد حجاب اکبر ہے ۔ حجاب اکبر وہ پردہ ہے کہ جس کے اُٹھنے پر حضوریِ حق یعنی حق الیقین حاصل ہوتا ہے ۔ دروازہ تک پہنچنے سے مراد عین الیقین ہے ۔ ایوان شاہی میں حجاب اکبر سے مراد وہ پردہ ہے جس کے بعد پھر کوئی پردہ نہیں ہوتا ۔ اسی حجاب کبریائی کے حائل رہنے سے سالک غمگین و پریشان رہتا ہے کیونکہ کچھ بنائے نہیں بنتی ۔

دُرجن (اغیار) وہ لوگ مراد ہیں جو محجوب ہیں اور وہم غیریت و جزئیت میں گرفتار ہیں جن کے بارہ میں کلام مجید میں ارشاد ہے کہ اولٰئک کالانعام بل ھم اضل سبیلا وہ لوگ مثل چوپایوں کے ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں اس لئے کہ گمراہ ہیں ۔ اگرچہ یہ بھی احاطۂ وجود سے باہر نہیں ہیں لیکن بوجہ کلیت سے غفلت اور اپنی جزئیت میں گرفتار ہونے کے وحدت سے دور ہیں اور غیریت میں مقید ہیں ۔

دَوڑ دھوپ ۔ اس سے مراد راہِ سلوک کی سعی و کوشش ہے ۔

دَرپن ۔ (آئینہ) اس سے مراد قلب ہے جو محلِ ورود انوار و تجلیات بھی ہے جس میں انسان اپنے اعمال وافعال اور اُسکے نتائج کا معائنہ کر سکتا ہے ۔

دس دروازے ۔ اس سے مراد حواس خمسہ ظاہری و حواس خمسۂ باطنی ہیں ۔ حِس ذائقہ ۔ حِس شامہ حِس باصرہ ۔ حِس سامعہ ۔ حِس لامسہ ۔ حِس مشترک حِس خیال ۔ حِس متصرفہ ۔ حِس وہم ۔ حِس حافظہ ۔

دامنی (بجلی) اس سے مراد تجلی صفاتی و برقی ہے ۔ برقی چمک سے مراد وہ نورانی شعاعیں ہیں جو سالک کے دل پر چمکتی ہیں اور پھر پوشیدہ ہو جاتی ہیں ۔ اس سے سالک متنبہ ہوتا رہتا ہے ۔

دن ۔ اس سے مراد غلبۂ تشبیہ ہے اور انوارِ جمال کے ورود کو بھی کہتے ہیں ۔

دودھ ۔ اس سے مراد معرفت ہے ۔

دوارکا ۔ وہ مقام جہاں کرشن جی مقیم ہو گئے تھے ۔ دراصل اس سے مراد مقام روح ہے

ہے اور عالمِ تشبیہ بھی مراد لے سکتے ہیں اور محبوب کا مسکن بھی۔

دیس اروپ۔ حضرتِ حق کا مقام لاتعین۔

دھنی۔ (عارف) اُس عارف کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات اور اسماء و افعال کا بینا کیا ہے جو عالمِ عرفان میں گم ہوا اور مراتبِ نزول و عروج سے گزر کر مقام مَن عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ۔ میں محو ہو گیا ہو اور مرتبۂ واحدیت اور وحدت سے گذر کر اپنے کو ذاتِ حق میں محو کر چکا ہو۔

دِیا۔ (چراغ) نورِ عرفان و نورِ الٰہی کو کہتے ہیں۔

(ر)

رات۔ اس سے مراد غلبۂ تنزیہ ہے۔

روپ۔ جلوہ۔

رنگ ڈالنا۔ اس سے مراد فیض عام یعنی تجلّی رحیمی ہے۔

رنگ۔ اس سے مراد عالمِ تقید ہے۔

(ز)

زیور۔ اس سے مراد اخلاق و اوصاف حمیدہ ہیں

(س)

سُنجوگن۔ جس کو وصال حاصل ہو۔ وہ معیت جو غیر منفک ہو۔

سکھی۔ اس سے مراد جاذبہ بھی ہے بعض جگہ عقل سے بھی مراد لے سکتے ہیں۔

سوہنگ۔ اس سے مراد ترتیب انفاس بذریعۂ پاس انفاس ہے۔

سادھو۔ سالکِ زاہد۔ متلاشی عرفانِ حق۔

سانورا۔ معشوق ملیح جس میں صفت تنزیہی کا غلبہ ہو اور شان استغنائی بڑھی ہو صاحب گلشنِ راز کہتے ہیں۔

ملاحت از جہانِ بے مثالی
در آمد ہمچو رندِ لا اُبالی۔

سانس۔ بعض جگہ شیطان مراد ہے اور بعض جگہ عقل۔

سات سمندر۔ اس سے مراد امہات سبعہ ہیں جن کو امہات الاسماء کہتے ہیں۔ حی۔ علیم۔ قدیر سمیع۔ بصیر۔ کلیم۔ مُرید۔ یہ اسماء و صفات حضرتِ حق کے ہیں۔ مرتبۂ ذات ان سے اعلیٰ ہے یہ صفات بنیاد ہیں اُن تمام صفات کے جن سے تمام مظاہر وجود میں آتے رہتے ہیں۔ حضرت عارف باللہ فرماتے ہیں ؎

کوئی بتاوت سات سمندر
پار ہے پیتم دور بنائے

اس راستہ کی طرف اشارہ ہے جس میں سالک صفات کی راہ سے عرفانِ ذات حاصل کرتا ہے۔

سورج۔ اس سے مرادِ فیض دہندہ ہے خواہ بصورتِ تعین ہو خواہ بلا تعین۔ تجلی روح کو بھی کہتے

ہیں جو وقت اکتساب سالک کے دل پر وارد ہوتی ہے۔

سسرے۔ اس سے مراد عرفی مسکن ہے کہ جو اصلی مسکن چھوڑنے پر اختیار کیا جاتا ہے اور بعض بزرگوں نے اسکے برعکس بھی مراد لیا ہے۔

سِنگار کرنا۔ اس سے مراد تصفیہ و تجلیۂ قلب ہے

سجنی۔ ہمدم۔ بعض جگہ نفس لوامہ سے بھی مراد لیتے ہیں۔

ساجن۔ اس سے مراد محبوب بمقام واحدیت ہے۔

سرگن۔ (عالم تشبیہ) ذاتِ حق کا بوجہ حب ذاتی مظاہر کونیہ میں معہ اسما و صفات جلوہ گر ہونا۔

سُکھ۔ قلب کی اُس تسکین و خنکی کو کہتے ہیں جو شدتِ حرقت و اضطراب کے بعد سالک کے دل پر من جانب اللہ وارد ہوتی ہے اور سرور بخشتی ہے۔

سانجھ۔ اس سے مراد کثرت ہے۔ تعینات مظاہر میں حق کا مخفی ہونا۔

سبھا۔ اوقاتِ حضورِ حق اور مشاہدۂ واحدیت کو کہتے ہیں کہ وہاں تمام اعیان علم حق میں حاضر ہیں اور محبوب کی جلوہ گاہ کو بھی کہتے ہیں۔

(ش)

شہانہ۔ ایک قسم کا گیت ہوتا ہے جو نوشہ کے عروس کے یہاں داخلہ پر گایا جاتا ہے۔ سالک کو سلوک میں بعد مشاہدہ قبل شہود کے اپنی حقیقت کا کشود ہوتا ہے اور بعد کشود کے جو انبساط ہوتا ہے

اُس میں حقائق کا اظہار ہوتا ہے جس سے سرور حاصل ہوتا ہے۔

شیام بہاری۔ کرشن جی کا نام ہے بعض جگہ حقیقتِ جامعہ سے بھی مراد ہے۔

(ع)

عبیر جھونکنا۔ اس سے مراد فیض خاص یعنے تجلّی رحمانی ہے۔

(ک)

کاشی۔ بنارس کو کہتے ہیں جس کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ وہاں مرنے سے نجات ہوجاتی ہے یعنی کوئی اُلجھاوہ نہیں رہتا۔ حضرات صوفیہ اس سے مقام روح مراد لیتے ہیں اس لیے کہ لطیفۂ روح پر پہنچکر سالک کو خطرات سے نجات ملجاتی ہے۔

کاٹھ کا مالا۔ اس سے مراد تسبیح ہے جو مرتبۂ تقیّد ہے۔

کُنج۔ وہ مقام جہاں گھنے درخت اور بیلیں ہوں حقیقتاً اس سے مراد فضائے قلبی ہے۔

گنٹھ لگانا۔ (گلے لگانا) معیت حاصل ہونا۔

کھیر کھانا۔ اس سے مراد معرفت حاصل کرنا ہے اور اسکی شیرینی سے مراد تجلی حبی کی آمیزش ہے۔

کھاری جل پینا۔ طریقۂ بد اختیار کرنا اور راہِ ضلالت پر گامزن ہونا اور دیگر اخلاق ذمیمہ اختیار کرنا۔

کالا رنگ ۔ اس سے مراد جفا و کینہ ہے۔ اخلاق ذمیمہ بھی مراد لے سکتے ہیں۔

گوگر ۔ اس سے مراد نفس بہیمی ہے۔

گنّیاں ۔ بصورت تانیث جلوہ گری۔

(گہ)

گاری ۔ اس سے مراد اسرار بھی ہیں جن کے فاش ہونے سے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ معشوق کے برسرِ غمزہ آنے کو بھی گالی کہتے ہیں جس سے عاشق کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ او بقم زندہ کند یاریہ دشنامے چند۔ حضرت غوث ملت فرماتے ہیں۔

جو تو منھ سے کہے مر جائے عاشق کیوں نہ جی اُٹھے۔
دعا سے کچھ اثر زیادہ تری دشنام کرتی ہے۔

گاگر ۔ اس سے مراد جسم عنصری ہے اور عالم ناسوت بھی مراد ہے۔ تفصیل بضمن بھاری گاگر ملاحظہ ہو۔ خود حضرت عارف باللہؒ نے ایک جگہ گاگر کے معنے سیجی بھگت کے لیے ہیں۔

گرب ۔ اپنی یکتائی پر ناز کرنا۔ غرور حسن و بے نیازی (الکبریا والجبروت)

گھٹ ۔ جسم۔ بعض جگہ قلب کے معنی بھی لیے جا سکتے ہیں۔

گاؤں ۔ بعض جگہ قلب کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور بعض جگہ عالم ناسوت بھی مراد لیے جا سکتے ہیں۔

گلاب ۔ اس سے مراد روحانیت ہے۔

گود ۔ احاطۂ وجود۔ مراقبہ میں استغراق۔

گھونگھٹ کاڑھنا ۔ عالم تنزیہ کی سیر۔

گھونگھٹ کھولنا ۔ عالم تشبیہ کی سیر۔

گورس ۔ لفظی معنی دودھ۔ دہی۔ مکھن کے ہیں لیکن دراصل اس سے مراد کیفیات محبت ہیں۔ بعض جگہ فیض بھی مراد ہے۔

گوپیاں ۔ گوالوں کی عورتیں اور کرشن جی کی سکھیاں مجازاً مراد ہیں لیکن حقیقتاً اس سے مراد حقیقت کا بصورت تانیث متجلّی ہونا ہے۔ شیونات الٰہیہ بھی مراد ہیں اور بعض جگہ امہات اسما بھی مراد ہیں۔

گنیاں ۔ سہیلی۔ آلۃ الادراک یعنی عقل کو بھی کہتے ہیں۔

گوکل ۔ اُس مقام کا نام ہے جہاں کرشن جی کی گوپیاں رہتی تھیں۔ اس سے مقامِ قلب مراد ہے جو تمام اشیا کا محلِ ورود ہے۔

(ل)

لوگ لگائی ۔ اس سے مراد عالم ناسوت کے علائق ہیں اور اعیانِ ممکنات و عالم کثرت و تعینات بھی مراد ہیں۔

لال ۔ معشوقِ امرد (کمسن) جو صفت تذکیر و تانیث سے مُبرّا ہو۔

لڑکیاں - اس سے خواہشات و غفلت مراد لے سکتے ہیں -

لاج - شرم و لحاظ - وہ جھجک جو بوجہ خودی جزوی کے ہو -

لڑائی - امتحانات الٰہی کو کہتے ہیں - سالک کا محاربہ حواس کے اور نفس امارہ کے درمیان ہو -

لہر مارنا - اس سے مراد شیونات ذاتیہ کا مرتبۂ تعینِ اول سے نزول فرما کر مرتبۂ علمی خارجی اختیار فرمانا ہے - نیز عارف کی اُس کیفیتِ قلبی کو بھی کہتے ہیں جو بہیم ورودِ تجلیات صفاتی سے پیدا ہوتی ہے جس کی مستی سے وہ بے خود ہو جاتا ہے - یہ کیفیت متعدی ضرور ہوتی ہے لیکن وقتی ہوتی ہے -

م

مایا - ماسوا اللہ - علائق دنیاوی - عارف کامل کے لیے اس سے مراد تجلیات صفاتی و لطائف ہیں کیونکہ عارف کامل کے لیے یہی تجلیات و لطائف حجاب ہیں جو ذات میں مدغم ہونے سے مانع ہوتے ہیں -

مدھ - (شراب) مستیِ حقیقی کو کہتے ہیں اور اُس جذبۂ عشق الٰہی کو کہتے ہیں جو عالم غیب سے سالک کے قلب پر وارد ہو -

مندر - اس سے مراد قلبِ عاشق ہے اور بعض جگہ حریم ناز بھی مراد ہے اور مقام لاحدیت بھی مراد لے سکتے ہیں -

موہن - اس سے مراد معشوق مجازی ہے جس میں صفت دلربائی بدرجہ اتم ہو - اس میں یگانگت و یکتائی دونوں ہیں -

میّا - ماں - اس سے مراد حقیقت ہے اور بعض جگہ نفس لوامہ بھی مراد ہے -

مکھ موندنا - اس سے عالم تنزیہ کی سیر کرنا مراد ہے -

مورت - اس سے مراد متشکل جاذبہ اور تجلی ہے -

مراری - اس لفظ کی اصل مرار آری ہے - سنسکرت کے قاعدہ سے آ گرا دیا گیا مراری ہو گیا - مرار ایک سرکش تھا جس پر کوئی غلبہ نہ پا سکا تھا - آری کے معنی مارنے والے کے ہیں - کرشن جی نے اُس کو مارا تھا اسی وجہ سے انکو مراری کہتے ہیں حقیقتاً اُس سرکش سے مراد نفس امارہ ہے اور اُس کا مارنے والا سالک ہے -

موہنی - اُس نغمہ کو کہتے ہیں کہ جس میں جذب کی قوت ہوتی ہے جس سے وہ اوروں کو اپنا لیتی ہے - موہنی اور جادو میں یہ فرق ہے کہ اگرچہ دونوں ہوش رُبا ہیں لیکن موہنی میں بعد عروج حقیقت سے پھر مجاز کی طرف نزول ہوتا ہے اور مجاز ہی کی طرف توجہ رہتی ہے (گویا کہ یہ سیر حق کی جانب سے عالم کی طرف ہوئی) اس سے

مراد شہود تفصیلی بھی ہے۔

مانس۔ بہ معنی گوشت۔ اس سے مراد قوت بشری ہے۔

مٹکی۔ اس سے مراد وجود جسمی ہے۔ بعض جگہ قلب بھی مراد ہے۔

مُسکانا۔ اس سے مراد سرور محض ہے اور یہی محرک فاجبت ان اعرف اور باعث تخلیق ہوا ہے۔

مالی۔ مجازاً درختوں کی پرورش کرنے والا اور حقیقتاً اس سے مراد مرشد کامل ہے۔

میٹھے بول۔ مجازاً شیریں کلامی۔ حقیقتاً اس سے مراد خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ہے اشارات الٰہی کو بھی کہتے ہیں۔

متھرا۔ ہندوؤں کا ایک مقدس مقام ہے اس سے مقامِ قلب مراد ہے جس میں محبوب جلوہ گر ہو۔

مُکھڑا۔ (چہرہ) آئینہ تجلیات کو کہتے ہیں محبوب کا چہرہ عاشق کے لیے آئینہ تجلیات جبی ہے۔ انوار تجلیات و تجلی جمالی کو بھی کہتے ہیں۔

میت۔ (دوست) شیفتگان ذاتِ حق کو کہتے ہیں۔

مین۔ (مچھلی) اس سے مراد عارفِ مستسقی ہے جو باوجود مشاہدات و حصول عرفان ہر وقت نعرۂ ھل من مزید بلند کرتا رہتا ہے۔

میٹھا جل پینا۔ اطوار نیک اختیار کرنا اور راہِ ہدایت پر گامزن ہونا اور اخلاق حمیدہ اختیار کرنا۔

موتی۔ اس سے مراد معرفت و حقیقت و حقائق و معنیات جمیع اسماء و صفات ہے جس کے لیے قلب مومن ہی مخصوص کیا گیا ہے لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولٰکن یسعنی قلب عبدی المومن یا قلب المومن عرش اللہ۔

(ن)

نرکھ۔ (دوزخ) حق کی شانِ جلال کے ظہور کو کہتے ہیں۔

نرنجن۔ نور محض۔ حق کی صفت ایجابی۔

نگر۔ اس سے مراد عالم تشبیہ ہے۔

نیّھر۔ مقام روح۔

نند۔ اس سے مراد نفس امارہ ہے۔

نیّا۔ اس سے مراد جسم انسانی اور قلب انسانی بھی مراد لے سکتے ہیں جیسے

نیا بیچ ندیا ڈوبی جائے

نیا سے مراد قلب انسانی ہے اور ندیا سے مراد عرفانِ حق ہے۔

نرموہی } جسکو کوئی اپنے قابو میں نہ کر سکے اور
نردئی } جو کسی کے دکھ درد کی پرواہ نہ کرے۔

ع۔ دو عالم گر خورد برہم نہ جنبد دست افسوسش

نیہ۔ وہ محبت جس سے انسان کی خودی د

نفسانیت کا ازالہ ہوتا ہے۔ اس میں صرف سوز ہوتا ہے۔

نرکھنا۔ (دیکھنا) دید و مشاہدہ حاصل ہونا۔

نین۔ آنکھ کو کہتے ہیں اور یہی محلِّ شہود ہے۔

اپنے نین سے مراد طلبِ دیدار محبوب کے نین سے مراد غمزۂ و ناز کا مخزن اور تجلیات برقی کی چشمک ہے۔

نیٹھرائی۔ شانِ استغنا و کمالِ بے نیازی مراد ہے۔

نرگن۔ ذاتِ حق کو عیوب و نقصانات امکانیہ سے پاک و مبرا جاننا اور باوجود ان اعتبارات و ظہورات کے ذات کو ہر حال میں منزہ اور مجرد سمجھنا۔ مقامِ غیب الغیب یعنے ہاہوت بھی مراد لے سکتے ہیں۔

ناگن کا ڈسنا۔ مجازاً سانپ کے کاٹنے اور اُسکے جسم میں زہر پہنچانے کو کہتے ہیں۔ دراصل زلفِ معشوق کا عاشق کے قلوب کو ڈسنا مراد ہے۔

جس طرح سانپ کے کاٹنے سے تمام جسم میں زہر سرایت کرجاتا ہے اسی طرح زلف محبوب کے ڈسنے سے تمام جسم میں محبت کا زہر پھیل جاتا ہے۔

(ہ)

ہنڈولہ جھولنا۔ اس سے مراد تجلی جمالی کا مختلف صورتوں میں ظاہر ہونا ہے جس سے سالک کو کیف حاصل ہوتا ہے اور فراق (حالت قبض) کی تکلیفیں بھول جاتا ہے۔

فرہنگ اصطلاحات موسیقی

حوالہ :-

(۱) کتاب "غنچہ راگ" مولفہ نواب محمد مردان علی خان۔ (غنچہ)

(۲) غیاث اللغات (غیاث)

(۳) نور اللغات (نور)

اصطلاح	شرح
اڈانا	دیپک راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم گرما (ماہ جیٹھ و اساڑھ) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے۔ (غنچہ ص۲۶)
اساوری	سری راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم سرما (اگھن و پوس) اور وقت پہر دن چڑھنے کے بعد ہے (غنچہ ص۲۶)
الہیہ	مالکوس راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم خزان (ماگھ و پھاگن) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غیاث ص۵۰۶)
بابل	نکاح کے بعد جب لڑکی اپنے شوہر کے یہاں جانے کے لیے اپنے باپ کے گھر سے رخصت ہونے لگتی ہے اسوقت فراقیہ مضمون کا یہ گیت مناسب وقت راگنی میں گایا جاتا ہے۔
بسنت	سری راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم سرما (اگھن و پوس) اور وقت دن کا دوپہر ہے۔ (غنچہ ص۲۶)
بہار	ہنڈول راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم بہار (چیت و بیساکھ) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غنچہ ص۳۶)

اصطلاح	شرح
بہاگ	ہنڈول راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم بہار (چیت و بیساکھ) ہے۔ مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غنچہ ص ۳۶)
بھجن (ڈگری)	یہ عبادتی گانا ہے جس میں حمد و مناجات اور توحید کے مضامین ہوتے ہیں۔ اکثر صبح کے وقت گایا جاتا ہے۔
بھیروں	یہ ایک راگ ہے جس کے گانے کا موسم آخر برسات (کنوار و کاتک) اور وقت آخر شب ہے۔ (غنچہ ص ۲۶)
برج	میگھ راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم برسات (ساون بھادوں) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے۔ (اغنیات ص ۵۰۶)
پوربی	ہنڈول راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم بہار (چیت و بیساکھ) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غنچہ ص ۲۶)
ٹھمری	میگھ راگ کی راگنی ہے۔ بلا پابندی اوقات گائی جاتی ہے (اغنیات ص ۵۰۶)
جاجونتی (جیجاونتی)	دیپک راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم گرما (جیٹھ و اساڑھ) ہے۔ مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غنچہ ص ۲۶)۔
جنگلہ	یہ ایک دھن ہے جو مختلف راگنیوں سے مرکب ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے۔ (غنچہ ص ۲۴)
جھنجھوٹی	میگھ راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم برسات (ساون بھادوں) اور وقت آدھی رات سے صبح تک ہے (اغنیات ص ۵۰۶)
جوگیا اساوری	سری راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم سرما (اگھن و پوس) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے۔ (غنچہ ص ۳۲)
جیتی	میگھ راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم برسات (ساون بھادوں) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے۔ (اغنیات ص ۵۰۶)

اصطلاح	شرح
دادرہ	مختلف راگنیوں سے متعلق ایک دھن ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے۔
دھناسری	سری راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم سرما (اگھن و پوس) اور وقت دن کا آخری حصہ ہے۔ (غنچہ صہ ۲۶)
دیس	دیپک راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم گرما (جیٹھ و اساڑھ) اور وقت دوپہر ہے۔ (غنچہ صہ ۲۶)
دیوگری	ہنڈول راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم بہار (چیت و بیساکھ) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غنچہ صہ ۲۶)
سارنگ	دیپک راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم گرما (جیٹھ و اساڑھ) اور وقت دوپہر سے ایک پہر گزرنے تک ہے۔ (غیاث صہ ۵۰۶)
سرپردہ (پردہ)	مختلف راگوں سے مرکب راگنی ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے۔
سگرائی	میگھ راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم برسات (ساون بھادوں) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے۔ (غیاث صہ ۵۰۶)
سورٹھ	بھیروں راگ کی راگنی ہے جسکے گانے کا موسم آخر برسات (کنوار و کاتک) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غنچہ صہ ۲۶)
سوہنی	سری راگ کی راگنی ہے جسکے گانے کا موسم سرما (اگھن و پوس) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غنچہ صہ ۲۶)
شہانہ	مالکوس راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم خزاں (ماگھ و پھاگن) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے۔ (غنچہ صہ ۲۶)
کافی	دیپک راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم گرما (جیٹھ و اساڑھ) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے۔
کانہڑا	دیپک راگ کی راگنی ہے جسکے گانے کا موسم گرما (جیٹھ و اساڑھ) اور وقت

اصطلاح	شرح
	رات کا ابتدائی حصہ ہے۔ (غنچہ صہ ۲۶)
کنڈ (کونڈ)	میگھ راگ کی راگنی ہے جسکے گانے کا موسم برسات (ساون بھادوں) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غیاث صہ ۵۰۶)
کہروا	یہ گانا (ناچ کے ساتھ) قوم کہار سے منسوب ہے۔ عموماً صبح کے وقت گایا جاتا ہے (نور صہ ۱۹۰)
گوری	مالکوس راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم خزاں (ماگھ و پھاگن) اور وقت دن کا آخری حصہ ہے (غنچہ صہ ۲۶)
لاچاری	مالکوس راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم خزاں (ماگھ و پھاگن) ہے مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غنچہ صہ ۳۰)
لات	ہنڈول راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم بہار (چیت و بیساکھ) اور وقت صبح ہے (غنچہ صہ ۲۶)
ملار	میگھ راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم برسات (ساون بھادوں) اور وقت آدھی رات ہے (غنچہ صہ ۲۶)
نٹ راگ	دیپک راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم گرما (جیٹھ و اساڑھ) اور وقت دن کا آخری حصہ ہے۔ (غنچہ صہ ۲۶)
یمن	مالکوس راگ کی راگنی ہے جس کے گانے کا موسم خزاں (ماگھ و پھاگن) ہے۔ مختلف اوقات میں گائی جاتی ہے (غیاث صہ ۵۰۶)

انڈکس

(الف)

آدر ہوتیں ۲۴۷۷	آدر ہے توبے ۱۰۵۲	آدسے سیام ۲۴۲	آدسے تیہہ ۲۳۸۴	ادھرادھرجی ۸۰۲
ادھرادھرمت ۱۹۸۷	ادھرادھرمن ۱۷۸۳	اری لے بدرا ۱۶۵۶	ارے اے جم ۲۵	ارے اے گنیاں ۹۷۰
ارے اے محبوب ۱۳۲۸	ارے اے دور ۵۰۷	اری تیرا پیارا ۲۲۰۷	ارے کیسی ۱۵۷۸	ارے میں ۱۴۳۸
ارے میں پرہ ۲۱۸۹	ارے میں تو ۱۱۳۶	ارے میں یہ ۶۷۸	ارے نردئی ۱۶۲۷	اڑگیو رنگ روپ ۸۰۸
از تو بنیم ۷۲۱	از زحمت ۱۹۵۳	از قدمت ۷۲۲	از قیمت ۲۴۳۱	از کدامی ۱۹۵۸
اس جھبگئی ۵۵۲	آس پاس ۱۳۲۲	اس بیو ۷۱۶	استت تیری کون ۱۳	اس صاحب جو جگ کا ۲۱۶۸
اس کو ۸۹۰	آس لگائی جب ۲۱۱۳	آس لگائے درس ۲۵۰	آس لگی تیری ۱۹۰۳	آس لگی رہی ۳۳۷
آس نرکھ ۷۲۸	آسے آس کٹت ۹۵	آسے آس کٹے ۱۱۲۲	اکنوں یہ محفل ۲۷۱	اکنون پردہ ۱۹۵۰
اکنون خود ۲۷۵	اگلے پچھلے پاپ ۳۶۴	اگم اتھاہ ۲۳۱۹	آگم جان ۳۰۳	اگم جس ۲۲۶۶
آگم گیان ۲۲۷۹	اگن بوند ۷۵۵	اگیانی ارجھو ۱۳۴۹	اگیانی پیا ۱۹۴۶	اگیانی کہاں ۵۱۴
آگے رکت ۸۶۶	آگے کیسے ۸۲۴	الٹے سانس ۸۳۸	الکھ اروپ ۳۴۴	الکھ ان لکھ ۸۸۹
الکھ لکھے ۱۰۹	الکھ لکھین ۵۱۵	امنڈ گھمنڈ ۱۴۳۰	ان آنن ۲۱۱	انبا بورے ۹۳۶
انت اب ۲۴۷۸	ان چوٹن کے مارے ۱۹۷۸	انجروا ۱۹۲	انچھا پورن بہی ۱۶۲۱	انچھا پورن نہیں ۲۲۵۳
انچھا تیری ۲۳۱۳	اندرن کے بس مان ۱۵۹	اندرن کے بس ٹارکس ۲۴۷۶	اندرن کے پھندے ۱۸۹۱	ان ونہہ ۶۰۳
ان سلجھان ۸۲۳	ان سنگٹ ۱۸۹۳	انسون بھبیج ۱۶۲۴	انسون کی جھر ۱۸۵۰	انسون نیر ۹۶۳
انسے انسے کھلی ۱۲۹۷	اُن سے ۲۲۹۳	ان کرتب ۲۱۶۳	آنکھ بچائے ۷۹۸	انکھڑیاں تیڈی ۲۲۵
آنکہ شود ۱۲۷۳	انکھ کھول ۱۶۸	آنکھ لگائے بدیس ۱۰۶۶	آنکھ لگائے کھوجی ۱۳۵۲	انکھ لگت پھر انکھ ۳۴۷
انکھ لگت پھر انکھ نہ لاگی ۲۴۰۷	انکھیں سوں ۳۹۹	انکھین مانھ سمائی ۵۵۹	ان کی دیا ۵۰	انکی دیا سے ۱۸۷۷
انکی کب کرپا ۲۰۶	انکے مارے برہن ۱۸۴۵	انکے مارے کو سنکھ ۵۷۱	انکے ہوت سکھ ۱۷۰۷	انمورت اپنی ۱۰۹۹
انمورت بالم ۲۴۱۹	انمورت کے سنی ۲۴۲۰	انہین کا کام ۱۱۱۴	انہیں گنن ۳۱۱	اینکہ درود ۲۲
آؤ بالمان ۱۱۴	اوبھ اوبھ ۸۱۵	آؤ بھل چاکھ ۱۱۴۵	آؤ بیٹھ سادھن ۱۷۸۴	آؤ بھایل ۱۶۰۰
آؤ جوت ۱۹	او جوہم سے ۲۱۵۴	آؤ چھکاؤ ۶۱۰	آؤ جیت ہوں ۱۱۹۱	اودھ بدی ہم ۹۴
اودھ بدی ساون ۱۶۱۴	اودھو بلاؤ ۲۳۷	اودھو جوگ ۸۵۳	اودھو کچھ ۲۴۰۵	اودھے پر ۱۵۳۰

اور اگن ۱۲۹۹	اور تہا ۲۳۵۴	اور یہ ۶۲۹	اور تو ۱۹۱۲	اور جو ہوت ۶
او جو چلے ۲۲۸۲	اور ڈارو ۲۲۵۷	اورن سے پیا ۳۸۹	اورن کے ۱۶۲۳	آوری ۵۱۶
اوسر پہ ۳۹۹	آوسکھ مارگ ۱۱۶۵	اوکھد کام ۲۱۹۱	اوگن آڑ ۱۱۵۵	اوگن بخشو ۱۶۲
اوگن دیکھ رسایو ۱۴۱۴	اوگن دیکھے لاٹھن ۵۲۴	اوگن سب لے ۸۰۳	اوگن سگرے ۸۴	آون سن ۱۷۰۵
آون کہی ۱۳۲۱	آون کہی آئے نہیں ۱۲۸۵	آون کہی برکھا ۱۵۵۸	آوو درس ۱۵۳۶	آدو کرو ۱۳۱۲
آئے تو آدے ۱۵۹۳	آوے نہ جائے ۱۱۶۷	آئے آئے اپنی ۱۴۴۰	آئے آئے آج ۲۱۰۹	آئے بدیس ۱۹۴۵
آئی بہار ۹۳۳	آئے پردیسی ۲۲۰۳	آئے پڑے ۵۲۲	آئے رے ۱۷۷۴	آئے سمایو ۳۴۰
آئے لاگ ۹۷۰	آئے لال ۱۷۶۹	آئے نہیں پیا ۱۸۰۲	آئے نہیں گھر ۱۷۶۴	آئے ہمارے ۱۲۰۵
اتو کٹھور ۳۰۲	اتیے دن رنگ ۲۲۴۶	اے ری سکھی ۳۷۷	ایسو تہر نہ رہو ۱۰۷۹	ایسو گیان بتاؤ ۱۰۹۷
ایسو گیان تو ہے ۲۰۴۴	ایسو یہ من ۸۳۵	ایسے نباولن ۲۴۸۴	ایسے پی کو ۹۵۹	ایسے تو گپت ۱۹۲۹
ایسے جری ۱۴۱۷	ایسے جگت ۱۹۹۰	ایسے چلن ۱۱۰۵	ایسے دو کھے پیا ۱۳۸۲	ایسی دیا پہ ۱۹۹
ایسی دیا پر جو ۱۲۶۸	ایسی دیا کرو ۹	ایسے روپ سجن ۸۴۰	ایسے رہیں ۲۳۶	ایسے ساج ۱۴۰۵
ایسے سمے ۱۴۷۸	ایسے کاٹے ۱۰۲۵	ایسی کٹھن ۳۹۱	ایسی کمک ۱۰۱	ایسی کہوں ۲۸۱
ایسے ٹھر ۱۶۷۵	ایسے نوہی ۱۷۳۲	ایسے ہے ۲۴۴۵	ایک اور ۱۹۹۶	ایک ایک بار ۷۹۶
ایک ایک ہوئے ۱۳۱۸	ایک بات ۶۰۹	ایک بار دُہن ۱۲۹۲	ایک بول ۱۲۴۴	ایک پیگ ۹۶۶
ایک تو انکھیاں ۲۲۸	ایک تو پیا ۱۶۹۸	ایک تو گہن ۱۸۰۹	ایک تو میں ۱۱۳۰	ایک تو ہم ۱۶۵۸
ایک ٹھور ۲۴۰۹	ایک چوٹ ۶۶۷	ایک دن حیل ۲۹۲	ایک دن رین ۱۲۳۱	ایکدن سنمکھ ۱۲۵۹
ایک دن گور ۶۲۲	ایک رات ۱۶۸۲	اے کرتار ۲۶۲	ایک رین ۵۰۹	ایک نجر ۲۵۱
ایکو نگ ۷۸۶	ایک گھڑی ۱۰۰۳	ایک ہاتھ ۴۸۲	ایکے پیگ ۹۷۴	اے مائی ۹۰۰
آیو آج ۱۶۶۶	آیو اچانک ۲۱۴۰	آیو ساون ۱۴۱۳	اے ہو کرشن ۱۸۸۸	اے ہو کریم عطا ۴۸۴
		اے ہو مارت ۱۴۳۶		
		ب		
باتن کی کا بات ۲۷۵	باتیں کا سو ۲۰۷۵	باتیں مول ۹۶۹	باتیں ہم جی ۲۱۷۴	بات ٹوہی پاچھے ۳۷۷

باٹ ٹوہی دور ۹۶۸	باٹ پڑے ۲۰۵۷	باٹ پیا کی ۶۸۵	باٹ ہیم کی ۲۸۳	باٹ کٹھن ۱۱۶۰	
باٹ مالاگو رہت ۵۳۹	باٹ محبوب ۱۹۰۹	باٹ ہیرت کا ۳۱۵	باٹ ہیرت ہی گئے ۲۱۸۵	بادراب ۱۵۹۳	
بار بار یہ جیت ۱۳۴۸	بار بار سپا ۱۱۸۷	بار بار روہ ۵۴۴	بار بار یہی ۱۴۸۳	بار بہم کرتار ۴۳۷	
بار بہم ہے ۲۶۷	بار نہ لاگے ۸۱۰	بارو کر بجوا ۸۴۹	باس آوت ۱۲۵۵	بالاپن تہنا یا ۱۲۱۳	
بالاپن سب ۶۴۵	بالاپن سے ۱۳۳۶	بالک کا دکھ ۳۷۱	بالم آئے جا ۲۱۴۶	بالم بیٹھ ۱۶۷۸	
بالم تہہ سے ۱۰۵۱	بالم سب ۲۲۸۶	باما باشی ۲۶۸	بامن وتو ۱۹۵۵	بان مارا ۲۲۵۵	باٹ ہیرت سب ۴۲۰
باٹ ہیرت موری ۸۰۷	باٹ ہیرین ۵۶۷	باہر ہر ۱۵۷۷	بٹوہیا ہیر ۶۵	ٹبیان ہیرت ۱۶۸۷	
بچلے نہ موہن ۱۴	بچھڑ ب ابکی ۱۷۴	بچھڑ ب ملب ۱۲۱۷	بچھڑت ہی ۲۲۲۴	بچھڑن کی موسے ۲۶۶۴	
بچھڑن کی نہ سہوں ۱۳۸۱	بچے جو ۱۳۱۰	بجھو گناہ ۷۹	بدلبہے ۱۸۶	بدلیس جن جا ۹۴	برسے ۱۴۶۸
برج دولہا کا ۴۷۴	برج کے لوگ ۲۲۳۳	بڑہی کو ۲۹۱	بر در توکہ ۲۴۱	برسن بہے ۴۷۳	
برسن پر ۱۲۳۵	برسن چھوٹے ۱۱۸۱	برسن کے ارمان ۱۴۶۴	برسن کے چھوٹے ۶۵۷	برسے بچھڑ اکلاپت ۴۵۲	
برسے بچھڑ برسیں ۱۴۸۰	برتی نہ جات ۲۱۲۹	برہ اگن اس ۱۴۸	برہ اگن وہی ۸۰۹	برہ اگن کے سمند ۹۵۲	
برہ اگن داکی ۴۳۴	برہ اگن ما جرب ہے ۱۵۸۴	برہ اگن اجرت ۲۱۴	برہ تبہا ۴۴۶	برہ بیار ۲۴۷	
برہ کی آگ ۱۰۸۲	برہم لوک سے آئے ۲۳۲۰	برہم لوک سے بھگ گئے ۶۱۷	برہم نہ جانے ۴۵	بڑہت پاپ ۵۷۷	
بڑے بھاگ جگ ۱۹۲۸	بڑے بھاگ کاظم ۹۷۷	بڑی دیا ۱۰۹۱	بڑی کرپا ۱۳۸۴	بس بہے شیام ۶۴۸	
بس بس لے ۱۴۵۳	بست ایسی ۱۰۴۴	بس رہو ۱۲۵	بس کر جن ۱۱۵۲	بس کے پیو ۳۵۱	
بس کے لیے ۶۴۲	بس گیو ہیو ۲۰۹۹	بس گیو سوئے ۱۹۶۷	بکسادیو ۱۸۷۲	بکھ بھری انکھیاں ۱۳۵۷	
بکھ کھیوں ۲۳۵۲	بکھ بھری گانسی ۲۲۵۰	بلبل کا دل ۱۳۲۹	بلجاوں یا ہیں ۵۰۴	بلہاری پیا ۱۱۰۷	
بن اپنے ۴۱۶	بن انکھیین ۲۴۵۲	بن بن پیہروں ۹۳۸	بن بن ہیں ۲۲۸۹	بنتی کر کر جوڑ جوڑ ۱۶۱۰	
بنتی کر کر جوڑ کہت ۸۶۷	بنتی مان ۱۸۶۸	بن بجے ۲۴۰۳	بن جہیا یو لے ۲۴۵۱	بن پی کے ۱۰۷۲	
بن درس دکھ ۱۱۳۸	بن درسن نا جھونڈوں ۱۳۵	بن کرپا تیرے ۲۳۱۵	بن کرپا ۲۴۶۰	بن کر گڑھے ۲۴۵۲	
بن گھنشیام اس ۲۰۸	بن گھنشیام دیکھے ۱۴۵۶	بن گھنشیام گھنشیام ۱۵۹۲	بن ما ۹۳۴	بن من بہاون ۱۰۰۳	
بن منموہن ۱۲۹۶	بنواری تو ہے ۸۷۸	بنواری تیرے ۷۱۳	بنواری چل ۲۹۹	بنواری کہکا ۳۰۵	

پ

پیا مورے ۱۳۷۹	پیا موہے ۷۵۸	پینیاں بڑوں ۲۳۴۸	پیا نت جاگے ۹۷۸	پیا نرموہی ۸۶۸
پیا نرموہی توسے ۲۴۴۱	پیا نہ ہوے ۱۵۶۱	پیا نہیں ۱۴۲۲	پیا ہم سے ۱۵۴۴	بتست پاؤں کے پاؤن ۲۱۰۰
بتست پاؤں گے درسن ۲۰۹۱	بیت جوڑا لیسے ۲۳۸۳	بیت جوڑ جگدیش ۸۱۵	بیت جوڑ گوئی ۷۶	بیت جوڑی ۱۸۵۹
بیت کرت سد ۹۰۹	بیت رکھے سکھ ۱۵۳۷	بیت کی ریت ۲۱۸۰	بیت لگا نا وے ۱۳۲۲	بیت لگائے بچھڑن ۶۷۵
بیت لگائے پردیسیا ۹۲۳	بیت لگائے سدھارو ۲۲۴۴	بیت لگائے ہیئے ۹۹۰	بیت لگائے کاہوں ۲۸۶	بیت لگائے مکھ ۲۱۷
پیا بیت لگائے ۲۳۶۴	بیت لگی انکی ۱۵۶۶	بیت نہ کیجیے ۲۱۲	بیت ہی سے ۲۱۳	پیرا بدن ۲۱۲۴
پیر کیوٹ ۵۹۳	پیر محمد اشرف ۲۸۶	پیر جائے ۲۲۶۰	پی کو سنگ ۱۰۸۶	پی کی آون سنکے ۱۷۵۸
پی کے آون ۱۹۴	پی کے بچھڑے ۹۸۰	پی کی ہوگن ۱۸۳۶	پی کے درس ۱۶۴۸	پی کی دیا ۱۸۱۹
پی کے رس ۱۴۲۹	پی کے سندیسو ۱۶۰۶	پی کے طوج ۱۵۷۹	پی کے لگی ۱۰۸۳	پی کے نین ۱۲۱۸
پی کے ہوت ۱۴۸۵	پیگ کہت جیو ۹۶۷	پیم اگن تیری ۱۴۴	پیم اگن سے جرد ۲۳۲۵	پیم ہجن بن ۶۶۳
پیم ہجن کا ظلم ۱۶۶۵	پیم بھگت جاسوں ۴۰۷	پیم بھگت بن ۲۳۴۴	پیم کا بادر ۱۶۶۴	پیم کا کھانڈا ۵۸۵
پیم کا گھر ۱۰۲۴	پیم کی باٹ ۴۰۰	پیم کی باجی ۷۱۷	پیم نہیں ۹۷۹	پیو بھرپور ۸۷۰
پیو پیو سن ۱۴۲۷	پیو تو اچھوں ۸۳۹	پیو تو پردیس ۱۸۴۱	پیو سنگ سبکے ۴۵۰	پیو گنگا جل ۲۴۲
		پیو ہے جیسے ۱۹۴۱		

ت

تا پریان ۱۹۷۷	تا پر گھیر گھیر ۱۵۳۹	تان کہاں ۱۱۲۷	تان کے ۲۳۷۲	تان نہیں ۱۰۰۵
تب تو رہے ۱۳۴	تب کچھے ۲۲۲۸	تب نہ مری ۹۰۶	تب ہی جانا ۴۶۲	تپک تپک ت ۱۶۱۶
تپک تپک کیتی ۱۰۷	تپن بجھاون ۱۵۰۳	تپن بجھی ۱۳۹۶	تپن نبجھے تک سے کی ۱۵۰۴	تپن گئی ۷۳۶
تج کے مایا ۲۰۳۰	تج مایا ۱۸۸۱	تج مورت ۲۲۴۸	ترنا بے بل ۱۱۷۵	ترت ہرائے ۱۹۶۶
ترسائے رکھیو ۹۷	ترس ترس ۱۳۶۱	ترین دیکھ ۱۵۶۸	تلپھ تلپھ میں ۱۸۶۳	تم بن باپ ۲۱۶۱
تم بن باہن ۲۶	تم بن کو دکھ ۲۱۶۶	تم بن کو ہے ۳۶۹	تم تو رہو ۱۵۶۵	تم تو نہ آئے ۱۳۲۰
تم سے بیت ۶۳۹	تم سے کوئی ۲۱۲۰	تم کا چھوڑ ۳۷۴	تم کہوں کا ظلم ۲۱۶۵	تم گھر کین ۵۴۳
تم سو نہیں ۱۳۶۳	تم نکلو نہیں ۲۰۶۸	تمہرے بنائے ۳۷۲	تمہرے بہت ہے تھر ۳۶۲	تم ہو سنہی ۶۴۴

تن بھیو بھین ۱۳۴۶	تن پتن من ۱۱۶۶	تنک تنک ۱۶۸۶	تنک ٹھاڈھ ۵۳	تنک چہت ۲۲۲۵
تنک دیکھ یہ اور ۲۳	تنک دیکھیں ۱۱۱۱	تنک سنتوکھ ۲۲۵۲	تنک موری نیہہ لے ۱۵۲	تنک نہ ڈھہرے ۲۰۶۴
تنک نہ مانت ۴۴۷	تن کے جور ۱۵۵۲	تن کے لیے ۱۰۴۹	تن من جگ ۲۰۰۲	تن من جیو ۱۸
تن من جیولیو ۷۳	تن من جیو ہے ۲۳۱۱	تو ہوے گیان ۱۱۷۱	تو جان ہستی ۱۹۵۷	تن من میں ۲۰۹۸
تورے پاؤں ۳	تورے چلب ۷۵۱	تورے گرب ۱۱۵۶	تورے لئے ۱۰۴۷	توڑ سکیں کب ۳۰۷
توڑو دل ابھر ۱۴۵	تو لے نام ۱۸۸۲	تو ہی باسط ستگر ۱۰۵۸	تو ہے بہو ڈر ۱۸۰۱	تو ہے پارے ۳۲۱
تو ہی تو ہے ۳۱	تو ہی چاہے ۲۶۰	تو ہی کونے ۱۴۴۶	تو ہی ہے کریم ۳۶۳	تہاری الکیں ۲۱۳۰
تہر ندرہت ۵۷۲	تہہ سے تورے ۱۸۱۷	تہک ہاری ۱۵۴۱	تھوڑو بہت ہے ۱۲۲۷	تھوڑے دنن کا ۲۱۷۷
تھوڑے تھوڑے ۷۴	تھوڑے دنن ۱۹۱۶	تھوڑے دنن کی ۸۷۵	تھوڑے دنن کا پیت ۲۰۰۸	تیجے بیو بیو ۱۸۰۷
تیرا ابرا آیو ۱۹۹۴	تیرا کرم ۸۷	تیرتھ ہم ۲۱۰۴	تیرہ آؤ ۲۲۲۵	تیرو پاون ۲
تیرو پیا ۱۴۳۵	تیرو تو پیو ۲۲۳۱	تیرو تو نیہہ ۱۴۶۵	تیرو کہاں ۲۱	تیرو من تب ہی ۱۰۱۶
تیرو استت ۲۱۶۷	تیرے الکن ۵۶۹	تیرے آوت ۲۰۲۶	تیری بات ہیرت ۲۳۹۴	تیری تو پیا تیں ۲۴۴۸
تیرے تو پیا گھر ۱۷۹۷	تیرے جال کے ۱۳۴۱	تیرے درسن کی ۱۳۷۰	تیرے دیکھین کو ۲۳۲۱	تیرے رحم ۵۲۸
تیری دکھائیوں ۱۳۳۰	تیری سکھ ما ۱۳۸۹	تیرے کہیال ۱۹۰۲	تیرے گیان ۲۰۲۰	تیرے لگی ۱۳۰۱
تیری مورت ۲۴۷۶	تیرے نیہہ ۲۰۳۳	تیں اُجیر ۸۲	تیں آئے ۲۲۷۲	تیں بوری ۱۷۸۰
تیں ہی ۳۳۰	تیں پیا ۱۳۸۲	تیں بیو ۴۵۸	تیں تو سکھی ۱۴۸۹	تیں تو کاظم ۹۹۴
تیں تو کاظم موش ۹۳۱	تیں تو کہے ۲۱۵۴	تیں بیو ۱۹۶۸	تیں چاہت ۶۸۶	تیں چوری کر ۲۴۶۰
تیں چھیرت ۱۱۹۵	تیں داتا ۲۳۱۴	تیں رہ ۱۵۸۲	تیں رہے ۶۶۸	تیں رے ۱۳۰
تیں سکھ دائی ۲۱۷۰	تیں سنجوگن ۷۳۷	تیں کاظم بھلے ۲۳۳۰	تیں کاظم پیا اپنے ۱۷۱۸	تیں کاظم پیا گھر ۱۴۱۳
تیں کاظم نیہہ ۱۷۶۴	تیں کاظم بھائے ۱۸۵۱	تیں کچھ کر ۱۷۶۸	تیں مانگے ۴۰۹	تیں ملنا ۲۳۳۶
تیں من میں ۵۱۳	تیں میری ۲۰۵۲	تیں ہے سدا ۸۰	تیں ہے سمندر ۲۰	تیں ہے سنگ ۲۲۶۸
		ٹ		
ٹرٹر جات ۲۲۱۳	ٹک بیو ۱۳۲۵	ٹک ہیرت ۱۰۰۷	ٹھاڈھ رہے نس دن ۱۳۰۶	ٹھاڈھ رہیں کب ۱۳۲۶

ٹھور ٹھور بھائے ۱۰۹۲	ٹھور ٹھور پیا دیکھے ۸۰۵	ٹھور ٹھور تیری ۲۴۰۴	ٹھور ٹھور جاگے ۸۰	ٹھور ٹھور جہہ ۶۷۹
ٹھور ٹھور درسن ۶۸۹	ٹھور ٹھور روئی ۴۳۳	ٹھور ٹھور سوئی ۲۱۵۰	ٹھور ٹھور مورت ۲۳۴۳	ٹھور ٹھوریتے کاظم ۲۴۶۸
	ٹھور نہ گھر موکو ۶۵۱	ٹھور رہے جہہ ۲۳۵۶		
		ج		
جاتا نکل ۲۰۶۹	جات رہی ۲۲۲۶	جادو چلاوت ۲۸۸	جادو کون ۲۴۳	جادھر چین ۵۶۸
جاری بدریا ۱۴۷۹	جاسوں ۵۷۷	جاسے کاج ۱۸۹	جاسے نہ روسے ۱۱۰۸	جاسے ہرائے ۶۱۲
جاکو آوانت ۲۲۵۱	جاکو بتاویں ۱۲۷	جاکو پیا ۹۹۲	جاکو جان ۱۱۶۸	جاکو جہ ۹۸۷
جاکو دیت ۹۱۸	جاکو کہیں مورت ۱۲۰۴	جاکو کہیں نیارا ۲۳۰۷	جاکو گنیاں ۲۱۷۸	جاکی اُور ۲۴۸۷
جاکے باپ ۷۲۹	جاکی باس ۶۰	جاکی چھب ۱۱۷۹	جاکے دن ۱۸۲۰	جاکے زنگ ۱۳۰۷
جاکے لگے سوجانے ۱۲۶۴	جاکے لگے سوہی ۲۰۴۰	جاکے لگی ہوئے ۸۲۸	جاکے گیان ۵۲۹	جاکے ہوت ۷۰۱
جاگ اٹھی ۱۷۶	جاگت چت ۱۴۰	جاگت سیج ۴۲۶	جاگت نیر ۹۹۶	جاگ جاگ ۳۷
جاگرے لاگ ۲۴۲۸	جاگ سو ۹۸۳	جاگ موئی ۳۳۹	جاگو اٹھو ۱۶۷	جاگو نیند بھریا ۱۶۵۱
جان بوجھ پیا ۱۸۷	جان بوجھ مجھ ۴۵۱	جان بوجھ کے اپنا ۱۰۶۱	جان بوجھ کے پیمن ۲۱۵۶	جان بوجھ ہم ۱۱۵۱
جان چت ۱۵۸۸	جان کہت پردیس ۸۶۳	جان کہت ہے پران ۹۰۴	جاکے نہ ہوئے ۱۵۸۱	جانو مرلی ۸۰۹
جانو موہنی ۲۷۸	جانو من ۳۵۹	جانو ہو ۲۳۰۱	جانہ اُدھر ۷۵۰	جاؤ جاؤ واہی ۲۳۵۹
جاؤ جاؤ ہم ۳۱۶	جاؤ جاؤ ہم سے ۹۴۵	جاؤں کہاں ۷۶۵	جاوہی دیس ۱۵۳۲	جائی برس ۱۸۱۲
جائے بیٹھے ۱۱۳۴	جائی پتنگوا دیکھ ۱۵۹۰	جائی پتنگوا کچھ ۱۶۹۰	جائے چھیڑو ۱۱۹۶	جائے سکے ۱۷۱۱
جائے کا تھا ۳۱۴	جائے کے ہم ۲۰۳۶	جائے گہن ۱۴۱۸	جائیں کہاں ۳۰۸	جب تب ۱۰۹۳
جب تک ۱۱۸۱	جب دیکھوں ۱۷۳۱	جب جانوں ۱۸۹۸	جب سے بہے ۱۲۴	جب سے تم ۶۹
جب سے کرپا ۷۴۰	جب سے لگے ۶۰۲	جب سے لگی موے ۶۶	جب کرڑ ہاتھ ۱۲۲۸	جب گھر آوے ۱۴۵۵
جب لاگی ۲۱۱۸	جب من ۳۲۰	جبھیں تنک ۱۹۹۳	جب ہی چلے ۲۲۵۰	جت جاؤں ۱۴۴۱
جرت ہیرا ۱۶۲۵	جر جائے موہ ۱۱۷۲۵	جر جر جیو ۲۲۱۷	جس تیں ۴	جس کاغذ ۲۱۹۳
جس کاگد ۵۵۳	جگ آوت ۲۷۹	جگ آئے لیسے ۱۹۷	جگ آئے کچھڑے ۱۴۹۵	جگ آئے سکا ہو ۹۹۱

چ

ڈ

ر

رس کو ۲۲۳۴	رکت جھوران ۸۲۹	رکت لگیں ۲۲	رکت ماس ۷۵۶	رکھے لاج ۳۰
رکھے لاج دود ۵۳۲	رگھبر سن ۱۸۱۳	رم جھم ۱۴۰۱	رنج فراق ۲۴۳۵	رنگ رنگیلا ۲۲۲
رنگ نہ پوچھ ۶۳۵	رنگ نہ روپ ۱۲۸۲	روپ اروپ ۲۰۸۳	روپ دھنی ۲۳۹۵	روٹھے رہے ۷۱۰
روجناج ۶۵۸	رو دل ۱۲۷۴	روگ بھیو ۱۹۲۴	روگی بہت ۷۰۴	روم روم پی ۱۵۴۷
روم روم دکھ ۱۵۹۶	روندھا جیو ۱۲۴۵	رہت اکیل ۱۵۵۴	رہت سدا ۱۵۰	رہ ٹھاکر ۱۲۷۰
رہ نہ سکوں ۱۴۴۴	رہو ترک ۶۵۰	رہوں تو سون ۱۶۸۹	رہے بڑھتی ۲۲۹۹	رہی ہو چیک ۱۴۱
رہے جل ما ۲۸۶	رہی دیکھت ۱۱۵۰	رہے مگن ۲۶۳	رہیں آنند ۱۴۵۲	رہی ہیرت ۲۱۳۹
ریت بھانت ۶۸۷	ریکھ یہ دکھ کی ۱۱۰۱	رین ونانت ۸۹۸	رین ونا سے جھے ۱۲۴۲	رین گئی سوگئی ۲۲۲۰
		ز		
		زلفیں کھول ۱۰۱۰		
		س		
سات سمندر ۲۲۰۴	سات دیپ ۲۴۶۱	سادھن ۲۳۸۲	ساس ۱۸۸	سانچے ۶۳۱
سانچی سانچی ۱۷۹	ساون آوت ۱۶۸۵	ساون آئے ۱۴۸۸	ساون آیو ۱۸۴۶	ساون آیو ہم ۱۵۹۴
ساون بیتو ۱۶۸۰	ساون موکو ۱۶۳۰	ساونواں آیو ۱۴۰۸	سانواں ہے ۱۴۰۲	سانوروانہیں ۴۰۶
سانوری صورت ۲۹۸	سانوری مورت ۸۸۱	سبج تج ۱۶۱	سب دکھ ۱۷۳۴	سب جگ ۲۴۶۴
سب خوش ۲۰۷۳	سب سکھی ۲۱۴۲	سب سنسار ۶۲۳	سب سے ۱۱۶۲	سب سے ہنس ہنس ۸۶۱
سب صورت ۲۰۳۵	سب کا ۲۸۰	سب کان ۳۸۸	سب کو بھایا ۳۳۲	سب کو چھلے ۱۲۳۹
سب کو تجوں ۲۴۲۶	سب کو ہرے ۲۱۹	سب کہہ پی ۱۴۹۴	سب نے ۱۰۷۹	سب گنیتیں ۱۲۰۶
سب مدھ ماتی ۱۴۳۹	سب ہی ٹھور ۱۱۱	سب ہی سنگار ۱۶۴۷	سب ہیں ۷۵	ستگر بن ۵۸۰
ستگر کی ۱۲۵۶	ستم نہ کر ۱۳۰۲	ستی جرے ۲۴۴	سدا رہو سکھ ۵۷۹	سدا رہو کاظم سنگ ۱۶۱۲
سدا رہو کاظم ۱۲۲۹	سدا رہے سکھ ۴۳۸	سدا رہیں ابرس ۱۸۲۰	سدا سکھی رہے ۷۴۰	سدھ آوت ۲۴۱
سدھ آوت آگم ۲۲۰۵	سدھ کب ۳۸۵	سدھ لے ۱۰۵۵	سدھ نہ رہی ۹۵۸	سدھ نہ لئی ۳۰۱
سدھ ہوئے ۱۱۴۸	سرت کی ڈور ۱۱۸	سرب گئی سدھ ۱۰۳۳	سرت لگائے ۱۹۸۹	سر جن بن میں ۴۴۴

سرگن بن میں ۲۳۷۶	سرگن ما ۸۸۸	سرنہ کھاؤ ۲۴۴۷	سرو سا مانم ۱۹۵۲	سٹرک لگی ۱۱۷۴
سکل بست ۵۴۹	سکل تج ۱۱۹۹	سکھ آنند نہ پوچھ ۱۵۴۸	سکھ آنند ہے ۱۵۷۵	سکھ پائے ۳۲۲
سکھ دے ۹۲۴	سکھ نت ۲۶۱	سکھ ہوے ۱۳۵۱	سکھی ہم ۹۶۱	سکھی ہیں ۱۵۴۳
سکھی بھیر ۱۹۰۴	سُکھی رہت ۶۶۷	سُکھی رہو ۱۰۸۴	سُکھی رہو کاظم ۱۴۹۶	سکھی رہیں دو ۲۲۱۰،۹
سکھی رہیں کاظم ۱۶۹۳	سکھی رہیں کاظم سکھی ہے ۱۶۸۸	سکھی لے تیرے ۶۲۸	سکھی ہیں ۱۹۲۶	سکھی ہمارا ۱۷۲۵
سکھیو ہوں ۱۸۷۳	سگری چھب ۷۶۶	سگری چھپے ۲۱۰	سگری سبھا ۶۷۴	سمت لے ۲۰۱۴
سمرن تور ۲۰۳	سمرن کے لیے ۶۷۰	سندر روپ ۲۸۱	سن سن ۱۰۰۴	سنک سہاگی ۵۰۸
سن کے بچن ۱۸۶۷	سن کوئل کی ۱۶۸۸	سن کے جوگ ۷۳۴	سنگ بنور ہے ۲۰۱۰	سنگ چلے کاظم ۱۰۲۶
سنگ گوپال ۳۲۴	سنگ لاگت ۱۵۵۸	سنمکھ ہیو ۴۵۵	سنمکھ ٹھار ۲۸۹	سنمکھ ٹھہرو ۸۲۶
سنمکھ رہت ۱۵۴۹	سنمکھ ہوت پیا ۸۲۲	سنمکھ ہوت تیرے ۶۰۸	سنمکھ ہوے ۱۲۳۲	سنورا ۱۰۳۶
سنّیاں تورے ۸۰۶	سنّیاں رے ۱۴۷	سنّیاں نا ۱۱۴۹	سنّیاں ہو ۷۴۷	سینک کہہ سکوں ۱۴۳
سوبالم ۱۴۸۷	سوبس ہیو ۱۲۴۰	سوبسہے ۸۸۲	سوبھل ۲۲۰۹	سوتن ۲۲۲۲
سوبیو آئے ۶۱	سوبیو پایا ۲۰۹۷	سوبیتم ۴۳۱	سوجھ پڑے ۱۱۷۳	سوچ ترو ۹۴۸
سوداؤں ۸۰۴	سودرسن ۱۳۳	سو رہے ۸۹۲	سوسوانسون ۲۲۶۲	سوداؤں کو ۱۰۴۵
سوداؤں وہ ۲۱۲۷	سوسو ۱۹۴۷	سوگھاد ۵۵۶	سوہورت ۲۳۱	سوموہن بس ۷۰۷
سوموہن کان ۲۲۶۳	سون بھون ۲۴۹۱	سون ہیو ۱۷۴۴	سوتج جائے ۷۴۹	سون مندر ۱۵۹۹
سونہ ہیو ۲۱۸۷	سونے بھون پیا ۱۶۹۵	سونے بھون مارہے ۷۴۵	سونے بھون مارہے ہم ۱۲۲	سونے بھون ماکاظم ۱۴۲۴
سونے بھون داگے ۱۸۲۹	سووت جاگت ۲۱۵۲	سووت جگن ۹۷۱	سووت چیت موسی ۲۴۱۳	سوئی اب ۱۷۷۶
سوئی امر ہیو ۲۹۳	سوئی رہت ۱۰۶۰	سوئی رہے ۱۲۸۹	سوئی سب کی ۲۲۳۵	سوے سنجوگن ۵۵
سوئے سوئے ۳۹	سوئے سے ۵۹	سہج سہج ۹۲۱	سہجے درشت ۱۲۶۶	سیام لکھب ۱۱۱۹
		سید سیکھ ۴۷		
		ش		
		شیام پیارے ۲۲۴۲		

		ص		
صاحب آپ ۲۱۵	صاحب جہہ پر ۲۳۴۶	صاحب سے جو ۱۱۴۴	صاحب کا ڈر ۲۲۱۴	صاحب واکو ۲۰۸۰
	صاحب ہوت ۱۳۴۲	صاحب ہے کپ ۶۵۶	صورت تیری ۱۶	
		ع		
	عرض یہی ۲۳۱۷	عہدالستم ۶۲۴		

		ک		
کا اندرن کو ۱۰۷۵	کا برنوں ۲۳۰	کا بھئی ۸۵۸	کا بھیو ۲۱۲۶	کا ٹھ کا مالا ۱۱۹
کاج بنا ۱۲۰۷	کاج بنت ۱۲۰۸	کاج چھوٹا اب ۲۴۱۷	کاج دیکھ ۲۵۸	کلج نہ آویں ۲۴۳۰
کا دکھ ۲۱۷۱	کا دنہہ انکھیئن ۳۴۴	کا دنہہ کہی ۴۰۱	کا ڈر لگے ۵۳۰	کارو ہوت ۲۳۶۲
کاری انکھیاں ۲۱۲۰	کالے بادر آئے ۱۷۰۶	کالے بدروا ٹوٹ ۱۹۵۱	کالے بیرے ۱۸۴۰	کالے بن جہور ۱۷۲۸
کاری بہئیں ۸۱۲	کالے جادو ۴۷۵	کاری رین بدریا ۱۶۲۸	کاری کاری بدریا ۱۸۴۴	کاری گھٹا ۱۶۲۳
کاری گھٹا دیکھ ۱۴۵۰	کاری گھٹا چھو ۱۴۶۷	کاری گھٹا کاری ۱۷۳۸	کاری ہیں ۱۳۹۷	کاظم امر ہیے ۷۳۹
کاظم اپنے میت ۲۲۳۶	کاظم ایسے چلین ۱۲۴۶	کاظم بل جاؤں ۵۴۵	کاظم بہت دنن ۵۶۲	کاظم بھگت ۱۹۳۰
کاظم تجھے ۲۵۹	کاظم تجھکو ۲۰۷۴	کاظم تم پہنچا دو ۱۲۱۴	کاظم تم بن ۳۸۶	کاظم تم کا دیکھیں ۴۳۷
کاظم تم کا نہ بھولے ۲۴۵۶	کاظم توسے پیا ۱۰۴۶	کاظم تیرو میت ۲۲۲۳	کاظم تیرو میت نبوازی ۲۴	کاظم تیرے سکھن ۱۷۷۳
کاظم پایا گھر ۴۵۹	کاظم پاس رہے ۲۲۳۴	کاظم پائی کریم ۴۸۹	کاظم پر کچھ ۲۳۷۰	کاظم پر کربا ۶۹۸
کاظم پیا پائے ۲۴۱۲	کاظم پیا سے ۳۹۲	کاظم بیگ اؤ ۱۷۷۷	کاظم پیو کو جو ۱۶۳۵	کاظم پیو کو سنگ ۱۷۰۱
کاظم پی کے بیم ۲۱۴۱	کاظم جانے ہماری ۱۶۷	کاظم جہہ سے ۱۶۱۸	کاظم چرن لگو ۲۱۷۳	کاظم جڑھ ۲۲۱۸
کاظم درس بھکاری ۲۱۹	کاظم مانگت ۲۶۶	کاظم دیکھے رب ۱۹۹۸	کاظم دیکھے نرگن ۱۱۱۸	کاظم دیکھیں صاحب ۱۱۱۳
کاظم راشد ۲۷۳	کاظم راہر دم ۱۹۵۴	کاظم رین تلپھ ۱۳۲۴	کاظم سا ہے ۱۶۶۱	کاظم سب جگ ۳۹۸
کاظم سنگ پیا ۱۶۰۵	کاظم سنگ نہ چھانڈ ۱۰۲۰	کاظم سنگ بنے رہو ۵۹۲	کاظم سے نت ۲۰۵۱	کاظم عرض کرت ۳۱۲
کاظم کا سنگت ۸۵	کاظم کاں تالے ۳۶۸	کاظم کو بیو ۱۸۰۹	کاظم کے بس سیام ۲۰۷۸	کاظم کے بس کس ۴۵۳

کاظم کے بھاگن ۲۳۹۲	کاظم کے نین سیون ۱۲۹	کاظم کے جو ۲۰۱	کاظم کے رس ۲۱۳۲	کاظم کے سنگ ۱۲۶۸
کاظم کی ۱۰۱۴	کاظم کے نت ۱۴۸۹	کاظم کے ہیئے ۳۸۰	کاظم من سکھ ۱۳۱۴	کاظم لاگی ۳۱۹
کاظم لکھے ۱۸۹۴	کاظم ہمری ۱۰۶۸	کاظم ہیرت ۵۰۶	کاظم بہی درس ۵۲۶	کاغم کھائے ۱۱۶۱
کاکری لے مائی ۱۶۱۳	کاکہوں کاظم ۹۲	کاکہوں کھر ۲۱۶۵	کاکہوں میں دن ۶۲	کاکہوں میں دنہ ۱۵۱۴
کال بھئے ۲۰۰۸	کالا جلیبی ۱۸۸۴	کالی انکھیاں ۲۲۳۷	کالے ہیرے ۱۲۵۷	کالے کرے ۶۰۴
کام پڑے ۷۳۸	کام کرودھ ۵۸۴	کامن کی ۱۵۳۳	کا موہنی ۲۴۷۴	کا ہیں کہوں ۱۶۵۶
کان سو لوگن ۲۱۷۶	کان لگائے ۸۷۶	کان موند سن ۱۹۷۲	کا نہیں پہنچت ۲۲۷۴	کا ہو بلاوت ۲۳۰۳
کاہو چلن ۱۱۰۶	کاہو کا پھونکت ۴۶۷	کاہو کاں غوث ۱۳۷۳	کاہو کے ۷۸	کاہے ارجھے ۱۲۰۰
کاہے بیت ۶۴۳	کاہے سب کا ۱۵۸۹	کاہے تنور ۱۵۰۵	کاہے کا اپنا ۱۳۳۴	کاہے کو جگ ۹۷۵
کاہے کو کہیے ۱۳۵۷	کاہے نہ کہوں ۴۰۳	کاہے نہ ہوں ۱۰۴۳	کب انچھا ۱۶۲۳	کب بجھی ۱۷۹۱
کب بھاوے ۱۴۷۴	کب تک دکھ ۲۰۵۳	کب تک ہم ۲۰۵۰	کت ٹھہرے ۱۴۴۲	کب رہو دوسر ۲۲۸۷
کب کی لگے ۱۲۰۱	کب کی بکی ۲۱۵۵	کب گھونگھٹ ۲۳۶۹	کب من ۱۱۶۹	کبھوں ادھر گئے ۲۳۲۱
کبھوں توجاے ۸۳۶	کبھوں دیو کر جیسے ۳۳۴	کبھوں کے بچھڑے ۱۴۶۰	کبھوں گھر آو ۱۳۶۰	کبھو لکھے پاتی ۱۰۱۲
کبھو کھ ۶۰۵	کبھی موہے ۸۹۳	کبھوں نہ ٹلے ۲۰۸۲	کبھوں نہ چھپ ۱۷۲۹	کبھوں نہ دیکھ ۴۸۵
کبھوں نیکے ۳۵۷	کبہیں کہیں ۲۰۱۹	کٹھن بیرہائی ۴۶۷	کٹھن ہے الیسو ۸۷۷	کٹھن ہے تنک ۱۱۱۷
کٹے باسر ۲۳۶۲	کچرے کھائے ۱۷۸۱	کچھ دن ادھر ادھر ۶۶۵	کچھ دن جگ ۱۱۴۷	کچھ دن درس ۱۷۹۰
کچھ دن رہ کے ۲۳۳۳	کچھ دن ہنسے ۱۱۴۱	کچھ دئی برسے ۱۵۱۸	کچھ نہ بسائے ۳۱۸	کچھ نہ ہیو ۲۱۱۱
کچھ نہیں بیر ۳۱۳	کچھ نہیں ڈر ۵۲۳	کچھ ہمری مت ۶۱۳	کچھ ہمری نہ بسائی ۱۰۸۵	کر بچار ۲۲۹۱
کر بھوجن ۱۱۴۶	کرلے کر ۱۵۷	کرتا ہوے ۲۳۱۰	کرتب کے بندھن ۲۱۶۴	کر بیو سے ۱۰۱۵
کر کے بیت ۹۰۸	کر کے دیا ۲۱۱۴	کر کے دیا ۱۸۵۷	کر کے دیا بولا ۱۳۶	کر کے دیا سنگھ ۲۶۷
کر کے کھیل ۲۲۴۳	کرم ہوا ۳۲۸	کرو آنند ۱۹۳۵	کریں آنند ۵۳۵	کس جھران ۱۶۵۱
کس لاگی ۲۱۲۴	کس مت ۱۱۴	کس ہے تپا ۱۴۰	کس ہے رہی ۶۳۲	کس ہے نندیا ۵۳۳
کل پہ نہ رکھ ۵۷۵	کل کھوئے ۸۰۴	کل نہ کروں ۲۳۴۹	کل نہ ملے ۱۸۳۱	کلہ تیں ۱۸۹۵

کن ململا یو ۳۶۲	کنٹھ لگے ۲۱۸۸	کن چھل لیو ۹۹۴	کو برنے ۲۱۴۵	کو پہچانے جو ہے ۲۲۸۴
کو پہچانے ۸۸۳	کوپی کو ۱۶۳۲	کوٹھرے سنگھ ۹۱	کو جانے ۵۳۷	کو سہے ۵۵۴
کوک سنت ۱۴۹۸	کون اُپاؤ ۱۱۳۵	کون اگن ۴۰۲	کون آیا کہل ۸۶۵	کون بتاؤں ۱۵۵۴
کون بتاؤں ۷۵۷	کون بتاؤں ۱۳۹۸	کون جادوگر ۱۲۳۷	کون جیاؤ ۱۲۴۹	کون جتن ۱۰۹۵
کون جتن سے ۶۱۴	کون بھانگت ۱۰۷۳	کون رہا جگ ۱۴۲۰	کون کاج کا ۱۳۰۹	کون کرے ۹۷۳
کون کرے اب ۱۱۷	کون کہت ہے جگ ۲۳۱۴	کون کہت ہے ۱۲۸	کون کہت ۷۸۵	کون گنن پیا ۲۲۹۳
کون لیو ۹۵۳	کون بیری کیو ۲۲۵۰	کونی بست ۶۶۱	کونی کہور ۱۶۹۱	کونے دیس ۲۴۱۶
کونی گھاٹ سے گھاٹ ۸۱۰	کوئے جائے ۱۱۰۲	کون کاج ۶۷۳	کونے کہور ۲۳۸۰	کون ماس ۵۶۶
کوئی مال خزانہ ۱۳۷۱	کونیھ کو ۱۸۷	کو واکو ۹۶۲	کوؤ کہت ۸۱۶	کوؤ نالکھے ۲۴۸۳
کوؤ نمانہ ۱۳۷۴	کوئل ہوک کٹھت ۲۸۱۴	کوئی بتاوت ۴۳۰	کوئی بچھرا بھر ۹۲۸	کوئی بچھڑی ٹوٹی ۱۹۳۴
کوئی بیوگن ۷۶۹	کوئی جتن ۹۲۶	کوئی روپ سندر ۱۳۷۲	کوئی کہت ہے واکو ۱۹۱۰	کوئی کہت ہے ۴۲۹
کوئی مور ۲۱۹۸	کوئی مجھے ۱۲۱۰	کوئی نہ آوے ۳۷۹	کوئی نہ پاوے ۲۰۹۵	کوئی نہ لے ململاہے ۱۱۰۴
کوئی نیرے بتاوت ۲۲۰۰	کوئی واکے دیس ۹۶۰	کوئی ہنسے ۳۸۴	کوئی ہوئے گہنگی ۹۸۲	کوئی ہے ایسا ۱۹۱۹
کہا الکھ ۱۴۷	کھات بیت ۱۰۷۴	کھاٹ بڑو ۶۳۷	کہا دیکھ ۲۲۱۶	کھاسے ململ ۶۶۹
کہا کروں کچھ ۴۴۱	کہا کروں ۱۸۶۲	کہا کروں کچھ ۶۵۲	کہاں بھاگ جو بیو ۸۹۱	کہاں بھاگ جو سیام ۱۲۹۵
کہاں تلک ۱۰۲۹	کہاں تیرو ۵۷۴	کہاں پاؤں ۱۹۲۱	کہاں پاوے ۸۰۱	کہاں جاوں ۱۹۱۱
کہاں چھپی ۳۹۴	کہاں درس ۱۶۰۷	کھانڈ تجے ۷۰۸	کہاں رہے ۶۲۶	کہاں رہیں بھر ۱۸۷۱
کہاں سماؤں بھولی ۱۹۳۲	کہاں کہاں جت ۷۰۲	کہاں کہاں یہ کہت ۵۰۹	کہاں کہو جون ۲۷۴	کہاں کی ریت ۸۵۲
کہاں گئے ۳۹۳	کہاں گئیں ۳۹۶	کہاں گیو کنور ۲۴۶۹	کہا ہو آگی بچھیائے ۹۰۲	کہا ہو تیرتھ ۱۸۷۶
کہا ہوت پاچھے ۳۰۴	کہا ہوت جگ ۲۰۵	کہا ہوت رٹے ۸۳۰	کہا ہوت کاظم ۱۵۱۲	کہا ہوت ہمرے ۱۰۲۲
کہا ہوت ہے ڈنڈی ۵۴۶	کہاے سوئے ۱۱۴۳	کھبرے آوے ۱۲۵۰	کھبر لیو ۲۲۵۵	کھبرائے کے ۶۴۱
کہہ بوجھ آئیں ۱۹۲۹	کہہ رے پتنگ ۱۵۳۴	کہہ رے پتکوا ۱۴۹۰	کہہ سنگ کاظم ۱۵۶۳	کبھی جہین ۱۹۶۴
کبھی چھب ۹۹۵	کبھی کبھی خاطر ۷۰۳	کہہ گن کاظم ۲۲۰	کہہ نہ سکوں ۳۶۶	کیسے کا جیو تن من ۲۰۰

کھینچے رہو ۱۵	کھول پیالے ۱۸۵۵	کھول نے مکھ ۲۲۷۰	کہوں اٹھا چڑھ ۱۷۴۵	کہوں جن جا ۷۰۶
کہوں کو کت ۱۴۹۷	کہی اور لکھ ۱۵۲۹	کھیل لینھ ۸۲۱	کبھی نہ جائے ۱۹۹۷	کبھی نہیں جات ۲۲۵۹
کیا بھجن ۲۰۲۱	کہا صورت ۱۹۸۲	کیتے دن بہے ۳۵۸	کیتے دن نئیں ۳۰۰	کیتو گہن ۱۶۲۶
کیتے ماس سے ۱۷۴۳	کی جا کھ ۱۶۴۳	کی دوڑت ۱۰۹۶	کیسی ہے آگ ۱۹۳۸	کیسے بہئے ری ۵۳۸
کیسے تیں بہئی ۵۱۰	کیسے دیکھ سکے ۳۴۳	کیسے نہ چھوٹے مور منی ہیر ۵۲۷	کیسے کٹے دن ۱۳۰۰	کیسے کٹے دن ۱۰۲۳
کیسے کٹے موری ۷۶۹	کیسے کہ مانے ۲۴۹۰	کیسے کہوں سپنا ۱۴۲	کیسے کہوں ۳۲	کیسا من کہاں ۱۰۹۸
کیسے پتنگ آون ۱۸۲۲	کیسی نکی آون ۱۴۱۹	کیسے ہم درسن ۱۳۶۲	کس بیہری من ماری ۴۳۲	کیل گنجن ۲۲۳۲
کیں ایسا بلمائے ۲۲۲۱	کین دئی ماری ۱۵۴	کیو اپنے بس ۱۲۶۲	کیونکر ہوئے ۳۲۶	کیوں نہ آئے ۱۴۸۴
کیہو اودراب ۲۰۶۶	کینو جری مری ۱۹۲۵	کیوں تیری مت ۲۴۷۵	کی ہے بالک ۱۷۳	
		گ		
گات بھو نہیں ۹۰	گاڑھ پڑے ۱۵۵	گاگر ساجنی ۶۵۳	گپت رہو ۲۳۲۳	گپت رہے ۲۳۱۲
گپت نہیں ۳۵۰	گرب سے درس ۱۰۶	گرب سے مکھ ۱۳۹۰	گرب گمانی ۱۲۸۶	گرجت گہن ترپت ۱۸۴۴
گرجت گہن برجت ۱۷۲۰	گرج نہ ائے گہن ۱۶۹۶	گرج نہیں گہن ۱۳۹۵	گرج گہن ۱۵۷۴	گرجت گنہہ ۲۴۳۷
گرکی دیا سے تیں ۱۹۰۸	گرکی دیا سے کاٹم ۵۸۶	گرغم دل ۲۰۸۷	گرمی خواہی ۱۲۷۶	گرو کی کرپا ۳۳۶
گروے لاگ ۱۶۵۵	گرہ نہ باندھ ۲۴۵۸	گگری ترک ۶۵۴۰	گن اوگن ۵۱۹	گن اوگن ۱۱۸۳
گن اوگن کا موئے ۲۵۶	گن ٹوٹو ۳۴	گن صاحب ۲۴۵۰	گن گاوت ۷۱۹	گنگ بہیو ۶۹۷
گنی اوگنی ۶۲۰	گو البن پاوے ۲۲۸۵	گھاٹ پہ ٹھار ۲۲۷۵	گھاٹ چھانڈ ۵۷۶	گھاٹ گئن ۳۴
گھاٹ کرم کی ۲۵۵	گھاٹ لگیں ۱۰۳۵	گھاٹ نہ آوے ۱۹۱۷	گھاٹ نہ لاوت ۵۹۴	گھاؤ لگے کاری ۲۴۵
گھائل کرے ۲۱۴۴	گھائل کین ۲۲۷۵	گھٹ کے روگ ۲۰۹۲	گھٹ گھٹ ۲۲۸۸	گھٹے بڑھے ۱۳۹۲
گھر باہر ۱۲۵	گھر سے نکست ۳۰۲	گھر گھر آوے ۱۷۸۷	گھر گھر سگرو ۶۸۳	گھر مارہے ۱۸۵۴
گھر ما کھوج ۴۱۳	گھر نہیں لاگت ۱۹۰۵	گھڑی پل چھن ۲۱۴۸	گھڑی پل نہیں ۱۶۲۶	گھڑی پل چھن ۲۴۸۲
گھڑی گھڑی سدھ ۳۴۲	گہن برست ۱۳۹۹	گھنڈی کھول ۲۱۸۴	گہن برسے نس کاری ۱۵۹۴	گہن برسے جیو ۱۴۶۲
گہن گرجت جب ہی ۱۴۸۶	گہن گرجت جیو ۱۴۰۰	گہن گرجے نس ۱۴۷۷	گہن گرجے جیو مورا ۱۷۱۶	گھٹے سکھن ۱۸۳۲

موہن چھانڈا ۱۱۰۰	موہن چتوت ۷۶۳	موہن سے موری ۴۸۰	موہن کا منموہن ۱۵۹۱	موہن کے رو دے ۶۳۶
موہنواں پھیرے ۲۴۵۷	موہ نہیں ۸۶۴	موہنی مورت ۲۳۷۴	موہے چھب سنوری ۲۱۴۳	موہے ساون ۱۸۴۹
موہے کون ۱۰۲۱	موہے نت سنگ ۴۰۵	مہا جال مایا ۲۱۶۲	مہر کرو کاظم ۱۳۳۲	مہندی کا جر ۵۴۱
مہنگے مولن ۲۲۱	میانہ چھانڈ ۱۸۴	میت اکیل کاظم ۷۶۱	میٹھ میٹھ کاظم ۶۳۸	میٹھی میٹھی باتن ۱۸۸۵
میچ بہلی ۴۵۲	میرے تو تمہیں ۸۶	میری چک لاگ ۱۸۱۶	میرے دل کی ۱۳۵۶	میرے محبوب ۱۳۵۸
میں برہ بتہا ۱۳۴۵	میں بلجاؤں اپنے ۸۸۷	میں بلجاؤں کاظم ۴۱۷	میں بلجاؤں کاظم ۵۷	میں بلجاؤں کاظم ۷۱۴
مین بلجاؤں کاظم ۱۸۴۷	میں بلجاؤں اگے ۸۳۲	میں بلجاؤں رکے ۱۲۱۱	میں تلپھوں ۴۶۱	میں تم کا کب ۱۲۲۴
میں تو مری ۱۲۳۰	میں تیرے بلجاؤں ۲۱۸	میں پیا اپنا ۱۳۰۴	میں پیا تیرے ۲۰۲۹	میں جانو ۲۱۵۱
میں جل جل ۱۵۰۲	میں دکھ مان ۸۶۲	میں روون لگے ۸۴۷	میں اُون وہ ۴۵۰	میں رہوں کھ ۱۸۸۹
میگھا جھر جھر ۱۵۶۴	میں ناہیں ۹۳	میں نت تلپھوں ۴۶۹	مین مری پیاسی ۱۹۴۲	میں واری ۸۹
		میں ہیرت ۷۸۳		

ن

نا آدر ۱۸۰۵	نا آوے نہ ۱۹۲۳	نا آوے تیں ۱۲۹۹	نا آئے نہ ۱۲۴۸	نا آیو ۱۷۱۵
ناتین ۲۱۵۷	نا بتیم ۱۸۶۱	نا پیو ۱۷۸۲	ناچت ۹۲۰	ناڈر ۱۳۱۳
ناری دیکھت ۲۹۴	ناکہوں ۷۰۶	ناگن سی ۷۹۱	ناگہاں ۱۹۵۶	ناگہن ۱۵۶۰
ناگھٹے بیت ۲۲۹۷	نام بجھے تیں ۱۹۶۴	نام بچھے ہیئے ۲۰۱۵	نام جپنہارے ۱۰۳۷	نام بچے ۱۳۴۱
نام لیت ۲۴۵۴	نام کو ۲۴۵۵	ناہیں ۲۲۹۸	ناؤں نہ گاؤں ۹۸۷	ناؤں نہ ٹھاؤں ۲۰۹۹
ناوہ بلاوے ۱۰۱۷	ناہیں تو پیو ۱۷۷۵	ناہین تو کال ۴۳	نت چھکے ۱۳۹۲	نت دیدار ۳۶۵
نت دیکھے ۲۳۹۵	نت رہے ۲۲۳۷	نت سنگ ۹۴۹	نت کاظم ۲۰۵۶	نت ہم ۱۵۴۰
نت ہی ۸۲۵	نیٹ کٹھور ۲۱۸۱	پنٹ بکٹ ۲۳۴۵	نٹ ناگر ۱۹۱۵	نجر کرم کی ۱۱
ندن کو ۶۸	نرکھ باپ اپنے ۲۷	نرکھ پاپ جبھی ۲۸	نرکھ ہے ۸	نرگن اور نرنجن ۶۲۸
نرگن کے ۲۰۹۴	نرگن نسدن ۲۰۰۹	نرمل ہولکھ ۶۷۱	نرموہیا ۲۰۴۳	نرموہی ۲۴۹۳
نس اندھیاری ساون ۱۶۱۵	نس اندھیاری ۱۷۱۶	نس دن تمہرے ۲۱۴۷	نسدن جات ۱۱۲۳	نسدن ہم ۵۳۴

نس کاریں ۲۴۲۳	نس کاری ۱۴۰۹	نظر مہری ۱۳۳۷	نکس گئے ۱۵۶۹	نکہہ سکھ ۱۷
نگر چھوڑ ۱۴۳۱	نگر نگر بن بن ۱۱۲۵	نگر بگر بن گہن ۱۵۴۶	نگر نگر کچھ ۱۵۸۷	نند کو ۱۹۳۰
نور سے ۴۸۸	نہیں دامن ۱۴۴۳	نہیں سجھت ۲۴۷۹	نہیں کرپا ۴۹	نہیں گہن ۱۴۴۹
نئی نئی ۲۲۹۶	نیارا ۱۰۸	نیارے بہے ۱۱۴۰	نیر بہائے ۶۷۶	نیر بہے ۱۹۵
نیر چھوٹ ۸۶۰	نیرے آؤ ۴۷۸	نیرے جانت ۱۱۵۹	نیرے جانے ۵۴۰	نیرے نہ کہہ ۳۴۵
نیک بہو ۱۱۳۹	نیک باٹے ۷۰۵	نیکے بھاگ ۵۶	نیکے ڈھنگ ۱۸۸۷	نیکے گن اپنے ۳۱۰
نیکے گن سب ۲۴۸۸	نیکی لگیں ۱۷۷۳	نیکے سن تین ۴۰۴	نیکے موکو ۹۵۶	نیکی نیکی چال ۱۳۱۹
نیکی نیکی چھب ۱۷۱۲	نیکی نیکی چھب بہلی ۲۰۴	نین بہلیں ۱۵۱۱	نین ہیا دوؤ ۸۵۵	نین پیاسے ۲۴۸
نین چھیں ۸۵۶	نیند بھری انجن ۷۹۲	نیند بھری ۱۶۶	نیند کا ماتا ۲۲۳	نیند کے بس ۱۷۲
نین کارے ۱۵۸۵	نین کہلے ۷۸۹	نین کھول ۱۳۰۵	نین کے سین ۷۰	نین لگے کا ظلم ۴۸۳
نین ہمارے ۱۴۱۹	نیہہ نیا ہو ۶۴۵	نیہہ بڑھائے ۵۸۹	نیہہ نہ ڈرے ۱۴۴۵	نیہہ کے مینھ ۱۷۸۹
نیہہ کو مینھ ۱۸۱۷	نیہہ لگائے ۲۳۵	نیہہ لگائے سب ۶۷۷	نیہہ لگائے کہاں ہم ۴۷۹	نیہہ لگت تورے ۱۲۷۹
	نیہہ لگو تُہہ سے ۱۳۲۷	نیہہ نہیں ۱۷۸۸	نیہہ ہمارے ۲۳۶۷	

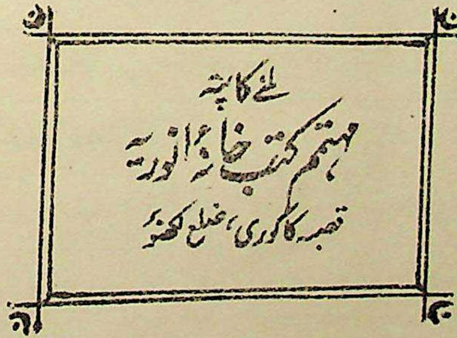
و

وار اکیلے ۵۹۶	وار پار توہے ۵۹۸	وار کرد ۷۹۹	واری واری جاؤں ۱۴۷۶	واری واری میں ۱۶۲۹
واری واری ۲۲۷۶	واکو دوارا ۱۲۷۱	واکی مٹیا ۶۹۴	واکے بیوگ ۶۸۴	والکے جن ۲۸۵
واکی سوں ۱۰۵	واکے سرن ۹۲۲	واکے لگی نہیں ۱۶۳۹	واہی کی آئے ۲۰۷۹	واہی کی کرپا ۳۵۴
وصل ترا ۲۴۲۹	وہ انجھ ۵۸۳	وہ تو ۸۷۴	وہ جوبنا ۳۰۶	وہ چتون ۲۳۹۱
وہ سنجوگ سکھی ۴۲۸	وہ سنجوگ کہاں ۷۵۲	وہ کہے ۱۹۱۳	وہ ملنے ۸۷۳	وہ من ۱۹۲۱
وہ مورت تین ۴۶۳	وہ صورت کب ۸۴۸	وہی جگ ۲۳۴۷	وہی ہوت ۱۹۴۴	وے بتیاں ۱۴۸۱
وے پیا سنگ ۱۸۲۶	وے سنجوگ ۶۴۰	ویسے بہجت ۱۵۱۶	ویسے ملب ۲۲۰۶	وے گن ۱۱۸۰
	وے نہ بھئے ۲۳۲۹	وے نہ بھئے وے ۲۳۱۸		

ہ

ہات نہ لاؤ ۹۴۲	ہاتھ پاؤں ۵۴۲	ہاتھ پہ ہاتھ ۵۳۱	ہارت بیم ۲۱۰۱	ہار تھکا ۱۱۳
ہارنہ جی ۱۹۸۸	ہار گئیں ۱۳۴۷	ہار گئے ہم ۶۴۷	ہاہا کر جو ۹۱۵	ہاہا مان ۴۶۸
ہائے پھوٹی ۱۸۳	ہت بہاری ۱۳۲۶	ہت چھت ۴۸	ہت سون ۳۳۸	ہت سے حبیب ۶۳۰
ہت سے ملت ۱۸۶۰	ہت کئے ۱۱۴۲	ہت لاگو ۴۳۱	ہت لگی ۲۳۶۹	ہت نہ توڑ ۵۰۳
ہت والین ۲۲۴۷	ہردوارا ۴۹۵	ہر کو بھجے ۴۶	ہستیِ موہوم ۱۹۵۹	ہل ہل ۹۱۰
ہم برسن کے ۱۸۵۲	ہم ترسین تم جاؤ ۲۳۶۳	ہم ترسین سکھ ۱۱۹۳	ہم تو بھے ۸۰۴	ہم تو گئے ۴۲۲
ہم تو میت ۱۱۶۴	ہم جل جل ۲۴۲۴	ہم درسن کو ۲۳۰۲	ہم ڈریں ۱۱۰۹	ہمرو جی ۲۰۵۴
ہمرو چندر ۱۳۹۴	ہمرو ہت ۹۷۶	ہم رہے ٹھور ۲۱۳۶	ہم رہے سنگت ۲۳۹	ہمری اگن ۱۶۵۲
ہمری آنکھ ۹۱۴	ہمری انکھین ۲۴۰	ہمرے آوت ۱۲۸۸	ہمری اُور ۵۱۷	ہمری تہا ۱۳۸۷
ہمرے بدیسی ۱۶۵۴	ہمری بیس ۲۳۰۴	ہمری سدھ ۱۶۴۴	ہمری سرت ۸۴۲	ہمری کوکیں ۱۸۴۳
ہمرے من ۲۴۵۹	ہم کا بلائے ۸۵۹	ہم کا جھوڑ ۲۰۴۵	ہم کا درس ۲۲۷۱	ہمکا سدا ۹۶۴
ہم کچھ نیہ ۳۳۳	ہم کا جگائے ۴۹۱	ہم کو تو ۶۲	ہم مانا ۲۴۴۶	ہمہوں کال دے ۱۰۶۴
ہمہیں ترسیں ۴۷۹	ہم کو درد ۲۰۷۱	ہم نے تو ۱۹۶۹	ہنسوجات ۱۸۸۶	ہوت انجھا ۲۶۵
ہوں برہن ۱۸۰۸	ہوں سوایک ۲۲۳۹	ہوں نہ مرا ۲۶۴	ہوں نہ مرا نہ جیا ۲۴۴۰	ہووَ سہائے ۳۷۵
ہیا نرمل ہوئے ۵۵۰	ہیت جیت سے ۶۹۲	ہیت جیت سے ۱۹۶۵	ہے جگسبار ۱۶۶۳	ہے جگ جیسے ۹۱۹
ہے جتون ۱۲۳۴	ہیرت ہیرت ۱۶۸۱	ہیر دکھا رانجھے ۲۰۷۱	ہیر ہرائے ۷۸۴	ہیر کھیر بیرن ۲۳۸۱
ہیرے دیکھت ۸۹۹	ہے سگری چھب ۱۰۰۶	ہے کچھ دن ۲۳۳۴	ہیں جگ ما ۷۷۶	ہے ناہیں ۲۳۲۷
ہے نردئی بھنت ۲۴۷۱	ہیے سے لگھ ۲۲۸۹	ہیے کو میل ۴۹۸	ہے وہ دئی ۲۲۴۱	ہمیہ نہ جراؤ ۱۵۰۷
ہے یہ کٹھن ۱۴۷۳	ہے یہ بگڑا ۲۴۳۸			
		ی		
یار آمد ۲۷۴	یافت تیرا ۷۲۵	یافت کاظم ۱۹۲۰	یاہو یہ ۲۳۹۰	یاہی اگن ۱۵۶۷
یاہی جتن سمجھا ۹۶۵	یاہی جتن نت ۲۰۲۵	یاہی دکھن ۱۰۶۲	یاہی سبھاؤ ۲۲۴۵	یاہی ہے ۱۳۶۵
یوں نہ بنے ۲۲۰۲	یہ انجن ۱۹۷۴	یہ باتیں ۲۳۴۵	یہ بدہ بیت ۲۳۲۸	یہ بدہ جو ۲۱۹۶

یہ بدھ جو ۲۲۸۰	یہ بھاتن رب ۲۲۱۱	یہ بھاتن سمجھا ۷۴۳	یہ ٹھگنی ۴۷۶	یہ جگ سب ہے ۱۹۰۷
یہ جگ ما جو ۱۱۳۳	یہ جگ ماہے ۹۱۷	یہ جگ ہے سب ۱۶۴۰	یہ دکھ پایا ۷۵۹	یہ دکھ سکھ ۸۹۵
یہ دکھ ہم ۷۷۷	یہ دئی ماری ۱۷۲۳	یہ سب کلج ۶۶۲	یہ سدھ آوت ۱۶۰۴	یہ سدھ لیں ۸۸۶
یہ سنجوگ ۷۴۸	یہ مکھ مانگی ۲۵۴	یہ من بیری ۱۳۵۰	یہ من پاپی ۱۳۳۹	یہ موہن گوالن ۱۹۰۰
یہ نایئس ۲۳۴۲	یہ نگر پا پیا ۱۰۲۷	یہ نیند یا ۵۱	یہ نند یا ۵۸	یہ ہم دیکھا ۶۲۱
یہی ارمان ۱۲۹۳	یہی ان سے ۱۱۲۸	یہی بدھ جگ ۱۲۵۲	یہی بدھ جونت ۱۱۹۸	یہی بدھ سب جگ ۹۲۹
یہی بدھ راکھ ۱۵۵۰	یہی ٹک ۱۸۱۰	یہی گھرٹ ما ۲۴۶۲	یہی لاگ ۔ ۱۳۸۵	



مطبوعۂ نامی پریس لکھنؤ

ملنے کا پتہ

مہتمم کتب خانۂ انوریہ

قصبہ کاکوری، ضلع لکھنؤ

مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ